inches
cm
Kodak Color Control Patches
© Kodak, 2007 TM: Kodak
Blue
Cyan
Green
Yellow
Red
Magenta
White
3/Color
Black

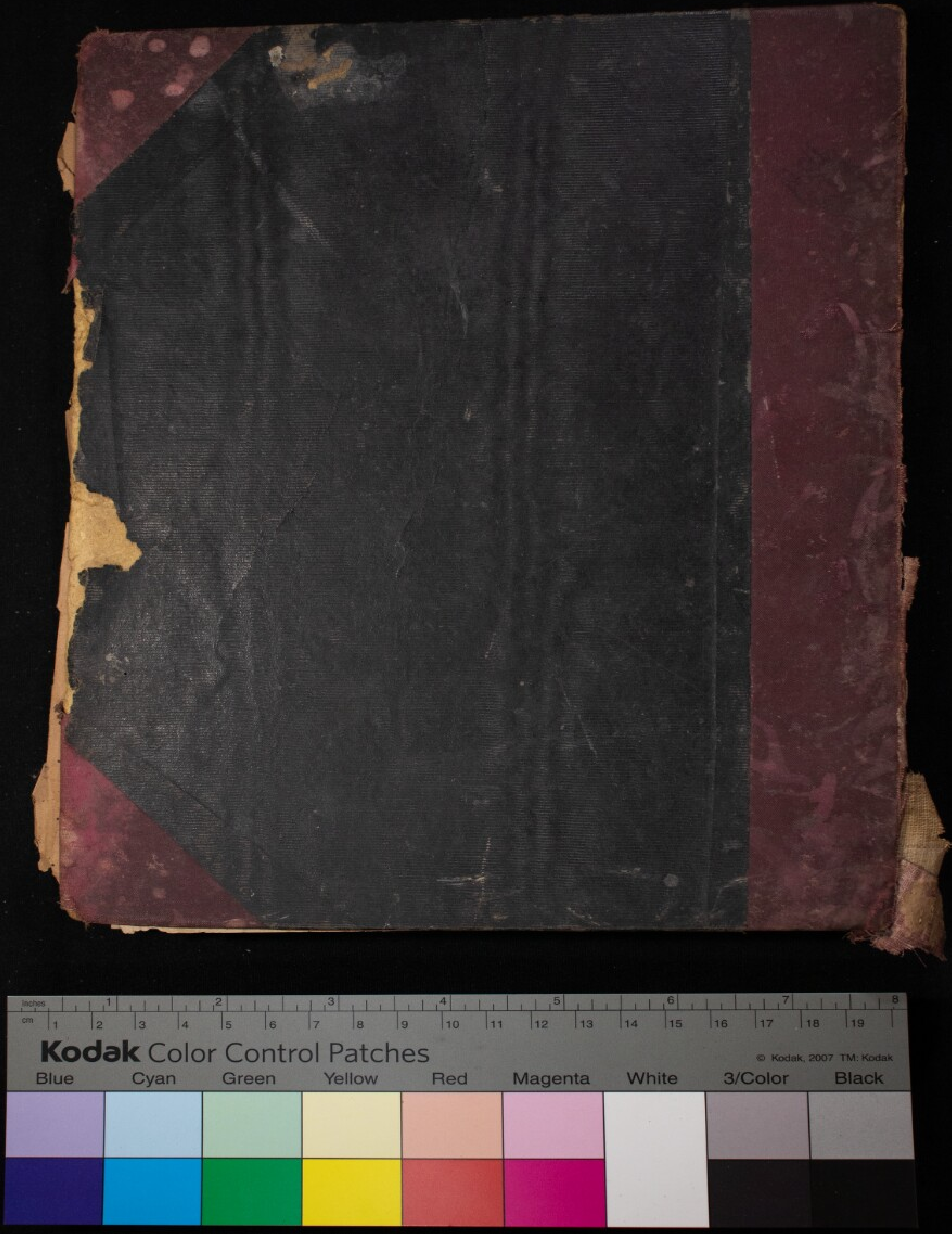
Kodak Color Control Patches
© Kodak, 2007 TM: Kodak
Blue
Cyan
Green
Yellow
Red
Magenta
White
3/Color
Black

(۳۱) فلم ریڈیو کلکتہ اکتوبر ۳۰ء تا دسمبر ۳۱ء

Shola Warsi
Lucknow.

فلم ریویو

31

(۳۱)

جلد

نمبر
۱
۲
۳
۴
۵
۶
۷
۸
۹
۱۰

"فلم ریویو"
(بالتصویر)

ایڈیٹر:- وامقؔ کے، طارق

قیمت:- سالانہ دو روپیہ آٹھ آنہ (۲/۸)

جلد ۱ بابت ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۳۰ء نمبر ۳

فہرست:-

نمبر	مضامین	اثر خامہ	صفحہ
۱	شذرات	ایڈیٹر	۳
۲	گلابی اُردو	جناب ملا رموزی صاحب	۸
۳	افسردہ محبت (نظم)	جناب جمال صابری صاحب	۹
۴	عربوں میں ڈرامہ کی مقبولیت	جناب رہبر صاحب	۱۱
۵	فلمی مناظر میں جنگی شعبدے	ایڈیٹر	۱۵
۶	پردۂ فلم کا درخشندہ ستارہ	جناب بدر جمالی صاحب	۱۷
۷	تعارف	ایڈیٹر	۱۹
۸	مس پیشنس کوپر کی کہانی	ایڈیٹر	۲۳
۹	معلومات	(رکن صیغۂ ادارت)	۲۴
۱۰	فلم کی خبریں	جناب یتیم راشدی صاحب	۲۶

مالک پرنٹر پبلشر:- عبدالرؤف - دارالاشاعت نمبر ۱۲ - ۱۳ - پٹوار بگان کلکتہ

دی بنگال یونائیٹڈ فلم کمپنی کا

قابلِ دید فلم :-

دی بیگر گرل آف آگرہ

(یعنی)

”آگرہ کی بھکارن“

تیار ہوگیا - اسمیں ہندوستان کی موجودہ معاشرتی زندگیوں کی بھلائی اور برائی بتائی گئی ہے - لڑکی کی مرضی کے خلاف شادی کے نتائج اور بے پردگی کی حیاسوزی کی بہترین تصویریں اسمیں ہونگی - مس مایا دیوی اور مس پدما دیوی جیسی حسین وجمیل ایکٹرسوں کو کمپنی نے نہایت جانفشانی اور دادو دہش سے اس میں ہیروئن کا پارٹ کرنے کے لئے تلاش کیا - جنکی سحر آفرین جذبات نگاری سے آپ متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے -

اگر آپ ہندوستان کی معاشرتی تہذیب کے تاریک اور روشن پہلو کا مشاہدہ کرنا چاہتے ہیں، اور آپ قدرتی مناظر کی دلکشی سے سرور اندوز ہونا چاہتے ہیں

تو :- آگرہ کی بھکارن

ضرور ملاحظہ فرمائیے!

فلم ریویو

SHANTA KUMARI
IN
"LOVERS"

MISS LAILA
IN
"ORPHEN DAUGHTER"

٧٨٦

شذرات

میسرس مدن کمپنی نے تین سال کی مسلسل محنت کئی ایک والیان ریاست کی اعانت اور تقریباً ایک لاکھ روپے کے خرچ سے بنکم چندر چٹرجی کے تاریخی افسانہ "راج سنہا" کا فلم تیار کیا جسے بورڈ آف سنسر نے بلا عذر پاس بھی کردیا لیکن نمائش کے پہلے ہی روز کلکتہ کے تمام مسلمانوں میں اس کے خلاف اشتعال پیدا ہوگیا جن کا مطالبہ تھا کہ یہ فلم قانوناً ممنوع قرار دیا جائے کیونکہ اس میں اورنگ زیب عالمگیر کی ذاتی کریکٹر اور زیب النساء دختر اورنگ زیب کی عصمت مآبی پر دل آزار اور غلط حملہ کیا گیا ہے چنانچہ عوام کی چیخ و پکار احتجاجی تجاویز کے باتفاق آرا، پاس ہو جانے اور جیسا کہ ہمارے نمائندہ خصوصی کو معلوم ہوا ہے کہ جناب شہید سہروردی صاحب بار ایٹ لا ۔ ایم ۔ ایل سی ۔ کی کوشش سے یہ فلم غالباً کلکتہ میں ہمیشہ کے لئے بند کردیا گیا ۔

لیکن اس سے ایک نہایت نازک اور قابل غور مسئلہ پیدا ہوگیا ہے اس فلم کی ممانعت سے مدن کمپنی کو کئی ہزار روپیہ کا نقصان برداشت کرنا پڑا اولاً تو ایسے افسانہ کو فلم کی صورت میں لانا جس سے کہ ایک جماعت کی دل آزاری ہوتی ہو کمپنی اور کمپنی کے کارکنوں کی فاش غلطی تھی پھر اسے بلا روک ٹوک پردہ نمائش پر لانے کی اجازت دیدینا بورڈ کی صریح ناعاقبت شناسی کا نتیجہ تھا جس سے کہ عوام میں ایک ہیجان و بےچینی پیدا ہوگئی بورڈ نے بعد میں جو کچھ کیا اسے وہی طرز عمل پہلے اختیار کرنا چاہئے تھا لیکن اس سے فلم سازوں کو اپنی روش پر غور کرنے کا بہترین موقعہ ملا ہے کہ کسی جماعت کی دل آزاری قابل ستائش نہیں ہو سکتی ۔

لیکن اگر اسی طرح سے افسانوں کا انتخاب ہوتا رہا اور فلم تیار ہونے کے بعد قوانین سنسر کی نذر ہوتے رہے تو یقیناً اس کو صنعت کی ترقی پر مہلک اثر پڑیگا اور سرمایہ داروں کی دنیا میں اس صنعت کی وقعت کم ہوجائے گی جس کا لازمی نتیجہ

یہ ہوگا کہ جب ممالک غیر میں صنعت فلم سازی ترقی کے بام کمال پر ہوگی ہم پہلے ہی زینہ پر خستہ نظر آئیں گے اس لئے فلم سازوں کو اس مہلک اور خطرناک شکنجہ سے آزادی حاصل کرنے کے طریقوں پر غور کرنا چاہئے اگر افسانہ کی فلم بندی ہونے سے قبل بورڈ آف سنسر کو سینریو (منظرنامہ) دکھا دیا جائے جس پر غور کرکے بورڈ جن مناظر کو قابل اعتراض خیال کرے انہیں رد کردے اس کے بعد اس کا فلم تیار ہو تو میرے خیال میں وہ فلم کبھی قابل اعتراض نہیں ہوگا اور اس طرح سرمایہ داروں کو بھی آئے دن کے خطرات سے نجات مل جائے گی لیکن اس میں سب سے بڑی ضرورت اس کی ہے کہ ڈیرکٹر اپنی ذہنیت کو فرقہ وارانہ تعصب سے پاک رکھے۔

مسٹر ادبی لڑکے بی اے - ال - ال - بی مدیر سینما لاہور نے اپنے ایک انگریزی مضمون میں مسلمانوں کی ذہنیت سے شکایت کی ہے کہ مسلمان تنگ خیال، کوتاہ نظر اور متعصب ہیں کیونکہ انہوں نے لاہور میں "انارکلی" اور "شیراز" جیسے فلموں کی نمائش قانوناً بند کرادیا۔ آپ شاکی ہیں کہ مسلمان شاہان مغلیہ کے داستان محبت کو فلم کی صورت میں دیکھنا پسند نہیں کرتے اور اس طرح ہندوستان کی ایک صنعت کو پامال کر رہے ہیں لیکن ان کے ہمسایہ ہندو اس قدر آزاد خیال ہیں کہ اپنے افسانہ ہائے اصنام قدیم اور دیوتاؤں کے سوانح حیات کی فلم بندی کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھتے ہیں" قابل مدیر کی یہ شکایت ان کی غلط فہمی کا نتیجہ ہے مسلمان ہندوستانی صنعت کی ترقی کے دل سے اتنے ہی خواہاں ہیں جتنے ہندو ہیں چنانچہ مسلمانوں نے ہندوستانی صنعت فلم سازی کے ابتدائی مرحلوں میں جس جانفشانی سے حصہ لیا وہ تو آپ اور سبھوں پر بخوبی ظاہر ہے اور جن کے دفاتر پارینہ بمبئی کی چند مشہور اور پرانی کمپنیوں کے سوانح وجود اب تک موجود ہیں۔

لیکن مسلمان اپنے اسلامی حکمرانوں اور مذہبی پیشواؤں پر پردہ فلم پر غلط اتہامات عائد ہوتے ہوئے نہیں دیکھ سکتے اور یہی ٹھیک کا حل ہے کہ لاہور کے مسلمانوں نے انارکلی اور شیراز، کلکتہ کی مسلم جماعت نے "راج نرتکی" اور ڈھاکہ کے اسلامی طبقہ نے "درگیش نندنی" کی اس بنا پر مخالفت نہیں کی کہ ان تمام فلموں میں اکبر، جہانگیر، عالمگیر، یا قتلو خان کی تصویریں یا ان کا تذکرہ آیا ہے بلکہ ان کا اعتراض نفس افسانہ کی غلط بیانی پہ ہے اور حقیقت یہ ہے کہ کوئی قوم، کوئی فرقہ، کوئی جماعت، کوئی شخص اپنے بزرگوں اور پیشواؤں کی ہتک دیکھنا قبول نہیں کریگا۔ خواہ

ہندو صد درجہ آزاد خیال ہوں اور اپنی دیویوں اور اپنے دیوتاؤں کے ساتھ جو سلوک چاہیں کریں وہ بردہ فلم پر ان کو سیتا کا جبراً اغوا کرتے ہوئے دیکھ کر اپنی آنکھیں سینک سکتے ہیں، انہیں اپنے طرز عمل پر اختیار ہے کوئی قوم انپر معترض نہیں ہوگی اور نہ ہو سکتی ہے پھر بھی ہمارا خیال ہے کہ ایک بھی سمجھدار ہندو ایسے مناظر کو پسندیدگی کی نگاہ سے نہیں دیکھے گا ہندوستانی فلم ساز مغلیہ شان و شوکت کی نمائش اس طریق پر کر سکتے ہیں لیکن بہتر ہے کہ ان افسانوں کو وہ تاریخی اہمیت نہ دیں اور افسانہ کو افسانہ ہی رہنے دیں لیکن اس وقت ہندوستان میں مغلیہ داستان عشق یا مذہبی افسانوں کی نہیں بلکہ معاشرتی قصوں کی ضرورت ہے جنمیں ہندوستان کی معاشرتی زندگی کی صحیح تصویریں ہوں اور جس سے یہاں کے رسومات قبیح اور طرز معاشرت کی درستگی بھی ہو جائے ۔

بنگالیوں نے اسٹیج ایکٹنگ کو فن لطیف ثابت کرنے میں جس حد تک کامیابی حاصل کی ہے وہ قابل تحسین ہے "دانی بابو" کے نام سے کونسا ایسا بنگالی ہے جو واقف نہیں ہوگا چند روز ہوئے ہمیں ان کی ایکٹنگ دیکھنے کا موقعہ ملا اور میں بلا رعایت و پس و پیش کہہ سکتا ہوں کہ فن ایکٹنگ اور جذبہ نگاری میں انہیں کمال حاصل ہے ۔ ۷۰ سال کے قریب عمر ہے تمام بدن میں جھریاں پڑ گئی ہیں ضعف سے بدن میں رعشہ رہا کرتا ہے لیکن اسٹیج پر ایک جوان ایکٹر کی طرح پارٹ کرتے ہیں سب سے بڑی خوبی آپ میں یہ ہے کہ آپ اسٹیج پر چہرہ کو غازہ آلود کر کے آنے کے خلاف ہیں ان کا خیال ہے کہ ایکٹر "پینٹ" کر کے چہرہ سے جذبات نگاری کا کمال نہیں دکھا سکتا اسی قسم کی چند ایسی خوبیاں ہیں جن کی وجہ سے یہ بنگالی اسٹیج کے متفقہ طور پر بہترین ایکٹر مانے جاتے ہیں اور عموماً فادر آف دی بنگلہ اسٹیج کہلاتے ہیں ۔

لیکن ان کے بعد مسٹر سیسر کمار بھادوری کو اہمیت دی جاتی ہے جو ۹ ستمبر کی شام کو بنگالی ماہران فن موسیقی و رقص کی ایک منتخب جماعت کے ساتھ امریکہ روانہ ہو گئے ۔ جہاں وہ ہندوستانی فن لطیف ۔ اور ایکٹنگ کا کمال دکھائیں گے موصوف دنیائے اسٹیج پر آنے کے قبل دویا ساگر کالج میں زبان انگریزی کے پروفیسر تھے ڈاکٹر ٹیگور نے بنگلہ اسٹیج کو سدھارنے اور اسے ترقی دینے کی جو اسکیم تیار کی تھی اس میں آپنے بہت عملی مدد دی اب وہ امریکہ میں "سیتا" "شاہجہان" "تاپتی" وغیرہ جیسے منتخب بنگلہ ڈراموں کو اسٹیج پر لائیں گے اس میں شک نہیں کہ اس کھیل میں امریکن کی شمولیت ایک تعجب خیز بات ہوگی اور ان کا شروع سے آخر تک مطمئن بیٹھے رہنا بہت ہی تکلیف دہ ہوگا کیونکہ وہ نہ زبان اور نہ فلسفہ ڈرامہ سے لذت اندوز ہو سکتے ہیں لیکن ایکٹنگ رقص اور موسیقی سے محظوظ ہونیکا انہیں بہترین موقعہ ملیگا ۔

۵ ستمبر کی شام کو یونیورسٹی انسٹی ٹیوٹ میں بنگالی نوجوانوں نے انہیں الوداعی ایڈریس پیش کیا اور ہم نے کارکنان و ناظرین فلم ریویو" کی نمایندگی کرتے ہوئے ان کی خدمت میں اس جانفشانہ جدوجہد کا تہنیت نامہ گذرانا جس پر انھوں نے ناظرین فلم ریویو" کے نام مندرجۂ ذیل پیغام ارسال کیا۔

"نوجوانو! ہندوستانی صنعت خصوصاً فلم سازی کی ترقی میں اپنی ذہنی اور جسمانی قوت کو کام میں لاؤ۔ ایکٹنگ بہترین فنون لطیفہ میں ہے اس سے دلچسپی پیدا کرو۔ سرمایہ دارو! اس صنعت کو ترقی دینے میں ماہران صنعت کا ہاتھ بٹاؤ۔"

مسٹر بھادوری نے ہمارے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ وہ امریکہ کی متکلم فلموں میں بھی پارٹ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں لیکن اس کا ابتک فیصلہ نہیں کیا گیا ہے۔ ناظرین فلم ریویو میں جو صاحب مسٹر بھادوری کو خط بھیجنا چاہیں وہ تین آنہ کا ٹکٹ لفوف مندرجۂ ذیل پتہ پر بھیجدیں

مسٹر سیسر کمار بھادوری ایم اے معرفت فلم ریویو نمبر ۱۲-۱۳ تہوار رنگال لین کلکتہ

افواہ ہے کہ آخرش مسٹر نواب کاشمیری الفریڈ تھیٹریکل کمپنی کے ہیرو ایکٹر نے "چو بنچ" کے خلاف غلط پروپگنڈا اور بدنام کرنے کی کوشش کے الزام میں مقدمہ دائر کر دیا۔

"چو بنچ" نے چند ہفتے سے ہندوستانی اسٹیج کے زیر عنوان مسٹر نواب کی ایکٹنگ پر اعتراض شروع کر دیا تھا مگر یہی نہیں بلکہ مسٹر منی بائی" پر بھی تنقید کیا کرتا تھا اس کے اعتراض نے ذاتی حملہ کی صورت اختیار کر لی تھی ہم اس کی تنقید کو ٹھنڈے دل سے پڑھا کرتے تھے مسٹر نواب پر جتنے اعتراضات کئے گئے ہیں وہ سب بالکل بے بنیاد ہیں کیونکہ فلم ریویو کے نمائندہ خصوصی مقیم بمبئی نے ان کے متعلق مختلف انگریزی مضامین ارسال کیا ہے جن میں انکی ایکٹنگ کی فن کی نظر سے تعریف کی گئی ہے۔ نیز ہمیں خود بھی چند ڈراموں میں ان کا کام دیکھنے کا موقعہ ملا اور بلا عذر کہیں گے کہ اگر وہ مسٹر کھٹاؤ جیسے "ہملٹ" نہیں تو معمولی ایکٹ کرنیوالے بھی نہیں ہیں۔ جذبہ نگاری کی مختلف قسمیں ہوتی ہیں یہ ضروری نہیں کہ ایک ایکٹر تمام کیرکٹر میں ماہر ہو' نواب کا جو مخصوص رنگ ہے اسی رنگ کا وہ آقا ہے۔ میں چو بنچ" کے تمام اعتراضات پر روشنی نہیں ڈال سکتا کیونکہ اس میں طوالت کی ضرورت ہے لیکن چند تنقیدی نمبر پڑھنے کے

بعد ہم مدیر رسالہ سے بھی درخواست کریں گے کہ اگر آپ کو اردو اسٹیج کی خدمت کرنی ہو تو بہتر ہے کہ ذاتیات پر حملہ کرنے سے باز آئیں آپ کی تنقید سے بآسانی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آپ کو مسٹر نواب یا منی بائی سے ذاتی عناد ہے۔ بہتر ہے کہ آپ اپنے مخصوص رنگ میں محدود رہیں "طوائفوں کا اشتہار" شائع کرنا ہی آپ کے لئے کافی ہو چونکہ آپ کو اس دنیا سے کافی واقفیت اور اس کا پختہ تجربہ نہیں ہو اس لئے اگر اس روش کو بدل دیں تو بہتر ہے اس تنقیدی پروپگنڈا سے آپ کوئی مفید نتیجہ نہیں نکال سکتے اور نہ اس "طرز سخن" سے آپ اردو اسٹیج کی اصلاح کر سکتے ہیں اس میں شک نہیں آپ کے ہاتھوں میں قلم ہے آپ ایک اخبار کے مدیر ہیں لیکن خدارا اس سے غلط فائدہ اٹھا کر اردو انشا پردازی اور فن تنقید کو بدنام نہ کریں"۔ بمبئی اور لکھنو کے نمائندوں نے مسٹر نواب کے متعلق جو معلومات بہم پہنچائے ہیں وہ بہت جلد مضمون کی صورت میں ہدیۂ ناظرین ہوگا۔

متکلم تصاویر کے اجرا کی وجہ سے جو اندوہناک اور ناقابل تلافی نقصان دنیائے فلم کو برداشت کرنا پڑا وہ ہالی ووڈ کے مشہور مرکزی ایکٹر اور ہزار صورتیں بدلنے میں ماہر لون چینی کی اچانک موت تھی۔

انہوں نے بولنے والی تصویروں میں کام کرنے سے انکار کر دیا تھا لیکن ماہران فن کی درخواست پر آپ راضی ہو گئے تھے آپ نے ہزار قسم کی آواز پیدا کرنے کا دعویٰ کیا تھا لیکن "چیرپی" Unholy Three نامی فلم میں کام کرتے ہوئے ان کے دل سے خون آ گیا اور چند ہفتہ بعد اسپتال میں فوت ہو گئے۔ مرتے وقت ان کی عمر ۴۷ سال کی تھی صرف بیوی اور ایک صاحبزادہ یادگار رہ گئے ہیں۔ مسٹر چینی نے "شباب شہرت" کے زمانہ میں ۱۵ ہزار روپیہ ہفتہ سے کم مشاہرہ کبھی نہیں لیا۔

ہم ناظرین "فلم ریویو" کی طرف سے ان کے صاحبزادے کے غم میں (جو کیلیفورنیا کے ایک قابل بیرسٹر ہیں) شریک ہیں

"ادبی دنیا" صحیح معنوں میں ادب اردو کا ایک کامیاب رسالہ ہے جس میں مشہور عالم مشاہیر ادب کے خیالات زریں کا اقتباس ہوا کرتا ہے تصویریں فن کی نظر سے اچھی ہوتی ہیں کاغذ، طباعت، ترتیب مضامین میں کوئی نقص نہیں ہے مجلد بھی۔ سالانہ چندہ للعہ قیمت رسالہ کی خوبی کے لحاظ سے بہت کم ہے۔ لاہور سے شائع ہوتا ہے۔

گلابی اردو

"فلم ریویو" کا مسخ ریویو

(حضور ملا رموزی کے ذاتی قلم دوات سے)

سینما کے اے کالے اور سفید ایکٹرو!

سنو تم سب بال بچون اپنے کے مبلغ ایک بات ہماری ملی ہوئی اوپر حکیمون ہند کے کہ البتہ تحقیق بیٹھے ہوئے تھے ہم اور ننھے میان کی والدہ بیچ مکان درجہ سوم اپنے کے ناگاہ آیا مبلغ ایک پرچہ رسالہ "فلم ریویو" کا بس حیران رہ گئے ہم بھی بال بچے ہمارے اوپر اس بات کے کہ کیا ہی نسبت ہمکو رسالہ سینما کے سے گر آئے حیرت نے پکڑا ہمکو اور افلاس نے ایکٹرون ہندوستانی سینما کو کہ نہین تھا ان کا نزدیک ہمارے اس رسالے ہذا کا مگر ملا ہوا اوپر اس بات کے کہ دیکھین ہم بھی جانچین ہم اس رسالے کو کہ کیونکر ہوگا یہ مفید بیچ حق سینما والون کے تو قسم ہے مس زبیدہ بھی جانکی بائی الہ آباد والی کی کہ بعد پڑھنے مضامین اس رسالے کے مان لیا ہم نے بھی بیوی ہماری نے کہ البتہ تحقیق مفید ہے یہ رسالہ واسطے ملازمون سینما بھی واسطے دیکھنے والون سینما کے کیونکہ نہیں ہے کوئی شک بیچ اس کے کہ سمجھائیگا یہ رسالہ ہذا فائدے تماشے۔

سینما کے کو کیون کہ نہین سمجھتے ہیں اکثر تماشہ دیکھنے والے فائدے تماشے سینما کے کو اور شور کرتے ہیں وہ مانند گنوارون بھی مانند غنڈون کے بیچ سینما کے پس اگر جاری رہا یہ رسالہ ہذا تو تہذیب سکھائیگا یہ تماشہ دیکھنے والون کو بھی قاعدے دیکھنے تماشے کے پس لاریب کہ اوپر فقط تعلیم اور سمجھانے اس رسالے کے محفوظ رہینگے کوتوالی اور حراست سے تماشہ دیکھنے والے کیونکہ تحقیق کہ بیچ وقت تماشے کے اگر پیتا ہے۔ کوئی ہندوستانی بیڑی نمبر چھ تو دھوان اڑاتی ہین سفید حو زمین، یورپ کی اسکا بھی بیوی اس کی کا بھی البتہ تحقیق کہ یہی رسالہ بتائیگا کہ سامنے دروازون سینما کے غور کرنا بھی دیکھنے دینا تماشائیون کو بھی بیڑیان اور سگریٹ پینا کثرت سے بھی پان کھانا زیادہ حد ادب سے

ہوگا بسبب ناراضی مس زبیدہ بھی مس سلطانہ کا پس اگر چاہتے ہو راضی رکھنا ان دونوں ذی عزت مسون کا تو ترک
کرو شور کرنا بیچ سنیما کے اور دیکھو گے کر جیسے انگریزی اوپرا انھوں اپنی کے بھی اوپرہ نوں اپنے کے بھی اوپرا کوں
اپنی کے ہنر اور کمال ان دونوں اسد کی بندیوں کے درانحالیکہ مصروف ہین ۔ اور حد سے زیادہ مصروف ہین
ایڈیٹر صاحب رسالہ "نئی روشنی" دہلی بیچ تعریف معاملون سنیما کے واسطے بتانے اصلاح کو انڈین کمپنی کا نام سکین
وہ لچھ لکھنا اوپر معاملون تھیئٹر کے اگرچہ نہین قدر کرنے مالک ہندوستانی سینما کمپنیوں کے ایکٹرون اپنے مانند قدر
کرنے یوروپ مالکون کے کیونکہ تحقیق دیکھا ہو بیوی درجہ سوم ہماری نے ایکٹرون سینما کو قرضدار اور گندے
کپڑے پہنے ہوئے بہت بھی نہین ہوتے اکثر ملازم سینما کے اعلیٰ تعلیم یافتہ بہ سبب ہونے کم تنخواہ کے پس ہیڈ کانسٹیبل
بنائے اسد ایسے مفلس ایکٹرون کو بیچ اس دنیا کے یا پھر خریدار بن جائیں وہ اس رسالے کے تو دور کر دیگا اللہ افلاس
اس کو کہا ہے یہ شعر سے دیکھنا سینما کا ساتھ قاعدون اسکے کے ۔ ہے ذریعہ بیچ اس دنیا کے ڈپٹی کلکٹری کا
کہ تعلیم سینما کی ہوتی ہو واسطے اصلاح کے ۔ پھر جو نہ سمجھیگا اسکو تو ملیگا عہدہ کمشٹ کلکٹری کا

"شانتی دھارا"

افسردۂ محبّت

(تصویر درد بھیکر)

(از جمال صابری (علیگیرین) مدیر "علی گڑھ پنچ")

(۱)

مری آنکھوں میں آکر شوق سے روپوش ہو جاؤ
کسی صورت سے اب تم زینتِ آغوش ہو جاؤ
نہ یوں خاموش ہو جاؤ

یہاں بیٹھی ہو کیوں کچھ تو بتا دو
یہ خاموشی ہے کیسی مسکرا دو
قیامت خیز اک ٹھوکر لگا دو
مری سوتی ہوئی قسمت جگا دو
اٹھو، اٹھکر چلو۔ چلکر نظر بردوش ہو جاؤ
کسی صورت سے اب تم زینتِ آغوش ہو جاؤ
نہ یوں خاموش ہو جاؤ

(۲)

یہ زلفیں ہیں کہ ہیں دو ناگ کالے
ہیں پیشانی میں پوشیدہ شوالے
ہیں رخساروں سے پیدا سو اجالے
یہ آنکھیں ہیں کہ ہیں مستی کے پیالے
مزہ آئے جو ایسے وقت اور مینوش ہو جاؤ
کسی صورت سے اب تم زینتِ آغوش ہو جاؤ
نہ یوں خاموش ہو جاؤ

(۳)

پریشاں ہوں تمھیں میری خبر ہے
ترقی پر مرا دردِ جگر ہے
نہ تجلی ہے نہ وہ پہلی نظر ہے
کہ اب تاریک آنکھوں میں قمر ہے
نگاہیں ڈالکر مجھپر، تجلّی پوش ہو جاؤ
کسی صورت سے اب تم زینتِ آغوش ہو جاؤ
نہ یوں خاموش ہو جاؤ

(۴)

بڑی پُردرد ہے غم کی کہانی
سنو مجھ سے پیامِ نوجوانی
نہ ہو برباد میری زندگانی
کرم کردو کہ ہو تم دل کی رانی
مرے پہلو میں آکر بے نیاز ہوش ہو جاؤ
کسی صورت سے اب تم زینتِ آغوش ہو جاؤ
نہ یوں خاموش ہو جاؤ

MISS DWARKI
IN
" NAR-KESRI "

DISTRIBUTING RADHA FILM C

ی ، مدیر علی گڑھ پنچ"
زینتِ آغوش ہو جاؤ

ی مسکرا دو
ست جگا دو
زینتِ آغوش ہو جاؤ

میدہ شوالے
تی کے پیالے
زینتِ آغوش ہو جاؤ

سگر ہے
ایں قمر ہے
زینتِ آغوش ہو جاؤ

ام نوجوانی
ل کی رانی
زینتِ آغوش ہو جاؤ

MISS SITA DEVI.
IN
" KAL-PARINAYA "

عربوں میں ڈرامہ کی مقبولیت

جناب رہبر صاحب نے یہ مضمون خاص فلم ریویو کے لیے مرحمت فرمایا ہے۔ عرب کی افسانہ نگاری کی تو دنیا قائل تھی اور ہے لیکن کسے معلوم کہ اس داستان گوئی کے فن میں ڈرامہ بھی ہوا کرتا تھا۔ قابل مصنف کی اعانت کا ممنون ہوں۔ (مدیر)

یہ مشہور ہے اور واقعی سچ بھی ہے کہ حاملان اسلام نے دنیا کی ان علمی خزانوں کو جو انہیں اپنی ملکی فتح کے ساتھ ساتھ دستیاب ہوتے گئے اپنی فیاض طبیعت سے تمام عالم میں بانٹ دیے اور دنیا اس سے بقدر ہمت مستفیض ہوئی جہاں ان بزرگوں نے اپنی فیاضی سے یہ علمی جواہر دنیا پر بکھیر دیے۔ وہاں یہ بھی کیا کہ جن باتوں کو اپنے موجودہ دور ترقی کے منافی و مضر سمجھا اسے بھی رائگاں و برباد نہیں کیا بلکہ اس کی شکل بدل لی اسے دوسرے پیرایے میں لے آئے اپنے کو موجودہ و مفید علم میں سلب کر لیا انہیں بدلی ہوئی شکلوں میں سے علم داستان و داستان گوئی ہے جو صاف صاف کہہ رہی ہے کہ میں اپنے گھر ایک غریب الوطن لڑکی تھی لیکن یہ ہمارے یونانی بھائی مسٹر ڈراما نے جو پہلے "مس باکس" پوجا کرتے تھے اور یونانی مذہبی رسومات میں ادائے فرائض کیا کرتی تھیں یکایک کچھ زمانہ کی الٹ پلٹ سے مسٹر ڈراما بن گئیں اور اب جو یہ ہمارے یہاں آئے تو چاہا کہ مجھے یعنی غریب فسانہ خانم کو بھی اپنے رنگ میں رنگین لیکن یہ نہ سمجھے کہ ان کی روح تو میری مٹھی میں ہے بھلا یہ مجھے کب سلب کر سکتے تھے ہم نے جو ان کے جوہر دیکھے جھٹ اپنے میں ایک شاخ بڑھا لی۔ داستان گوئی کا دور ترقی کرنے لگا اب مسٹر ڈراما اپنی دال نہ گلتی دیکھ کر دم دبا کر بھاگے لوگ زمانہ بھر کے شاکی ہیں کہ عرب میں علم ڈراما مفقود ہے یہ نہیں جانتے آج تمام زمانہ بلاد عرب کی فسانہ نگاری کا لوہا مانے ہوئے ہے۔

جن حضرات کو اس کا موقعہ ملا ہوگا کہ قبائل عرب کے کسی داستان گوئی کی مجلس میں شریک ہوئے ہیں انہیں خوب معلوم ہے کہ اسٹیج ورکس جو ناظرین پر اثر کرتے ہیں اس سے بدرجہا باخلاق زبردست اثر ایک تربیت یافتہ داستان گو عرب کا طرز بیان سامعین پر اثر کر جاتا ہے کہ پھر بھلائے نہیں بھولتا ایک ایکٹر اسٹیج پر بہت سے لوازمات کے ساتھ آتا ہے

اور اس غم افزا ساز و سامان کی شراکت مین غمگین آواز سے پردرد الفاظ ادا کرکے سامعین پر اثر ڈالتا ہے اور لوگ بقدر اپنے خیال کے اس سے اثر لیتے ہیں یعنی کوئی اس ایکٹر کے حرکات سے کوئی آواز سے کوئی غم افزا الفاظ سے تو کوئی اس وحشت افزا سین کے نظارے سے جو وقت کی موضونیت کے لحاظ سے تمثیل کرنے والی کمپنی مہیا کرتی ہے۔ اب یہاں یہ معلوم ہے کہ ایک وقت میں ان مختلف سامانوں نے مل جلکر مختلف طبع انسانوں پر مختلف صورتوں پر ایک غمگین اثر ڈالا اس کے خلاف وہاں دیکھئے کہ ایک بادیہ نشین عرب جو سامان آرائش و سامان رقص و سرود سے مستغنی ہو بیچارا صرف اپنے معمولی لباس مین ہو جو اس موقعۂ خاص کے لیے موزون بھی نہین پہنا گیا ہے بلکہ وہی سادا دہقانی لبادہ ہے جو شادی و غم دونون موقعون پر اس کے کام آتا ہے پہنے ہوئے قلب مجلس میں بیٹھا ہے چارون طرف سامعین حلقہ کیئے ہمہ تن گوش بنے بیٹھے ہیں اور یہ حضرت بہ ہمین جبہ و دستار اپنی فصاحت و بلاغت کے بخارون سے مسیح ان لوگون کی سماعت کی سڑکون پر برستے ہوئے دل و دماغ کے قلعون پر دار کر رہے ہیں سال کا بیان ہو کہ ایک با اقتدار امیرزادہ اپنی عیش گاہ مین بیٹھا ہوا ایک مجبور عورت سے باتین کر رہا ہے عورت کی گود مین ایک خورد سالہ بچہ ہے۔ عیش پسند امیر اس عورت کی نوجوان لڑکی ریحانہ کا طالب ہو جو دوسرے سے بیاہ دی گئی ہے عفت شعار ماں اس امیرزادے کے ظلم سے داماد و لڑکی کو بچانے کی غرض سے لڑکی کی مفقود الخبری بیان کرتی ہو۔ امیرزادہ اس بیان کو ایک چال بجھکر عورت پر ظلم کرتا ہے گود کے بچے کو قتل کر دینے کی دھمکی دیتے ہوئے چھین لیتا ہے عورت دلیری سے جواب دیتی ہو یہ غلامون کو حکم دیتا ہے کہ اسے ننگا کرکے کوڑے لگاؤ غلام آمادہ ہوتے ہیں یہ تو اس کا بیان ہے۔ لیکن واہ رے بیان واہ ری ادا بل بے اثر کہ جب وہ بیان کر رہا ہے کہ غلام ننگا کرنے پر آمادہ ہے اور وہ عورت بے بس ہوکر مدد کو پکارتی ہو تو کل سامعیون کا ہاتھ تلوار کے قبضہ پر جاتا ہے اور ٹھہرو کہتے ہوئے اٹھتے ہیں اور دوڑ پڑتے ہیں ادہر یہ فصیح البیان انسان انکا جوش کم کرتا ہوا انہین لوگون کا جملہ "ٹھہرو" کہتا ہوا اٹھ کھڑا ہوتا ہے کہتا ہے "ٹھہرو" "ٹھہرو"

برادران اسلام یہ ایک قصہ ہو قصہ مرحبا آفرین تمہاری ہمت و استقلال کو اگر ایسا ہی ہو تو وطن کی کل وہ قابل [illegible] ہستی جنھین ہماری مائین بننے کا فخر ہے کبھی عزت و بے حرمت نہین ہو سکتین" لوگ رکتے ہین۔

جیسے ہوش میں آجاتے ہیں اپنی اپنی جگہ استغفار پڑھتے ہوئے آ جمتے ہیں چائے کا دور چلتا ہے جس کے ساتھ ساتھ اونٹ کا بھنا ہوا گوشت و میوہ جات بھی ہوتے ہیں اب ذکر اکل و شرب میں مشغول ہیں یا یوں کہو کہ اسٹرول کا ڈراپ گرا ہے۔ اس کے بعد کی گرمی سانے کے بعد محفل ختم ہوتی ہے دوسرے روز گلی کوچوں میں شب کے حقہ کا ذکر ہے کوئی امیر زادے کے ظالمانہ کریکٹر پر لعنت کر رہا ہے کوئی عورت کے صبر سکون عفت وعصمت کی داد دے رہا ہے کوئی توان غیر متمدن ہمدردوں کی تعریف و توصیف کر رہا ہے جنہوں نے عین وقت پر مظلوم عورت کو مدد پہونچائی کوئی اس ظالم امیر زادے کی کیفر کردار پر لرزاں ہے توبہ کر رہا ہے اور وہ بیچارا بوریہ نشین ایکٹر جو خود اپنا منشی اپنا ڈائرکٹر اپنا ایکٹر و اپنا اسٹیج تھا اور جسے تہذیب یافتہ دنیا نیم وحشی کے لقب سے پکارتی ہے اپنا جوغا و سوٹا سنبھالے کسی کھجور کے سایہ میں رات کی نشہ بیداری کا خمار اتار رہا ہے۔

اب بتایئے کہ ڈرامے میں آپ اور کیا چاہتے ہیں۔ یہاں یہ نہیں ہے کہ لوگ وہاں سے اٹھ کر بس گوہر کا گھر تلاش کر رہے ہیں گلی کوچوں میں اسکا چرچا ہے کہ واہ واہ کیا گوہر نے گانا گایا ہے واہ واہ لونڈا جو پنجاب سے نیا آیا ہے کیا اپنا بالکل معشوق ہے واللہ جو کچھ ہو ہم تو اس کی دعوت کریں گے۔ یہ لیجئے واقعی اس کی دعوت ہو رہی ہے دوسرے روز کوئی منچلے سونے چاندی کی مڈل بنوا کر سینکڑوں خوش آمد در آمد کر کے کسی ایکٹر کے ذریعہ اسٹیج پر پہونچے اور اپنی بیہودہ آتش شوق کو اس بہانے بجھایا کہ اس لونڈے کو مڈل پہنا دیا اب کیا تھا کمپنی کے مالکان جنہیں صرف پیسہ کمانا ہے انہیں فن کی خوبی سے کیا غرض وہ تو پبلک کا رجحان دیکھتے ہیں دوسرے روز اشتہار میں لکھنے لگے اسٹر فلاں صاحب جنہیں مڈل ملا ہے فلاں پاٹ کریں گے اب کیا ہے چلئے اب وہ لونڈا مشہور ہو گیا۔ یہی افراط تفریط ایسی ہے جس سے فن بدنام ہونے کے علاوہ مفقود ہوتا جا رہا ہے اور بدمذاقی ترقی پا رہی ہے۔

جس کو دیکھئے صاحب تصنیف بنے بیٹھے ہیں دو سال چار سال ایکٹری کی یہ بھی نہ سمجھے کہ ایکٹری کس چڑیا کا نام ہے جھٹ ڈراما نویس بن بیٹھے گانا گانے میں وہ ترقی کی کہ دوسرے تان سین بنے بیٹھے ہیں یہ میں مانتا ہوں کہ کہ ہندوستان کے اردو اسٹیج کے بہت سے گانے والے ایکٹر وہ ہیں جو خاندانی گویئے ہیں یا گجراتی قوم کے وہ لوگ جن کا گانا بجانا آبائی پیشہ ہے جن کو ترگاڑے یا بھویئے کہتے ہیں' یہ خوب گاتے ہیں لیکن محض اس خیال سے کہ ہم گانا گا لیتے ہیں ڈراما بول لیتے ہیں اپنے کو ڈراما نویس بھی سمجھ لیں اور رنگین علم ادب پر نکتہ چینی کرنے لگیں تو

نہین یہ شکایت ہوتی ہے کہ عربی میں علم ڈراما نہین ہے کبھی یہ مقولہ ہے کہ اردو لکھنے والے ڈراما نہین لکھ سکتے جب تک انگریزی کی لیاقت ان مین نہ ہو اور خود کہاں تک اردو عربی انگریزی کے تعلیم یافتہ ہیں خود جانین یاان کا خدا۔ ایسے نا اہلون کو بدمذاق پبلک نے سر چڑہایا ہے اور یہ اپنی جھوٹی تعریفون سے اندھے ہوکر اکتساب فن کی طرف رجوع نہین ہوتے سمجھتے ہین کہ ہین جو کچھ آتا ہے یہ اصل فن ہے اس سے بدمذاقی کو دیکھتے ہوئے کوئی نقاد کمر ہمت نہین باندھتا اس خطرہ سے۔ مجبور ہوکر جس کا جوجی چاہتا ہے میدان علم و ہنر مین دعویٰ کرتا ہوا نظر آتا ہے اور بدمذاق پبلک سے داد تحسین و آفرین حاصل کرتا ہو یہی سبب وجہ ہے کہ ہر اہل کسب کو مادۂ ایجاد و تحقیق مفقود ہوتا جاتا ہے محض تقلید پر سہارا رہ گیا جس سے زبان علم و ہنر کا خون ہورہا ہے اور آگے کیا ہو

خیر اور زیادہ کیا رونا رویا جائے دعا پر ختم کرتا ہون پروردگار عالم ہمین عقل سلیم دے اور ہمارے مذاق طبع کو سدھارے تاکہ ہمیں برے و بھلے کی تمیز ہو اور دعا یہ ہے کہ ہمارے ان اہل تصنیف کو جو حشرات الارض کی طرح اپنے زہریلے ناول و فسانے و ڈرامے و اشعار کے جراثیم پھیلا کر ہمارے اخلاق و جذبات کا خون کررہے ہین انہین اپنے فضل و کرم سے اخلاق حسنہ کا انجکشن دے تاکہ ان کا سمی مادہ بجائے زہر کے آب حیات ہوجائے

این دعا از من و از جملہ جہان آمین باد۔

سید محمد رفیع۔ رہبر

ظریفون کا باوا آدم۔ پندرہ روزہ

علی گڑھ پنچ

"(زیر سایہ مسٹر جمال صابری (علیگ) ین) اخباری دنیا مین نئی آن نئی شان سے)

بحر عرب۔ بحر ہند۔ خلیج بنگال۔ دریائے گنگا۔ دریائے جمنا۔ دریائے سندھ گواہ ہیں کہ ظرافت اور متانت کا سنگم ہندوستان میں صرف "علی گڑھ پنچ" ہی نے قائم کیا ہے۔ سیاسی۔ قومی۔ اخلاقی اور ادبی معاملات پر لیڈنگ آرٹیکل اور نوٹوں کے ذریعہ تحریر کھینچ تان کیجاتی ہے اسکے علاوہ دلچسپ اور جاندار کارٹون چٹخارے دار نظمین۔ معیاری افسانے اور چٹ پٹے مضامین شائع ہوتے ہیں اور کیا کہا جائے یوں سمجھئے کہ ہر لفظ کشت زعفران ہوتا ہے اور ہر الف دیوار قہقہہ۔ لیں پڑھئے ہنسئے اور زندہ رہئے۔ عوام سے سالانہ نذرانہ چھ۔ رؤسا سے پانچ روپیہ ایک لاکھ تک۔ نمونہ کیلئے جلد ایک آنہ کے ٹکٹ۔

المشتہر "ہم" منیجر صاحب اخبار "علی گڑھ پنچ" محلہ نبی امرائیل اشرف علی گڑھ

فلمی مناظر میں جنگی شعبدے!

اثرات کی تفصیل

(۲)

آتشگیر مادوں کے اثرات کن مختلف صورتوں میں ظاہر ہوتے ہیں؟ انکی مختصر تفصیل یہ ہے،

بجلی کی چمک - بادل - باد و باراں کے مناظر - دھواں کے پردے - کان کو بارود سے اڑانے کے مناظر - بحری و بری لڑائیوں میں تباہی پیدا کرنا - مشعل - روشنی میں تیزی اور کمی - کہاسے میں روشنی پیدا کرنا - آگ کی روشنی کہاسہ - شعلہ کے بعد کے اثرات - اسٹیم کی آگ - آتش فشاں پہاڑ سے دریائے آتش کا جاری ہونا - جنگل - جہاز - اور ریل میں آتشزدگی۔

یہ تفصیل عام ہے - اور ہر کمپنی میں بارود سے یہ تمام فائدے حاصل کئے جاتے ہیں - لیکن چند اور بھی مخصوص شعبدے ہیں - جو کہ ہر کمپنی کے انجینیر خاص اپنی کمپنی کے لئے اپنی عقل و ذہانت سے تیار کرتے ہیں جس طرح ایک ڈائرکٹر فلم سازی کی جدت میں بہت جلد مشہور ہو جاتا ہے - ایک اختر ایکٹر ایکٹنگ کی جدت طرازی میں قبولیت عامہ حاصل کر لیتا ہے - اسی طرح انجینیر بھی کسی دلچسپ "شعبدہ" کی ایجاد کے بعد بالی ووڈ میں بہت جلد مشہور اور مقبول ہو جاتا ہے - ڈائرکٹر غیر معروف جماعت سے اپنے فلموں کے لئے بہترین ایکٹروں اور ایکٹرسوں کی تلاش میں ہر وقت کوشاں رہتے ہیں لیکن کمپنیوں کو

بہترین اور ہشیار ماہران فن آتشباری اور قابل تجربہ کار شعبدہ بازوں کی تلاش رہتی ہے؛

لندن کا تاریک کہاس - یا برف باری - جس سے ضیق النفس کی تکلیف محسوس ہوتی ہو - یا کہاسے کا وہ منظر جیسے آسمان سے زمین تک خاکی رنگ کا باریک دھواں دار پردہ پڑا معلوم ہوتا ہو - غرضیکہ ایسے تمام مناظر دن کی تیز روشنی اور دھوپ کی تپش میں لئے جاتے ہیں - اس کے لئے صرف بارود سے بھرے قرابے استعمال کئے جاتے ہیں - اس بارود سے بھورے رنگ کی روشنی سے لیکر گھنگھور گھٹا کی تاریکی تک پیدا ہو سکتی ہے - لیکن جبتک کہاسے

تحریک پیدا نہ ہو تو فلم کامیاب نہیں ہوسکتی ہے۔ اکثر پردہ فلم پر ہم خوفناک طوفان دیکھتے ہیں۔ جس سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں لیکن طوفان پیدا کرنا نہایت آسان شعبدہ ہے۔ جب دھواں خوب پھیل جاتا ہے۔ تو اس میں ہوائی طیارہ چلایا جاتا ہے۔ یا برقی قوت سے اس دھواں میں حرکت پیدا کی جاتی ہے۔ آلات برقی کی مدد سے دھواں میں غبار پھیلایا جاتا ہے۔ جب دھواں کی تحریک زیادہ ہوتی ہے۔ تو کمرہ میں اس کا عکس طوفان کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔

پردہ فلم پر بہت سی عظیم الجسم چیزیں ہم دیکھتے ہیں، لیکن حقیقت میں وہ اس قدر بڑی نہیں ہوتی بلکہ اسی شعبدہ کی مدد سے اتنی بڑی دکھائی جاتی ہیں۔ کسی نہایت عمیق غار۔ وسیع۔ لیکن گنجان اور تاریک وادی یا دور دراز لانبے راستے کا سین بنانا ہو۔ تو اس میں سفید اور زرد رنگ کا دھواں پیدا کرنے والا پاوڈر استعمال کیا جاتا ہے۔:۔

لیکن صنعت فلم سازی میں بارود سے سب سے زیادہ مفید اور ضروری کام۔ دھندلے پردہ کی تیاری ہے۔ جب کسی منظر میں صرف ایکٹر ہی کو دکھانا مقصود ہوتا ہے۔ یا "کلوز اپ" کی ضرورت پڑتی ہے جسکے پیچھے کوئی سین نہیں ہوتا۔ تو اس کے پیچھے اسی دھواں کا عکسی پردہ لگا دیتے ہیں۔ اس سے دو فائدے ہوتے ہیں۔ اول یہ کہ پچھلے حصہ میں کوئی داغ دھبہ نہیں معلوم ہوتا۔ دوسرا فائدہ یہ ہے۔ کہ تصویر ابھری ہوئی اور صاف اترتی ہے۔ تختہ یا کسی اور ذریعہ سے ابھری ہوئی تصویر اتاری جا سکتی ہے، لیکن ایسی حالت میں سٹنگ میں اگر کوئی داغ دھبہ ہو۔ یا ناہمواری ہو۔ تو اس کی بھی صاف تصویر ابھر آئیگی۔ (باقی آئندہ)

کاربن! کاربن! کاربن

بائیسکوپ کے شیشوں یا آرک لیمپ کے لئے کاربن ہم سے خریدیے۔ ہمارے یہاں ہر قسم و ہر سائز کا کاربن دیسی و ولائتی ہر وقت موجود رہتا ہے، قیمت بذریعہ کارڈ دریافت فرمائیے۔ جس کا جواب فوراً دیا جائے گا۔ بازار کے مقابلہ میں ہمارا مال ارزاں اور نہایت عمدہ ہوتا ہے، ایک مرتبہ ضرور تشریف لائیے۔ اور نرخ و مال ملاحظہ فرمائیے۔

پتہ

جے، ایل، ملک نمبر ۹/۱/۱ پٹواٹولی لین کلکتہ۔

MISS ZUBEIDA
IN
GOLDEN GANG.

DISTRIBUTORS RADHA FILM CO., CALCUTTA.

MR. KHALIL AHMED.
A BRIGHT FILM STAR OF INDIA.
FOUNDER OF "SEVEN UNITED ARTISTS.

SHAIK IFTEKHAR RASUL
RUDOLPH VALENTINO OF THE CAST.
A discovery of Rex Ingram and the director of "LALA ROOKH

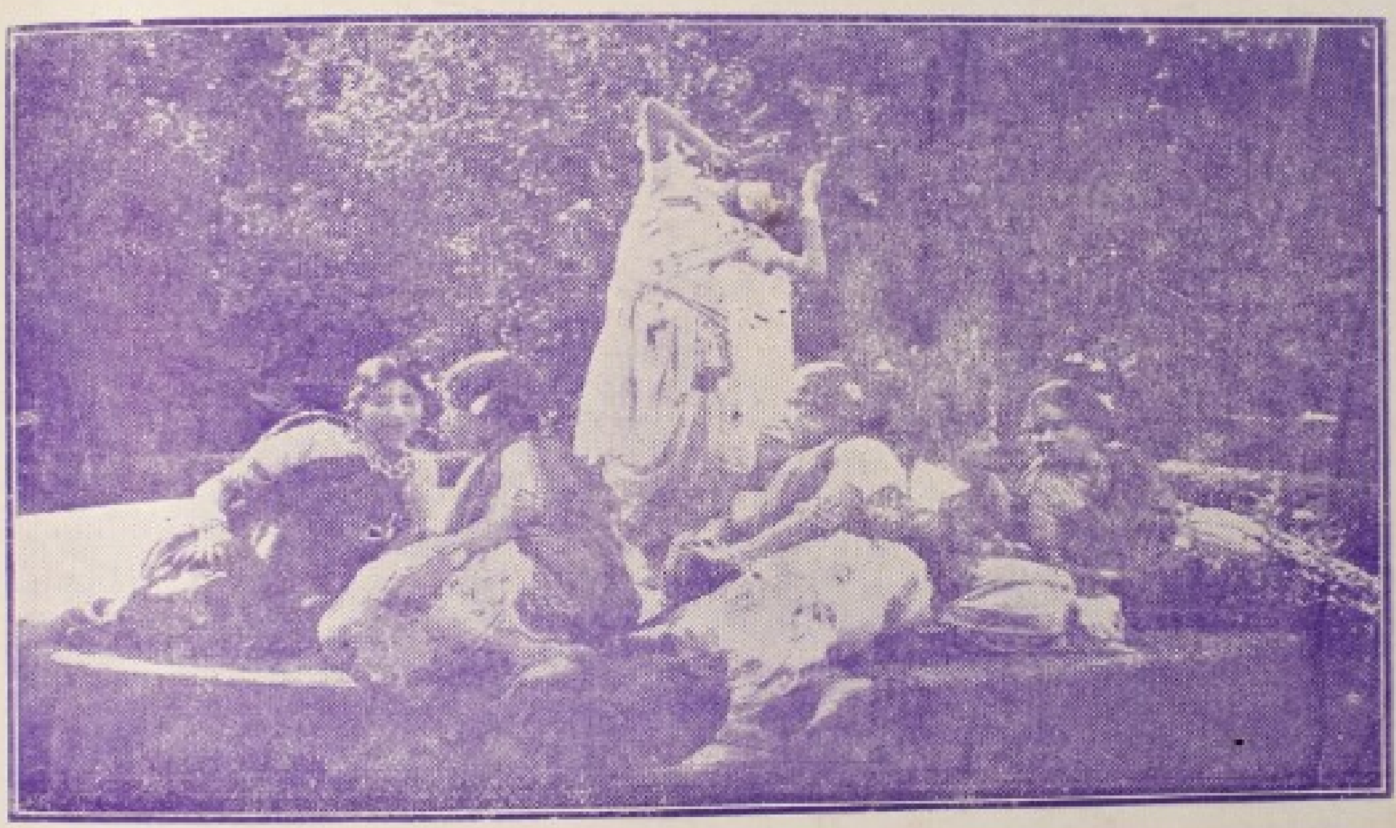

A SCENE FROM
"KRISHNA SAKHA."

پردۂ فلم کا درخشندہ ستارہ

(از بدر جمالی)

ہندوستان میں فلم سازی کی صنعت کو آج گیارہواں سال ہے۔ زمانہ اور وقت کے ساتھ اس صنعت نے بھی ترقی کی۔ بہت سی خامیاں دور ہوگئیں اور غلطیوں کا تدارک ہوا۔ سچ ہے کہ ہندوستان میں ایک ایسا طبقہ بھی پیدا ہو گیا۔ جس کو فلم کی اہمیت کا احساس ہوا۔ اور اس فن کو اظہارِ جذبات کا بہترین فن قرار دیدیا۔ اور طعن و تشنیع کے بعد خود اس فن کی طرف راغب ہوا۔ زمانہ کے طعن و تشنیع نے بہت جلد خاتیانِ فلم کو اس صنعت میں حصہ لینے سے باز رکھا۔

مسلم طبقہ کی طرف سے اس صنعت پر لبیک کہنے والی شخصیت سب سے پہلے مسٹر خلیل احمد کی ہے۔ آپ کی فلمی زندگی کو آج دسواں سال ہے۔ دس برس کے عرصہ میں آپ نے اکیس بیس فلموں میں کام کیا۔ آپ نے ترقی کے تمام منازل کو اس خوبی سے طے کیا کہ آپ کی زندگی کا ہر لمحہ نئی زینت سے قابلِ تحسین ہے۔

مسٹر خلیل ٹریجڈی اور عشقیہ پارٹ کے کامیاب ماہر ہیں۔ حسن کی سحر آفرینیوں سے جس وقت آپ مسحور ہوتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے دل کی گہرائیوں میں جذبۂ محبت لبریز ہو رہا ہے۔ چہرہ پر معصومیت کا اس قدر پیارا اظہار ہوتا ہے کہ مدِ مقابل پر خود فراموشی کا عالم طاری ہو جاتا ہے۔

دس برس کے اندر مسٹر خلیل عزت و ذلت کی درمیانی زندگی سے فلم میں کام کرتے وقت اکثر نہیں دس پانچ مرتبہ ہمکنار ہوئے۔ حقیقت یہ ہے کہ مسٹر خلیل نے فلمی دنیا کی منزلِ مقصود تک پہنچنے میں اپنی انتہائی محنت اور جانفشانی سے کام کیا ہے۔

مسٹر خلیل کے چند ڈراموں کے چھوٹے چھوٹے مناظر کی یاد ابھی تک میرے دل میں باقی ہے۔ نہ معلوم وہ کونسا زمانہ تھا جبکہ مسٹر خلیل، مس سلوچنا، مس گوہر اور مس زبیدہ کے ساتھ کام کیا کرتے تھے۔ کاش وہ وقت اب دوبارہ آجائے!

Mr. KHAL
A BR
FOUNDER OF " SEV

یہ میری تمنا نہیں بلکہ ہزاروں اور لاکھوں کی تمنا ہے - کہ کاش ہم دوبارہ مسٹر خلیل کو مس سلوچنا، گوہر اور مس زبیدہ کے ساتھ دیکھیں - ان تینوں مشہور اور حسین ایکٹرسوں کے مقابل ہیرو اگر کوئی ایکٹر کامیاب ہو سکتا ہے تو وہ مسٹر خلیل کی ذات ہے -

مسٹر خلیل صرف بہترین ایکٹ ہی کے ماہر نہیں ہیں بلکہ اسکرین کا وہ حسین ترین شہزادہ ہے - شاید ہندوستان میں پردہ فلم پر آپ جیسی کوئی شخصیت نظر نہ آئیگی - مسٹر خلیل میں جہاں یہ خوبیاں ہیں - وہاں آپ کے پاکیزہ اخلاق اور سچی محبت اور خلوص کا بھی ہر شخص معترف ہے - عاجزی اور انکساری کی آپ زندہ مثال ہیں -"

ریویو

سالنامہ سینما (انگریزی)

انگریزی جریدہ سینما لاہور - ہندوستان کی فلمی صنعت کا ایک ماہوار رسالہ ہے - جو ہر ماہ وقت کی پابندی کے ساتھ شائع ہوتا ہے - سینما کی تعریف اور اسکی صنعتی خدمت قابل تعارف نہیں -

اس سے بہتر فلمی رسالہ ابتک میری نظروں سے نہیں گذرا - سالنامہ ہر لحاظ سے کامیاب نمبر ہے اسمیں بہترین ہندوستانی اور امریکن فلم ایکٹرسوں کی تصویریں ہیں - قابلانہ اور مفید مضامین سے یہ رسالہ مزین کیا گیا ہے -

مشرق کے روڈلف ولنٹینو شیخ افتخار رسول کا مضمون "ہندوستان کے فلم ساز" ہر ایک کو پڑھنا چاہیئے - ناظرین فلم کے لیے یہ ایک نایاب صحیفہ ثابت ہوگا - اس رسالہ کے بالمقابل مجھے انگلستان کا صرف ایک رسالہ "پکچر شو" پسند آیا - ٹائٹل صفحہ پر سلطانہ کی رنگین تصویر اپنی نوعیت وخوبی اور دلکشی کے لحاظ سے بہترین ہے -

غالباً سلطانہ کی ایسی حسین وجمیل تصویر ابتک نہیں چھپی - ان تمام خوبیوں کے باوجود قیمت کی ارزانی حیرت افزا ہے - یعنی فی پرچہ صرف آٹھ آنہ - چندہ سالانہ [illegible]

ملنے کا پتہ :-

مینیجر رسالہ "سینما" لاہور

تعارف

رودلف ولنٹینو ثانی شیخ افتخار رسول القریشی

مدت مدید سے یورپ اور امریکہ کو روڈلف کے صحیح جانشین کی تلاش تھی۔ آخر ش افتخار رسول کو یہ عزت افزائی بخشی گئی۔

یہ لاہور سے ۲۰۰ میل دور ملتان میں پیدا ہوئے۔ بیرسٹری کا امتحان دینے لندن سے چلے گئے۔ تعطیل کا زمانہ گذارنے نائس (فرانس) گئے تھے کہ وہاں ریکس انگرام مشہور مغربی فلموں کے ڈائرکٹر سے ملاقات ہوئی۔ جو اس وقت وہاں گارڈن آف اللہ کے بیرونی مناظر تیار کر رہے تھے۔

مسٹر ریکس انگرام نے "افتخار" میں جو پنہاں خوبی دیکھی۔ اس سے وہ حد درجہ متاثر ہوئے۔ لہذا انہیں اس فلم میں فرخ کا پارٹ دیدیا۔ یہ تھا افتخار کی فلمی زندگی کے ابتدائی مرحلوں کا آغاز۔ بعد میں آپنے مسٹر ریکس کے چار پانچ فلموں میں نہایت کامیابی سے "سائڈ ہیرو" کا کام کیا۔ جنہیں "سرپنٹ آف نائل" "شہزاد" "دلِ عرب" وغیرہ نہایت مقبول اور مشہور ہو گئے۔

شیخ رسول ہر لحاظ سے ولنٹینو ثانی ہیں۔ "متکلم تصاویر" نے ہندوستان پر جو بہترین احسان کیا وہ شیخ رسول کا فلمی دنیا میں ایک انقلاب عظیم سے متاثر ہو جانا تھا۔ گم سم فلموں نے ایک مدت تک انہیں دُرِ ناشگفتہ کی طرح پنہاں اور گمنام رکھا۔ لیکن اب اُنہوں نے اپنی خاموشی کو "تصاویر کی خاموشی" کے ساتھ توڑ ڈالا ہے۔

مسٹر ریکس انگرام کے فلموں میں کام کرنے کے بعد آپ فرانس کی ایک کمپنی کی طرف سے مدعو کیے گئے تھے۔ وہاں آپنے آٹھ نو فرانسیسی فلموں میں کام کیا۔ یکایک آپکو ہندوستانی کیرکٹر پر ایک بہترین فلم تیار کرنے کا خیال آیا۔

سر طامس مور کا مشہور عام منظوم افسانہ "لالہ رُخ" سے بہتر افسانہ اُنکی نظر میں نہیں جچا۔ چنانچہ آپ چند والیان ریاست کی مالی اور عملی مدد سے ان کا متکلم فلم لمیٹڈ کا لندن میں

تیار کر رہے ہیں۔

بیرونی مناظر تقریباً تمام تر کشمیر میں لیے گئے ہیں۔ اندرونی مناظر کے لیے اسٹیڈیو میں آلات سائنس سے مزین نگار خانہ تیار کیا گیا۔ جہاں کہ مناظر کشی کا سلسلہ گذشتہ جولائی کے آخری ہفتہ سے شروع کر دیا گیا ہے۔

یہ فلم دو زبانوں میں تیار کیا جائے گا۔ اردو اور انگریزی میں۔ اردو میں متعدد گانے۔ اور فن موسیقی کا کمال ہوگا۔ چند گانوں کے مصنف خود شیخ ہیں۔ یہی اسکو ڈائرکٹ بھی کرینگے۔ اندازہ ہے کہ اس فلم پر ساڑھے سات لاکھ روپیہ خرچ ہوگا۔

شیخ افتخار نے اعلان کیا ہے کہ اس فلم میں بہترین جاذب نگاہ اور محو کر دینے والے قدرتی مناظر ہوں گے۔ جو ابتک شاید ہی کبھی ہندوستانی فلم میں آئے ہوں۔

فلم دی ایفنٹیا فلم کارپوریشن جس کے صدر سر البین بنرجی سابق وزیر اعظم کشمیر ہیں۔ کے زیر اہتمام تیار ہو رہا ہے۔ مہاراجہ کشمیر نے ہر ممکن مدد کا وعدہ کیا ہے۔ مغرب کے گوش آشنا جلوس، شادی کے باجوں اور محفل طرب میں خوش گلو "کے فنون ساز ترنم سے آشنا ہوں گے۔ یورپ کی آنکھیں ایشیائی جاہ و جلال کا منظر دیکھیں گی۔ اور بھونچکی رہ جائینگی۔

شیخ رسول نہایت وجیہ الشکل ۳۳ سالہ نوجوان ہیں۔ رنگ سفید فام اور چہرا ایشیائی ہے۔ ان کی آنکھوں میں ولنٹیو کی آنکھوں کی ...... ہی مسرت کی چمک ہے۔ حال ہی میں یہ خبر ملی تھی کہ آپ نے بیرسٹری کے امتحان میں کامیابی حاصل کر لی۔

یہ نہ صرف بہترین مشرقی ڈائرکٹر ہیں۔ بلکہ مدت مدید تک امریکہ اور پیرس کی فلم سازی میں مشرقی فلموں کے پروڈیوسر اور مناظر کش بھی رہ چکے ہیں۔

صرف یہی نہیں بلکہ یورپ میں آپ ایک مشرقی رقص کے موجد بھی ہیں۔

انگلستان کے ایک فلمی انشاپرداز نے ان سے سوال کیا کہ کیا وجہ ہے آپ ہندوستان کی صنعت فلم سازی میں حصہ نہیں لیتے۔ وہاں آپکو بہترین موقعہ ملے گا؟ جس پر انہوں نے جواب دیا کہ ہندوستان میں صنعت کی ترقی میں حد درجہ سست رفتاری ہے۔ وہاں فلم ساز تجارتی اصول اور ٹیکنیک سے بالکل نا واقف ہیں۔ اسی لیے میں لندن میں ہی ہندوستانی فلم تیار کروں گا۔

نمائندہ نے پوچھا:-

کیا یہ افواہ صحیح ہے کہ ہالی ووڈ کی فوکس کمپنی اور وارنر برادر نے مشرقی فلموں کے مناظر کے لئے

اور تقسیم کے لیے آپ کو مدعو کیا ہے۔

شیخ افتخار نے مسکراتے ہوئے جواب دیا" ہاں! یہ افواہ صحیح ہے۔ لیکن میں نے اس دعوت کو قبول نہیں کیا ہے۔ کیونکہ میں یہاں چند ہندوستانی فلموں کی تیاری میں مشغول ہوں"

شیخ افتخار کے ساتھ مسٹر چارلس اوسنٹر۔ پیری بکیفورڈ کے فوٹوگرافر بھی ہیں۔

ناظرین فلم ریویو میں جو صاحب شیخ افتخار رسول الہاشمی۔ القریشی۔ الانصاری والیٹ۔ سی کو خط لکھنا چاہیں۔ وہ تین آنہ کے ٹکٹ کے ہمراہ دفتر میں بھیجدیں۔ جو اسی حالت میں اُن کے پاس بھیجدیا جائے گا۔ فوری جواب کے لیے فلم ریویو کا حوالہ ضرور دیں۔ خط انگریزی میں ہونا چاہیے۔ اُن کا پتہ یہ ہے:۔

Shaikh Iftekhari Rasool
The Elephanta Film Corp
Elstree - London

ریویو

کوثر دہلی:۔ دہلی کا ایک ادبی رسالہ ــ پروفیسر ظفر تاباں کی ادبی قابلیت کی زیر سرپرستی ہر ماہ درجۂ کلاں سے شائع ہوتا ہے۔ مضامین کی ترتیب گرچہ اتنا بہترین نہیں۔ لیکن کتابت نفیس ہے۔ تین نمبروں کے مطالعہ کے بعد مجھے شذرات بہت ہی دلچسپ معلوم ہوا۔ دوسرے مضامین بھی قابلانہ اور محققانہ ہوتے ہیں ــ رسالہ کے زود رو ان مدیر جب ہی نظر آتے ہیں ــ "خواب کی سرگذشت" ظفر تاباں کا مسلسل مضمون اپنی نوعیت کا ایک ہی ہے۔ رندانہ اور صوفیانہ ہر قسم کے مضامین اس میں ہوتے ہیں۔ غزلیات کا حصہ بھی خوب ہے۔ حضرتؔ ایک قابل شاعرہ کے خیالات بلند اور جذبات نازک ہے۔ یہ رسالہ ہمیشہ مزین رہا کرتا ہے۔

نوجوان ادیب ظفر صاحب کا یہ شعر بہت پسند آیا ؎

میرے عروج کی شاہد ہیں پستیاں میری
بہت بلندی کی پرواز سے گرا ہوں میں!

چندہ سالانہ عیر۔ ششماہی عہ

پتہ:۔ مینیجر رسالہ کوثر ۔ دہلی۔

مس پیشنس کوپر کی کہانی

خود مس موصوفہ کی زبانی

پیشنس کوپر نام اور ۲۵ یا ۲۶ سال کی عمر ہے کلکتہ وطن نہیں ہے۔ لیکن حد درجہ پسند ضرور ہے۔ دو سال کی عمر سے یہیں ہوں۔ گویا یہ میرا وطن ثانی ہو گیا ہے۔ طبیعت کچھ اسی شہر میں رہنا زیادہ پسند کرتی ہے۔ اس لیے اب تک کبھی غرض سے بھی کلکتہ نہیں چھوڑا ہے۔

جب میں تیرہ سال کی ہوئی تو "بینڈمین میوزیکل" ناچ کلکتہ کی ناچنے گانے والی جماعت میں شریک ہو گئی۔ یہاں میں نے روس کے ایک مشہور ماہر رقص سے ناچنا سیکھا۔

ناچ رنگ کی شائق تو بچپن ہی سے تھی بہت جلد سب کچھ سیکھ گئی۔ آج تک بھی میری یہ حالت ہے کہ دن کا ایک حصہ پیانو کے قریب گذارتی ہوں۔

چند دن تک اسٹیج پر رہی۔ یہ میری کامیابی کے چڑھاؤ کا زمانہ تھا۔

سنہ ۱۹۱۸ء میں جبکہ میں تا یہ ۱۴-۱۵ سال کی تھی۔ مدن کمپنی نے مجھے فلم کے پردہ پر کام کرنے کے لیے مدعو کیا۔ اور میں اسکی اس دعوت کو لبیک کہتے ہوئے اس دنیا میں آ گئی۔

مجھے فلم سے کوئی دلچسپی نہ تھی اور نہ کبھی میں نے اسکی خواہش کی کہ کیمرے کے سامنے ایکٹ کروں۔ لیکن کلکتہ چھوڑنا مجھ پر شاق گذرتا۔ اس لیے مدن کمپنی میں آ کر میں نے ہمیشہ کے لیے کلکتہ میں قیام کر لیا۔ اس وقت کمپنی کے پیش نظر فلم سازی کی اسکیم تھی۔ لیکن اس پر عمل درآمد نہیں کیا گیا تھا۔

ایک سال بعد یعنی سنہ ۱۹۱۹ عیسوی میں کمپنی کا نگار خانہ (اسٹوڈیو) تیار ہوا۔ لیکن اس عرصہ میں مجھے برابر تنخواہ ملتی رہی تھی۔

اس گیارہ سالہ فلمی زندگی میں میں نے جس قدر فلموں میں چیف یا معمولی پارٹ کیا ہے شاید ہی کسی ہندوستانی ایکٹریس نے کیا ہو گا۔ میں نے حور عرب میں عابدہ کا۔ لیلیٰ مجنوں میں لیلیٰ کا

"گرسنا کانتا کی وصیت" میں روہنی کا - "کپال کنڈلا" میں موتی بی بی کا اور "ترکی حور" میں لیلٰی کا پارٹ کیا -

"پتی بھگتی" میں لیلاوتی تھی - "نل دمنتی" میں دمنتی بنی - اور "ڈہرو چترا" میں سونیلا کے کیرکٹر میں ظاہر ہوئی -

"پتنی پرتاپ" میں میں نے توام بہنوں کا بیک وقت پارٹ کیا -

"کملی کمپنی" - کرشن لیلا اور بیھولہ میں میں ہیروئن تھی - "کشمیری سندری" میں ماں اور بیٹی دونوں کے کیرکٹر میں فلم پر آئی - اس فلم کے زیادہ تر مناظر کشمیر میں لیے گئے ہیں - نور جہاں نامی فلم میں میں نور جہاں بنی -

لیکن ان تمام فلموں میں مجھے صرف "پردہ نشین" کی پر رنگلا اور "تارا ناچنے والی" کی سوشیلا کا کیرکٹر بہت پسند آیا -

درگیش نندنی، آنکھ کا نشہ، بے وفا - ستی - رتناولی - دھرم پتنی - ستی لیلا - اور گنگا میں بھی کام کیا ہے -

میں نے اب تک ۳۰ سے زیادہ فلموں میں کام کیا ہے - میری دو چھوٹی بہنیں بھی فلم کی دنیا میں ہیں -

نل دمنتی میرا سب سے پہلا فلم ہے - میرا ...

زیادہ کامیاب فلم کپال کنڈلا ہے - جو صرف کلکتہ میں چھ ماہ سے زیادہ عرصہ تک چلا"

مس گوہر دراز قد اور چھریرے بدن کی خوبصورت عورت ہیں - ان کے چہرے میں کشش ہے - لیکن پردہ پر زیادہ حسین معلوم ہوتی ہیں - سر کے بال سیاہ ہیں - لیکن چونکہ موجودہ فیشن کے مطابق تراشا نہیں گیا ہے - اس لیے ان کے چہرے پر خاص ہندوستانیت پیدا ہو گئی ہے -

مس موصوفہ آجکل اردو تھیٹر کے اسٹیج پر آگئی ہیں - نہایت آسانی سے صاف اردو بولتی ہیں - اگر کسی صاحب کو انھیں خط لکھنا ہو تو فلم ریویو کی معرفت بھیج سکتے ہیں - خط کے ساتھ ایک آنہ کا ٹکٹ آنا ضروری ہے -

سیتا دیوی کے جذبہ نگاری پر ایک نظر آئندہ اشاعت میں ملاحظہ فرمائیں - طارق

اشتہار :- جرمن ساخت کا ایک پلیٹ والا کیمرہ معہ بکس اور اسٹینڈ برائے فروخت موجود ہے - تصویر کا سائز ۳½ × ۴½ ہے کیمرہ اچھی حالت میں ہے - تمام لوازمات ساتھ ہیں - قیمت بہت کم ہے - (ملنے کا پتہ) :-

یعقوب خان

نمبر ۲ سمری ناتھ بابو لین - کلکتہ

SUPPLIMENT.

A SCENE FROM "SRI KANTA."
A PRODUCTION OF THE RADHA FILM COMPANY.

معلومات

دی تھیف آف بغداد (بغداد کی چور) نامی مشہور عالم فلمی افسانہ کے مصنف احمد بن عبداللہ امریکہ کے ایک ہر دلعزیز افغانی ناولسٹ ہیں۔ آپ نے ابتک انگریزی زبان میں ۴۰ ناول اور اکثر افسانے تحریر فرمائے ہیں۔

تازہ ترین خبر یہ ہے کہ وارنز برادرس کمپنی (ہالی ووڈ) نے آپکو چند فلموں کے لئے مشرقی افسانے اور مناظر نویسی پر مامور کیا ہے۔

مسٹر رکس انگرام مشہور عالم فلم ڈائرکٹر کے متعلق افواہ ہے کہ انہوں نے اسلام قبول کرلیا۔ آپ غیر معروف جماعت کے نئے نئے اور ناتجربہ کار ایکٹروں کو منتخب کرکے بام ترقی اور عروج پر پہونچانے میں خاص ملکہ رکھتے ہیں۔ چنانچہ افتی رسول ایک مشتاق مستشرق مس رالجہ ایک مصری بدوی لڑکی۔ مسٹر کاوا ایک مسلم فریقی اور مسٹر جمیل نامی ایک عرب لڑکے کو فلم سے تعارف آپ ہی نے کرایا ہے۔ جو آج آسمان فلم کے درخشندہ ستارے ہیں۔

متحرک تصاویر کی انجمن نشر واشاعت کی رپورٹ ہے کہ امریکہ میں ہر سال فلمی اشتہارات پر ۴۴ کروڑ روپیہ صرف کیا جاتا ہے۔

کیا آپ ہالی ووڈ کے اس اختر ایکٹر کا نام بتا سکتے ہیں جو کلکتہ میں پیدا ہوا۔ اور جسکی ہالی ووڈ کی فلمی دنیا میں اچھی وقعت ہے۔ صحیح نام بتانیوالے کو فلم ریویو چھ ماہ کے لئے مفت دیا جائیگا۔ جواب ۱۰ نومبر تک آجانا لازمی ہے۔

مس سیتا دیوی کا سب سے پہلا فلم "دی گریٹ ایسٹرن فلم کمپنی" دہلی کا دی لائٹ آف ایشیا ہے۔ جسے شہنشاہ جاپان نے بہت پسند کیا۔

مسٹر لون چینی مرحوم جن کا گذشتہ ماہ انتقال ہوگیا۔ ایک ایسے ایکٹر تھے۔ جس نے سنہ ۱۹۰۵ میں شادی کرنے کے بعد مرتے دم تک اپنی بیوی کو طلاق نہیں دی۔

A SCENE FROM "SRI KANTA."
A PRODUCTION OF THE RADHA FILM COMPANY.

RAJ-HANS
IN
"KIDNAPPED GIR...
AN INDIAN KI... ART PRODUCTION.

مس دلما بھی فلمی زندگی سے ہمیشہ کے لیے کنارہ کش ہو گئی ہیں۔ وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ چونکہ ان کی زبان انگریزی نہیں تھی اور متکلم تصاویر میں صحیح تلفظ ادا نہیں کر سکتی تھیں۔ اس لیے برطرف کر دی گئیں۔

ڈگلس فیربنکس کا سب سے پہلا فلم "دی لیمپ" ہے۔

حال میں معلوم ہوا ہے کہ امریکہ کے نگارخانوں میں آلات فلم سازی اور سامان مناظر سازی مہیا رہتے ہیں۔ ولیم فوکس کے نگار خانوں میں ایک کرور نوے لاکھ روپیہ کا سامان ہے۔

جوزف ام شنک کے نگار خانوں میں ایک کرور ساٹھ لاکھ کے لوازمات مناظر سازی موجود ہیں۔

جس لاسکی کے نگارخانوں میں ایک کروڑ پچاس لاکھ روپیہ کے سامان ہر وقت موجود رہتے ہیں۔

وارنر برادر کے نگارخانوں میں (۱۰) ساٹھ لاکھ روپیہ کا سامان ہے۔

مؤلفہ سید محمد تقی رضوی
رکن صیغۂ ادارت

تبصرہ

"علیگڈھ پنچ" (علیگڈھ) پنچ بھائیوں کا ایک دلچسپ آرگن ــ مہینہ میں دو بار شائع ہوتا ہے۔ میری صلاح ہے کہ ہنسنے کی ایکٹنگ میں اصلیت پیدا کرنا ہو تو آئینہ سامنے رکھکر علیگڈھ پنچ کا کوئی ایک پرچہ پڑھیں۔ اس پر جو ہنسی آئے اسے غور سے دیکھیں۔ چند ماہ کے مشق کی ضرورت ہے کہ "فلم کیمرے" کے سامنے ہندوستان کی ناسمجھ بہنوں کو بے پردہ دیکھیں۔ نذرانہ بہت کم ہے "پنچ سماج" کے پریسیڈنٹ مولانا جمال صابری (علیگڈھ میں) بالقابہ کے قلم پرستی میں علیگڈھ سے شائع ہوتا ہے۔

"نئی روشنی" (دہلی) زاہد القادری جیسے قابل ادیب کی ادارت میں ہر ماہ دہلی سے شائع ہوتا ہے سالگرہ نمبر رنگین ــ طباعت اور گوناگوں مضامین سے مزین ہے۔ مضامین کی ترتیب میں حد درجہ احتیاط سے کام لیا گیا ہے۔ اگر دوسرے رسالے بھی ترتیب مضامین میں اس خوبی کا لحاظ رکھیں تو رسالہ کا حسن دوبالا ہو جائے۔ تصویریں زائد تر ہندوستانی فلم کے ایکٹروں اور ایکٹریسوں کی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ زاہد صاحب کو صنعت فلم سازی سے حد درجہ دلچسپی ہے۔ سالگرہ نمبر کو کامیاب

باہتمام [illegible] (۵۰) [illegible] ــ [illegible] ــ [illegible] دہلی

فلم کی خبریں!

(از جناب تمیم راشدی صاحب رکن صیغۂ ادارت)

امپیریل فلم کمپنی بمبئی:-

مس سلوچنا کے مقدمہ کا فیصلہ ہوگیا - اب وہ Talla (خدا کی مار) نامی نامکمل فلم کو ختم کریگی جس میں وہ بیک وقت ماں اور بیٹی دونوں کا پارٹ کر رہی ہیں - ڈائرکٹر مسٹر جوہر ہیں - مسٹر دکیل "بے سود لیش" نامی فلم بنانے میں مشغول ہیں - جسکی ہیروئن مس جابا دیوی ہونگی - مس للیتا دیوی کانن کمپنی کلکتہ کی مشہور ایکٹریس اور فلم ایکٹرس اس کمپنی میں آگئی ہیں - بمبا نامی فلم کو اس کے نام کی وجہ سے بورڈ آف سینسر نے رد کردیا - اس لئے اب اس کا نام "ولسینت بنگال" رکھا گیا ہے - مسٹر عذرا امیر جو ہالی وڈ اور لندن کمپنی میں مدت مدید تک اڈوین میرس کے نام سے مشہور ہو چکے ہیں اور جنہوں نے "گارڈن آف اللہ" بنانے میں مسٹر رکیس انگرام کا ہاتھ بٹایا ہے امپیریل کمپنی کے ڈائرکٹر مقرر ہوئے ہیں - ان کا پہلا فلم "نورجہاں" ہوگا - جسے بین الاقوامی پردہ پر لایا جائے گا -

ساگر فلم کمپنی

مسٹر ڈونی کا فلم "سندھ باد جہازی" کی فلم بندی قریب الاختتام ہے - "ڈیپ دلی" کی تعطیل بڑی اچھی نمائش ہوگی - ہیروئن مس سوشیلا ہیں - مسٹر گڈوانی بچہ سقا بنا رہے ہیں - مسٹر بی پی مسرا پھر اس کمپنی میں آگئے ہیں - موصوف طلوع آفتاب (Rising Sun) نامی فلم بنائیں گے - جس میں مسٹر و تحقیق مسٹر یعقوب اور مس مینورما کام کریگی - ان کا دوسرا فلم شاہی رقیب .... (Royal rivals) ہوگا - جس میں مس آرملین اور جے ل مرچنٹ کام کرینگے - ان کا تیسرا فلم "طوفان" Storm ہوگا - جسکی فلم بندی میں مسٹر و تحقیق اور مس ارملین مدد دینگی - مسٹر چمن لال دلیا جو سلکٹ پکچرس سرکٹ کے منتظم اعلیٰ رہ چکے ہیں - ساگر اسٹوڈیو

کے انچارج مقرر کیے گئے ہیں۔ اپنی تجربہ کاری اور کوشش سے وہ پبلک کی دلچسپی کے مطابق فلم بنوائینگے۔

رنجیت فلم کمپنی

یہ کمپنی بمبئی کی فلمی دنیا کے بہترین ایکٹروں اور ایکٹریسوں کو اپنے نگار خانوں میں جمع کیے ہوئے ہے۔ مسٹر ڈی بلیموریہ اور ان کے بھائی مسٹر ای بلیموریہ۔ مس زبیدہ اور کلکتہ کی مس تارا کماری اور نگندر راناسکھ جمعدار ڈائرکٹر حال ہی میں اس کمپنی میں شامل ہو گئے ہیں۔ یہ افواہ قابل وثوق بھی جا رہی ہے کہ مسٹر بھوانانی جو ابھی یورپ کی سیاحت اور جرمنی میں "ڈاکے کارٹ" کی نمائش کا انتظام کرکے واپس آئے ہیں۔ یہ غالباً یہاں چند فلموں کو ڈائرکٹ کریں گے۔ کمپنی کا تازہ ترین شاہکار مسٹر این۔ پی۔ وکیل کا "شعلۂ سحر" (Magic flam) اور ایک دیوی کا ہے جس میں مس پتلی اور مسٹر بابوراؤ نے کام کیا ہے۔

مسٹر جیانت دیسائی کا فلم "لونگ رینجل" جس میں مس زبیدہ اور مسٹر انعام دار نے کام کیا ہے۔ بہت جلد پردہ نمائش پر آنے والا ہے۔ مسٹر شاہ آجکل "پارسا خاتون" Divine lady اور بھارت مایا بنانے میں مشغول ہیں۔ ایکٹر ڈی بلیموریہ اور ایکٹریس گوہر ہیں۔ "جنگلی پھول" شہرت کے نندلال "نقارۂ محبت" یعنی Drums of love بنانے میں مشغول ہیں۔ جن کی ہیروئن مس سلطانہ ہیں۔ مسٹر جیانت دیسائی "گوبن" بھی بنا رہے ہیں۔ ہیرو ای بلیموریہ اور ہیروئن بھی سلطانہ ہیں۔

مسٹر نانو بھائی وکیل مس پتلی کے ساتھ "جنگ کا بگل" بنا رہے ہیں۔ مسٹر مجمدار کا دوسرا افسانہ "راؤ ہا کے کارنامے" ہوں گے۔ مسٹر عذرا میر اس کمپنی کے زیر اہتمام Drums of India "ڈرمس آف انڈیا" بنائیں گے۔

انڈین پکچرس

اس کمپنی کا تیسرا فلم "شریر لڑکا" ہے۔ مسٹر ہنسراج روحانی ڈائرکٹر اور مس بیبی جان اور مس عزیزہ ہیروئن ہیں۔ ان کا چوتھا فلم "نفس کا غلام" Soul of Slave ہوگا۔ جس میں مس عزیزہ ہیروئن اور ... ہیرو ہوں گے۔ ڈائرکٹر اور مصنف مسٹر استیر ہیں۔

کوہ نور یونائیٹڈ آرٹسٹس

مسٹر راماکنت گارے خان بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی اور ناول پی بھٹ ڈونگرا فرستارہ کمپنی سے یہاں آگئے ہیں۔ "سخت دلی" قریب الاختتام ہے۔ جس میں ابراہیم غنی آبادی راجہ بابو نے کام کیا ہے۔ "شراب" نامی معاشرتی فلم کی بھی تیاری ہو رہی ہے۔ اس میں ممتاز فاطمہ۔ پنا۔ مسز ایپٹی اور مسٹر حاتم نے ہیروئن اور ہیرو کا پارٹ ادا کیا ہے۔

ہوجی ماسٹر مسٹر نور محمد۔ مس دنیا اور مس اقبال کی مدد سے "بھوروبر ستارہا" ایک تاریخی فلم بنانے میں مشغول ہیں۔ مسٹر جی۔ ایچ۔ دیوارے۔ مسٹر بلیلے۔ مس تپا۔ مسٹر بھوپاتکار اور حاتم شو کمپنی سے "بانڈ ہیج" بنا رہے ہیں۔ مسٹر کانجی بھائی راٹھوڑ جو پہلے کرشنا کمپنی میں تھے۔ اب ایمپیریل کی ایکٹرس مس حجاب کی مدد سے "مایا دی مایا" بنائیں گے۔ مسٹر گوکھلے ڈونگرا فرد "گیت" نامی فلم کی تصویریں اتار رہے ہیں۔ جس میں بلیلے تپا اور شکنتلا نے ایکٹ کیا ہے۔ یہ تمام فلم برقی روشنی میں لیے گئے ہیں۔ جس کا اب اکوڈیو میں کافی انتظام کر دیا گیا ہے۔

مسٹر این۔ جی دیوارے کمپنی کے ایک حصہ دار نے مدراس میں اس کا دفتر قائم کیا ہے۔ جس کے چیف منیجر مسٹر پٹنیکار مقرر کیے گئے ہیں۔ "ویر راماتی" ختم کرنے کے بعد مس گلاب اس کمپنی سے علیحدہ ہو جائیں گی۔

کرشنا فلم کمپنی

مسٹر پرونلا گھوش کا "ڈیر ڈیول" نامی فلم پردہ نمائش پر آگیا ہے۔ اب وہ "رستم وسہراب" بنانے میں مشغول ہیں۔ ان کا یاسمینہ جس کی ہیروئن رام پیاری ہیں۔ تیار ہو گیا ہے۔ مسٹر شاہ کا "بھکاری" مارکٹ میں آگیا ہے۔

ینگ انڈیا پکچرس!

مسٹر اے۔ حسین اسٹوڈیو کے منتظم اعلیٰ مقرر کیے گئے ہیں۔ وہ مائی ہیرو اور کرشنا کماری۔ اس کمپنی کا آئندہ افسانہ "ان ہیپی انڈیا" (Un hapy India) ہوگا۔

یونائیٹیڈ پکچرس سنڈیکیٹ

"اول وزارے کراؤن" (Sword & the Crown) تیار ہو گیا ہے۔ اس کی ہیروئن مس گاگو ہیں۔ "شیواجی کی پیدائش" اور "آتش مرہٹہ" زیر غور ہے۔

شاردا کمپنی

"مہلک تیر" مسٹر نند لال اور مس زیب النسا کا تازہ ترین بازارِ نمائش میں آ گیا ہے۔ "لعنت" کا انتظار ہے۔ "سا ونگ آف صورور" تیار ہو رہا ہے۔

بنگلور

سوریہ فلم کمپنی:-

"شاہی وحشی" تیار ہو گیا ہے۔ مس لکشمی اور مسٹر گنپت نے پارٹ کیا ہے۔ "رادھا شیام" دوسرا مذہبی فلم ہو گا۔ "فقیر۔ فقیر کی ملاقات" پردہ نمائش پر آ گیا ہے۔ مس زیب النساء نے پارٹ کیا ہے۔

کلکتہ

یہ تمام فلم بہت جلد بازار نمائش میں آنیوالے ہیں۔

(۱) "بچارک" (دالسیٹرن فلم سنڈیکیٹ) مسٹر سسیر کمار بھادوری ایم۔ اے۔ بسیو بھادوری۔ مس کانکاوتی۔ بی۔ اے

(۲) شری کانتا (رادھا کمپنی۔ کانتی بنرجی۔ تین کوڑی چکرورتی۔ تارا بھادوری۔ مس شانتا کماری

(۳) "دہیل آف فیٹ" (گرافک آرٹس) جیون گنگولی۔ بچانی برما۔ تین کوڑی چکرورتی۔ رینو دیوی۔ اوما دیوی۔

(۴) کنٹھ ہار۔ (انڈین کنیما آرٹس) درگا داس بنرجی۔ راج ہنس۔ سیتا دیوی۔

(۵) چور کانتا۔ (انٹرنیشنل فلم کمپنی) راجیبارائے۔

(۶) اونلی وے (Only way) ۔ (انڈی پنڈنٹ پروڈیوسرس) بچانی برما۔ مانی برما۔ بنکم دت۔ سوشیلا بالا

مندرجہ ذیل فلم ابھی بنائے جا رہے ہیں:-

(۷) مرنیالینی:- (مدن کمپنی) ڈائرکٹر مسٹر جیوتش بنرجی۔ فوٹو گرافر جوتن داس۔ ہیرو۔ دھیراج

کھبا چارجی۔ بہ معاشرتی سپھوتی برما۔

(۲) "سوامی" (سرت چندرا کا مشہور ناول) ڈائرکٹر۔ کالی پرشاد گھوش۔ فوٹوگرافر بیبھوتی داس۔

ہیرو۔ درگا داس بنرجی۔ ہیروئن ستیا دیوی۔

(۳) "موت کے بعد" (برٹش ڈومینین) ڈائرکٹر اے۔ کے۔ آر۔ اے۔ فوٹوگرافر سنیال۔ ہیرو۔ اے

کے رائے۔ ہیروئن۔ راد ہارانی۔

(۴) "اگرہ کی گداگر لڑکی" (بنگال یونائٹیڈ فلم) ڈائرکٹر۔ بچو بابو۔ فوٹوگرافر۔ آسوک سین۔

ہیرو۔ سید کریم۔ ہیروئن۔ مس مایا دیوی۔

(۵) "دیہاتی لڑکی" (انڈین نیشنل فلم) ڈائرکٹر۔ پرمتھا رائے۔ فوٹوگرافر۔ تنو داس۔

ہیرو۔ جیون گنگولی۔ ہیروئن۔ مس رینو دیوی۔

ٹڈن کمپنی "متکلم فلم بنانے کی اسکیم پر غور کر رہی ہے۔"

حیدرآباد۔ لکھنؤ۔ دہلی۔ مدراس۔ لاہور۔ اور ڈھاکہ وغیرہ کی خبروں کے لیے آئندہ اشاعت

کا انتظار فرمایئے :۔ (مہتمم)

کمپنیوں کے لئے فلمی افسانے

مدیر فلم ریویو نے بہترین اور سبق آموز معاشرتی اور تاریخی فلمی افسانہ نویسی کا انتظام کیا ہے۔ اگر کسی پروڈیوسر کو ضرورت ہو تو لکھیں۔ فی الحال تین افسانے مع مناظر ناموں کے تیار ہیں۔

(۱) "رانا کرناوتی" (تاریخی) مصنف سید محمد رفیع رہبر (۲) "ہلاک رسوم" (معاشرتی) مصنف سید محمد رفیع رہبر (۳) "جب ایک سپاہی محبت کرتا ہے" از واق۔ کے۔ طارق۔

رہبر صاحب مشہور ڈرامانویس ہیں۔ ڈرامہ "الفانسو" آپ ہی کی قابلانہ تصنیف ہے۔

خط و کتابت کا پتہ :۔

واق۔ کے۔ طارق۔ نمبر ۸۵ ٹیپھاکسا خانہ روڈ۔ کلکتہ

یونائیٹیڈ پلیرس شاندار کارنامے

لالہ رُخ "(رجسٹرڈ) اور **سوئیٹ ہارٹ یعنی محبوبہ** (رجسٹرڈ)

دو جذبۂ محبت اور جانبازانہ کارناموں کے قابلِ دید ڈراموں کی فلم بندی شروع ہوگئی

جسمیں کمپنی کی دو نووارد حسین و جمیل ایکٹریسین

مِس بہار اختر ❊ مِس سردار اختر

اور نامور مقبول ایکٹر

مسٹر اے۔ آر۔ کاردار ہیرو اور ہیروئن کا پارٹ کر رہے ہیں۔

کمپنی کے تین شاہکار **شیفرڈ** یعنی "گڈریہ" **ماسکڈ بینڈٹ** یعنی "نقاب پوش ڈاکو"

اور **گولڈن ڈیگر** یعنی "سنہرا خنجر" تیار ہوگئے۔

اس نایاب موقعہ سے فائدہ اُٹھانے کے لئے جلد بُک کر لیجئے!

مینیجر یونائیٹڈ پلیرس کارپوریشن

راوی روڈ۔ لاہور — نمبر ۷-۱۸- الفنسٹن سرکل بمبئی

ٹیلیگرام:— "پلیرس" — ٹیلیگرام "ٹریاڈاگی"

"سری کانتا"

نامی فلم - جسکی تیاری کا سلسلہ ایک عرصہ سے جاری تھا - تیار ہو گیا۔
یہ سرت چندر چٹرجی کا مشہور عالم ناول ہی - جس کا ترجمہ ہندوستان کی مختلف
زبانون کے علاوہ یورپ کی کئی زبانون مین بھی ہو چکا ہی -

ہندوستان

کے بہترین سوشیل فلمون مین یہ ایک اعلیٰ فلم ہی - جسکی تیاری مین

رادھا فلم کمپنی

نے زرکثیر صرف کیا ہی - اور مسٹر بی - سی - مترا جو جرمنی مین چھ سال رہکر فلمی فوٹو
گرافی کی تربیت پا چکے ہین - اس فلم کے فوٹو گرافر ہین - بمبئی کی مشہور و معروف
موہنی ایکٹرس

مس شانتا کماری

نے اس کے اندر "پیاری" کا پارٹ انجام دیا ہی - ہندوستان کی معاشرتی زندگی
کی صحیح تصویر دیکھنی ہو تو اس فلم کو ضرور ملاحظہ فرمایئے -

المشتہر:-
مینیجر رادھا فلم کمپنی - نمبر ۳۴ ٹینگ اسٹریٹ - کلکتہ

REGD. NO. C. 1904.

tober, 1930.] [Vol 1. No. 2.

AGENTS:—
Lucknow Commercial Co.
25, Aminabad Park, LUCKNOW.

THE FILM REVIEW

PREMIER ILLUSTRATED URDU MONTHLY JOURNAL.

2·13, PATWAR BAGAN LANE,
CALCUTTA.

ANNUAL SUBSCRIPTION.

Inland	...	...	Rs, 2-8
Foreign	...	...	„ 5.
Single Copy		...	As, 4.

RANJIT PRODUCTION

فلم ریویو

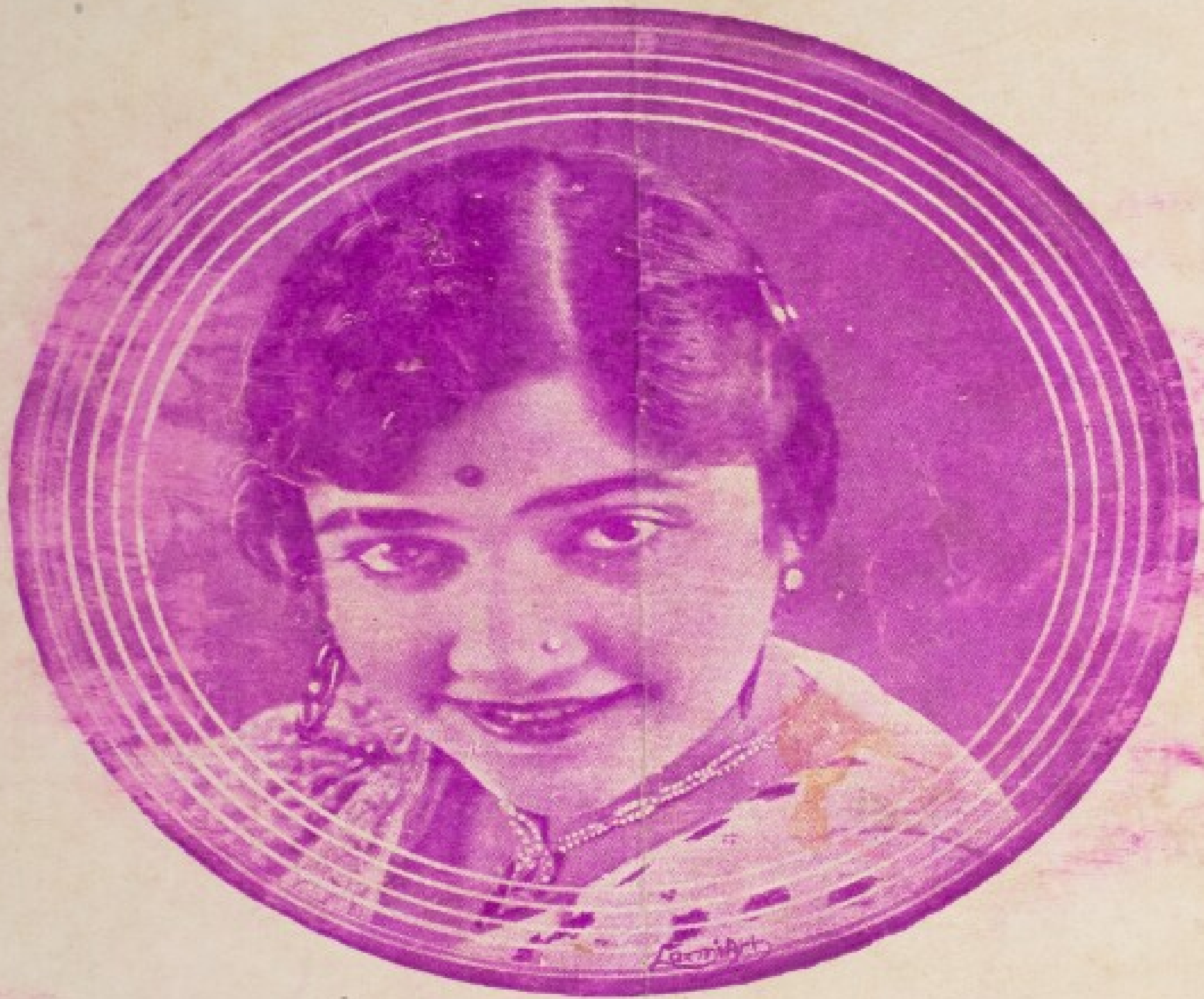

"MISS GAWHAR"
IN
HUSBAND & WIFE.

RANJIT
PRODUCTION.

چندہ سالانہ عہ

ادارۂ تحریر

وائی-کے-طارق

اے-ایم-ناشاد-(بی-اے)

فلم ریویو

قیمت فی پرچہ ۴ر

سرپرست

شیخ افتخار رسول

مالک عبدالرؤف

جلد ۲ | بابت ماہ جنوری سنہ ۱۹۳۱ء | نمبر ۱

فہرست مضامین

نمبر	مضامین	اثر خامہ	صفحہ
۱	شیخ افتخار رسول افتخار کی تصویر دیکھ کر	سید محمد رفیع صاحب رہبر	۲
۲	شذرات	طارق	۳
۳	ہندوستانی فلم سازوں کی ذہنیت	سید تمکین کاظمی ایم اے آر لیڈن	۸
۴	ہندوستانی فلم	سی کے ایس منجو صاحب قمر	۱۱
۵	کلکتہ کی فلمساز کمپنیاں اور انکے شاہکار	اڈیٹر	۱۴
۶	بزم مدیر	"	۱۶
۷	احساسات کی ایکٹنگ	"	۱۷
۸	بڑے بھائی کی کہانی چھوٹے بھائی کی زبانی	شیخ فیض رسول صاحب	۲۰
۹	"ابتر او بہ" افتخار رسول صاحب کا خط	شیخ افتخار رسول صاحب	۲۴
۱۰	چند ہندوستانی ایکٹرسوں کے اصلی نام و قومیت	سید احسان کریم صاحب	۲۷
۱۱	سینما کی ابتدا کیسے ہوئی۔	اقتباس	۲۸
۱۲	دو دوستوں کی ملاقات	اشتہار	۳۱

شیخ افتخار رسول صاحب
افتخار ہند
کی

تصویر

تصویر دوسرے صفحہ میں ملاحظہ ہو

از
سید محمد رفیع صاحب
رہبر

اے کہ تو ہے افتخار ہند فخر روزگار
اے مجسم عقل و حکمت اے منظم اعتبار

اے تیری ہستی سے پیدا باغ فطرت میں بہار
ہند والوں کے لیئے تو مایۂ صد افتخار

نام ہی تیرا ترے اعزاز پر اک صاد ہے
ہند کے ذروں کا تو اختر ہے یہ بھی یاد ہے؟

آج مغرب کے فلک پر ہے تری شہرت کا چاند
ہم سمجھتے ہیں تجھے ذی مرتبت عزت کا چاند

اور سینما والے تجھکو کہتے ہیں فطرت کا چاند
ہند والوں کے لیئے بیشک ہے تو الفت کا چاند

تیری ضو سے خیرہ آنکھیں آج روشن ہو گئیں
بجلیاں مایوسی کی آسودہ خرمن ہو گئیں

گلشن مشرق میں تو اک پھول تھا مثل گلاب
حسن صورت کا ترے ڈھونڈے اگر کوئی جواب

نکہت اخلاق کی تیرے تھی خوش ہر شیخ و شاب
غیر ممکن ہے ملے الا ترا حسن و شباب

گو زمین ہند پر تو جوہر آوارہ تھا
مغربی افلاک کی آنکھوں میں تو سیارہ تھا

تو سپہر علم پر چمکا جو بن کر آفتاب
چن لیا تجھ کو سمجھ کر ایک جزو کامیاب

پڑ گئی اہل ہنر کی تجھ پہ چشم انتخاب
بڑھ گئی اُنکے ہنر کی تیرے دم سے آب و تاب

قابلیت سے تری تسخیر ہے ملک کمال
دیدۂ اہل نظر میں کھب گیا تیرا جمال

شذرات

آپ گذشتہ سال کے بارے میں کچھ بھی رائے قائم کریں لیکن ہم تو اُسے منحوس تعبیر کرینگے سن ۱۹۳۰ء میں دنیائے فلم کو جتنے نقصانات اور غم برداشت کرنے پڑے شاید ہی تاریخ فلم انہیں بھول سکے۔ ابھی زمانہ اوائل سال سے گذرا ہی تھا کہ دنیا کے مشہور عالم کریکٹر ایکٹر اور "ہزار صورتوں والا انسان" کی اچانک موت واقع ہوگئی۔ اس غم سے ابھی ہم سبکدوش ہی نہیں ہوئے تھے اور ہماری پایاب آنکھیں خشک نہ ہوئی تھیں کہ ملٹن سلس ہمیں داغ جدائی دے گیا۔ مسٹر سلس امریکہ کے مقبول فلم اختر تھے۔ فلمی زندگی اختیار کرنے کے قبل نیویارک یونیورسٹی کے شعبہ ادب کی صدارت آپ کے ذمہ تھی۔ ایک روز شام کے وقت اپنے ٹینس گاہ پر ٹینس کھیلتے ہوئے دل کی حرکت بند ہو جانے سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے رخصت ہوگئے۔ ہمیں یک بیک یہ خبر ملی۔ روح میں ہیجان۔ خیالات میں بے چینی پیدا ہوئی۔ افسوس درنج ہوا۔ اور چند روز کے بعد جیسا کہ قانون فطرت ہے۔ ہم خاموش ہوگئے اور گویا یہ سمجھ لیا کہ اب اس قسم کے جاں گداز واقعے رونما نہیں ہونگے۔ اسکا کہاں خیال تھا کہ:-

زخم کے بڑھنے تلک ناخن نہ بڑھ جائینگے کیا

آہ! وہ منحوس دن قریب تھا جس کی تاریخ، تاریخ فلم میں خون دل کی سیاہی سے لکھی جانے والی تھی ۶ر دسمبر سنہ ۱۹۳۰ء کا روشن آفتاب ایک جانگداز سانحہ کو عالم وجود میں لانے کے لیے روشن ہوا۔ مادر ہند کے "آغوش فلم" سے بنگال کی من موہنی ایکٹرس سریمتی ردھولا دیوی کو قدرت نے جبراً کھینچکر ہم سے جدا کر دیا — جبراً — کیونکہ ہم اُس سے جدا ہونے پر راضی نہیں تھے۔ لیکن ہمیں زبردستی ایک دوسرے سے علیحدہ کیا گیا۔ کربے کسی اور مایوسی سے ہم نے مجبوراً ایک دوسرے کو خیرباد کہا۔

آہ! بنگال تیری محفل سونی ہوگئی۔ اب اُس شمع کی جستجو میں سالوں سرگردانی کی جائے تو شاید ہی پھر بزم میں ویسی ہی رونق ہو۔

کسی نے سچ کہا ہے کہ جو پھول نہایت خوبصورت ہوتا ہے وہ بہت جلد شاخ سے جدا کر دیا جاتا ہے۔

مرحومہ ایک نہایت ہی قابلہ اور تعلیم یافتہ ایکٹرس تھی۔ جسے "شاعر مشرق" کی گود میں پرورش پانے کا فخر حاصل تھا۔ انھیں فلم ریویو سے خاص دلچسپی تھی۔ تصویر کیلئے اگست نمبر ملاحظہ فرمائیں

سنہ ۱۹۳۰ء گذرا اور سنہ ۱۹۳۱ء نے اس کی جگہ لی ایک جاتا ہے اور دوسرا اسکی جگہ آموجود ہوتا ہے یہی دنیا ہے اور اسی کو قانون قدرت بھی کہتے ہیں

ایک سال میں کتنی جگہ ہمارے پیروں میں لغزش ہوئی کتنی جگہ ہم نے مصائب اور خطرات کا مردانہ وار مقابلہ کیا۔ ہزاروں واقعات ہماری نظروں سے گذرے۔ بہت سی نیکیاں ہم نے کیں اور بہتیری برائیاں بھی ہماری ہم دوش رہیں بہت کچھ ہم کھوئے اور بہت کچھ ہم نے پایا۔ جو کچھ بھی ہوا۔ ہماری زندگی میں ایک سال کی تخفیف تو ضرور ہوگئی۔ بہر حال ہم اس کمی کو اس سال میں پورا کر سکتے ہیں۔

قارئین فلم ریویو کو سال نو مبارک ہو۔ سال بھر کی میٹھی نیند کے بعد پھر وہ تازہ دم صبح کے وقت جگائے گئے ہیں۔ خدا کرے کہ وہ ہمیشہ سرگرم عمل رہیں۔ دنیا کو وہ سمجھیں اور دنیا انھیں سمجھے۔ سال نو زہین مبارک ہو۔ وہ سال نو کے لیئے مبارک ثابت ہوں اراکین فلم ریویو کی طرف سے ہم انکی خوشی میں شریک ہیں۔

سال نو کے ساتھ فلم ریویو کی دوسری جلد شروع ہوتی ہے خدا کرے رسالہ کا لباس نو مبارک ثابت ہو آپ سے اور ہم سے یہ محبانہ رشتہ قائم رہے۔ ہم آپکے بزم احباب میں شریک رہیں آپکے فلمی معلومات میں مستحسن اضافہ ہو۔ رسالہ کا ہر نمبر آپکے شوق و ولولہ کے لیئے ایک اور تازیانہ ثابت ہوتا رہے۔

سال گذشتہ میں ارباب علم وفن واحباب ذوق و شوق نے ہماری قلمی اعانت کی ہے۔ ان کی بارگاہ میں ہدیۂ تشکر اور سجدۂ نیاز پیش ہے۔ ان میں پروفیسر شبلی ابرا ہیمی ام اے۔ جناب عبدالمجید صاحب جنھوں نے "تماشائی کے نقاب میں" فسون مشرق کی سحر کاری کی ہے۔ ہمارے نو عمر سید تقی رضوی غائبانہ مہربان اور نقاد۔ معاون مجبی ام اے ناشاد بی اے (جواب شریک بزم ہو گئے ہیں) پر جوش فدائے فلم کمال احمد از صاحب محترم بزرگ سید رفیع۔ رہبر صاحب مشر مشیر صاحب رامپوری۔ جناب ناوک صاحب اور ہمارے بھولے اور سادہ لوح دوست تمیم راشدی سب سے زیادہ قابل ذکر ہیں ساتھ ہی اس کے ہم جناب تمکین کاظمی صاحب منشی فاضل اور سید سجاد قمر صاحب کی اعانت سہونیت پر اظہار تشکر کیے بغیر نہیں رہ سکتے۔ جنھوں نے ہماری دعوت پر سب سے پہلے لبیک کہا۔ اور ہمارے محبت نامہ کو قبول کیا

کیا دوسرے حضرات اس بزم میں شریک نہ ہونگے۔

فلم ریویو کی تعریف میں اب تک جتنے خطوط اور مراسلے وصول ہو چکے ہیں وہ ہماری ہمت افزائی کے لیے کافی ہیں۔ ان خطوط کو ہم طوالت کے خوف سے شایع نہیں کر سکتے۔ ہاں اس سلسلہ میں خواجہ حسن نظامی صاحب، پروفیسر ظفر تاباں صاحب، شیخ افتخار رسول، مولانا شائق احمد عثمانی، مسٹر ابوالمکارم سلیم اسد ام اے بی سی اس، علامہ جمیل مظہری، پروفیسر طاہر رضوی اور جناب سید تمکین کاظمی صاحب کی خدمت میں اس ہمت افزائی پر ہدیۂ شکر ضرور پیش کرینگے۔ جن معاصرین نے اس پر اپنے آزاد خیالات کا اظہار کیا ہے وہ مستحق شکریہ ہیں۔ لیکن بہتیرے اخبارات و رسائل ایسے بھی ہیں جن کے پاس ہر ماہ رسالہ حاضر ہوتا ہے لیکن اب تک انھوں نے اپنی پسندیدگی یا ناپسندیدگی کا اظہار نہیں کیا۔ ہر مہینہ کی ڈاک سے تقریباً سو اخبارات و رسائل کو فلم ریویو بھیجا جاتا ہے لیکن تبادلہ تو درکنار وہ ہماری ہمت افزائی تک کرنی کسر شان خیال کرتے ہیں۔ اگر انکا یہی اخلاق رہا تو پھر بتائیے نئے نئے مقاصد کو لیکر کون لکھے۔ اور کیوں نہیں سب کے سب لکیر کے فقیر بنے رہیں۔ ہمارے منیجر صاحب تو ہم سے بھی زیادہ نالاں ہیں انکے جوابی خطوط تک کا جواب نہیں دیا جاتا۔ اب ایسے ہم ان اخبارات۔ رسائل کے دفاتر کی بدنظمی سے تعبیر کریں یا ایڈیٹر کی بیخبری

صاحبان کی شان پرستی؟

ارادہ ہے کہ مارچ میں ایک خاص نمبر نکالا جائے

اس رسالہ کی ضخامت دگنی ہوگی۔ تصویروں کی تعداد کا اندازہ آپ رسالہ کے ہر معمولی نمبر کی تصویروں سے لگا سکتے ہیں کہ کتنی ہونگی۔ لیکن اس میں چند ایسی تصویریں بھی ہونگی جو اب تک کسی رسالہ کو نصیب نہیں ہوئیں۔ جنھیں فلم ریویو کے نمایندہ خصوصی نے خاص اس رسالہ کے لئے بھیجا ہے۔ قیمت کا فیصلہ ابھی نہیں کیا گیا ہے لیکن اتنا ضرور کہینگے کہ ہندوستان کا کوئی رسالہ اتنی تصویریں اس قیمت پر مہیا نہیں کر سکتا۔ ہمارے ارادے کو عملی لباس پہنانا آپ کا کام ہے۔ معروف و مقبول ہندوستانی ایکٹر اور ایکٹرس کی تصویروں سے متعارف ہونے کے لئے تیار رہیں۔

جمال آسابری کی تو قارئین رسالہ متعارف ہو چکے ہیں کرسمس کی تعطیل میں آپ کلکتہ تشریف لائے۔ اور چند روز بعد چلے گئے۔ فلم ریویو کے حصہ نظم میں جو کچھ انھوں نے رنگینی پیدا کردی ہے وہ تو آپ پر عیاں ہے۔ موصوف نے مستقل قلمی اعانت کا وعدہ فرمایا ہے۔ ہم تو سمجھتے ہیں ایک جمال پرست کے پہلے ہی سو ٹھاٹ ہیں اب سمجھئے آپ کی خوش قسمتی ہے وہ اس وعدہ کو کہانتک نباہتے ہیں

نازش ہے شیخ افتخار رسول کا ہمارے نام خط اسی رسالہ میں کہیں درج ہے۔ آپ لوگ غور سے

پڑھیں اور ہندوستانی فلمسازوں کی روش اور ذہنیت پر ماتم کریں۔ ہم اس پر آئندہ نمبر میں روشنی ڈالیں گے۔ صاحب آرائے حضرات اس پر اپنے خیالات کا اظہار فرمائینگے؟

موصوف نے "فلم ریویو کی سرپرستی قبول فرمائی ہے "زہے قسمت"

آج ہمیں ایک نہایت ہی اہم اور افسوسناک مسئلہ پر بحث کرنا ہے۔ اور بتانا ہے کہ ہندوستان میں صنعت فلمسازی کی تنزلی کے اسباب کیا ہیں؟ اور اس کے ذمہ دار کون ہیں۔ ہندوستان میں ایک جماعت ایسی موجود ہے جو فلمی زندگی کو تخریب اخلاق خیال کرتی ہے۔ ہم ہزار اس جماعت کے خیالات کی تردید و تنسیخ کریں۔ یہ ماننا ہی پڑیگا کہ موجودہ صنعت اور اس کی زندگی اخلاق کے لیئے حد درجہ منافی ہے۔ آج اسکے اسباب اور ذمہ داریوں پر ہی ہم اجمالاً بحث کرینگے۔ فلمی صنعت بنفسہ تخریب اخلاق نہیں ہے اور نہ اس سے ہماری اخلاقی حالت پست و ناکارہ ہوسکتی ہے۔ بلکہ اس صنعت کی طفیل ہم اپنی اخلاقی حالت کو سدھار سکتے ہیں لیکن اس دنیا کے چند بد اخلاق، بدطینت اور اوباش خیال لوگوں نے اسے اس صورت میں پیش کر رکھا ہے۔ جو ہمارے پیش نظر ہے۔ عموماً اس میں پہلے پہل شریف خواتین و حضرات دولت اور شہرت کے شوق میں آتے ہیں۔ اور نگار خانوں میں اپنی زندگی کے ابتدائی زمانے میں نہایت نیک خیال عصمت مآب۔ اور پاکباز رہتے ہیں لیکن چند ہی ماہ بعد انھیں بداخلاقی اور حیاسوزی کی زندگی اختیار کرنے پر مجبور کردیا جاتا ہے۔ واقعات شاہد ہیں۔ اور ہر وہ شخص جو اس دنیا میں رہ چکا ہے ہمارے اس تجربہ کی تائید کریگا۔ ہم کسی خاص کمپنی یا ڈائرکٹر یا پروڈیوسر کا نام لینا نہیں چاہتے اور نہ اس کی ضرورت ہے کیونکہ یہ "حسن عمل" ہر جگہ برتا جاتا ہے۔ اور سچ پوچھیے تو اسی وجہ سے ہندوستان کی فلمی صنعت ترقی نہیں کررہی ہے یہ ہمارا ایمان ہے اور اسی وجہ سے بانگ دہل کہنے کی ہم جرأت کرتے ہیں کہ یہی چند ہستیاں جن کے قبضۂ اقتدار میں ہندوستانی صنعت ہے اور جو فلمساز کمپنیوں کے مشیر اور کارکن اعلیٰ ہیں۔ اس صنعت کی تباہی کے باعث بنے ہوئے ہیں آج یہاں چیخ و پکار ہے کہ ہندوستانی فلم میں شریف و تعلیم یافتہ خواتین نہیں آتیں۔ بلکہ بعض پروڈیوسر اور ڈائرکٹر اس کے شاکی بھی ہیں لیکن خدارا وہ اپنی روش پر غور کریں پہلے وہ اپنے طرز سلوک کو سدھاریں۔ ہندوستان میں ابھی ابھی ہزاروں شریف خواتین فلمی خدمت کو آمادہ ہیں۔ لیکن انھیں فلم کی خدمت کرنی ہے فلمسازوں کی نہیں۔ وہ "شانتا کماری" کے حالات زندگی سے

واقف ہیں۔

سنتا تارا کے ساتھ ڈائرکٹروں نے جو سلوک کیا ہے اس سے وہ سبق حاصل کر چکی ہیں۔ ہندوستانی عورتوں کی نظر میں "عصمت" دنیا کی ہر نایاب سے نایاب شے سے زیادہ قیمتی ہے۔ وہ فلمسازوں کی زندگی کے ساتھ اپنی زندگی وابستہ کرکے خود کو قوم سوسائٹی۔ مذہب اور والدین کی نظروں میں حقیر نہیں بنا سکتیں۔

جب تک ہندوستان میں اس قسم کی ہستیاں موجود ہیں یہ صنعت یہاں ترقی نہیں کر سکتی۔ کاش! اس کے بعد بھی پروڈیوسر اور اسی قماش کے دوسرے حضرات چین لیتے اور "فلم کی خدمت" کو پھر بھی "درجہ ثانیہ" عطا کرتے۔ کہ ایکٹروں اور ایکٹرسوں کو اطمینان کی سانس لیکر فلم میں کام کرنے کا موقعہ ملتا لیکن یہ بھی نہیں ہے انھیں زندگی کے بدترین غار میں ڈھکیل دینے کے بعد بھی فلمساز حضرات چین سے نہیں بیٹھتے۔ ان کے ساتھ نہایت ہی ذلیل برتاؤ کیا جاتا ہے۔ اور سچ پوچھیے تو اسٹوڈیو کی چہار دیواری میں ان کے ساتھ جو سلوک ہوتا ہے وہ حمیت انسانی کے بالکل منافی ہے۔ اُن کی زندگی ایک قابل "نفرت حیوان" کی زندگی سے بھی بدتر ہوتی ہے۔

وہ زندگی جسے معلوم کر لینے کے بعد شاید ہی ہندوستان میں کوئی ہستی ہوگی جو پسندیدگی کی نظر سے دیکھے گی۔

پھر بھلا وہ فلم میں کیا کام کریں اور دوسری تعلیم یافتہ خواتین اس کیریر کو کیوں پسند کریں۔ فلمسازوں اور ڈائرکٹر صاحبان کی نظر عنایت کے طفیل سوسائٹی انھیں متروک کر دے۔ عزیز و اقارب اس سے ملنے سے عار کریں۔ اسٹوڈیو میں انکے ساتھ نہایت حقارت و ذلت سے پیش آیا جائے کارکنان کمپنی کو خوش رکھنے کا خیال ہر وقت ان پر سمایا رہے۔ اور ان کے خفا ہو جانیکا خدشہ بھی انھیں ستائے۔ پھر ہندوستان کی ایک کثیر جماعت انھیں نفرت اور بری نگاہوں سے دیکھے۔ اب آپ ہی بتائیے کہ ان کا ٹھکانا کہاں ہوا۔ اور کیوں ان تمام نکات و اسباب سے واقف تعلیم یافتہ خاتون اس دنیا میں قدم رکھے۔

اگر ایمان کی پوچھیے تو ان تمام بدسلوکیوں کو پیش نظر رکھکر اگر ہم صنعت کی ترقی و بہبودی کی محبت کو دور کر دیں تو کبھی کو بھی یہ زندگی اختیار کرنیکی رائے نہیں دینگے۔ بلکہ جہاں تک ممکن ہوگا انھیں اس وقت تک اس صنعت سے غیر مانوس رہنے کی صلاح دینگے۔ جب تک کہ ایسے خود غرض دشمنان ملک سے اس صنعت کو گلو خلاصی حاصل نہ ہو جائے۔

ہمنے تقریباً دو سال قبل بمبئی میں فلمسازوں کا یہ طرز سلوک دیکھا اور ہمیں حد درجہ افسوس ہوا۔

جس پر ہمارے ایک نظر نگار دوست نے تسلی دیتے ہوئے کہا کہ یہ حالت ہمیشہ قائم نہیں رہے گی اور بہت جلد اس میں خاطر خواہ اصلاح ہو جائیگی۔ لیکن ابھی ابھی ہمارے ایک دوست نے اسی "چال بے ڈھنگی" کا تذکرہ کیا ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ ان ان نیت سوز بدعنوانیوں میں بجائے کمی ہونے کے زیادتی ہوگئی ہے۔ اسکا بین ثبوت یہ ہے کہ ان تمام حالات سے عاجز آکر بمبئی کی ایک اختر ایکٹرس جنھوں نے چند تازہ ترین فلموں میں نمایاں پارٹ کیا تھا فلمی زندگی سے علحدہ ہوگئیں۔ جیسا کہ ہمارے باخبر دوست کا بیان ہے۔ موصوفہ نے ڈائرکٹروں سرمایہ دار فلمسازوں کے "سلوک" سے عاجز آکر اس زندگی سے کنارہ کشی اختیار کی ہے۔ اسکے علاوہ انھیں وجوہات کی بنا پر ہندوستان کی ایک دوسری اختر ایکٹرس بھی بہت جلد اس دنیا کو خیرباد کہینگی چونکہ محب کی فرمائش ہے کہ انکا نام ظاہر نہیں کیا جائے اس لیئے مجبوری ہے۔

سنیئے آج ہم اپنی پالیسی کا پوری طاقت کے ساتھ اعادہ کرتے ہیں۔ ہمیں صنعت فلم سازی کو ترقی دینی ہے۔ ہمیں اسے ہندوستان میں مقبول بنانا ہے۔ اسکی راہ میں فلمی دنیا کی سرمایہ دار اور اقتدار پسند ہستیاں آڑے آرہی ہیں۔ ہم ان کی روش کے خلاف جنگ کریں گے۔ یا تو وہ اپنے خیالات اور ارادوں میں خاطر خواہ تبدیلی کریں یا اس دنیا سے کنارہ کش ہو جائیں۔ وہ جو "اقتصادی" معاشرتی اور صنعتی" خدمت کر رہے ہیں وہ ہم پر۔ آپ پر اور سبھوں پر ظاہر ہے۔ انکی جانشینی کو بہتیری ہستیاں موجود ہیں۔ ان کی غیر موجودگی میں بھی صنعت کو ترقی ہوگی اور ضرور ہوگی۔

آخر میں ہم ہندوستان کے "شائقین فلم" کو بھی صلاح دیں گے کہ وہ فلمسازوں، ڈائرکٹروں یا دوسرے کارکنان فلم پر کبھی اعتماد نہ رکھیں انکے وجود سے کوئی بھی خاطر خواہ نفع حاصل نہیں ہو سکتا بلکہ انفرادی حیثیت سے جو کچھ وہ خدمت کر سکتے ہیں بھی انکے لیئے کافی ہے۔

جو یہ کہتے ہیں؟

کہ اس ولیس کی بنی ہوئی چیز اچھی نہیں ہوتی وہ اگر یہ

کارخانہ اسٹیشنری

کا سامان دیکھیں جو کہ ہر طرح اور موقعہ پر ولاتی سے بہتر ثابت ہوا۔ مزید حالات جاننے کے لیئے اس پتہ پر خط و کتابت کریں۔

ایم ہاشم ایم یٰسین

۲۷ چاندنی چوک اسٹریٹ۔ کلکتہ

نمونہ کیلیئے ۴ر کے ٹکٹ روانہ فرمایئے۔ منیجر

SABITA DEVI.

HEROINE OF KANTH-HAR.

A Scene from TYRANT.

Distributors DOSSANI FILM CO

"VILLAGE LIFE"
A Scene from RANEK DEVI.
Ranjit Production.

MISS IQBAL & RAJA SANDOW
IN
PANCH DANDA.
Luxmi Production.

ہندوستانی فلم سازوں کی ذہنیت

از جناب سید تمکین کاظمی صاحب ایم آر اے ایس (لندن) منشی فاضل ۔ جرنلسٹ ۔ حیدرآباد دکن)

ہندوستانی فلم سازی کی صنعت کو تو رو براہ آئے بہت عرصہ ہوا مگر چند سال سے یورپ کی طرح ہندوستان میں بھی سینما کے متعلق رسائل جاری ہو رہے ہیں ۔ کئی ایک انگریزی اور اردو رسالے میں نے دیکھے ۔ مگر افسوس ہے کہ کوئی رسالہ اس مقصد کو پیش نظر رکھکر نہیں جاری کیا گیا کہ موجودہ ہندوستانی فلم سازی کی صنعت کے متعلق اعلیٰ تنقید کرے ۔ حسن اتفاق سے فلم ریویو کا اکتوبر نمبر ملا ۔ اور یہ معلوم کرکے مسرت ہوئی کہ اس رسالے کا مقصد ہندوستانی فلم سازوں کو نیک مشورہ دینا اور ان کے عیوب و ثواب کا اظہار کرنا ہے ۔ خدا تعالےٰ اس رسالے کو مقاصد میں کامیابی دے ۔ مجھے فلم سازی سے کوئی تعلق نہیں ۔ نہ میں نے کسی فلم ساز کمپنی کو کبھی دیکھا ہے ۔ مگر سینما کا رسیا ضرور ہوں اور ایک مدت سے سینما دیکھتا ہوں ۔ کثرت فلم بینی سے اس قدر تمیز ضرور پیدا ہو گئی ہے کہ فلم کی اچھائیاں اور برائیاں سمجھ سکوں اور بس ۔

مدت سے میرا ارادہ ہندوستانی فلموں کے متعلق ایک تنقیدی سلسلہ شروع کرنیکا تھا ۔ سو اب انشاءاللہ آئندہ "فلم ریویو" کے ذریعہ اپنے خیالات ظاہر کرنے کی کوشش کرونگا ۔

مجھے یہ دیکھکر بڑی مسرت ہوتی ہے کہ ہندوستانی فلم سازی ترقی کر رہی ہے مگر ساتھ ہی ساتھ بعض فلم ساز کمپنیوں کی یا ڈائرکٹروں کی بدباطنیوں سے تکلیف بھی ہوتی ہے ۔ آج کل عام طور پر تاریخی واقعات کو فلم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے ۔ بجنسہ یہ خیال بہت اچھا ہے ۔ بشرطیکہ اس پردے میں دل آزاری مقصود نہ ہو ۔ مگر افسوس ہے کہ یہ بات نہیں ہے ۔ عام طور پر وہی قصے فلم کئے جاتے ہیں جن میں مسلمانوں کی توہین یا تذلیل کی گئی ہو ۔ اگر تاریخ اس سے ساکت ہو تو ڈراما نویس اس میں اپنی طرف سے ایسی چیزیں بڑھا اور گھٹا دیتا ہے جن سے مسلمانوں کی توہین ۔ تذلیل اور تحقیر ہو ۔ اور ہندوؤں کی شجاعت اور بہادری ۔ ایثار اور جوانمردی ظاہر ہوتی ہے ۔

ہر قوم اور ہر فرقہ اسکا مستحق ہے کہ وہ اپنی بہادریونکو

کھلم کھلا ظاہر کرے۔ ببانگ دہل اعلان کر دے ڈنکے کی چوٹ ظاہر کرے مگر ان میں نمک مرچ لگانا اور خواہ مخواہ غلط سلط قصے کو واقعات کے ساتھ منسلک کرنا اور عمداً کسی دوسرے فرقے کی توہین اور تذلیل کرنا کون سی عقلمندی ہے۔ بورڈ آف سنسر کوئی ہسٹاریکل بورڈ تو ہے نہیں جو تاریخی حیثیت سے جانچے اور نہ کوئی مذہبی بورڈ ہی ہے جو لوگوں کے مذہبی نقاط نظر کو پیش نظر رکھکر اجازت دے۔ وہ سرسری معائنہ کے بعد فلم کو پبلک کرنے کی اجازت دے دیتی ہے۔ اور فلم "تصویر گھروں" (پکچر پالیسز) تک پہونچتے ہیں جہاں پر اسکا معائنہ کرنے کے بعد پبلک دھوم مچاتی ہے۔ اور پھر مجبوراً گورنمنٹ کو ہاتھ بڑھاکر ایسے فلم کو روکنا پڑتا ہے۔ ایسے وقت میں ہندو مسلمانوں کو تنگدل متعصب۔ قدامت پسند وغیرہ کہنے لگتے ہیں۔ اور مسلمان ہندوؤں کو بھی متعصب جھوٹے واقعات مشتہر کرنے والے، دروغ باف وغیرہ کہتے ہیں نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ آپس میں کشیدگیاں بڑھتی جاتی ہیں۔ اور دلوں میں بغض و عناد کے چشمے ابلنے لگتے ہیں جو آگے چلکر خطرناک صورت اختیار کر لیتے ہیں۔

مدت ہوئی کہ میں نے "پرتھال" کے عنوان سے ایک تاریخی افسانہ لکھا تھا اُسے دیکھکر گذشتہ سال ایک مسلمان نوجوان نے (جنکا تعلق فلم سازی سے ہے) مجھ سے خواہش ظاہر کی کہ میں اس قصے کو فلم کرنے میں مدد دوں۔ ڈرامے کی شکل میں لکھ دوں اور "بیجانگر" اور "مدگل" وغیرہ میں انکے ساتھ پھر تاریخی ہدایات دیتا جاؤں تو وہ اس قصے کو فلم کرلینگے۔ میں نے انھیں لکھا کہ اور بہت سے تاریخی قصے ایسے ہیں جو اس سے عمدہ اور بدرجہا اچھے ہیں چنانچہ "چندر بدن" والے قصے کو آپ فلم کیجئے۔ تو مناسب ہوگا۔ چنانچہ چندر بدن کے قصہ کو مختصر طور پر میں نے ظاہر بھی کر دیا۔ جسکے جواب میں انھوں نے لکھا کہ۔

"چونکہ ہندو فلم ساز آئے دن ایسے فلم بنانے کی فکر میں رہتے ہیں جن میں مسلمانوں کی توہین و تذلیل ہو اور خواہ مخواہ کے جھوٹے قصے فلم کرتے رہتے ہیں۔ اس لیے میری دانست میں فی الحال ایسے تاریخی قصوں کو فلم کرنے کی ضرورت ہے جو واقعی تاریخی ہوں اور جن سے ہندوؤں کی ذلت ظاہر ہوتی ہے۔ چار چھ فلم ایسے بن جائیں تو ہندو آئندہ کیلئے ایسے بے سروپا قصے فلم کرنے سے احتراز کریں گے"

پرتھال والا قصہ یہ ہے کہ بیجانگر کا راجہ دیورائے ہمیشہ علاقے کے قلعہ مدگل کی ایک ہندو لڑکی پرتھال پر نادیدہ عاشق ہوکر اُسے اغوا کرانا چاہتا ہے۔ جب وہ نہیں آتی ہے تو خود مختصر فوج لیکر مدگل پہونچ جاتا ہے۔ اور وہاں کی تھوڑی سی فوج کو قتل کر دیتا ہے۔ مدگل کا قلعہ دار دیورائے کے آنے تک پرتھال کو فرار کر دیتا ہے۔ اور خود مقابلہ کرکے لڑ مرتا ہے۔ دیورائے مدگل کو برباد کرکے پرتھال کو ڈھونڈھتا ہے۔ اور سراغ نہ پاکر سلطنت بہمنیہ کے معتدبہ حصہ کو تباہ و برباد کرتا ہوا لوٹ جاتا ہے۔ شہنشاہ حسن بہمنی کو گلبرگہ میں اسکی اطلاع ملتی ہے تو وہ بیجانگر پر حملہ کر دیتا ہے اور خوب قتل عام کرتا ہے

دیجانگر کا راجہ نہایت دب کر صلح کرتا ہے اور کروڑہا روپیہ زر و جواہر وغیرہ کے علاوہ اپنی بیٹی کی شادی شہنشاہ جہن سے کر دیتا ہے۔ تمام دیجانگر اس جنگ سے تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔ پرتھال کی شادی شہنشاہ کے بھائی سے ہوتی ہے۔ اور دیجانگر کا راجہ بلہوسی میں آدھی سلطنت اور بیٹی کو رو بیٹھتا ہے۔

اگر خدانخواستہ یہ فلم تیار ہو جاتا تو مسلمان یہ دیکھکر ضرور خوش ہوتے کہ ایک مسلمان بادشاہ کی بہادری اور اولوالعزمی دکھائی گئی ہے۔ اور تاریخی واقعہ ہے مگر اس سے ہندوؤں کو کس قدر تکلیف ہوتی؟ اور جب انھیں یہ معلوم ہوتا کہ یہ فلم انکے جواب میں بنی ہے اور اسکا منشا ہندوؤں کے ان تاریخی ذلتوں اور رسوائیوں کو پبلک کرنا ہے جو سچی اور واقعی ہیں۔ تو ان کو کس قدر ناگوار گذرتا۔ امر واقعہ کا اظہار توہین آمیز پیرایہ میں کرنا بھی توہین اور ازالۂ حیثیت عرفی ہے۔ یہی نہیں اگر اکبر اور جہانگیر کے زمانے کے ایسے واقعات ہی فلم کی صورت میں لائے جائیں تو سینکڑوں نکلینگے۔ پھر عالمگیر، بہمنی اور عادل شاہی زمانے کے واقعات بھی ہزاروں موجود ہیں۔ یہ وہ تاریخی واقعات ہیں جن سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ اور نہ انھیں جھٹلا سکتا ہے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ برادران ہندو خود شیش محل میں بیٹھکر اوروں پر پتھر کیوں چلا رہے ہیں درآنحالیکہ مخالف کا ایک پتھر ان کے شیش محل کو چور چور کر سکتا ہے۔ ہندو بھائی انکے سوا اور کیا کر سکتے ہیں کہ چند غلط سلط بے سر و پا قصے فلم کرتے جائیں جنھیں نہ تاریخی اہمیت ہو اور نہ سنجیدہ نظروں میں کچھ وقعت ہی رکھتے ہوں۔ مرہٹی اور ہندی رسائل میں چند لا یعنی افسانے شایع کر لینا اور غیر تعلیم یافتہ ہندوؤں کو یہ باور کرا دینا کہ فلاں مسلمان کی بیٹی فلاں راجپوت کے ساتھ بھاگ کھڑی ہوئی تھی، بہت آسان ہے مگر کسی تاریخ سے اسکا ثبوت دینا قطعاً ناممکن ہے۔ ایسی صورت میں ہندو بھائیوں کی یہ کوشش قطعاً بے سود نظر آتی ہے۔ کہ وہ مسلمانوں کو ذلیل کرینگے فرضی قصوں کو فلم کرنے سے کوئی ذلیل نہیں ہوتا بلکہ خود اس کوشش کا کرنے والا سنجیدہ نظروں میں ذلیل اور حقیر ہو جاتا ہے۔

میں نہایت خلوص کے ساتھ اپنے ہندو بھائیوں سے استدعا کرتا ہوں کہ وہ اس روش کو چھوڑ دیں ایسی فلم ضرور بنائیں جن سے ہندوؤں کی بہادریاں نمایاں ہوتی ہوں۔ مگر ان میں خواہ مخواہ جھوٹے قصوں کا اضافہ کر کے فلم کی صداقت اور تاریخی اہمیت کو زائل نہ کریں۔ مسلمان بھی پچیسی کو پچیسی اور شطرنج کو شطرنج کی طرح کھیلتے ہیں۔ بہتر یہی ہے کہ آئندہ کیلئے احتراز کیا جائے۔ اور نقصان یہ دشمنات ہمسایہ دونوں سے محفوظ رہیں یعنی ایسی غیر تاریخی فلم بنا کر نہ تو گورنمنٹ کی ممانعت پر فلم کو ڈال رکھیں اور نہ مسلمانوں اور عیسائیوں کی طعن و تشنیع کو سنیں۔

امید ہے کہ ہندو فلم ساز کمپنیاں اس پر غور فرمانے کی زحمت گوارا فرمائینگی۔ اور اس طریقے کے سدباب کی کوشش کرینگی۔ سب سے بڑا عیب ہے جو ہندوستانی فلم ساز کمپنیوں میں نظر آتا ہے۔ انشاءاللہ آئندہ صحبت میں ہندوستانی کیرکٹر اور لباس وغیرہ کے متعلق لکھنے کی کوشش کی جائے گی۔

ہندوستانی فلم

(از جناب سی - کے - اس منجو صاحب المتخلص بہ قمر)

یہ تو مسلمہ بات ہے کہ ہندوستان دنیائے فلم میں بہت حصہ لے رہا ہے - ہر ایک فلم کمپنی دن بدن ترقی پر ہے اس میں شک نہیں کہ جیتے جیتے تخیر ممالک کمپنیوں کا مقابلہ کر سکے - باوجود ان تمام خوبیوں کے ہندوستانی تعلیم یافتہ طبقہ ہندوستانی فلموں کو قدر کی نگاہوں سے دیکھنے سے قاصر ہے - یہ کیوں؟ سچ تو یہ ہے کہ ہر ایک فلم کی ترقی اور اس کی کامیابی اُس شخص کے ہاتھ ہے - جو ڈائرکٹر (DIRECTOR) کہلاتا ہے اور اکثر دیکھا گیا ہے کہ قصے بھی انھیں ڈائرکٹر کے چلائے جاتے ہیں کیونکہ وہ دوسروں کے قصوں پر اپنے ہی افسانوں کو ترجیح دیتا ہے - چاہے وہ قبل مسیح کے زمانہ والے افسانوں میں آج کل کا فیشن ایبل لباس اور پہناوا استعمال کرتا ہو یا برقی روشنی سے سجے ہوئے کمرے کو اُس وقت کے شاہوں کا دیوان خاص بتلاتا ہو - کمپنی کو لامحالہ اُسی افسانے کو تیار کرنا پڑتا ہے - ہماری نظروں سے ایسے ایسے نایاب فلم گذرے ہیں جن میں اپنے بہادر ہیرو کو شاہوں کے دربار میں بیسوں سپاہی اور درباریوں کے زمرہ میں تنہا جان توڑ لڑائی کرتے اور ان پر فتحیاب ہوتے ہوئے دکھلایا گیا ہے - اور گھنٹوں لٹھ بھیڑ ہونے کے بعد بھی بیچارے کی سانس تک نہیں پھولتی - حالانکہ یہ ساری دنیا جانتی ہے کہ ایک آدمی بیسوں آدمیوں کے مقابلہ میں کچھ حقیقت نہیں رکھتا مگر آج کل کی فلم کمپنیوں میں ایسے ایسے بہادر ہیرو موجود ہیں کہ پچیس پچیس آدمیوں کو آن واحد میں "ٹھنڈا" کر دیتے ہیں خدا ان کی بہادری کو اور انکے سکھلانے والے کا پیرا ڈائرکٹر کو سلامت رکھے -

غرض کسی صورت سے ڈرامہ تو نکل جاتا ہے دوسری وجہ یہ کہ جب ڈائرکٹر ڈرامے لکھتے لکھتے بیزار ہو جاتے ہیں تو کمپنی اشتہار دیتی ہے کہ افسانوں کی ضرورت ہے جو بالکل ہی جذبات عشق اور جدال وقتال سے بھرے ہوں اور جن کی تیاری میں کم صرفہ ہو - جب اس طرح کے شرائط لگائے جاتے ہیں تو بھلا ڈرامہ لکھنے والا بھی کیسے لکھے گا - پھر ایسا ڈرامہ مقبول ہی ہو کچھ بھی ہو - کمپنی کو حلوے مانڈے سے کام ہے - چاہے پبلک اچھا سمجھے یا برا - مگر اچھی طرح بکنگ (BOOKING) ہو جائے تو بس -

ایمان کی پوچھو تو فلم کی خوبی کا دارومدار اولاً تو قصہ لکھنے والے پر مبنی ہے اور بعد میں ڈائرکٹر پر۔ جتنے ڈرامے آج تک تیار ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ وہ صرف عشق و محبت سے بھرے ہوئے نظر آتے ہیں فی زمانہ ہر انسان عشق کے ہر ہر نوک جھوک سے واقف ہے حتی کہ بچہ بچہ اس بات سے آگاہ ہے کہ عشق کیا بلا ہے۔ عموماً نوے فیصدی تو عاشق مزاج ہیں پھر ان حضرات کے سامنے بنے بنائے عشقیہ فلم پیش کرنا گویا انکی طبیعتوں کو اکسانا ہے۔ ایسے فلم کے دیکھنے سے بجائے عادات و اطوار پر اچھا اثر پڑنے کے سو فیصدی عاشق مزاج ہونیکا اندیشہ ہے۔

فلم وہ اچھا ہے جو تصنع سے مبرا ہو۔ جس کا ہر ایک سین (SOENE) قدرت کی خوبیوں کو ظاہر کرتا ہو اور بالکل ہی معاشرتی اخلاقی نتیجہ خیز پلاٹ (   ) اور سچائی کے سانچے میں ڈھلا ہو۔

کیا ہمارے ہندوستان میں اِس سرے سے اُس سرے تک صرف عاشق ہی عاشق پیدا ہوتے رہے۔ نہیں! مریض عشق بہت کم! مگر توانا بہادر ہزارہا کی تعداد میں مثلاً اشوک۔ چندرگپتہ۔ ہری چندرا۔ رنجیت سنگھ۔ رانا۔ اکبر۔ عالمگیر۔ محمود۔ غزنوی۔ حیدر علی۔ چاند بی بی اور پدمنی وغیرہ وغیرہ ایسی اولوالعزم ہستیوں کو پس پشت ڈالکر تصورات اور ہوائی خیالات کے انبار کھڑے کر دینا۔ فرضی عاشق و معشوق کے من گھڑت فسانے تیار کرنا۔ اور چوری۔ ڈاکہ ڈالنے کی نئے نئے طریقے ایجاد کرنا پبلک کو اور گمراہ کرنے کے سامان پیدا کرنا ہے۔

اگر ایک شخص (ہیرو) وقت واحد میں کل شہر میں مشتہر کرتا ہے کہ فلاں دن فلاں وقت فلانے مکان میں ڈاکہ ڈالا جائیگا۔ فرض کیجیے ایسا ہی کر گذرتا ہے۔ تو ایسے پلاٹ سے نتیجہ؟ یہی کہ خدا نخواستہ کمپنی اپنا اُٹ الٹ دے۔ تو وہی ہیرو (HERO) جو ڈاکہ زنی کے طریقے کھیل میں سکھلایا گیا تھا بے روزگاری کی پھندے میں جکڑے ہوئے حقیقۃً ڈاکہ ڈالنے پر مجبور ہو جانا کوئی بڑی بات نہیں۔ کیا ایسے فلم بھی قدر کی نگاہوں سے دیکھے جائیں گے؟ نہیں! اس طرح کی بے سود فلم تیار کرنا ملک کی خدمت نہیں ہو سکتی۔ ملک کی خدمت جب ہوگی جبکہ یہی فلم کمپنیاں اُن بڑی بڑی ہستیوں کو کہ جنکا ثانی سارے جہان میں بہت مشکل سے ملتا ہو جن کے بہادرانہ اور دلیرانہ کارنامے سونے کے حرفوں میں لکھنے کے قابل ہیں۔ اور جو بے حس و حرکت دنیا و مافیہا کو بھولے قبروں میں جا بسے ہیں۔ یاد تازہ کرنا۔ اُن کی زندگی کا مرقع پیش کرنا۔ انکی جرأت اُنکی ہمت کے جذبات کو ظاہر کرنا ملک کی خدمت میں شامل ہے۔

سینما گھر بھی ایک درسگاہ ہے۔ جیسے کہ ایک طالب علم کسی بڑے کالج سے تعلیم پانے کے بعد جس چیز کو حاصل کرتا ہے وہی بات سینما گھر میں ایک نصیحت آمیز فلم دیکھنے اور اسکے نتیجہ پر چند منٹ اپنے دماغ کو لڑانے سے حاصل کر سکتا ہے۔ اچھے اچھے مقررین

کی تقاریر میں وہ اثر نہیں ہوتا جو ایک اچھے فلم کی لحاظ سے ہوتا ہے۔ ایسی درسگاہوں میں صرف عشق و محبت کی داستانیں بتلایا جانا لوگوں کے پر امن خیالات کو پراگندہ کرنا ہے۔ اس سے یہ مطلب نہیں کہ محبت مطلق نہ ہو۔ نہیں وہ بھی ایک حد تک لازمی ہے۔ اور اگر دکھلائی جائے تو بالکل ہی حقیقی ہو۔

غرض فلم دل کو خوش کرنے اخلاقی و معاشرتی حالات کو درست کرنے اور اپنے خیالات کو بلند کرنے کا ایک اچھا ذریعہ ہے۔

سینما گھر بالفاظ دیگر تعلیمی مانڈی پبلک کا ایک چھوٹا سا آرامگاہ ہے جو ہر قسم کے نشیب و فراز زندگی سے آگاہ کرتا اور ملک کی بہبودی چاہنے والوں کا ساتھی ہے۔ ملک کی خدمت کرنے والی فلم کمپنیوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ والدین کی اطاعت۔ فرائض زن و شوہر۔ حب وطن۔ وفاداری۔ ہمدردی۔ ایک دوسرے میں ملاپ و اتفاق۔ پیدا کرنے والے نصیحت آمیز قصوں کو تیار کریں جبھی وہ خدام ملک کہلانے کے مستحق ہونگے۔ اور جبھی انکی فلمیں بھی قدر کی نگاہ سے دیکھی جائینگی۔

جواب کے لیے جوابی کارڈ اور نمونہ کے لیے چار آنہ کا ٹکٹ روانہ فرمائیں۔

پتہ صاف اور خوشخط لکھیں۔ اور خط و کتابت کے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

منیجر

صفحہ ۱۵ کا بقیہ حصہ ملاحظہ کیجئے

(۴۳) کملی کمنی ۹ حصے (۴۴) مچھوے کی بیوی ۹ حصے
(۴۵) افلاطون ۵ حصے (۴۶) سنسار چکر ۸ حصے
(۴۷) بڈھا یوبک ۷ حصے (۴۸) شکنتلا ۷ حصے
(۴۹) سسرالا ۶ حصے (۵۰) زہریلا درخت ۱۱ حصے
(۵۱) شانستی کی شانتی ۱۱ حصے (۵۲) حور عرب ۱۰ حصے
(۵۳) بیہولا ۷ حصے (۵۴) یار گشت ۱۲ حصے
(۵۵) ستی ۵ حصے (۵۶) ویلیس ویڈنگ ۵ حصے
(۵۷) بھشتی ۵ حصے (۵۸) راجہ بھوج ۹ حصے
(۵۹) قسمت کا شکار ۵ حصے (۶۰) نوین بھارت ۸ حصے
(۶۱) گنگوماتا ۶ حصے (۶۲) پتا بچن ۸ حصے
(۶۳) رامائن ۲۱ حصے (۶۴) پتنی پرتاپ ۱۲ حصے
(۶۵) جنگل لنگوریہ ۱۰ حصے (۶۶) کالپرینیا ۱۰ حصے
(۶۷) راج سنہا ۱۴ حصے (۶۸) بلیک آرچر ۹ حصے
(۶۹) بھارت رمنی ۱۲ حصے (۷۰) سیکو گرل آف آگرہ ۱۰ حصے (۷۱) دامن اوتار ۱۳ حصے۔
(۷۲) غیبی راز ۱۰ حصے (۷۳) گنیش جنم ۸ حصے
(۷۴) اندرا ۸ حصے (۷۵) گری بالا ۹ حصے

ہر شہر میں رسالہ فلم ریویو کیلئے ایماندار ایجنٹوں کی ضرورت ہے۔ منیجر

کلکتہ کی فلم کمپنیاں اور انکے شاہکار

۱۔ آرورا فلم کمپنی (قائم شدہ سنہ ۱۹۱۱ء) ۱۲۵ دھرمتلہ اسٹریٹ

(۱) رتناکار ۔ ۷ حصے

(۲) دیبو کلنکار (دیبو کی شرارت) ۲ حصے

(۳) بدا سندر ۔ ۷ حصے

(۴) کرشنا سکھا ۷ حصے

(۵) کلور کرتی ۔ ۱۰ حصے

۲۔ برٹش ڈومی نین فلم کارپوریشن لمیٹڈ

(قائم شدہ سنہ ۱۹۲۹ء) ۴۰ دم دم روڈ کلکتہ۔

(۱) منی میکس وھاٹ نوٹ (MONEY MAKES WHAT NOT) ۳ حصے۔

(۲) فلمس آف فلش ۔ ۱۰ حصے

(۳) ماسٹر لائر ۔ ۷ حصے۔

(۴) بنجیار ۔ ۱۰ حصے ۔

(۵) آفٹر دی ڈتھ (موت کے بعد) ۱۰ حصے

۳۔ ایسٹرن فلم سنڈیکیٹ (قائم شدہ سنہ ۱۹۲۹ء)

(۱) دیوا داس ۔ ۸ حصے

(۲) بچارک ۔ ۶ حصے

۴۔ گرافک آرٹس (قائم شدہ سنہ ۲۸ء) معرفت پورنا تھیٹر بھوانی پور

(۱) بنگ بالا ۔

(۲) دی وھیل آف فیٹ (گردش تقدیر) ۸ حصے

(۳) گوڈ اینڈ ایمیج ۔ ۱۱ حصے

۵۔ انڈپنڈنٹ پروڈیوسرس (قائم شدہ سنہ ۱۹۲۹ء)

(۱) دی اونلی وے (THE ONLY WAY) ۱۰ حصے

۶۔ انڈین کینما آرٹس (قائم شدہ سنہ ۱۹۲۷ء) باگھ ماری روڈ کلکتہ

(۱) شنکر اچاریہ ۱۰ حصے ۔ (۲) تشد پھل FOR BIDDEN FRUIT ۶ حصے (۳) انکار نیشن ۱۰ حصے ۔ (۴) کڈنیپڈ گرل ۶ حصے (۵) کنٹھ ہار ۸ حصے

۷۔ دی انڈین فلم پروڈیوسنگ کمپنی لمیٹڈ

(قائم شدہ سنہ ۲۹ء) دمدم جنکشن کلکتہ

(۱) بابالی یعنی بھول صاحب ۱۰ حصے ۔

۸۔ انڈو برٹش فلم کمپنی (اب یہ کمپنی نہیں ہی)

(۱) انگلینڈ ریٹرنڈ ۶ حصے (۲) سادھو کی شیطان ۸ حصے (۳) جاسوس دانندن

۹۔ مودی پروڈیوسرس (قائم شدہ سنہ ۲۹ء)

(۱) پیاری ۸ حصے ۔

۱۰۔ فوٹو پلے سنڈیکیٹ (اس کمپنی کا اب وجود نہیں رہا)

(۱) سول آف سلیو ۔ ۶ حصے ۔

۱۱۔ پراتتوا فلم کمپنی (قائم شدہ سنہ ۱۹۲۷ء) ۲ نمبر توتلی لین کلکتہ

(۱) بھسماسور ۱۰ حصے

(۲) دلداریا ۸ حصے

RE SUPPLIMENT

۱۲ پروونشل پروڈیوسرس (قائم شدہ ۱۹۲۷ء)
(۱) جمعرات کی بدشگونی ۲ حصے کامک۔
۱۳ تاج محل فلم کمپنی (اب نہیں رہی)
(۱) تاریک روشنی ۶ حصے (۲) من بھنجن ۸ حصے
(۳) کھوکھا بابو ۲ حصے (۴) چندرناتھ ۱۰ حصے۔
۱۴ ٹیگور فلم کمپنی (قائم شدہ ۱۹۲۸ء)
(۱) نوتن جالی (دنیاداباد) ۸ حصے۔
۱۵ دی بنگال یونائیٹڈ فلم کمپنی۔
(قائم شدہ ۱۹۳۰ء) ۴۳ نارکل ڈانگہ مین روڈ کلکتہ
(۱) آگرہ کی بھکارن ۱۰ حصے
۱۶ دی انگورہ فلم کمپنی (قائم شدہ ۱۹۳۰ء)
۲ راجندر گھوش لین کلکتہ۔
(۱) جانباز عاشق ۲ حصے
۱۷ انٹرنیشنل فلم کمپنی (قائم شدہ ۱۹۳۰ء)
(۱) چورکانٹا ۱۰ حصے
۱۸ رادھا فلم کمپنی (قائم شدہ ۱۹۳۰ء)
۲۴ بنٹنک اسٹریٹ کلکتہ
(۱) سری کانتا ۱۰ حصے
۱۹ آرین فلم کمپنی (قائم شدہ ۱۹۲۹ء)
نمبر ۱۴۱ کارپوریشن اسٹریٹ کلکتہ
(۱) دی بر ڈن ۸ حصے۔
۲۰ مدن تھیٹرس لمیٹڈ (نگارخانے اور
فلمی شعبہ ۱۹۱۹ء میں قائم ہوئے)
۵ دھرم تلہ اسٹریٹ کلکتہ۔

(۱) ترکی حور ۱۴ حصے (۲) پتی بھکتی ۱۰ حصے
(۳) نورجہاں ۸ حصے (۴) لائف آف
انلائٹن ون LIFE OF ENLIGHTENED
ONE ۷ حصے — (۵) بجے دیو ۱۲ حصے (۶)
مہابھارت ۳۲ حصے (۷) کرشناکانتا کی وصیت
۱۴ حصے (۸) درگیش ننڈنی ۱۳ حصے (۹) چاندی
داس ۱۲ حصے (۱۰) کپال کنڈلا ۱۳ حصے (۱۱)
شانتا ۷ حصے (۱۲) پریم جلی ۷ حصے (۱۳) بیمر
ڈیوتھ ۸ حصے (۱۴) کشمیری سندری ۸ حصے۔
(۱۵) بلوآنگل ۱۰ حصے (۱۶) مہابھارت (مختصر
پلاٹ) ۸ حصے (۱۷) نل دمینتی ۹ حصے (۱۸) دھرو
تارہ ۸ حصے (۱۹) قمرالزماں ۷ حصے (۲۰) لیلیٰ
مجنوں ۹ حصے (۲۱) متری سنہا ۷ حصے (۲۲)
تارا رقاصہ ۶ حصے (۲۳) پاپ پرنیام ۹ حصے
(۲۴) مصر کی رانی ۷ حصے (۲۵) دھروا چرترا
۸ حصے (۲۶) پرفلا ۹ حصے (۲۷) ساوتری
۶ حصے (۲۸) سرالا ۱۰ حصے (۲۹) بھرتی
۸ حصے (۳۰) دھرم پتنی ۸ حصے (۳۱) رلیا
رانی ۱۰ حصے (۳۲) جانا ۹ حصے (۳۳) مشیوا
رتری ۶ حصے (۳۴) ہریشچندرا ۵ حصے (۳۵)
اکادسی ۵ حصے (۳۶) رتن ولی ۷ حصے۔
(۳۷) بھاگیرتھ گنگا ۶ حصے (۳۸) آشوک ۶ حصے
(۳۹) بازار حسن ۵ حصے (۴۰) ویر بھارت ۵ حصے
(۴۱) مان درگا ۷ حصے (۴۲) محبت یا دولت ۵ حصے

"AN EASTERN QUEEN"
"MISS PATIENCE COOPER"
IN
BHARAT RAMANI.

جنوری ۱۹۳۱ء

(۲) پتی بھگتی ۱۰ حصے
(۴) لائف آف
LIFE OF ENLI
دیو ۱۲ حصے (۶)
کرشنا کانتا کی وصیت
۱۳ حصے (۹) چاندی
کنڈلا ۱۳ حصے (۱۱)
جلی ۷ حصے (۱۳) پیپر
سندری ۸ حصے
(۱۶) مہا بھارت مختصر
۹ حصے (۱۸)
ازاں ۷ حصے (۲۰) لیلی
سہنا ۷ حصے (۲۲)
(۲۳) پاپ پرنیام ۸ حصے
حصے (۲۵) دھروا چرترا
حصے (۲۷) ساوتری
۱۰ حصے (۲۹) بھرتی
تیتی ۸ حصے (۳۱)
۹ حصے (۳۳)
ہریشچندرا ۵ حصے (۳۵)
(۳۶) رتن دلی ۷ حصے
۷ حصے (۳۸) آشوک ۶ حصے
حصے (۴۰) ویر بھارت ۵ حصے
حصے (۴۲) محبت یا دولت ۵ حصے

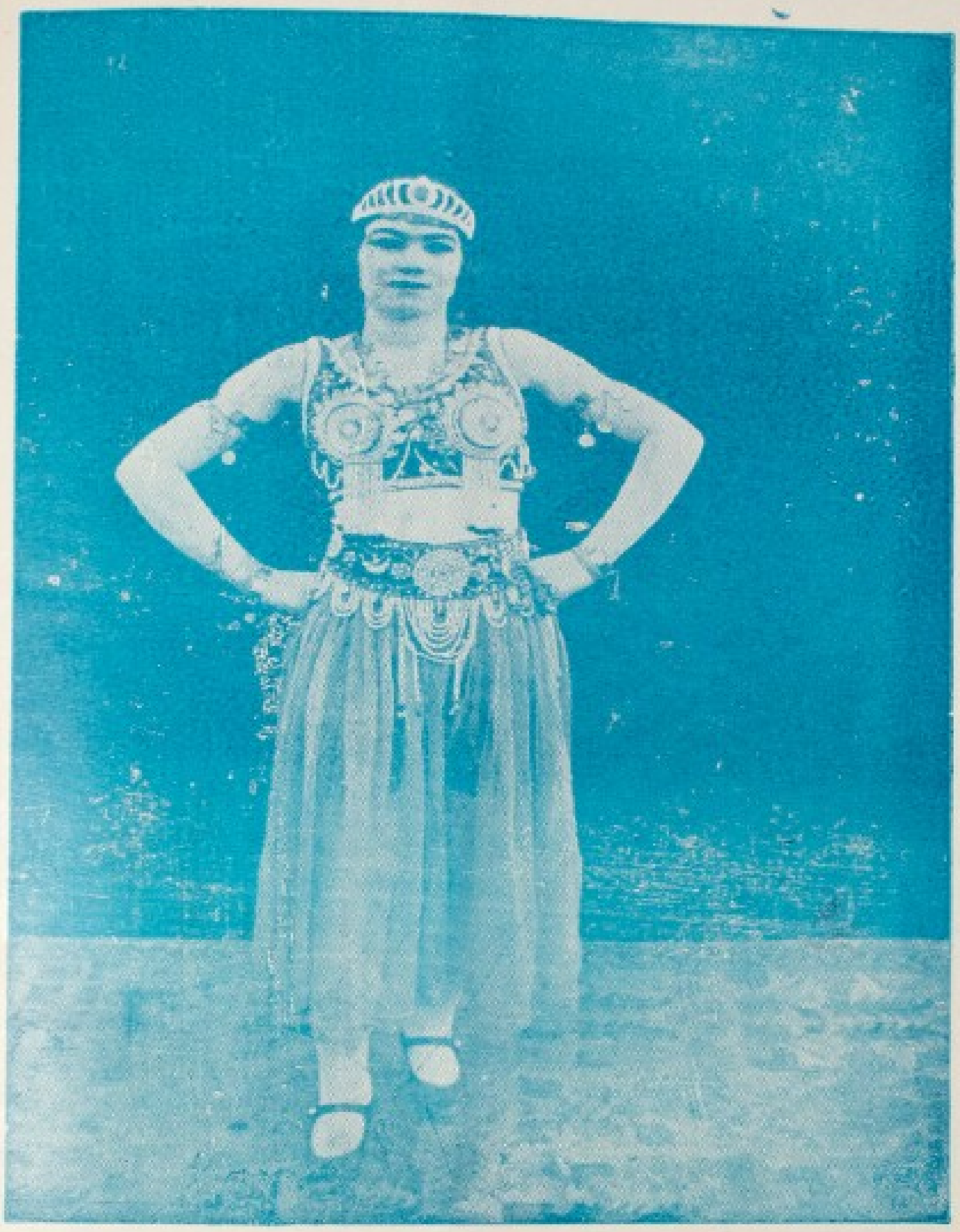

FAMOUS EGYPTION DANCER.
MISS FARIDA
IN
HOOR-E-ARAB.

بزمِ مدیر

فلم یا متعلقات فلم کے بارے میں دریافت کرنے والے قارئین کے لیے یہ صفحہ مخصوص ہے
طارق

بیگم زبیدہ مس سلوچنا اور سیتا دیوی؟

سردار محمد ایوب خاں درانی سہارنپور

"بیگم زبیدہ فی الحال رنجیت فلم کمپنی میں ہیں موصوفہ نواب محمد یعقوب صاحب مرحوم نواب سا چین (بمبئی) کی صاحبزادی ہیں۔ انکی تنخواہ کے متعلق مستفقہ واقفیت نہیں ہے انکی عمر اسوقت ۱۹ سال کی ہے سنہ ۱۹۱۲ء سے جبکہ عمر صرف ۱۲ سال کی تھی، فلم گاہ میں آئیں انکا پہلا فلم گل بکاؤلی ہے۔

مس سلوچنا یعنی مس روبی میرس یہودی نژاد ہیں اسوقت رنجیت کمپنی میں ۲۵ سو روپیہ ماہوار پاتی ہیں ۹ راکتوبر سنہ ۱۹۰۷ء کو پونہ میں پیدا ہوئیں۔

سیتا دیوی لندن میں غالبًا کسی متکلم فلم میں پارٹ کرینگی۔ انکی تنخواہ نہیں ہوتی بلکہ فلم کے ایگریمنٹ کے مطابق کنٹراکٹ پر کام کرتی ہیں خود اینگلو انڈین ہیں اصلی نام مس رینی اسمتھ ہے۔ لیکن ماں اسپینی اور باپ انگریز اور مذہب رومن کیتھولک ہے۔ موجودہ عمر ۱۹ سال کی ہے۔ سنہ ۱۹۲۴ء میں جبکہ انکی عمر صرف ۱۳ سال کی تھی پہلی بار لائٹ آف ایشیا نامی فلم میں پارٹ کیا فلم ریویو کے اکتوبر نمبر میں انکی تصویر دیکھیے۔

ذکا واسد شاہ ـ دار السلام ـ افریقہ

آپ کا جوشِ عمل پیغام مسرت ہے تصویریں ملیں مفصل جواب ارسال خدمت کر دیا گیا ہے۔ درج ذیل پتہ سے حصول مقصد کیلیے خط و کتابت کریں:-

THE HINDUSTAN FILM BUREAU
836, SOUTH BURLINGTON ROAD.
LOS ANGELES - CALIFORNIA.

ام آر جرنلسٹ انارکلی لاہور

مس مایا دیوی عیسائی نژاد ہیں انکا اصلی نام مس مارل ہے "آگرہ کی بھکارن" انکا پہلا تماشا ہکار ہوگا۔ مس مایا فلم ریویو کے لیے اپنی سوانحعمری مرتب کر رہی ہیں۔

کمال احمد صاحب راز ـ بھاگلپور

نظم تصویر دیکھ کر لکھی جاتی ہے۔ اس لیے کسی پرچہ پر چھاپی نہیں کی جا سکتی۔

احساسات کی ایکٹنگ

دنیا میں کوئی کام ایسا نہیں ہے جو مشکل ہو اگر بعض ہیں بھی تو وہ مشق۔ استقلال اور محنت سے بآسانی آسان بنا دیئے جا سکتے ہیں۔ یوں تو ہر شخص ہنستے اور روتے جاتا ہے لیکن بے محل ہنسنا یا رونا یا ڈائرکٹر کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے کیمرہ کے سامنے منھ بسورنا دقت طلب امر ہے۔ اس میں مسلسل مشق کی ضرورت ہے۔ یہانتک کہ اچھے سے اچھے ایکٹر سے بھی اگر پوچھا جائے کہ "کیا آپ رونے کی ایکٹنگ میں اصلیت پیدا کر سکتے ہیں" تو وہ اثبات میں جواب تو دیدیگا لیکن یقین مانیئے کہ گریہ وزاری جسے کہتے ہیں اور وہ گریہ وزاری جس میں تکلف کا شائبہ تک موجود نہ ہو اس میں اسے کبھی بغیر مشق کیئے کامیابی نہیں ہو سکتی۔ وہ تو در کنار امریکہ کے اختر ایکٹرز اور ایکٹرس کی جذبات نگاری کا کون ہے جو قائل نہیں لیکن اس ایکٹنگ اور جذبہ میں اکثر وہ بھی ہار مان لیتے ہیں۔ جیسا کہ میں پہلے بھی لکھ چکا ہوں یورپ اور امریکہ کے ڈائرکٹر اس قسم کے جذبات کو ابھارنے کے لیئے موسیقی سے مدد لیتے ہیں۔ تاہم ایکٹروں اور ایکٹرسوں کو اسکی مشق مدتوں کرنی پڑتی ہے۔

چہرہ کو المناک بنا لینا منھ بسورنا۔ آنکھوں سے آنسوؤں کے چند قطرے ٹپاٹپ گرا دینا ہی غمناک ایکٹنگ نہیں ہو سکتی۔ بلکہ بہتیرے موقعوں پر تو اس قسم کی ایکٹنگ مضحکہ خیز ہو جاتی ہے۔ اور اسکا شائقین پر متضاد اثر پڑتا ہے۔ یہانتک کہ ایکٹر کے رونے کی کوشش دیکھکر لوگ ہنس پڑتے ہیں اور اسکی نقل کا مذاق اڑاتے ہیں۔

کیا یہ غم آمیز اور دردناک جذبات کی صحیح کامیاب نقل ہوئی ہے کبھی نہیں!

لیکن ناکامیابی سے ایکٹر یا ایکٹرس کو مایوس نہیں ہونا چاہیئے۔ ایکٹرس جو جذبات غم کی مصوری کرنا چاہتی ہیں مشق کی عادت ڈالیں بغیر مسلسل

مشق کے اس میں کمال حاصل کرنا ناممکن ہے۔

اس میں شک نہیں کہ بعض ایکٹرس کی صورت ہی جذبات غم کا آئینہ ہوتا ہے۔ لیکن اس میں جب تک اظہار کا مادہ پیدا نہ ہو اور ایکٹرس کو معلوم نہ ہو کہ کس موقعہ پر کیسی صورت بنائی چاہیئے جذبات دلی کا اظہار اور داستان غم و یاس آنکھوں سے کس طرح بیان کیا جاتا ہے وہ صحیح معنوں میں کامیاب ایکٹرس نہیں ہو سکتی۔ پبلک یہ نہیں دیکھتی کہ ایکٹرس میں رونے کی ایکٹنگ کا بھی مادہ ہے یا نہیں وہ آرٹسٹ کی مجبوریوں کو مدنظر رکھتی بلکہ جذبات نگاری سے حد درجہ متاثر ہونا چاہتی ہے۔

ایکٹرس کو اپنے المناک جذبات سے یہ ثابت کر دینا چاہیئے کہ اسنے رونے کی کوشش نہیں کی ہے بلکہ جس ماحول میں وہ موجود ہے اس سے حد درجہ متاثر ہو کر اسے رلائی خود بخود آ گئی۔

ایکٹر کو بھی اکثر اسٹیج یا پردہ فلم پر گریہ وزاری کرنی پڑتی ہے۔ یہاں گرچہ جذبہ ایک ہی ہوتا ہے لیکن متاثر ہونیکے وجوہات اور اسکے ماحول جداگانہ اور اظہار جذبات کی مختلف صورتیں ہوتی ہیں کیونکہ ایکٹر یا ایکٹرس، مرد یا عورت کے جذبات اور قوت احساسات میں بین فرق ہوتا ہے عورت ضعیف الحس واقع ہوئی ہے۔ لیکن مرد میں استقلال اور برداشت کی قوت درجہ اتم ہوتی ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ جس واقعے سے کسی ایکٹرس کے جذبات کو ٹھیس لگی ہے اسی نوعیت کے واقعہ سے ایکٹر کے جذبات بھی بے چین ہوں مرد و عورت کے رونے میں بھی نمایاں فرق ہوتا ہے۔ اگر اس حالت میں ایکٹر بھی نیچرل طریقہ سے کامیاب رونا نہ رو سکا اور گریہ وزاری میں تکلف کی جھلک رہی تو یقیناً وہ ہر حیثیت سے ناکامیاب ایکٹر کہلائیگا۔

پھوٹ پھوٹ کر رونا بھی مشکل تر کام ہے لیکن اسکا آسان تر طریقہ یہ ہے کہ سانس یک بیک روک لی جائے۔ تین چار منٹ تک اسی حالت میں رہیں پھر یک بیک سانس باہر کریں ۶۔۷ بار اسکی مشق کرنیکے بعد کسی بڑے بحر کی غزل گائی جائے۔ اس طرح سے چند ہفتہ بلا ناغہ مشق کرنے سے ہر شخص رونے اور وہ بھی پھوٹ پھوٹ کر رونے کی ایکٹنگ میں کمال پیدا کر سکتا ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ رونے کے بعد کی جو حالت ہوتی ہے یعنی سانس کے پھولنے اور سسکی کے بھرنے کی نقل میں بھی کامیاب رنگ آمیزی کی جا سکتی ہے۔

یوں تو رونے یا جذبات یاس انگیز کی چہرے سے نمائش کرنے کے ہزاروں وجوہات ہوتے ہیں اور ہر وجہ کی خاص اور مختلف ایکٹنگ ہوتی ہے لیکن میں یہاں چند طریقے بیان کرتا ہوں

دوسرے صفحہ پر ملاحظہ ہو۔

اور

جس پر مشق کرنے سے امید افزا نتائج نمایاں
ہو سکتے ہیں اور جسے ماہران علم النفس عموماً اہمیت
دیتے ہیں۔
مندرجہ ذیل حالات کو پیش نظر رکھکر رونے
یا غمناک چہرہ بنانیکی کوشش کیجیے۔
نمبر ۱۔ ایک کمزور اور ضعیف عورت جو
کبھی گھر سے باہر نہیں نکلی۔ غربت سے مجبور، اور
بھوک سے پریشان ہوکر پہلی بار مزدوری کیلئے
قدم باہر نکالتی ہے۔
نمبر ۲۔ کسی عورت کا اکلوتا بچہ فوت
کرجاتا ہے اسے یک بیک خبر ہوتی ہے اور وہ چیخ مار کر
رو پڑتی ہے۔
نمبر ۳۔ فٹ بال کا ایک کھلاڑی کھیل
ہار جاتا ہے۔ اسکے چہرہ پر افسردگی چھا جاتی ہے
جب وہ میدان سے واپس آتا ہے تو اسکے ایک
دوست سے ملاقات ہوتی ہے۔ وہ دوست پر اپنے
رنج کا اظہار کرنا نہیں چاہتا۔ اسلیئے اپنے کو ہشاش
بنانیکی ناکام کوشش کرتا ہے۔
نمبر ۴۔ ایک غریب لڑکا ملازمت سے
برطرف کر دیا جاتا ہے وہ سوچتا ہے کہ گھر جاکر اپنی
ماں کو کیا جواب دیگا جو اسکی تنخواہ پر زندگی بسر
کر رہی تھی۔
نمبر ۵۔ ایک قاتل خود کو ایک پولیس کے
ہاتھوں گرفتار دیکھکر انجام پر غور کرتا ہے۔

نمبر ۶۔ ایک عاشق کو اچانک خبر ملتی
ہے کہ اس کی محبوبہ نے شادی کرلی۔
آئینہ ہمیشہ سامنے رکھیں۔ تنہائی میں آنکھیں
بند کرکے پردۂ خیال پر منظر کشی کریں۔ پھر اسکا
اثر دل پر ڈالیں۔

حامد۔ کتنی دیر سے تمھارے انتظار میں بیٹھا ہوں کہاں گئے تھے
اصغر۔ ارے بھئی! دفتر عصر جدید ۵/۱۵ چونہ گلی
گیا تھا۔
حامد۔ کیوں؟
اصغر۔ "چاند تارا" ناول چھپکر تیار ہوگیا ہے اسی کو
لانے گیا تھا۔ ارے بھئی! خوب ناول لکھا ہے۔ دلکش دلچسپ
اخلاقی اور اسلامی ناول ہے۔ صفحات ۲۱۶ قیمت ۱۲/
مینجر عصر جدید ۵/۱۵ چونہ گلی کلکتہ سے منگایئے

شانتی دھارا

ہی صرف ایک ایسی دوا ہے جس کے لئے تجربات کی بنا پر
یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ بہت سے امراض میں
اکسیر کا حکم رکھتا ہے ہر قسم کے درد، پیچش اور ہیضہ کے
لیے تو جادو اثر ثابت ہوا ہے۔ فی شیشی ۸/
ملنے کا پتہ
ڈاکٹر امجد حسین
۹۲/۱ کولو ٹولہ اسٹریٹ۔ کلکتہ

بڑے بھائی کی کہانی — چھوٹے بھائی کی زبانی

خاص برائے فلم ریویو

از فیض رسول انصاری برادر شیخ افتخار رسول قریشی مقیم لندن

شیخ افتخار رسول انصاری جو اس وقت دنیائے فلم میں غیر معمولی شہرت حاصل کر چکے ہیں صوبہ پنجاب کے ایک مشہور شہر ملتان میں پیدا ہوئے آپ ایک تیئس سالہ جوان رعنا ہیں۔ قد دیدہ زیب چہرہ بیضاوی اور آنکھوں میں سحر آلود کیف ہے آپ نے گورنمنٹ کالج ملتان میں تعلیم پائی۔ بعدہ بیرسٹری کی ڈگری حاصل کرنے کے لیئے انگلینڈ چلے گئے۔ آپ کی شخصیت گوناگون خصوصیات کا مرقع ہے صغر سنی ہی سے آپ کو شاعری کا شوق تھا اور شاعری میں ملکہ بھی تھا۔ چنانچہ ملتان میں طالب علمی کے زمانہ میں اشعار بھی موزون کیا کرتے تھے۔ گاہے گاہے نثر میں بھی طبع آزمائی فرماتے تھے۔ فن موسیقی سے بھی لگاؤ ہے۔ چنانچہ اس میں خاص مہارت حاصل کی ہے۔ انگلینڈ میں دوران تعلیم میں ایک دفعہ تعطیل کا زمانہ گذارنے آپ فرانس گئے۔ وہاں اتفاقیہ آپ کی ریکس انگرام مشہور مغربی فلموں کے ڈائرکٹر سے ملاقات ہوگئی۔ جو اس وقت وہاں گارڈن آف اللہ کے خارجی مناظر مرتب کر رہے تھے۔ مسٹر ریکس انگرام نے آپ کے مخفی جوہر کو تاڑ لیا اور کمال شوق سے آپ کو اس فلم میں فرخ کا پارٹ دے دیا۔ یہ آپ کا فلمی میدان میں گامزن ہونے کا پہلا پہلا قدم تھا۔ ازاں بعد موصوف نے مسٹر ریکس کے چار پانچ فلموں میں نہایت کامیابی کے ساتھ ہیرو کا کام کیا۔ جن میں "سرپنٹ آف نائیل" "شہزاد دی عرب" پبلک میں نہایت مقبول ہو چکے ہیں مسٹر ریکس انگرام کے فلموں میں کام کرنے کے بعد فرانس کی ایک کمپنی نے آپ کو دعوت دی۔ وہاں بھی آپ نے آٹھ نو فرانسی فلموں میں کام کیا یکایک آپکو ہندوستانی کیرکٹر پر ایک بہترین فلم تیار کرنیکا خیال آیا یہانتک کہ اس خیال نے عملی جامہ پہننے کی صورت اختیار کی۔ ایک مشہور مشرق افسانہ نگار سرطامس مور کا ایک منظوم افسانہ بنام "لالہ رخ" آپکی نظروں میں جچ گیا۔ چنانچہ اس پر آپ تشکیل فلم چند والیان ریاست کی عملی اور مالی اعانت سے السٹری لندن میں تیار کر رہے ہیں۔ فلم کے خارجی نظارے تمام تر کشمیر کی جنت نگاہ وادی میں لیئے گئے ہیں۔ فلم دو زبانوں یعنی اردو اور انگریزی میں تیار ہوگا۔ اردو کے متعدد گانے اور موسیقی کا

کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔ چند گانوں کے خود آپ ہی مصنف ہیں۔ اور ڈائرکٹ بھی آپ ہی رہے ہیں آپ کا اعلان ہے کہ یہ فلم جذبات میں زندگی کی روح پھونک دینے والے مناظر کا البم ہوگا۔ اور وہ حیرت انگیز مناظر ہونگے جس سے ہندوستانی فلم اب تک روشناس نہیں ہوئے۔ ایشیائی رقص اور بزم و طرب کی مسحور کن موسیقیت کو دیکھ اور سنکر چشم یورپ پھڑک اٹھینگی۔ آپ نہ صرف ایک بہترین ڈائرکٹر ہیں بلکہ آپ نے عرصہ دراز تک امریکہ اور پیرس کی متعدد فلم ساز کمپنیوں میں شرقی فلموں کے پروڈیوسر اور مناظر کش کی حیثیت سے کام کیا ہے۔ آپ اس وقت بیرسٹری کے امتحان میں بھی نمایاں کامیابی حاصل کر چکے ہیں۔ اسکے علاوہ یورپ میں ایک شرقی رقص کو بھی ایجاد کیا ہے۔ آپ کو امریکہ کی فلم کمپنیوں سے بہت دعوت نامے آ رہے ہیں مگر آپنے وہانکی کسی پیشکش کو قبول نہیں کیا۔ کیونکہ اس وقت چند ہندوستانی فلموں کی تیاری میں مشغول ہیں۔ موصوف کے قصہ نویس مسٹر حارس اور میری پکفورڈ کے فوٹو گرافر بھی سرگرم کار ہیں متذکرہ فلموں کی تکمیل کے بعد آپکا ارادہ ہندوستان آنیکا ہے کیونکہ صنعت فلم سازی کا میدان ہندوستان میں ابھی تنگ ہے ولنٹینو ثانی کے کمال کی جولانیاں کچھ زیادہ وسعت طلب ہیں مگر حب وطن کا جذبہ انکو ہندوستان آنے پر مجبور کر رہا ہے چنانچہ جلد ہی آپ ہندوستان کی کسی فلم کمپنی میں کار فرما ہو کر اہل وطن کو اپنے کمالات سے محظوظ کرینگے۔

برص یعنی پھلبہری کے سفید داغ کا مجرب حکمی علاج

اگر میرے معجون برص اور روغن سے ایک ہفتہ میں بھی ضرور سفید داغ نہ جاتے رہیں اور بدن کی اصلی رنگت نہ آجائے تو کل قیمت واپس اعتبار نہ ہو تو اقرار نامہ لکھا لیں۔ قیمت ہر دو ادویہ جو ایک ماہ کیلئے کافی ہونگی معہ محصول وغیرہ عہ درج بیہ تیرہ آنہ۔

اطلاع۔ برص جیسا ضدی مرض ایک ماہ سے کم مدت میں اچھا نہیں ہو سکتا۔

طبی میڈیکل ورکس نمبر ۵ دربھنگہ (بہار)

خوردنی خضاب کے کھانے سے سفید بال تا عمر سیاہ

اگر آپکے بال تھوڑے یا زیادہ سفید ہوگئے ہیں تو میرا خوردنی خضاب جو ایک درویش کامل کا عطیہ ہے ہمیشہ کھائیے بغیر خضاب کل سفید بال از سر نو سیاہ ہو جائینگے اور پھر تا زیست سیاہ رہینگے۔ کھونٹیاں بھی سیاہ ہی پیدا ہونگی۔ یہ دوا بھوک پیدا کرنے، ہاضمہ اور دماغی قوت کے بڑھانے اور آنکھوں کی روشنی کو قائم رکھنے دانتوں کو ہلنے و گرنے سے محفوظ رکھنے اعصابی کمزوری شرمناک کو دور کرنے جوانی کو لوٹانے بے اولادوں کو صاحب اولاد بنانے نزلہ قبض اور بواسیر کو ہمیشہ کیلئے دفع کرنے میں اپنی نظیر نہیں رکھتی۔ بڑی خوبی یہ ہے کہ زیادتی عمر کیلئے یہ دوا آبحیات ہے۔ قیمت ہر خوراک کی معہ محصول ڈاک وغیرہ عہ

دی فیمی میڈیکل ورکس لہریا سرائے (بہار)

معلومات

(از عبدالرؤف صاحب)

مسٹر خلیل احمد سکروی ۱۹۱۶ء میں پہلے بار پردۂ فلم پر آئے ابتک ایک سو کے قریب فلموں میں پارٹ کر چکے ہیں انکا جسمانی وزن ایک من ۳۲ سیر ہے۔ "اور سونگ آف سورو" انکا تازہ ترین فلم ہے۔

لائٹ آف ایشیا کو شہنشاہ جاپان نے دوبار دیکھا اور پسند کیا۔ ہالی وڈ کا پہلا فلم اوائل ۱۹۱۱ء میں بنا ہے

جاپان میں پردۂ فلم پر بوسہ بازی قانوناً جرم ہے

کسٹھ ہار کی کامیاب ہیروئن مس سیتا دیوی کا اصلی نام مس گاسیپر ہے۔ موصوفہ اس کے قبل "فلس آف فلش" میں نہایت معمولی سا پارٹ کر چکی ہیں۔

بنگال کے معاشرتی فلموں کے اختر ایکٹر مسٹر درگا داس بنرجی کی عمر اسوقت تیس سال کی ہے۔ موصوف بنگال کے ایک باحیثیت اور شریف خاندان کے ممبر ہیں۔ فلمستان میں آنے کے قبل گورمنٹ اسکول آف آرٹس کلکتہ کے اسٹوڈنٹ تھے۔

مس عصمت خانم سیری سمرنا میں پیدا ہوئیں۔ امریکن کالج انسٹیٹوٹ سے بی اے کی ڈگری حاصل کی۔ اسوقت ترکی قوم کی حسین ترین خاتون اور ترکی فلم کی مقبول اختر ایکٹریس ہیں۔ ۲۰ سال عمر ہے اور جرمن انگریزی۔ فرانسیسی۔ ترکی اور لاطینی زبان میں کافی مہارت رکھتی ہیں۔

ولیم فوکس صدر فوکس فلم کارپوریشن کے بیان کے مطابق امریکہ کی تمام فلم ساز کمپنیوں کا مجموعی سرمایہ اس وقت ۵۔ ارب ۲۵ کروڑ روپیہ ہے۔ جہاں ۳ لاکھ پچاس ہزار لوگ کام کرتے ہیں۔ ریاستہائے امریکہ میں بیس ہزار سینما گھر ہیں جہاں ایک کروڑ اسی ہزار اشخاص بیک وقت تماشہ دیکھ سکتے ہیں۔ ان سینما گھروں میں ہر ہفتہ دس لاکھ تماشہ بین آتے ہیں جن سے ہر سال ایک پچانوے لاکھ روپیہ کی آمدنی ہوتی ہے۔

بن حر میں ۲۵ ہزار ایکٹروں نے کام کیا ہے۔

مرحوم لان چینی کا اصلی نام انو نزاڈ چینی تھا۔ موصوف بہ نسبت اور تمام دوسرے ایکٹروں کے کھانا بہت اچھا پکا سکتے تھے۔

مسٹر گنگولی منیجنگ ڈائرکٹر دی برٹش ڈومی نین نے نمائندہ فلم ریویو سے کہا کہ سر رابندرا ناتھ ٹیگور نے "تاپتی" میں پارٹ کرنے سے انکار کر دیا ہے۔

MISS ARMOLIN IN HOOR-E-BAGDAD.

"DOMESTIC LOVE"
BHANU BANERJEE & RENU BALA
IN
NISIDHA PHAL OR FORBIDDEN FRUIT.

یونائیٹیڈ پلیرس کے شاندار کارنامے

"لالہ رخ" (رجسٹرڈ) اور سویٹ ہارٹ یعنی محبوبہ (رجسٹرڈ) دو جذبۂ محبت اور جانبازانہ کارناموں کے قابل دید ڈراموں کی فلم بندی شروع ہوگئی

جس میں کمپنی کی دو نو وارد حسین و جمیل ایکٹریسیں

مس بہار اختر	مس سردار اختر

اور نامور مقبول ایکٹر

مسٹر اے۔ آر کاردار ہیرو اور ہیروئن کا پارٹ کر رہے ہیں

کمپنی کے تین شاہکار **شیفرڈ** یعنی گڈریہ" **ماسکڈ بینڈیٹ** یعنی نقاب پوش ڈاکو اور گولڈن ڈیگر یعنی سنہرا خنجر تیار ہو گئے۔

اس نایاب موقعہ سے فائدہ اٹھانے کیلئے جلد بک کر لیجئے

مینجر یونائیٹیڈ پلیرس کارپوریشن

راوی روڈ لاہور
ٹیلیگرام: "پلیرس"

نمبر ۷-۸-۱ الفنسٹن سرکل بمبئی
پوسٹ بکس نمبر ۶۸۷ ٹیلیگرام: "ٹریاڈاگی"

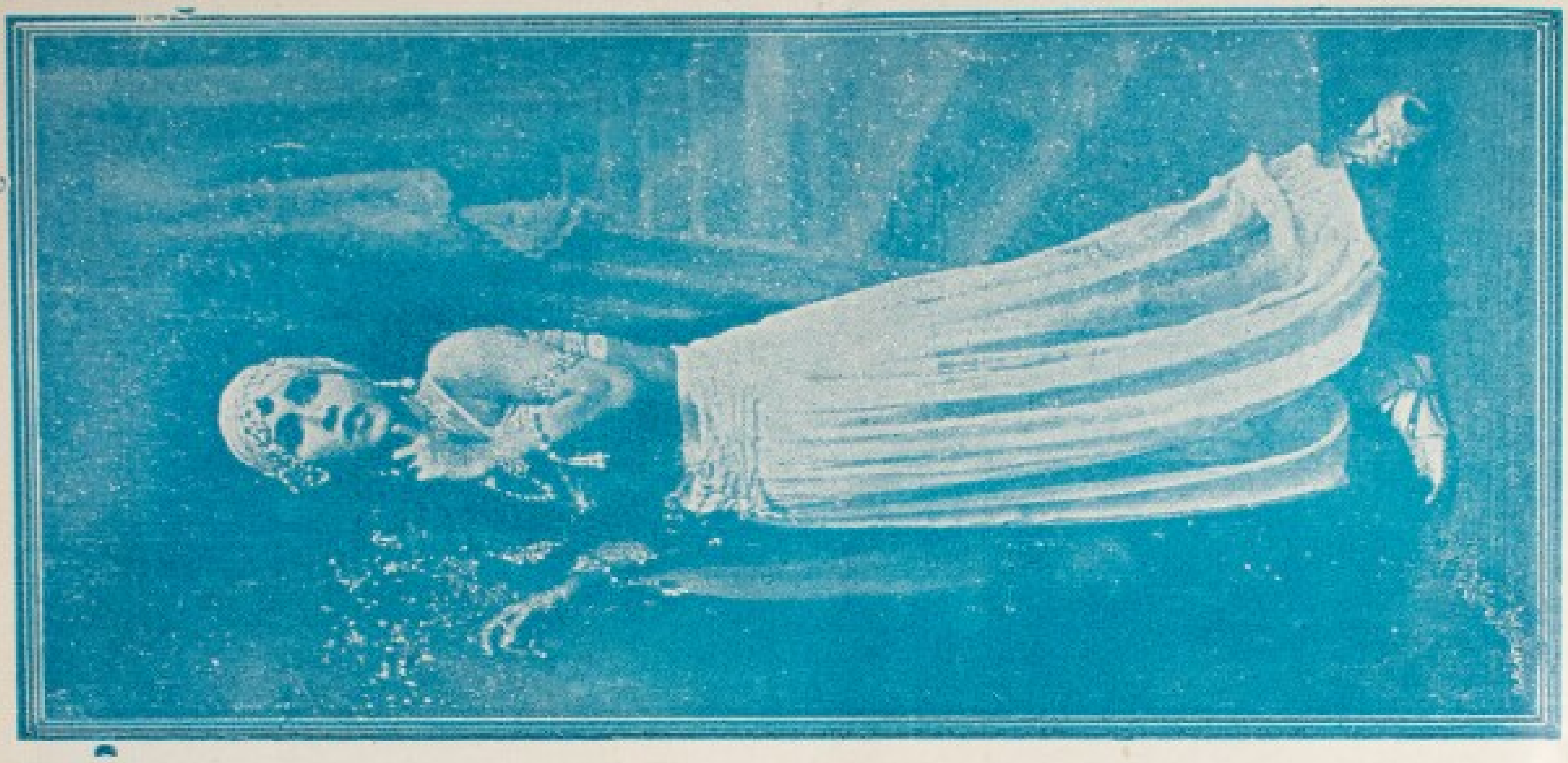

MISS ARMOLIN IN HOOR-E-BAGDAD.

"DOMESTIC LOVE"
BHANU BANERJEE & RENU BALA
IN
NISIDHA PHAL OR FORBIDDEN FRUIT.

MISS IQBAL
IN
VALIANT ANGEL.

Distributors : Masanta Film Service.

BEGUM FATIMA
IN
SOCIAL PIRATES.

She is the mother of the famous Indian Stars Begum Sultana and Zubeda o. Bombay)

برادر افتخار رسول کا خط مدیر فلم ریویو کے نام

ڈیر مسٹر طارق - آپ کے ان دونوں خطوط کا
جو میرے اور میرے سکریٹری کے نام ارسال کئے گئے شکریہ قبول ہو۔
مجھے دیکھکر نہایت خوشی حاصل ہوئی کہ ہندوستان میں
اردو کا بھی ایک فلمی رسالہ موجود ہے خصوصاً آپ کی زیر
ادارت! اسکے مضمون اور نمایاں خوبیوں سے حد درجہ محظوظ
ہوا۔ مضامین "لالہ رخ" کی اور اُس فلم کی تصویر دیکھ
جس میں میں بھی ہیرو کا پارٹ کرنے والا ہوں آپ کی
ہمیشہ اعانت کرتا رہونگا۔ میرے امکان میں جو کچھ ہوگا
اس سے میں دریغ نہیں کرونگا اطمینان رکھیں۔

موجودہ مشغولیت نے مجھے بالکل عدیم الفرصت
بنا رکھا ہے۔ پہلا ہندوستان ٹوکی (TOKIE) کے
آخری اندرونی منظر کی تیاری میں منہمک ہوں۔
اس کے بعد بہت جلد خارجی مناظر کیلئے ہندوستان
آنیکا ارادہ ہے۔ جسکا انتظام ہو چکا ہے۔

لیکن اس کے قبل میں فرانس جانے کی تیاری
کر رہا ہوں۔ جہاں عربوں کے "شبستان عشرت" کا
پہلا فلم "دی بلیک سلیو (THE BLACK SLAVE)
میں چیف پارٹ کرنا ہے۔ میرے خیال میں یہ
ایک کامیاب اور قابل دید شاہکار ہوگا۔
ممکن ہے کہ "لالہ رخ" کے خارجی مناظر کے
سلسلہ میں کلکتہ آؤں۔ آپ سے ملنے کا مشتاق ہوں۔
خود مگر ممالک عرب میں اپنی موجودہ ہر دلعزیزی اور
مقصد کی کامیابی کا راز آپ کو بتاؤنگا۔ مغربی ممالک کے
ماحول میں اپنی [illegible] سالہ زندگی کے دلچسپ واقعات بھی آپکو سناؤنگا

ہندوستان کی فلمی صنعت نہایت پست حالت میں ہے
وہاں ناتجربہ کار اصناف اور نا اہل کارکنان صنعت کی
فلم تیار کرنے سے میری موجودہ شہرت مقبولیت اور
کارنامے پر ایک بدنما داغ آجانیکا اندیشہ ہے۔

ڈیر طارق! میں اپنے مادر وطن کیلئے ہر چیز قربان کرنیکو
تیار ہوں اور یقین مانئے کہ اس سے زیادہ کسی کام میں مجھے مسرت و فرحت
حاصل نہیں ہو سکتی۔ میرے دل میں بھی حب الوطنی کا جذبہ موجزن ہے۔
امید ہے کہ آپ میری موجودہ مجبوریوں سے واقف ہو گئے ہونگے۔
دوسرے یہ کہ یورپ میں میرے کارناموں کی جتنی قدر افزائی ہوئی
اس سے تو آپ آگاہ ہیں۔ متمدن ممالک میں جسقدر میری مقبولیت اور ہر دل
عزیزی ہے اس سے تمام فلم بین احباب واقف ہیں آج یورپ مجھ کو ہاتھوں
ہاتھ لئے ہوئے ہے۔ لیکن ہندوستان کے کسی بھی فلم نے میری کچھ بھی
ہمت افزائی نہیں کی۔ یقین مانئے کہ اس وجہ نے مجھے بالکل مایوس کر دیا
ہے اور سمجھ میں نہیں آتا کہ میں ہندوستانی صنعت کی کس طرح خدمت کروں
کیا میں آپ سے امید رکھوں کہ میرے اس خیال کو کسی مضمون کے ذریعہ میرے
ہم وطنوں تک پہنچا دینگے۔ دعا ہے کہ رسالہ آپکا ہمیشہ ترقی کرتا رہے۔"

افتخار رسول

انعامی مقابلہ

اکتوبر کی اشاعت میں ہم نے اعلان کیا تھا کہ جو صاحب ہالی ووڈ کے اُس اختر ایکٹر کا نام بتا سکینگے جو کلکتہ میں پیدا ہوا ہے "فلم ریویو" اُن کی خدمت میں سال بھر تک حاضر ہوتا رہیگا چنانچہ

سید ریاض الدین احمد معرفت سید نصیر الدین احمد بار ایٹ لا۔ ابوالعاص لین بانکی پور پٹنہ کا جواب صحیح ثابت ہوا اور وہ انعام کے مستحق ہوئے

"ریجنل بیری" ۱۸۹۳ء میں کلکتہ میں پیدا ہوئے موصوف اس وقت ہالی ووڈ کے اُن چند اختروں میں ہیں جن کی چند سال قبل موجودہ اختروں کی طرح مقبولیت تھی۔ ان کا قد چھ فٹ دو انچ ہے اور آنکھیں بھوری ہیں۔

اسی طرح گذشتہ نمبر میں "سیتا دیوی" کے متعلق ایک انعامی مقابلہ تھا۔ جوابات تو بہت آئے لیکن مکمل ایک بھی نہیں تھا۔ اسکے جواب کے لیے "بزم مدیر" ملاحظہ فرمائیں۔

یہ تو آپ کو تسلیم کرنا ہی پڑیگا کہ ہندوستانی

صنعت فلمسازی نہایت ہی پست حالت میں ہے اور اس ۱۵ سالہ زندگی میں لسے جس قدر ترقی کرنا چاہیے تھی نہیں ہوئی۔ ہزاروں نقائص کی وجہ سے یہاں کے فلم بین الاقوامی پردہ پر نہیں آنے اور نہ لائے جاسکتے ہیں۔ اسکے ذمہ دار کون ہیں؟

(۱) ایکٹر یا ایکٹرس۔ جو پارٹ کرتے ہیں۔

(۲) پروڈیوسر۔ جو فلم کی تیاری پر روپیہ صرف کرتے ہیں۔

(۳) ڈائرکٹر۔ جو ہدایت کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔

(۴) فوٹو گرافر۔ جن کے سر مناظر کشی اور فوٹو گرافی کے انداز کی ذمہ داری ہوتی ہے۔

(۵) افسانہ نویس۔ جو پبلک کے مذاق کے موافق افسانہ تیار کرتے ہیں۔

(۶) منظر نگار۔ جن کے ذمہ افسانہ کی خوبیوں کی موت و زندگی ہوتی ہے۔

(۷) ٹکنیکل ڈیرکٹر۔ جو مناظر کے کرکٹر کے موافق ماحول پیدا کرتے ہیں۔

(۸) فلم ایڈیٹر۔ جو افسانہ کے تسلسل اور مناظر کی روانی کو قائم رکھتے ہیں۔

(۹) لباس۔ میک اپ MAKE UP کے

انجارج۔ جو باتوں صورت میں اصلیت پیدا کرنے کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔

آپ کے خیال میں جو اسکے ذمہ دار ہیں صرف ایک پوسٹ کارڈ کے ذریعہ لکھ بھیجدیں۔ فرض کیجئے کہ آپ کے خیال میں ڈیرکٹر اسکے ذمہ دار ہیں تو پوسٹ کارڈ پر صرف یہ لکھ دیجئے کہ "میرے خیال میں ڈیرکٹر اسکے ذمہ دار ہیں" جس پر ووٹ زیادہ آئے گا اُن ووٹ دینے حضرات کی خدمت میں انعام پیش کیا جائیگا۔

آخری تاریخ اور انعام کے فیصلہ کا اعلان آئندہ ماہ میں کیا جائیگا۔

آپ انعام بھی حاصل کرینگے اور صنعت کی بھی خدمت کرینگے بس آج ہی لکھئیے۔

تمیم راشدی
کمپیٹیشن ڈیپارٹمنٹ فلم ریویو کلکتہ

بولتی ہوئی تصویر کشی کی مشین

مسٹر جے جے مدن یورپ سے بولتی ہوئی تصویر اتارنے کی مشین لیکر آگئے۔ قیمت کا اندازہ ۳ لاکھ روپیہ لگایا جاتا ہے۔ ٹوکی کی تیاری بہت جلد شروع ہونے والی ہے۔ پہلا ٹوکی الفریڈ تھیٹریکل کمپنی کا مقبول ڈرامہ "چندر گپت" ہوگا جس میں مس سنی بائی بھی کام کرینگی۔

ریویو

فدائے شوہر

ناظم ادیب العصر سید کاظم حسین صاحب محشر مصنف ڈرامہ ویر بالک۔

ویر بالک کا ایک تازہ ترین شاہکار ہے

یہ ایک نہایت ہی دردناک منظوم افسانہ ہے جس میں ایک رئیس کی تباہی۔ دوستوں کی بے وفائی۔ رفیقہ حیات کی مفارقت خاوند کی اطاعت۔ تنگدستی اور مصیبت میں صبر و شکر اور مامتا کی تڑپ جذبات میں ہلچل ڈالنے والے دلخراش نظارے ہیں۔ ماں کی لاش پر ایک معصوم بچے کے غم کی تصویر حد درجہ المناک اور پھڑکتے الفاظ میں کھینچی گئی ہے۔

ہمارے خیال میں یہ نظم طبقہ نسواں میں نہایت مقبول ہوگی کیونکہ اس میں نسوانی جذبات کی مکمل تصویر کشی کی گئی ہے۔ زبان عام فہم، شستہ اور سلیس ہے۔ خوشخط جیبی سائز میں چند جاذب نظر تصویروں کے ساتھ شائع ہوئی ہے۔ قیمت ۴/

ملنے کا پتہ:۔ سید کاظم حسین محشر
بتی کل مٹیابرج کلکتہ

خاص ایجنٹ

سرسوتی۔ رنجیت اور لکشمی فلم کے خواہشمند اصحاب انکے خاص ایجنٹ:۔ مان سانا فلم ہاؤس ۱۶/۱ ہرلین روڈ کلکتہ سے طلب فرمایا کریں۔

چند ہندوستانی ایکٹرسوں کے اصلی نام و قومیت

از سید احسان کریم

موجودہ مشہور نام	عمر	اصلی نام	قومیت	کمپنی کا نام جہاں کے فلم سے وہ مقبول ہوئی
سیتا دیوی	۲۱ سال	رینی اسمتھ	اینگلو انڈین	دی گریٹ ایسٹرن فلم کارپوریشن دہلی
سلوچنا	۲۲ ؍؍	روبی مائرس	ہندوستانی یہودن	امپیریل فلم کمپنی
للیتا دیوی		مس بون برڈ	اینگلو انڈین	مدن کمپنی
اندرا دیوی	۲۱ ؍؍	مس ایفی ہپولٹ	انڈو فرینچ	؍؍
مایا دیوی	۱۷ ؍؍	مس مرل ہپولٹ	؍؍	؍؍
مس لائٹ	۱۸ ؍؍	تارک بالا	بنگالی ہندو	؍؍
رینو بالا دیوی (متوفیہ)	۲۱ ؍؍	پریم لتیکا	بنگالی برہمو	برٹش ڈومینین
سبیتا دیوی	۱۹ ؍؍	مس گاسپر	آرمی نین	انڈین کینما آرٹس
مس رادھا رانی	۲۰ ؍؍	مس ڈورن	اینگلو انڈین	برٹش ڈومینین
گیتا دیوی		مس سیرا	بنگالی ہندو	مدن
سرتیا دیوی	۱۷ ؍؍	مس تھیڈیاس	آرمی نین	انڈین کینما آرٹس
سنورما	۱۹ ؍؍	مس ونی اسٹیوارٹ	اینگلو انڈین	ینگ انڈیا پکچرس

معلومات بیگم سلطانہ اور زبیدہ کی والدہ محترمہ بیگم فاطمہ اولاً الفرید تھیٹریکل کمپنی میں اسٹیج ایکٹریس تھیں۔

طارق

سینما کی ابتدا کیسے ہوئی

سینما کے لئے ہر روز صدہا افسانے لکھے جاتے ہیں لیکن جسقدر حیرتناک دلچسپ اور تاریخی پہلیے قابل یادگار خود سینما کی آپ بیتی ہے اتنی دلچسپ اور کوئی داستان نہ ہوگی۔

اگرچہ جرمنی۔ انگلستان اور امریکہ میں بہت سے موجدوں کے دماغ چکر کھا رہے تھے اور چلتی ہوئی تصاویر لینے کے کیمرے بنانے اور انھیں پردے پر دکھانے کی تجاویز بحث و نظر ہو رہی تھیں لیکن قسام ازل نے سعادت محض ایڈیسن کے ذہن و دماغ کو عطا فرمائی تھی۔ ایڈیسن نے اس وقت گراموفون ایجاد کر کے دنیا کو حیرت و استعجاب کے دریا میں غرق کر دیا تھا۔ اور اب اسے عکاسیہ بنانے کا فکر تھا۔

اس وقت یورپ۔ امریکہ میں دو فریق تھے۔ ایک تو مخترعین کا وہ طبقہ تھا جو چلتی پھرتی ہستیوں کی تصویر لے سکے۔ اور اسی تگ و دو میں ہزاروں تجربات کئے جا رہے تھے۔ اور عمر عزیز کا بیشتر حصہ صرف ہو رہا تھا۔ دوسرا طبقہ وہ تھا جو تصاویر کا انعکاس پردے پر دکھانے کا آرزومند تھا اول الذکر طبقے میں خصوصیت سے قابل ذکر لفٹنٹ فریزیر (سکنہ دانیام) تھا اور موخر الذکر طبقے میں زیادہ نمایاں مسٹر راجبٹ تھے جنھوں نے ایک سیرمین بنائی تھی اور اس میں سے ہاتھ کی کشیدہ تصاویر بتائی جاتی تھیں سنہ ۱۸۸۰ء کا واقعہ ہے کہ مسٹر جان اسحاق نے جو متحرک تصاویر کا کیمرہ بنایا تھا اس سے ایڈورڈ میبرج نے کیلیفورنیا میں اسٹینفورڈ کی گھوڑدوڑ کے دلچسپ متحرک مناظر کی تصاویر لیں۔ ان تصاویر نے دنیائے علم کو محو حیرت بنا دیا تھا۔ اور بڑے بڑے آرٹسٹ آکر دیکھتے تھے اور انگشت بدنداں رہ جاتے تھے۔

اس وقت تک ایڈیسن نے اپنی توجہ اس طرف مبذول نہیں کی تھی۔ جب یورپ و امریکہ میں متحرک مصوری کے چرچے ہو رہے تھے اور اس کا خیال بھی اسی جانب منعطف ہوا اور سنہ ۱۸۸[illegible]ء میں اس نے اپنی پہلی کوشش کی۔ سب سے پہلا شخص جسے معمول بنایا گیا ایڈیسن کی تجربہ گاہ کا ایک کاریگر فریڈ اٹ تھا۔ جس نے اپنے بہت عرصہ کے بعد ایڈیسن کی پہلی کوشش کا خاکہ اس طرح کھینچا ہے:۔

"مجھے ایک سفید کپڑے میں بطور گٹھری کے باندھ دیا گیا تھا۔ میرا اس وقت ہو بہو ایک غبارہ معلوم ہوتا تھا۔ پھر جب میں بندر کی طرح اچھلنے کودنے لگا۔ اور اسی وقت کھینچے

اتنا ہجوم تھا کہ فضا مسموم ہو گئی تھی ۔ بیش قیمت ملبوسات میں عورتیں، مرد، لڑکے، لڑکیاں جوش و شوق سے بیتاب تھے مضطربانہ نگاہیں اسی طرف لگی تھیں جہاں صاف پردہ لگا تھا اور پہلا منظر آنکھوں سے دو چار ہونے والا تھا ۔ ٹامس آرمٹ مشین چلانے کی طیاری کر رہا ہے ۔ اور ٹامس اڈیسن جسے ابوالحکما کہنا چاہیئے خاموش جیب در راست نگران ایک کرسی پر بیٹھا ہے ۔ اور تمام مجمع مشکور نگاہوں سے اسے دیکھ دیکھ کر پکار رہا ہے کہ انسانیت کی تفریح و تفنن کے لیے آپ نے جو خدمات انجام دی ہیں وہ اس عالم آباد ارضی پہ اس وقت تک یادگار رہینگے کہ تہذیب کا ایک بھی نام لیوا موجود ہو ۔ آخر کار ہیں وقت کے عریض و طویل پردے پر جس کے گرد طلائی حاشیہ تھا تصاویر کا عکس پھینکا جانے لگا دفعتاً انابل مورے رقصاں نظر آتی ہیں اسکے ہر قدم کی حرکت ہر عضو کی جنبش اور اس کے مستانہ ناز و انداز بالکل عکسی روپ میں دکھائی دیتے ہیں ۔ ناظرین پر پہلے ایک وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی ہے پھر وہ سب بالکل وارفتگی کے عالم میں مسرت کی صدائیں بلند کرتے ہیں ہر طرف واہ! واہ! کے نعرے بلند ہوتے ہیں ۔ لڑکے ہیں کہ گیری پڑے آفریں آفریں کا شور مچا رہے ہیں ۔ تالیاں بجائی جا رہی ہیں ۔ جوں جوں فلم گردش کرتی جاتی ہے اور متحرک تصاویر اپنے تازہ ترین حرکات کے ساتھ لمحہ بہ لمحہ پیش گاہ آتی جاتی ہیں پہلی صف کے ناظرین تو از خود رفتہ ہو کر کرسیوں سے نیچے گر پڑتے ہیں یہ کیا تھا! محض از خود رفتگی کے عالم میں داد دی جا رہی تھی ۔

دوسرے دن جا بجا وٹیاسکوپ کے چرچے تھے تمام حلقوں میں تعریفیں اخبارات میں قدر افزایانہ تبصرے اور جا بجا سے اڈیسن کے پاس ہدیہائے مبارکباد!

سب سے پہلے اڈیسن نے افسانے سینما کے پردے پر دکھانے کی تجویز کی اور ۱۹۰۲ء میں اڈیون پورٹر کی تصنیف امریکہ کے فائرمین کی زندگی پردے پر دکھائی گئی اس کے بعد سے لیکر آج تک زمانہ کی ضروریات کے مطابق سینما اور اس کے تماشوں میں تبدیلیاں ہوتی گئیں ۔ حتیٰ کہ آج یہ عمل تفریح اپنے معراج کمال کو پہونچ چکا ہے اور اس میں اب آواز بھی پیدا کی جا رہی ہے ۔

۳۴ سال کے قبل یہ ایک ایسی مشین تھی جس کا عدم و وجود برابر تھا ۔ یا آج دنیا کی تفریح طبع کا سب سے بڑا موجب ہے آج کل تمام دنیا میں ۲۵۰۰۰۰۰۰ (پچیس کروڑ) انسان فی ہفتہ سینما کے تماشے دیکھتے ہیں اور ۵۰۰۰۰ (پچاس ہزار) تھیٹر ہیں ۔ جہاں سینما کی مشینیں نصب ہیں اور تماشے دکھائے جاتے ہیں ہر ملک میں فلمستان بن گئے ہیں جدید ترین انداز کا عکس دکھایا جاتا ہے ۔ اور انسانی معاشرت ۔ تاریخ ، تمدن ، اقتصاد غرضیکہ کوئی شعبہ حیات ایسا نہیں پایا جاتا ۔ جس پر سینما آج کل پورے طور پر حاوی نہ ہو ۔ (ریاست)

اعلان خط و کتابت کے وقت اپنا نمبر خریداری ضرور لکھیے ۔ (مینجر)

تصاویر لینی شروع کردیں"

لیکن ایڈیسن کی یہ ابتدائی کوشش تھی اور جس طرح اسکا پہلی ساخت کا فونوگراف تھا اور بہت کچھ ترمیم اصلاح کا محتاج تھا اسی طرح یہ ابتدائی سینما کا کیمرہ۔

ایڈیسن کو کبھی ایسے لچک دار فیتے کی ضرورت تھی۔ جسے باسانی لپیٹ لیا جا سکے۔ اسوقت ایڈیسن "کوڈی یان وارنش" کے فیتے استعمال کرتا تھا لیکن وہ چنداں مفید نہیں تھے۔ اسی زمانے میں جارج ایسٹمین بھی متحرک تصویریں لینے کے مسئلے پر غور و خوض کر رہا تھا۔ ایڈیسن کے کانوں میں جب یہ بھنک پہونچی کہ کوڈک کمپنی کے لیے ایسٹمین نے ایک اختراع مکمل کرلی ہے۔ اس قسم کے فیتے کی جس پر متحرک تصاویر آ سکتی ہیں اور وہ لپیٹ لیا جا سکتا ہے تو اس نے اپنے معتمد "ڈکسن" کو راچسٹر روانہ کیا کہ ایسٹمین کے پاس سے اس فیتے کا تھوڑا بہت نمونہ لائے۔ اب تک راچسٹر میں ایسٹمین کے خطوط کا وہ فائل موجود ہے جس میں فلم کے لیے یہ سب سے پہلی فرمائش آئی تھی۔

ایڈیسن نے ڈھائی ڈالر کا ایک منی آڈر بھی اسی وقت کے دیا جو ایک انچ عریض اور ۵۰ فٹ طویل فلم کے فیتے کے نمونے کی قیمت تھی جو آزمائش منگائی گئی تھی۔

اس کے بعد ایڈیسن نے اپنے عصر کے دلچسپ مناظر کی متحرک تصاویر لیں۔ اور بعض عامۃ الناس کے روبرو پیش کیا۔ مشہور طاقتور انسان "سنیڈو" کی تصاویر اور ایک مشہور رقص "ملکہ حاٹ فلیگ" وغیرہم کی متحرک پچاس گز کی ایک ہی فلم پر لی گئیں اور ۲۴ اپریل ۱۸۹۴ء میں

پہلی مرتبہ عام لوگوں کو دکھائی گئیں۔ لیکن اس وقت تک محض بڑے بڑے سیر بینوں کی مدد سے یہ تصاویر دکھائی جاتی تھیں اور پبلک کا تقاضہ یہ تھا کہ سیر بینوں کی مدد سے ہم لوگ بے نیاز ہو کر متحرک تصاویر دیکھنے لگیں۔

اسی زمانے میں ایڈیسن کے سیر بین کی بنا پر فرانس میں لائس اور لومری، انگلستان میں رابرٹ پال اور واشنگٹن میں طامس آرمٹ "علحدہ علحدہ کوششیں کر رہے تھے کہ کوئی نئی مشین بنائیں جس کی پبلک میں مانگ ہو رہی ہے ان لوگوں نے جتنی مشینیں بنائیں وہ سب ایڈیسن کی نقل تھیں اور اسی کی بنائی ہوئی فلمیں ان میں مستعمل تھیں۔ اس وقت وسائل آمد و رفت اتنے زیادہ نہیں تھے۔ ایک کو دوسرے کی بمشکل خبر ہوتی تھی۔ لہذا نیویارک میں ایڈیسن کے جو ایجنٹ راف اور گیمن رہتے تھے انھوں نے آرمٹ کی اختراع کو ہر پہلو سے بنظر تعمق دیکھا۔ اور پھر اس تجویز کو لے اڑے۔ اسکا نام "دی ٹاسکوپ" رکھا اور ایڈیسن کی ایجاد کے نام سے موسوم کیا۔

۲۰ اپریل ۱۸۹۶ء کو پہلا تماشہ دکھانے کا اعلان ہوا تھا۔ لیکن نمونے کے غیر مکمل ہونے کے سبب سے ۲۰ کو تماشہ نہ دکھایا جا سکا۔ ۳۰ اپریل کی شام کو پہلی مرتبہ پردے پر متحرک تصاویر دکھائی گئیں۔ تفریح عوام کی سب سے بڑی اختراع سینما —— کا یوم ولادت درحقیقت یہی قابل یادگار دن تھا۔

ہال میں تل بھر جگہ نہیں تھی۔ تماشائیوں کا

دو دوستوں کی ملاقات!

آپ نے سنا

آگرہ کی بھکارن نامی فلم تیار ہو گیا

تو پھر ہم کیا کریں

مجھے ہندوستانی فلموں سے نفرت ہو گئی ہے اسلیے کہ انکے افسانے زیادہ تر غلط ہوا کرتے ہیں

یہی تو میرا خیال ہے

مگر یہ افسانہ ان سب برائیوں سے بالکل پاک ہے اسمیں مسلمانوں کے طرز

لباس اور سوسائٹیوں کو صحیح طور پر دکھایا گیا ہے!!

اچھا چلینگے مگر یہ ہوگا کب؟

تاریخ معلوم نہیں لیکن یہ جانتے ہیں کہ بہت جلد ہونے والا ہے، بہر حال جب بھی ہو ہم ضرور جائینگے

اور تمھیں بھی جانا ہوگا

کہہ تو دیا جائینگے مگر یہ تو بتاؤ کہ پھر ملوگے کب! بس فلم شروع ہونے کے

ایک ہفتہ قبل

...UARY 1931.]

REGD. NO. C. 1904.

[Vol. 2. No. 1.

THE FILMREVIEW

PREMIER ILLUSTRATED URDU MONTHLY JOURNAL.

Patron:
...IFTEKHAR RASOOL.

Chief Editor:
... K. TAWRIQUE.

Editor:
...A. NASHAD B. A.

Proprietor & ...inter Publisher:
...ABDUR RAUF.

...Patuar Bagan Lane,
...CALCUTTA.

...AL SUBSCRIPTION.

...d	Rs. 2-8
...n	„ 5
...Copy	As. 4.

"MISS PANNA"
IN
DAMSEL OF PATAN.

2-3-31

فلم ریویو

'MISS TARA'
IN
DEVIL OF THE CAVE.

RANJIT
PRODUCTION

[...]UARY 1931.]

FIL[...]

PREMIER ILLUS[...]

Patron:
[...]H IFTEKHAR RASOOL.

Chief Editor:
[...] K. TAWRIQUE.

Editor:
[...] A. NASHAD B. A.

Proprietor
&
[...]rinter Publisher:
[...]ABDUR RAUF.

[...] *Patwar Bagan Lane,*
[...]CALCUTTA.

[...]AL SUBSCRIPTION.

[...]d	Rs. 2-8
[...]n	" 5
[...] Copy	As. 4.

Kodak Color Control Patches © Kodak, 2007 TM: Kodak
Blue Cyan Green Yellow Red Magenta White 3/Color Black

مشرق سند کا سب سے پہلا اور تنہا رسالہ

نمبر ۲-۳ | اردو میں دنیائے فلم کا واحد جریدہ | جلد ۲

فلم ریویو
(باتصویر)

جس میں ہر ماہ دلچسپ اور مفید مضامین اور تقریباً ایک درجن حسین و جمیل
اور ممتاز تصویریں شایع ہوتی ہیں

سرپرست

شیخ افتخار رسول القریشی (مقیم فرانس)

ادارۂ تحریر
وائی کے طارق
اے ام ناشاد بی اے

مالک
عبدالرؤف

دارالاشاعت

نمبر ۱۲-۱۳ پٹوار بگان لین کلکتہ

فی پرچہ ۴ر — سالانہ عہ

(۱۴ تصویریں)

طابع و ناشر:- مسٹر عبدالرؤف
نے عصر جدید پریس میں چھپوا کر ۱۲-۱۳ پٹوار بگان لین کلکتہ سے شایع کیا۔

اچھا؟

آپ کے سینما تھیٹر میں اب زیادہ لوگ نہیں آتے - آپ کی آمدنی کم ہوگئی ہے سوچئے تو سہی اسکی وجہ کیا ہے؟ اوہو! آپ کے یہاں فلم اچھا نہیں دکھایا جاتا - کرشنا فلم کمپنی کا فلم دکھائیے - ٹکٹ گھر کے سامنے روزانہ دو چار کے ہاتھ پاؤں ٹوٹیں تو پھر مزہ ہی کیا ہے؟ لیجئے اس فہرست سے فلم چن لیجئے:—

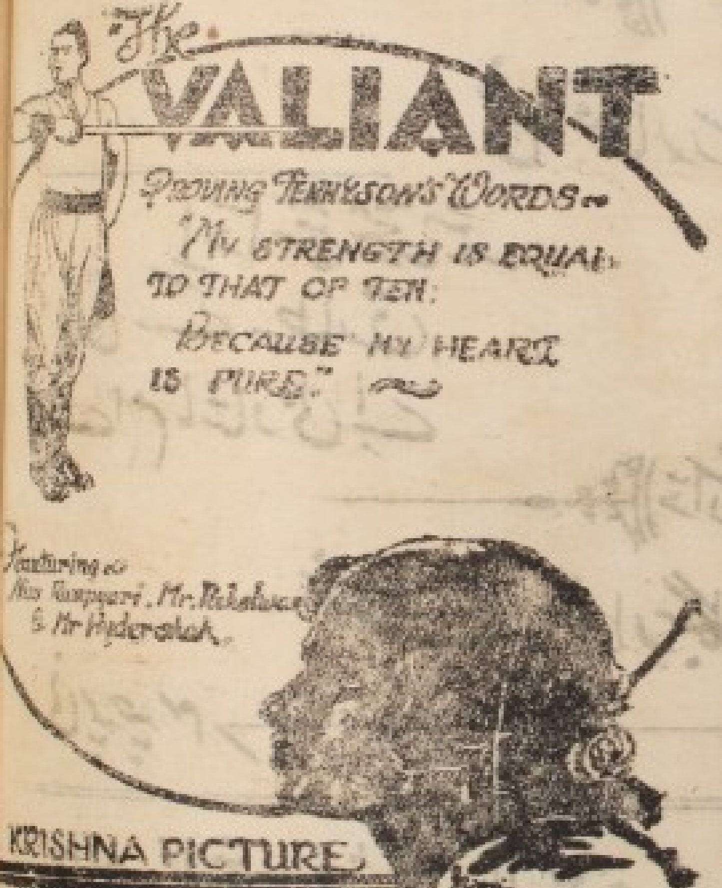

نام فلم	کام کرنیوالے ایکٹر اور ایکٹرس
۱ چندر کی چتا	مس گلاب - مس ارمن - مسٹر سندر - رام پہلوان
۲ فورچون اینڈ فول	یعنی تقدیر اور بیوقوف - گلاب - گوہر - آرمن
۳ برادر ٹو برادر	گلاب -
۴ ڈریم لینڈ	(خیالستان) گلاب اور رام پیاری
۵ والنیٹ	رام پیاری پہلوان - اور حیدر شاہ
۶ یاسمینہ	
۷ بکا قلی	گلاب - رام پیاری اور سردار
۸ میجک ہورس	(میجک کا گھوڑا) آرمن - گلاب - سندر - رام پہلوان

حاتم طائی کے نام سے کون ہے جو واقف نہیں اسکا سیریل فلم تیار ہوا ہے جو دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے - بک کرنے کیلئے ذیل کا پتہ نوٹ کر لیجئے۔

دی کرشنا فلم کمپنی ۱۲ دھرمتلہ اسٹریٹ کلکتہ تار کا پتہ "حاتم طائی" کلکتہ

نمبر ۲ و ۳ | فہرست مضامین فلم ریویو ماہ فروری و مارچ | جلد ۲

تصاویر (۱) مس سلطانہ (۲) مس تملی (۳) مسٹر ڈی بلیموریہ (۴) مس بیرہ (دیوداسی) (۵) مس پیشنس کوپر (۶) سیتا دیوی (۷) مس زبیدہ (۸) مسٹر خلیل احمد اور مس ینا (۹) ارمیلن اور نندرام پہلوان (۱۰) کے پی گھوش بی اے سی ڈائرکٹر (۱۱) اندرا دیوی (۱۲) رام پیاری اور نندرام پہلوان (۱۳) مس ثارا (۱۴) مس گلاب۔

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	اثر خامہ	صفحہ
۱	شذرات	طارق	۴
۲	اعتراف	مس مایا دیوی اور مسٹر احسان کریم	۱۰
۳	ہندوستانی فلمسازی کی خامیاں	طارق	۱۲
۴	بہروپ کا فن	شیخ افتخار رسول بار ایٹ لا	۱۷
۵	شہرت کی قیمت	طارق	۲۰
۶	بزم	"	۲۵
۷	کیا آپ جانتے ہیں؟	مسٹر عبدالرؤف	۲۶
۸	ہندوستانی ناکی کا مستقبل	طارق	۲۷
۹	احساسات کی ایکٹنگ	"	۳۱

نعمت!

مشہور بات ہے کہ ایک تندرستی ہزار نعمت ہے اور حکما کی متفقہ رائے ہے کہ ایک معدہ کی خرابی سے صدہا اقسام کی بیماریوں کا انسان شکار ہو جاتا ہے لہذا ایک دوا اسم با مسمی یعنی "نعمت" کے نام سے بڑی گہری جستجو تلاش اور کافی تجربہ کے بعد ہومیوپیتھک سپلائی کارپوریشن میں تیار کی گئی ہے۔ جو معدہ جگر و طحال کی ہر شکایت کو رفع کرتی ہے۔ اس میں کسی قسم کی کھار یا سوڈا وغیرہ نہیں ہے۔ بلکہ صرف مخصوص پھلوں کے عرقیات کی روح ہے۔ اسلیے اس میں نہ کسی قسم کی بو ہے اور نہ بدذائقہ ہے۔ جس کو بچے بھی بلا تکلف اور خوشی خوشی پی لیتے ہیں۔ خوراک صرف ۵ سے ۱۰ قطرے تک کھانے کے بعد یا وقت ضرورت۔ متلی کھٹی ڈکار درد شکم تبخیر و بدہضمی وغیرہ میں بے حد مفید ہے قیمت ایک اونس کی شیشی جو ایک ماہ سے زیادہ کے واسطے کافی ہوتی ہے صرف ایک روپیہ چار آنہ۔

ملنے کا پتہ } حسین اینڈ کو ۔ ۲۹ زکریا اسٹریٹ ۔ کلکتہ

شذرات

"عیب کرنے کو بھی ہنر چاہیے" یہ ایک مشہور مقولہ ہے دنیا کا ہر شخص "چور" ہے لیکن بعض چوریاں نقالی سے بعض تقلید اور بعض مخصوص خوبیوں سے تعبیر کی جاتی ہیں۔ جو مستحق تعریف ہیں۔ وہ ہنرمند چور ہیں۔ دنیا کا ہر فرد اس مقولہ کی تفسیر سے واقف ہے لیکن ایک اگر نہیں ہے تو وہ ہندوستانی فلم ڈیریکٹر۔ ناقابلیت اور ناتجربہ کاری کی وجہ سے وہ اپنے فلموں کے لئے انگریزی فلموں کے مناظر کی جو ناکامیاب نقل اتارتے ہیں اس سے اس صنعت کو نقصان پہونچ رہا ہے۔ "شیر عرب" نامی فلم امپیریل سینما کلکتہ میں دکھایا گیا۔ مجمع مطمئن بخش تھا لیکن میں فلم کی کامیابی یا ناکامیابی، مقبولیت یا غیر مقبولیت کا کوئی فیصلہ نہیں کر سکا۔ کیونکہ فلم کے پروگرام کے تتمہ میں مس جبین ناز کے ناچ و گانے بھی تھے نہ معلوم ان میں کتنے شائقین فلم تھے اور کس قدر قدردانان موسیقی۔ بہرحال مسٹر اختر صاحب مدیر "شبستان" کی نگرانی میں یہ فلم تیار ہوا ہے۔ جو پنجاب کے ایک نامور اور تعلیم یافتہ قلمکار ہیں۔ کس قدر افسوسناک حقیقت ہے کہ اس کے چند مناظر "بن حر" جیسے مشہور فلم سے نقل کیے گئے ہیں۔ کم از کم ڈائرکٹر صاحب اس موقعہ پر ان مناظر میں تبدیلی پیدا کر دیتے تو انکا جرم ایک حد تک نظرانداز کیا جاتا۔ مگر ستم یہ ہے کہ بعینہ وہی چند مناظر اس میں پیش کیے گئے ہیں۔ "بن حر" میں ڈالیو رنو بیرو (م) بن حر کو گرفتار کر کے ہاتھ باندھکر برسر حکومت سپاہی لے جاتے ہیں یہی منظر "شیر عرب" میں پیش کیا گیا ہے۔ "ڈون جون" میں ڈون جون اعظم مرتے وقت اپنے بیٹے کو وصیت کرتا ہے۔

"عورت سے کبھی محبت نہ کرو" جب وہ محبت کا اظہار کرے مسکرا دو۔ اور بھول جاؤ۔ یہی جملہ وجے کمار کے ایک ناٹک میں استعمال کیا گیا۔ انڈین شکسپیر آغا حشر کاشمیری کا مشہور ڈرامہ "اسیر حرص" میں شاہ ادر میدان جنگ میں جاتے ہوئے رخصت ہونے کے وقت اپنی بیوی اور بچے کو محافظت کے لیے رستم کے حوالہ کر دیتا ہے۔ وجے کمار میں بھی بالکل یہی سین ہے کہ راجہ جب میدان جنگ میں جاتا ہے تو اپنی بیوی اور بچہ وجے کمار کو محافظت کے لیے اپنے بھائی کے حوالہ کر دیتا ہے۔ "کنٹھ ہار" کا پورا پلاٹ آغا حشر صاحب کے معاشرتی ڈرامہ "سلور کنگ" سے لیا گیا۔ اور مصنف سے اس کی اجازت بھی نہیں لی گئی۔

ہندوستان کی "سوتیلی بیٹی" مس رینی اسمتھ یعنی سیتا دیوی سے جن بدسلوکیوں اور بے وفائیوں کے ہم متوقع تھے وہ ظہور پذیر ہوئے بغیر نہیں رہا۔ اس "سوتیلی بیٹی" نے اپنی محبت نواز مادر وطن کے جذبات کو روندکر اسے ہمیشہ کے لیے خیرباد کہنے کا ارادہ کر لیا تھا۔ چنانچہ آپ ممالک فرنگ کو یعنی شہرت، مقبولیت اور دولت کی تلاش میں سدھاریں یورپ یورپ ہے۔ اور ہندوستان ہندوستان۔ پیرس کے جگمگاتے ہوئے ہوٹلوں میں قیام کرنے پولانگری کی مہمان نوازی کرنے۔ اخبارات میں ہندوستانی فنون لطیفہ کی کس مپرسی پر ماتم کرنے اور شہرہ آفاق اختران فلم کے ساتھ تصویر اتارنے ہی پر فلمی کامیابی کا دارومدار نہیں ہے

Miss. SULTANA.
in
Glory of India.

Miss. ZUBEIDA. in "Deva Dasi"

یہ ہندوستان ہی ایک ملک ہے جہاں اتنی قدر ہوتی ہو رہی ہے — اور اگر یہی انداز اور ڈھنگ قائم رہا تو ہوتی رہے گی — یورپ سے ناکام و نامراد لوٹ کر "دست بدست دیگرے پا بدست دیگرے" ہندوستان واپس آنے کے بعد انھیں اپنی شان پرستی اور قدردانی کا اندازہ ہوا ہوگا۔ کیا تعجب خیز واقعہ نہیں کہ مس سیتا دیوی یورپ یا امریکہ کے کسی بھی فلم میں پارٹ کرنے کے قابل ثابت نہیں ہوئیں — ورنہ اس مصمم ارادہ میں فوری تبدیلی چہ معنی دارد؟ بات یہ ہے، ساڑی بہتیرے عیوب کی پردہ پوش ہے — مس سیتا کے ٹانگ نہایت ہی بدصورت اور بدنما ہیں ان میں کجی ہے — یہ وہ عیب ہے جو مغربی حسن میں حد درجہ نفرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے — ساڑی کے پردہ میں یا ایک حد تک گھٹنے میں یہ عیب پنہاں ہو جایا کرتا تھا لیکن مغربی لباس میں جہاں کہ موزہ کی نمائش رائج ہے اس کی کہاں تک قدر ہوتی — آج وہی سیتا دیوی پھر ہندوستان کے آغوش میں پناہ گزین ہے۔ اور پنجاب فلم کمپنی لمیٹڈ میں آج کل مقیم ہے —

"کنک تارا" فاطمہ فلم کمپنی کا ایک شاہکار

بہتیرے زندہ دل ادیبان اردو کے لیے یہ پیغام حیات ثابت ہو سکتا ہے — مسٹر جمال صابری نے مس سلطانہ اور زبیدہ کو تصویروں میں یکجا دیکھ کر کہا تھا کہ "جمع ہیں دو شباب ایک جگہ" یہ شعر اس فلم پر نہایت ہی موزوں ہوگا۔ کیونکہ اس میں تین شباب ایک جگہ جمع ہیں — مس شہزادی نے دو پر شباب نوجوانوں کی "والدہ محترمہ" کا پارٹ کیا ہے — حالانکہ وہ ان دونوں جوانوں سے بہت کمسن ہیں۔ ان میں

ایک تو شہزادی صاحبہ ہیں جن کا پارٹ مس سلطانہ نے کیا ہے — دوسرے سلطنت کا "نوعمر شہزادہ" کنک، جو مس زبیدہ بنتی ہیں — مس زبیدہ نے ایک نوعمر شہزادے کا پارٹ جن خوبیوں کے ساتھ کیا وہ ہر لحاظ سے قابل تعریف ہے — شہزادگی کے لباس میں بجائے مس زبیدہ کے مسٹر زبیدہ کا دھوکا ہو رہا تھا — ایک شوخ، چنچل اور شریر شہزادہ جو شخصیت سے پریشان نہیں ہوتا — جس میں شہزادگی کی مردانگی مظہر۔ فنون حرب میں ماہر — یہ ہے اجمالی کریکٹر کنک کا۔ ہمیں "کنک" (زبیدہ) کو دیکھ کر ہمیں مس بیبی ڈانیل کے وہ تمام پارٹ یاد آ گئے جو موصوفہ نے She is The Shaik میں کیا ہے — ان دونوں فلموں کے شہزادہ کا فلمی کریکٹر گرچہ بالکل جداگانہ تھا لیکن ایکٹنگ، جذبات کی نگارش — لاابالانہ حرکات یہ تمام خوبیاں ایک دوسرے سے موافقت کرتی ہیں "شی از دی شیخ" نامی فلم کا ڈائرکٹر اگر خوش قسمتی سے کنک تارا کا ڈائرکٹر ہوتا تو ہمارا خیال ہے کہ مس بیبی ڈانیل اور مس زبیدہ میں تفاوت کرنا مشکل تھا۔ اس فلم کے بعد ہم نے یہ اندازہ لگایا کہ مس زبیدہ بجائے شہزادی کے شہزادہ کا پارٹ زیادہ حسن سے نباہ سکتی ہیں — اب تک زبیدہ کے جس قدر فلم ہماری نظروں سے گذرے ان پر بصیرانہ توجہات کے ساتھ غور کرنے کے بعد ہم یہ کہنے کی جرأت کرتے ہیں کہ شومی قسمت سے مس زبیدہ کو کوئی تجربہ کار، ہوشیار اور قابل ڈائرکٹر نہیں ملا — ورنہ وہ اب تک انجمن ستان فلم کے سنگ دل مدارج طے کر چکی ہوتیں "ریوا داسی" نامی فلم اب تک ہمارے مشاہدہ سے نہیں گذرا — اس لیے وہ ہمارے اس تجربہ سے مستثنیٰ ہے —

اس میں بھی "مس سلطانہ" نے سنجیدہ ناظرین
اپنی ہنسی کو ضبط کرنے کی کوشش کرتے ہوئے اپنے رجسٹر
کو برباد کر ڈالا ہے۔ خدارا کچھ تو ان باتوں پر غور
کریں۔

ہمارے کاتب صاحب جو صورت سے ماشاء اللہ
بزرگ اور قابل احترام ہیں اور جس کے بدولت ابھی بھی
بہتیرے حضرات ان کے ہاتھوں پر بیعت کرنے پر
آمادہ ہیں۔ آپ کی نوازش ہمیشہ ہمارے شامل حال
ہے۔ چنانچہ گذشتہ ماہ آپ نے مضامین میں چند
خود ایزاد اصلاحیں کیں۔ آپ ہماری مجبوریوں کی
تصحیح کر لیں۔

بزم مدیر کے صفحہ پر لکھا ہے کہ مس زبیدہ نے
سنہ ۱۹۱۲ء میں فلمی زندگی کا آغاز کیا۔ فی الحقیقت وہ
سنہ ۱۹۲۳ء ہے۔ ہندوستان میں جو پہلا فلم تیار ہوا وہ
سنہ ۱۹۱۹ء میں مسٹر پھالکے نے کیا تھا۔ پھر بھلا سنہ ۱۹۱۲ء
میں فلمی زندگی کیونکر شروع ہو سکتی تھی۔

ٹوکی کے جراثیم ہندوستانی فلمسازوں کی رگ و پے
میں پیوست ہو چکے ہیں۔ ہندوستان میں اس کا اجرا
کہاں تک مقبول اور کامیاب رہے گا یہ ایک غور طلب
اور دقیق مسئلہ زیر غور آ گیا ہے۔ مسٹر ڈاڈے
متکلم فلموں کی تصویر کشی کی مشنری کے لیے عازم
جرمن ہو چکے ہیں۔ امپیریل فلم کمپنی میں تمام لوازمات
مہیا ہو چکے ہیں۔ صرف نگار خانہ زیر تعمیر ہے۔ سرشا
فلم کے مسٹر بیرو فلاگھوش بھی اس مسئلہ کو حل
کرنے میں منہمک ہیں۔ رنجیت کے منتظمان اعلیٰ بھی
متکلم فلموں کی تیاری کا ارادہ کر رہے ہیں۔ کلکتہ
کی مدن کمپنی کے مسٹر فرامجی مدن چند لاکھ روپیہ میں
متکلم فلموں کا مشن خرید لائے ہیں۔ سٹیج کی تیاری ہو رہی
ہے۔ چند تھیٹری ایکٹروں اور ایکٹرسوں کے گانوں
کا بطور نمونہ "فلم" اتار لیا گیا۔ خیال ہے کہ کمپنی زیادہ تر
اسٹیج کے آرٹسٹوں کو بولتے ہوئے فلموں میں شامل
کرے گی۔ الفریڈ تھیٹریکل کمپنی کے متعلق خیال ظاہر
کیا جاتا ہے کہ کمپنی یا اس تھیٹریکل جماعت کو زور کر
اس کے اچھے ایکٹروں اور ایکٹرسوں کو بولتے ہوئے
فلموں کے لیے منتخب کر لے گی یا اس جماعت کو ترک
دیگر اور ہندوستان کے ماہر فن چیدہ آرٹسٹوں کو
شامل کر کے اسے ترقی دے گی۔

بہر صورت مدن کمپنی ہندوستانی متکلم فلم کی تیاری
میں منہمک ہے۔ ہندوستان کے مایہ ناز ڈرامہ نویس
آغا حشر کاشمیری صاحب کو کمپنی نے اردو ٹاکی کے
لیے مدعو کیا ہے۔ جیسا کہ آغا صاحب نے فرمایا
اب تک انھوں نے اس کا فیصلہ نہیں کیا کہ آیا اس
دعوت نامہ کو قبول کیا جائے یا نہیں؟۔ لیکن ہماری
آغا صاحب سے عاجزانہ التجا ہے کہ وہ اردو ادب
کے اس نازک دور کو جو اس کے وجود کی حیات و ممات
کا دور ہے اردو ٹاکی کے دعوت نامے کو قبول کر لیں۔

کیا یہ پیغام مسرت نہیں کہ شکسپیر ہند نے فلم ریویو
کی قلمی اعانت اور ہمت افزائی کا یقین دلایا ہے۔
فی الحال آپ ٹاکی کی پیچیدگیوں کی وجہ سے نہایت
ہی عدیم الفرصت ہیں۔

"شہرت کی قیمت" ایک مضمون آپ کے سامنے پیش ہے
۔ کچھ ان کی خوش نصیبی پر رشک کیجیے اور کچھ ہماری
بد قسمتی پر اظہار تاسف۔ کیا ہندوستانی محکمہ
ڈاکخانہ جات کوئی ایسا شعبہ قائم نہیں کر سکتا جس میں

مس سلطانہ کے خطوط صرف "نور وطن" کے نام سے مس گوہر کے "راجپوتانی" کے نام سے۔ زبیدہ کے "دیوداسی" اور سلوچنا کے "بمبئی کی جنگلی بلی" کے نام سے آئیں اور انھیں بلا عذر اور تاخیر سے پہنچا دیئے جائیں۔ کیا ہندوستانی صنعت ان سے اس احسان کی متوقع رہ سکتی ہے ؟ ۔

شیخ افتخار رسول کا مضمون "بہروپ کا فن" یقیناً ہندوستانی ایکٹروں اور ایکٹرسوں کے لیے درس عمل ثابت ہوگا۔ مگر اب بھی اُن کے تجربہ کی داد نہ دیں تو یہ ہماری "بدمذاقی" کا اعلیٰ ثبوت ہوگا۔ آئندہ نمبر میں ان کا دوسرا مضمون شائع ہو رہا ہے۔

مس سلطانہ کا تازہ ترین شاہکار "گلوری آف انڈیا" یعنی نور وطن ہے۔ ہیرو کا پارٹ مسٹر الغامدار نے ادا کیا۔ افسانہ کا پلاٹ تاریخی اور عامیانہ مذاق کا ہے۔ مس سلطانہ نے ایک غلام اور محکوم قوم کے سردار کی حسین و جمیل لڑکی کی خودداری نخوت اور وطن پرستی کا کریکٹر بلا تصنع کے نباہا ہے۔

"تم میرے وطن کے غاصب حکمران ہو تم میری قوم کے دشمن ہو۔ میرے دل میں تمھاری محبت کا ایک آبشار رواں ہے لیکن اس آبشار محبت کی روانی میں نفرت سد راہ ہو رہی ہے۔ میں تم سے نفرت کرتی ہوں"

یہ ہے مس سلطانہ کے پورے ایموشنل کریکٹر کا حاصل۔ لیکن موصوفہ بعض مقامات پر خودداری، اور نخوت کے جذبات میں اعتدال سے تجاوز کر گئی ہیں۔

قدر دانوں نے اس رسالہ کو جس مقبولیت کی نظر سے دیکھا وہ میرے توقعات کی بلند پروازی سے بالاتر ہے۔ چنانچہ :۔

رجنٹ نیوز، رجنٹ اسٹریٹ لنڈن سے "اسلامک ٹریڈ اینڈ کامرس" کے مدیر اعلیٰ تحریر فرماتے ہیں۔

"بیشک فلم ریویو نہایت ہی دلچسپ رسالہ ہے۔ اپنی نوعیت کا یہ پہلا رسالہ میری نظر سے گذرا ہے"۔

مس سلطانہ سے وہ کون سا قدردان فلم ہے جو واقف نہیں اب اُن کی مقبولیت محتاج تعارف نہیں رہی آپ عید کے تہنیت نامہ میں لکھتی ہیں۔

"فلم ریویو کے دو نمبر ملے۔ میں نے دل سے پسند کیا۔ خدا کرے آپ اپنے مقصد میں کامیاب ثابت ہوں"

ہر ماہ فلم ریویو کی تعریف میں اسی قسم کے سینکڑوں خطوط وصول ہوتے رہتے ہیں۔

اب بتایئے کہ آپ نے اب تک فلم ریویو کے لیے کیا کیا ؟

مس گوہر و رجنیت کا تازہ ترین شاہکار The wild flowers (جنگلی پھول) ہے جو کلکتہ کے امپیریل سینما میں ۹ مارچ کو دکھایا جائیگا اس میں مسٹر دین شاہ بلیموریہ نے بھی پارٹ کیا ہے۔ اس کے علاوہ "گیریٹ" کے نام سے پہلی بار ایک ہاتھی کا بھی چیف پارٹ ہے۔

ہندوستانی فلموں میں اس حیوان ایکٹر کا اضافہ قابل تعریف اور امید افزا ہے۔

جواب طلب امور کے لیے ایک آنہ کا ٹکٹ آنا چاہیئے۔ ورنہ عدم تعمیل کی شکایت معاف !۔

D.

یہ فروری اور مارچ کا مشترکہ نمبر ہے۔ شاید ہمارے احباب ہماری مجبوریوں کو نظر انداز کر کے پھبتیاں کسنے لگیں کہ "اب تو فلم ریویو دوماہی رسالہ ہو گیا" انھیں کیا معلوم کہ کن مصیبتوں کو جھیل کر یہ رسالہ اس صورت میں پیش کیا جاتا ہے۔ خیر یہی بہتر ہی جاتا ہے۔

عموماً قاعدہ یہ تھا کہ رسالہ ہر ماہ کے آخری ہفتہ میں شائع ہوا کرتا تھا لیکن بعض حضرات شاکی ہوئے کہ چند روز کے بعد ہی رسالہ "دفتر پارینہ" میں شامل ہو جاتا ہے۔ اسلئے اب اس کے بعد فلم ریویو ہر ماہ کے پہلے ہفتہ میں حاضر ہو کر ایک ماہ آپ کے پاس "تر و تازہ" حالت میں رہا کریگا۔

"مصیبت کبھی تنہا نہیں آتی" یہ کسی فلاسفر کا کیا خوب اور بجا و تلا ہوا مقولہ ہے۔ ابھی اپنی بے ڈھنگی بیماری با باب آنکھیں خشک نہ ہوئی تھیں اور اپنی مصیبت سے ہم آزاد نہ ہوئے تھے کہ مالک رسالہ صاحب خواہ مخواہ اور بلا ضرورت صاحب فراش ہو گئے۔ پھیپھڑے کے زخم نے اس حد تک ترقی کی کہ "مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی" ڈاکٹروں نے ہسپتال میں قیام کر کے علاج کی رائے دی۔ چنانچہ اس پر عمل کرنے کے بعد آج وہ بفضل تعالیٰ رو بصحت ہیں۔ ہم انکی صحت یابی کی کم از کم اسلئے ضرور دعا کرتے ہیں کہ ہماری مصیبتیں اور مشغولیتیں کم ہو جائیں ان سے ہمیں بہت مدد ملتی تھی جسکا احساس اب ہمیں ہو رہا ہے۔

اب تک ہم نے قارئین کرام سے "فلم ریویو" کی موجودہ کشمکش کا تذکرہ نہیں کیا۔ کیا اب بھی کوئی ایسے "نکتہ چین" صاحب ہیں جو اس رسالہ کے جانفروشانہ کارنامہ کے قائل نہ ہونگے؟ ہندوستان میں کون رسالہ ہے جو اس قدر ارزاں قیمت میں آرٹ پیپر پر ایک درجن سے زائد رنگین تصویریں پیش کرتا ہو۔ جس میں ہر ماہ اتنی تصویریں شائع ہوتی ہیں جو ہندوستان کے بہتیرے رسالوں میں نظر نہیں آسکتیں۔ پھر بھی آپ فلم ریویو کو چار آنہ میں خرید سکتے ہیں۔ لیکن شاید آپ کو معلوم نہیں کہ ہمیں رسالہ کی فی الحقیقت کیا قیمت ملتی ہے۔ ایجنٹوں کے کمیشن، ڈاک محصول کا خرچ اور فرمائشوں کی تعمیل کے وضع کرنے کے بعد ہمیں فی رسالہ قیمت ۲؍ ملتی ہے۔ آپ خود ہی اندازہ لگائیں کہ اس قدر ارزاں اور قلیل قیمت میں اتنا حسین رسالہ ہم آپکی خدمت میں اس وقت کیسے پیش کر سکتے ہیں جب تک کہ آپ عملی حیثیت سے ہماری اعانت نہ کریں۔ ہم تو اپنے فرض منصبی کی تکمیل کر رہے ہیں لیکن آپ نے ہمارے لئے کیا کیا۔ کتنے خریدار آپ نے مہیا کئے کتنے احباب کو آپ نے ہمارے ہاتھ بٹانے پر ابھارا۔ ہم بارہا دہرا چکے ہیں اور آج پھر اسکا اعادہ کرتے ہیں کہ فلم ریویو کا سرپرست ہر صاحب ذوق اور قدر دان فن ہے۔ یہ آپ ہی کا رسالہ ہے۔ اسے اس سے بہتر صورت میں دیکھنا یا اسی حالت میں قائم رکھنا آپ کے ذوق سلیم پر منحصر ہے۔ اب بھی کچھ کیجیے

مس زبیدہ کا پردہ فلم پر "ملا وزیر حسن" نے نہ معلوم کتنے نوجوان دلوں کو تڑپا دیا ہوگا۔ لیکن یہ بہت ہی کم لوگوں کو معلوم ہے کہ مس زبیدہ کو فن موسیقی میں خاص ملکہ حاصل ہے۔ یقیناً اسی وجہ سے امپیریل کمپنی (بمبئی) کے پہلے ناطق فلم "عالم آرا" میں مس موصوفہ کو نمایاں پارٹ دیا گیا ہے۔ "عالم آرا" قریب الاختتام ہے۔ اور بہت جلد بمبئی کے کسی

Miss. PANNA & Mr. KHALIL AHMED.
in
Love of Prince Mahmud.

BLOCK PRINTED BY SPECIAL PRESS. 128-B BAITAKKHANA ROAD, CALCUTTA.

INDRA DEVI.

BLOCK PRINTED BY SPECIAL PRESS 126-D BAITAKKHANA ROAD CALCUTTA.

یہ ایک نشاط افزا نوید ہے کہ "شیراز" کی ممتاز محل مس انا گھشی راماؤ نے "وسنت سینا" کے قابل ڈیرکٹر مسٹر بھوانانی سے ۶ فروری کو شادی کر لی۔ مس موصوفہ مدراس کے ایک ڈسٹرکٹ جج کی صاحبزادی ہیں۔ یہ تنہا ایم اے خاتون ہیں۔ جو ہندوستانی فلم کی خامیوں کو دور کرنے میں ہاتھ بٹا رہی ہیں۔ مسٹر بھوانانی سے انکی شادی ہندوستان کی دنیائے فلم میں بالکل نرالی اور انوکھی بات ہے امریکہ میں اکثر ایسا ہوتا ہے کہ فلم ایکٹرسیں ڈائرکٹر پروڈیوسر یا اسی تماش کے دوسرے کاربرداروں سے شادی کر لیتی ہیں۔ لیکن ہندوستانی ایکٹرسیں عموماً دوشیزگی کی زندگی کو پسند کرتی ہیں۔ شاید ازدواجی زندگی کو اپنے کارناموں کی نمائش کے لیئے ارتدادی عمل خیال کرتی ہونگی۔

اس رسالہ کے ابتدائی دو نمبروں میں ہمارا ایک مسلسل مضمون "موسیقی اور فلم ایکٹنگ" شایع ہو چکا ہے۔ خیر ہماری اس اسکیم پر ہندوستان کے چند فلمسازوں نے غور تو کیا۔ چنانچہ "آگرہ کی بھکارن" کے ڈیرکٹر مسٹر بچو نے تصفیہ کیا ہے کہ وہ اپنے آئندہ فلم میں ہماری تجویز پر عمل کریں گے۔ اور جذبہ تاثرات کی ایکٹنگ کے موقعہ پر موسیقی سے مدد لیں گے۔ ہمیں یقین کامل ہے کہ وہ اس صورت حال میں اپنے فلموں میں بے خودی اور فراموشی کا زندہ نمونہ پیش کرنے میں کامیاب ہونگے۔

مس مہ جبین ناز کا ایک دلچسپ فلمی افسانہ آیا ہے قلت گنجائش کی وجہ سے آئندہ اشاعت میں شایع کرینگے۔

سینما ہاؤس میں برائے نمائش نکال دیا جا بیگا۔ مس زبیدہ کا پر کیف اور جانفزا نغموں سے ہمارے نا آشنا گوش اسی وقت آشنا ہو گئے ہیں جب مس موصوفہ "بلبل پرستان" نامی فلم کے ہمراہ کلکتہ کے امپیریل سینما میں کمال موسیقی اور رقص دکھلانے آئی تھیں۔ ہندوستانی ٹاکی کی آئندہ شاندار اور جانفزا امیدیں ان سے وابستہ ہیں۔ ہم اس کے متمنی ہیں کہ مس زبیدہ اور ان ہی خوبیوں کی دوسری ایکٹرسیں ہندوستانی ٹاکی کے توسط سے "ہندوستانی موسیقی" کو فن کی صورت میں پیش کریں گی۔

صحافت فلم کا ضیا بار اختر شیخ افتخار رسول کا نہایت ہی دلچسپ اور مفید مکتوب موصول ہوا ہے جو آئندہ اشاعت میں شایع کیا جائے گا۔ موصوف ابھی چند دن ہوئے جرمنی سے واپس آئے ہیں۔ جہاں "بلیک سیلوز" نامی فلم بنانے میں مشغول رہے۔ اس فلم نے شیخ افتخار نے ہیرو کا پارٹ کیا ہے۔ فلمسازوں کی رائے ہے کہ یہ فلم مشرقی آرٹ کا بہترین نمونہ ہوگا۔

کس قدر مسرت بخش خبر ہے کہ امسال انگلستان سے بارسیلونا کی نمائش میں جو تصویر بھیجی جا رہی ہے وہ برادر افتخار کی ہے۔ یہ پہلی مرتبہ ایک ہندوستانی ایکٹر کی تصویر یورپ کے نمائش گاہ میں بھیجی جا رہی ہے اخبارات کالم کے کالم سیاہ کر رہے ہیں۔ وہ تصویر ہسپانوی لباس میں ہے۔

PICTURE SUPPLEM

BLOCK PRINTED BY SPECIAL PRESS 128-B

اعتراف

یادیوی — "آگرہ کی بھکارن" کی ہیروئن حسینہ

ماسٹر کریم — "آگرہ کی بھکارن" کا ہیرو جمیل

تاریخ پیدائش

۱۰ر اگست ۱۹۱۳ء

۱۷ر نومبر ۱۹۱۰ء

جائے پیدائش

جمال پور

کلکتہ

میرا اصلی نام

مس مرل ہپولرٹ

سید ابواحمد احسان کریم

میرا پسندیدہ فلم (غیر ملکی)

"سن آف دی شیخ" یعنی شیخ کا بیٹا جسے میں ۵ مرتبہ دیکھ چکی ہوں

اسٹریٹ اینجل Street Angel

متکلم فلم

ریو ریٹا Rio-Rita

لوپیریڈ : Love Parade

ہندوستانی فلم

انارکلی (دی گریٹ ایسٹرن پروڈکشن)

سرالا (مڈن پروڈکشن)

میرا پسند پھول

سرخ گلاب

سفید گلاب

میری زندگی کا مقصد اعلیٰ

فلمستان کی مشہور و معروف ایکٹرس بنوں

فلم کی دنیا میں مقبولیت حاصل کروں

میرا محبوب پالتو جانور

کتا

کبوتر

مقولہ جو مجھے نہایت پسند ہے

آتا ہو تو جانے نہ دیجیے جاتا ہو تو اسکا غم نہ کیجیے

جب تک تم میدان عمل میں تنہا نظر نہ آؤگے کامیابی امکن ہے

فلم کا وہ کریکٹر جو مجھے نہایت مرغوب ہے

محبت جسکا انجام یاس و ناامیدی ہو خصوصاً جس میں مجھے رونا پڑے

ٹریجڈی

میرا مرغوب مشغلہ

رقص   عاشقانہ ناولوں کا مطالعہ

میرا مرغوب موسم

موسم سرما   موسم بہار

کب مجھے فرصت ہوتی ہے

جب میں اپنی ماں کے پاس رہتی ہوں   جب میں کوئی فلمی مضمون پڑھتا ہوں

میرے خیال میں وقت کا بہترین مصرف

ناول بینی ہے۔   بحری سفر ہے۔

مصنف جنکے ناول مجھے بہت پسند ہیں

"میری کوریلی"   سرت چندر چیٹرجی

سب سے پہلے فلم کیمرہ کے سامنے آنیکے وقت مجھے کیا احساس ہوا

گویا کہ ہر شخص مجھے دیکھ رہا اور مجھ پر ہنس رہا تھا   میرے پیروں میں لرزہ تھا

خود کو پردہ فلم پر دیکھکر:

میں اپنی ایکٹنگ، جذبات نگاری کے مسحرانہ انداز پر کھل کھلا کر ہنس پڑی   اپنی ایکٹنگ کو خاطر خواہ دیکھکر میری ہمت بندھی اور میں نے اطمینان کی سانس لی

میری کامیابی کا راز

استقلال   شوق و ولولہ

فلم ریویو کے مضامین:

اکتوبر کی اشاعت میں "گاگروالی کا مبتسم نظم" اور فسون مشرق کی سحر کاری" مضمون پسند آیا   شذرات کو میں پہلے پڑھتا ہوں۔

نسیم بانو

ایکٹر

فلم میں اسقدر کیوں حسین معلوم ہوتے ہیں؟ وہ اسقدر مشہور کیوں ہیں؟ ہزاروں لوگ انکی زندگی پر کیوں رشک کرتے ہیں؟ اسلیئے کہ وہ نہایت ہی فیشن کا کپڑا پہنا کرتے ہیں۔ آپ تو کوئی بتانے والا ہی نہیں کہ کس کاٹ چھانٹ کا لباس آپ کیلیئے بہت زیادہ موزون ہے۔ عبدالرحمن ٹیلر ماسٹر اس فن کا فنی تجربہ رکھتے ہیں آپ ان سے کپڑے سلوائیے۔ نہایت ہی خوش اخلاق ہیں۔ اور پھر پابندی کے ساتھ کپڑا اسی روز دیتے ہیں۔ پتہ نوٹ کر لیں۔

(۱۱۱ لور چیت پور روڈ۔ ٹھیک مسجد ناخدا کے سامنے)

ہندوستانی فلم سازی کی خامیاں

از طارق

آج جیخ جیخ کر پکارا ہے کہ ہندوستانی فلم ممالک غیر تو در کنار خود ہندوستان میں مقبول نہیں ہوتے آخرش اسکی کیا وجہ ہے۔ ہندوستان میں ہر فلم نقائص کا ایک مکمل البم ہوتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ غیر ملکی فلموں میں بھی اکثر ایسے نقائص ہوتے ہیں جنھیں آنکھیں چوک نہیں سکتیں۔ لیکن اب وہ اخبارات، رسالجات ماہران فن اور تجربہ کار صناع کی مدد سے اس کمزوری کو دور کر رہے ہیں۔ جس میں انھیں ایک حد تک بہت کچھ کامیابی حاصل ہو چکی ہے "دی برتھ آف اے نیشن" (ایک قوم کا ظہور) نامی فلم جب امریکہ کے نگارخانہ کر نکر پردہ نقرئی پر آیا تو لوگ چلا اٹھے "یہ صحیح معنوں میں فلم ہے" اس کے بعد سے آج تک چند ہی سال میں امریکہ کی یہ صنعت جس عروج کمال پر پہونچی ہے وہ قابل ستائش ہے۔

یہاں رونا تو ہندوستانی فلم کے فاش نقائص پر ہے۔ جنھے وہ برتتے ہیں جس پر وہ عمل درآمد کرتے ہیں۔ جس کے نتائج وہ فخریہ شنیدہ پڑھتے ہیں وہ عام غلطیاں برتتے ہیں پھر سونے پر سہاگہ یہ کہ ان غلطیوں کو تسلیم نہیں کرتے۔ اور نہ اُن کی تلافی کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

یہ ہے اُن کا جرم! ---- اور وہ جرم جسکی معافی کے وہ حقدار نہیں۔ اگر وہ ان عام فہم غلطیوں کے سدباب کی کوشش کرتے تو یہ لابدی امر تھا کہ فی الحال ہندوستانی فلم سازی صنعت کی شکل حیثیت اختیار کر لیتی۔ یہاں ہوتا تو یہ ہے کہ وہ اپنی غلطیوں کو درست خیال کئے بیٹھے ہیں۔ اور دعوی یہ کرتے ہیں کہ انکا ہر فلم شاہکار کا ایک بہترین نمونہ ہے۔

فلم حقیقتاً وہی ہو سکتا ہے جو سینما ہال میں سکوت اور محویت کی حالت پیدا کر دے۔ جو تماشائی کی نظر کے سامنے صحیح نقشہ کھینچ دے۔ ایک بار تو وہ خود کو فراموش کر دے اور سینما ہال کو بھول کر تصویروں میں جذب ہو جائے۔ وہ یہ سمجھے کہ واقعہ انکی نظروں کے سامنے ہو رہا ہے۔ گرچہ کان نہیں سننے سے معذور ہیں لیکن آنکھیں سب کچھ دیکھ رہی ہیں۔ یہ اسوقت ہو سکتا ہے کہ تماشہ کے ہر تحریر، ہر حرکت، جذبات نگاری اور مناظر میں اصلیت پیدا کی جائے۔ ورنہ وہ فلم فلم نہیں بلکہ "واقعہ نگاری" کہلانے کا مستحق ہے تماشائی اُسے فلم خیال کرینگے۔ فلم کی نظروں سے دیکھینگے۔ حالانکہ فلم کا مشن اس کے بالکل متضاد ہوتا ہے۔

آخرش اس کا علاج کیا ہے؟ اور اسکی ذمہ دار کون سی ہستیاں ہیں "پس پردہ" یہ صرف چند شخصیتیں ہیں جو فلم کی کامیابی اور ناکامیابی، مقبولیت اور غیر مقبولیت کی ذمہ دار ہوتی ہیں۔ اور انھیں چند شخصیتوں کے ہاتھ ہندوستان کی یہ موجودہ صنعت تباہ ہو رہی ہے۔

ڈیرکٹر۔ ہندوستانی ڈیرکٹروں کے خیالات

امریکن فلموں کے مشاہدات اور تقلید کی وجہ کو ہمیشہ مغربی تاثرات سے مملو رہتے ہیں۔ چنانچہ یہی وجوہات ہیں کہ ہندوستان میں آج کل اس قسم کے فلم تیار ہو رہے ہیں جن میں زیادہ تر "تمدن جدید" کی معاشرت کا خاکہ پیش کیا جاتا ہے۔ افسانہ کا کریکٹر۔ ماحول کی تکمیل ایکٹنگ کا طرز۔ لباس کے اطوار وصورت غرضکہ ہر معمولی سے نکتہ میں بھی "مغرب پرستی" کی جھلک موجود ہے یہ تمام باتیں ڈیرکٹر کی ناقابلیت۔ ناتجربہ کاری اور نااہلیت کی وجہ سے عمل میں آتی ہیں۔ چونکہ ان کی طبیعت جدت پسند اور ایزاد نہیں ہوتی اسلیئے "ماخوذ" ہی پر وہ اکتفا کرتے ہیں۔ انھیں یہ معلوم نہیں ہے کہ اس گئے گذرے زمانہ میں بھی مشرق مشرق ہی ہے اور مغرب مغرب، مشرقی اور مغربی تمدن میں بالکل ہی متضاد تفاوت ہے۔ ان کے اور ہمارے تمدن۔ سیاسی اور معاشرتی میں بیّن فرق ہے۔

ہندوستانی ذہنیت اس "مخلوط تہذیب معاشرت" پر افسانہ بندی اور واقعہ نگاری کو پسندیدگی کی نگاہ سے نہیں دیکھ سکتی۔ اور پھر ستم یہ ہے کہ ان افسانوں کو جسے ہم کبھی ہندوستانی معاشرت سے تعبیر نہیں کرسکتے ڈائرکٹر یہاں کی خانگی زندگی کی سچی تصویریں ثابت کرنے کی کوششیں کرتے ہیں۔ ہیرو یا ہیروئن کو حیاسوز صورت میں پیش کرنا ان کے حرکات اور نازیبا سلوک کو ہماری بےحیائی سے وابستہ کرنا وہ اپنی کامیابی کی بہترین دلیل خیال کیے ہوئے ہیں۔ انھیں اس کا تجربہ ہی نہیں کہ یورپ کی ایک عروس نو جس طرح اپنے شوہر کے ساتھ سلوک کرتی ہے کسے ہندوستان کی کوئی بھی دلہن حیاپروری سے تعبیر نہیں کرسکتی۔ چنانچہ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہندوستانی عورتوں کی حیاپروری۔ شوہرپرستی

والدین اور بچوں کی محبت نوازی کو مغربی سانچہ میں ڈھالکر دنیا کے پیش کیا جاتا ہے۔ اب بتایئے کہ غیر قومیں غلط فہمی میں مبتلا ہوں یا نہیں! اسکا ہندوستانیوں کے اخلاق پر مہلک اثر پڑے گا یا نہیں! ہندوستانی ڈیرکٹروں کو چاہیئے کہ وہ جب کبھی کوئی ہندوستانی شاہکار تیار کریں اس میں ہندوستانی ماحول ہو۔ افسانہ کریکٹر ہندوستانی تمدن کی حقیقت کی ترجمانی کرے۔ اور فلم ہر صورت سے ہندوستانی فلم کہلانے کا مستحق ہو۔

"ایکٹنگ" اور جذبات نگاری کی نیچرل تکمیل اور تذلیل کے بھی ذمہ دار ڈیرکٹر ہوتے ہیں سیکڑوں ہندوستانی فلموں کے مشاہدات کے بعد مجھے ایک بھی ہندوستانی ایکٹرس یا ایکٹر ایسے نظر آئے جنکے جذبات اور نقالی میں جبلی خوبیاں ہوں اور جو درحقیقت اختر کہلانے کے مستحق ہوں۔

کیا کوئی مجھے کسی ایسے ہندوستانی اختر کا نام بتاسکتا ہے جو امریکہ۔ جرمنی۔ روس یا کم از کم انگلستان کے اختر آرٹسٹ کے صف میں شامل کیا جائے؟۔ ایکٹنگ کا عروج کمال۔ ایکٹنگ کی فطرت نوازی اور کامیابی کا ثبوت مسحور کن جذبہ نگاری ہے اور یہ ہندوستانی آرٹسٹ میں مفقود ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ ہندوستانی ڈائرکٹر اول تو پارٹ تقسیم کرتے وقت آرٹسٹ کے کریکٹر نیچر اور جولانی طبع پر غور نہیں کرتے کہ آیا یہ کریکٹر اس کیلئے حسب خواہ اور موزون ہوگا یا نہیں نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جس کی طبیعت چنچل اور شوخ واقع ہوئی ہے اسے بوڑھے کا پارٹ مل جاتا ہے جسے وہ کسی حالت میں بھی ادا نہیں کرسکتا اگر کوئی تفریح پسند زندہ دل اور خوش باش شخص ہے تو اسے بادشاہ یا اسی قسم کا نہایت سنجیدہ

پارٹ دے دیا گیا جسے وہ یقیناً نباہ نہیں سکتا۔ ڈیریکٹر کو چاہئے کہ وہ پارٹ تقسیم کرتے وقت ایکٹر کے نیچر کو ضرور مدنظر رکھے۔ امریکہ کے ڈائرکٹران ہی خوبی کی وجہ سے مایہ ناز خیال کئے جاتے ہیں۔ اولاً تو وہ آرٹسٹ کے نیچر اور اس کی طبیعت کا مدتوں مطالعہ کرتے ہیں۔ پھر جب تک وہ اس کریکٹر میں اپنی منتخب کردہ آرٹسٹ کا ٹرائل (Trial) نہیں لے لیتے پورا پارٹ تقسیم نہیں کرتے۔ ہالی وڈ میں عموماً ایک ایکٹر اپنے پہلے فلم کے کریکٹر میں جس قدر ناکامیاب ہوا تو وہ دوسرے کریکٹر میں جو اس کی ذہنیت کے موافق تھا اسی قدر کامیاب ثابت ہوا۔ ریاس استرن جو آج کل ہالی وڈ اختر ایکٹرس ہے اولاً کامک میں آئی اور بالکل ہی ناکامیاب رہی۔ اس کی ایکٹنگ اتنی خراب اور ناکارہ ہوئی کہ فرسٹ نیشنل کارپوریشن کو جس کی معیت میں یہ فلم تیار ہوا تھا اسے تلف کر دینا پڑا۔ مدت تک یہ آوارہ ادھر ادھر پھرتی رہی کہ خوش ملینیش ڈائرکٹر سے اسے ملاقات ہوگئی۔ انھوں نے اس کی طبیعت کے رجحان کا اندازہ لگالیا۔ چنانچہ اس کے موافق اسے پارٹ ملا۔ آج وہ دنیا کی بہترین فلم ایکٹریسوں میں شمار کی جاتی ہے۔ اور اس کی جذبات نگاری ہمارے آرٹسٹوں کے لئے تختہ سبق ہے۔ ہمارے ہندوستانی ڈائرکٹر اس نقطہ نگاہ سے بالکل ناکارے ہیں۔ چند مخصوص آرٹسٹ پر اکتفا کرنا۔ انھیں سے ہر کریکٹر میں پارٹ کرانا ہی ان کی زندگی کا مصرف ہے۔ انھی اسباب کی بنا پر ہماری فلمی صنعت اس پست حالت میں ہے۔ ۳۲ کروڑ کی آبادی میں صرف معدودے چند ایکٹر اور ایکٹریسیں ہیں جو ہر فلم میں پارٹ کرتی ہیں عام ہندوستانیوں میں اول تو فلم بینی کا اس قدر اشتیاق ہی نہیں اور جنھیں ہے وہ اپنے جذبات سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ اور نہ انھیں عملی صورت میں ملک کے سامنے پیش کر سکتے ہیں۔ یہ ڈیریکٹر حضرات عام لوگوں کو اسٹوڈیو سے بالکل الگ تھلگ رکھتے ہیں اور پھر عوام کو مجبور کرتے ہیں کہ ہر قسم کا افسانہ وہ تیار کریں۔ جس قسم کی ذاتی جدت وہ پیدا کریں۔ جس شے کو وہ پردہ فلم پر پیش کریں شائقین فلم اسے پسندیدگی کی نظر سے دیکھیں گویا وہ عوام کے حسب خواہ نہیں بلکہ اپنی ذہنیت کے موافق فلم تیار کرتے ہیں۔ ہندوستانی فلموں کے مشاہدات کے بعد میں نے یہی اندازہ لگایا ہے۔

ہندوستانی فلموں میں ڈائرکشن کی جو عام فہم خامیاں ہیں ان کا میں فرداً فرداً تذکرہ نہیں کرونگا۔ کیونکہ آج تک میری نظروں سے کوئی ایسا ہندوستانی فلم نہیں گذرا جس میں دو چار تو درکنار بیسیوں فاش غلطیاں نہ ہوں۔ اجتماعی صورت میں میں ان کا تذکرہ کرونگا۔

فلم کی کامیابی کا زیادہ تر حصہ ڈائرکٹر سے منسوب کیا جاتا ہے۔ لیکن شومئی قسمت سے ہندوستانی ڈیریکٹر صرف "کلوز اپ" "لونگ شوٹ" اور "مڈل شوٹ" کی ترتیب اور تصویر کشی کو ڈیرکشن اور نگرانی کا کمال خیال کئے ہوئے ہیں۔ اور یہانتک اس غلط فہمی کا انھیں احساس تک نہیں ہوتا۔

مدت مدید تک تو ہندوستان میں قصص الانبیاء کی فلم بندی ہوتی رہی۔ دنیا سائنس و ادب اور فلسفہ کے سینکڑوں مدارج طے کر چکی تھی۔ اور وہ "عہد حجرہ" کے افسانہائے پارینہ کے چیتھڑوں کو بکھیر رہے تھے۔ اب چند سال سے ہندوستانی فلمسازوں نے اپنی ذہنیت اور انتخاب میں کچھ تبدیلی کی ہے۔ معاشرتی اور تاریخی افسانوں کی

Aali Shola Warsi

فلمبندی شروع ہوگئی ہے۔ لیکن ان میں خامیوں کی حد درجہ کثرت ہے۔

بقول میرے ایک دوست مسٹر عنایت حسین دہلوی اڈیٹر چوپنچ کے "ہندوستانی فلمسازوں کی نظریہ میں فلموں کی اعلیٰ خصوصیت یہ ہے کہ اس میں تعاقب کے اعلیٰ مسلسل مناظر ہوں"۔ اسّی فیصدی سے زائد افسانوں میں میں نے تعاقب کے مناظر کا مشاہدہ کیا ہے۔ دس حصوں کے فلموں کے ایسی مناظر کو اگر یکجا جمع کیا جائے تو یقیناً ایک حصہ صرف ایسے "مناظر کشی" میں صرف ہوجاتا ہے۔ حالانکہ اس سے افسانہ کی خوبی دوبالا نہیں ہوسکتی۔ ہیرو تلوار کی لڑائی لڑتا ہے۔ پھر وہ بھاگ گیا ہے۔ دشمن اسکا تعاقب کرتے ہیں وہ خود کو کسی جگہ چھپا دیتا ہے۔ لوگ دھوکا کھا جاتے ہیں۔ پھر وہ خود کو ظاہر کرکے دو چار ہاتھ مقابلہ کرتا ہے۔۔ بھاگتا ہے۔۔ بھلا ایسے مناظر سے فلموں میں کیا نمایاں خوبی اور دلچسپی پیدا ہوسکتی ہے۔ اس سے ڈیرکٹر کے معلومات اور قلت تجربات کا اظہار ہوتا ہے۔ ستم تو یہ کہ بمبئی، مدراس وغیرہ کے فلموں میں ایسے غیر فطری اور ناکارہ مناظر اکثر ہوتے ہیں۔

حال میں مجھے "دی گلوری آف انڈیا" نامی رنجیت کمپنی کا فلم دیکھنے کا موقع ملا۔ اس میں بھی ہن قوم کے سپہ سالار اعظم کے صاحبزادے صاحب انند دشرواللہ مداں اپنی مخالف جماعت کے چند افراد سے شمشیر زنی کرتے ہیں۔ وہ ایک سنجیدہ سردار ہوتا ہے۔ بہادر ہوتا ہے جس کی رگوں میں جنگ اور دلیری کا خون دوڑتا ہے۔ اسے ان دشمنوں سے استقلال اور ثابت قدمی کے ساتھ مقابلہ کرنا چاہئے تھا لیکن شمشیر زنی کے دوران میں وہ فرار ہوگیا۔ دشمنوں نے تعاقب کیا انند ایک درخت کے آڑ میں چھپ گیا پھر ظاہر ہوا غرضکہ اس طرح ڈیرکٹر صاحب نے چار سو فٹ کے قریب فلم خرچ کردیا۔ اور زبردستی افسانہ میں طوالت پیدا کردی۔

"تعاقب" کے مناظر بعض حالتوں میں نہایت ہی لازمی اور ضروری بھی ہوتے ہیں اور اس موقعہ پر ان میں عملاً خوبی پیدا ہوجاتی ہے۔ لیکن بے محل اور ناموزون حالت میں انھیں پیش کرنا دوسرے حسین اور دلچسپ اور جاذب مناظر کو برباد کردیتے ہیں۔ جو چیز موزونی وقت کے لحاظ سے وجود میں آئے وہ ہر حالت سے اچھی ہوگی۔

اسی طرح ہندوستانی فلموں نے گویا کہ متفقہ طور پر صرف ایک فن کو دنیا کے سامنے پیش کرنیکا تہیہ کر لیا ہے۔ اور وہ فن "شمشیر زنی" ہے تعاقب کی طرح اس میں بھی ہندوستانی ڈیرکٹر اپنی مشاقی فن کا نمونہ پیش کیے بغیر نہیں رہتے۔ ہر ہندوستانی فلم میں شمشیر زنی کا نمونہ ہونا لازمی امر ہے۔ ہیرو سے ڈیرکٹر ہمیشہ ان ہی صفات کا متمنی رہتا ہے کہ وہ تیز و طرار شمشیر زن ہو۔ فلم کے کریکٹر میں شمشیر زن کا ہونا بھی کریکٹر کی کامیابی کی دلیل ہے۔ گویا کہ ہندوستانی ڈیرکٹروں نے ہندوستانی فنون قدیم میں صرف ایک شمشیر زنی اور تلوار بازی ہی کو اعلیٰ پایا ہے اور ان کی نظر تخیل میں ہندوستان کی تمام خوبیاں۔ تمدن ہند کے تمام جواہر ریزے صرف ایک تلوار بازی میں پنہاں ہیں۔ یا بہ الفاظ دیگر ہندوستان کا تاریخ عالم وجود سے لیکر اب تک صرف شمشیر زنی سے رو براہ ہوا ہے۔ اور عالم دنیا کے دوسرے فنون سے یہ ملک ہمیشہ محروم رہا۔

SUPPLEMENT

Reputed Director
of
Indian Social Films.
(Director of Kanth-Har.)

WAN.

ہر فلم میں ہر افسانہ میں۔ ہر کریکٹر میں ہر منظر میں جہاں دیکھئے بس صرف ایک ہی خوبی کا مستحق ہے۔ اب اگر یہ تمام فلمیں بین الاقوامی پردوں پر دکھائے جائیں تو دوسری قومیں اس سے کیا تاثرات حاصل کرینگی؟

یہاں تک بھی اگر جائز قرار دیا جائے تو پھر ستم یہ ہے کہ اب تک جس قدر فلم تیار ہوئے ہیں انکے فن شمشیر زنی میں کوئی تفاوت خوبی اور جدت نہیں "دیکھا" گو اگر ہندوستانی فلموں کا "شمشیر زن" کہا جائے تو ایک حد تک جائز ہوگا۔ لیکن اُس کے تمام فلموں پر جن کی تعداد پچاس سے زاید ہوگی ایک سرسری نظر ڈالنے کے بعد مجھے انکی شمشیر زنی میں کوئی نمایاں خوبی اور فن نظر نہیں آیا۔ ہر فلم میں وہ ایک ہی طرح سے تلوار چلاتے ہیں۔ ایک ہی صورت سے مقابلہ کرتے ہیں۔ لازم تو یہ تھا کہ ہر فلم میں وہ شمشیر زنی کے فن کا ایک جدید اور اعلیٰ نمونہ پیش کرتے کہ فلم سازی کا ایک مقصد تو پورا ہوتا۔

لیکن ایسے فلموں میں ڈیرکٹر کو آسانی ہوتی ہے اس میں نہ جذبات نگاری ہے اور نہ کریکٹر نگاری نہ کوئی جدید انوکھی بات۔

ایکٹر ان خامیوں کا ذمہ دار نہیں ہو سکتا۔ ہندوستان امریکہ نہیں ہے اور نہ ہندوستانی ڈائرکٹر امریکن ڈائرکٹروں کے اصول اور طرز ہدایت پر عمل کرتے ہیں۔ امریکہ میں پارٹ آرٹسٹ کے حوالہ کر دیا جاتا ہے وہ مطالعہ اور غور و فکر کے بعد اپنی جبلی قابلیت سے اس کریکٹر میں خوبی اور جدت پیدا کرتا ہے۔ صرف چند عامیانہ باتیں ہوتی ہیں جو ڈائرکٹر انھیں بتاتے ہیں اس طرح پارٹ کی ادائگی میں آرٹسٹ بہر صورت آزاد رہتا ہے۔

ہندوستان میں "اسٹوڈیو" کی چہار دیواری کے سایہ میں ڈائرکٹروں کی خود مختار حکومت ہوتی ہے سوائے چند معروف اور ہر دلعزیز آرٹسٹوں کے جن کے نام سے فلم مقبول اور کمپنی کی آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے۔ تمام ایکٹر حقارت اور نفرت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔ ڈائرکٹر کے حکم کی تعمیل بدرجہا فرائض سے زیادہ کرنی پڑتی ہے۔ اسکا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے اور ہونا بھی چاہیے کہ ان کے خیالات کی اور جبلی خوبیاں مردہ ہو جاتی ہیں۔ جدت طرازی اور ایزاد کے جذبات سرد پڑ جاتے ہیں سب جو ڈائرکٹر صاحب فرماتے ہیں انکا سر تسلیم خم ہے۔

آقائیت کی یہاں تک حد ہے کہ آرٹسٹ کو قبل سے اس کا پارٹ بتایا بھی نہیں جاتا۔ ڈیرکٹر نے حکم دیا۔ سروپ بھرو۔ فلاں فلاں کپڑے پہنو

باقی آئندہ۔

ضروری گذارش

فلم ریویو ہر انگریزی مہینے کے پہلے ہفتہ تک شایع ہوا کرتا ہے اسلیے رسالہ نہ ملنے کی اطلاع دوسرے ہفتہ تک آجانی چاہیے ورنہ بصورت دیگر دوبارہ رسالہ حاضر نہیں ہو سکتا۔

بزم مدیر کے فوری جواب کیلیے ایک آنہ کا ٹکٹ آنا ضروری ہے

پتہ ہمیشہ صاف لکھا کیجیے۔

بارہ سالانہ خریدار مہیا کرنے والوں کی خدمت میں فلم ریویو بطور ہدیہ تحفہ ایک سال تک حاضر ہوا کریگا۔

نمونہ کے لیے چار آنہ کا ٹکٹ ارسال کریں۔

رسالہ کی توسیع اشاعت آپکا قومی فرض ہے

دیکھئے

Mr. K. P. GHOSH, B.Sc.

Reputed Director of the Indian Social Films. (*Director of Kanth-Har.*)

RAM PIYARI & NAND RAM PAHALWAN.
in Yasmina.
(*"Sree Krishna Production."*)

Miss. ERMOLINE & NANDRAM PAHELWAN.
in
Chandrakant.

بہروپ کا فن

THE ART OF MAKE-UP

افتخار رسول کے قلم سے

اسٹیج یا فلم کا "میک اپ" ایکٹنگ کی خوبی کو دوبالا کرنے میں خاص اہمیت رکھتا ہے۔ پھر بھی اسکی خوبیوں اور نقائص کے ذمہ دار ایکٹر نہیں ہوسکتے۔ یہ فن خاص ماہروں کے ماتحت ہوتا ہے جو آرٹسٹ کو بنا سنوار کر کیمرہ کے سامنے پیش کر دیتے ہیں۔

اکثر ایسا ہوا کرتا ہے کہ معمولی میک اپ یا معمولی پارٹ کے میک اپ کے لیے ایکٹر خود ہی اپنا کام آپ کر لیتے ہیں لیکن یہ انکا لازمی فرض نہیں۔ آرٹسٹ کو چاہیئے کہ وہ کسی تجربہ کار ماہر فن سے بہروپ کی آرٹ سیکھیں کیونکہ خود اپنے چہرے کے رنگ کے موافق غازہ سازی میں وہ ماہر فن کو خاطر خواہ مدد دے سکتے ہیں۔ ماہر ایکٹر مرکبات غازہ کی تیاری میں اپنے تجربات سے بہت زیادہ کام لیتے ہیں۔

ہندوستان اور لندن میں بھی چند ہندوستانی فلموں کے مشاہدہ کے بعد میں نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ ہندوستان کے ماہران صنعت فلمسازی اس طرف سے مہلک غفلت شعاری برت رہے ہیں۔

میں امریکہ اور فرانس کے متعدد فلموں میں پارٹ کر چکا ہوں اور انہیں تجربات کی بنا پر کہتا ہوں کہ ایکٹر کی کامیابی اور فلم کی مقبولیت کا نصف فیصدی تعلق "میک اپ" سے ہے۔ اور واقعات شاہد ہیں کہ عموماً اکثر ایکٹرا اسی "میک اپ" کی وجہ سے انجمتان فلم کے درخشندہ ستارے بنے ہیں۔

کسی فلم کی کامیابی کا پچاس فیصدی تعلق میک اپ سے ہے۔ ۴۰ فیصدی ڈائریکشن فوٹوگرافی اور مناظر سے اور صرف دس فیصدی ایکٹرس اور ایکٹر کی ذاتی خوبی اور فطری جذبہ نگاری سے ہے۔ میرا تجربہ کار انہ اندازہ ہے۔ ممکن ہے کہ بعض احباب کو اس میں مبالغہ معلوم ہو لیکن یقین مانیئے اس میں شائبہ بھر بھی تصنع یا تکلف نہیں۔ میں نے جو کچھ کہا واقعات کی تشکیل تھی۔

اکثر بار میں اس کا بھی مشاہدہ کر چکا ہوں کہ ایک بدنما بد صورت اچھے میک اپ کے بعد پردہ نمائش پر بالکل متضاد تاثرات میں ظاہر ہوئی۔

نیچرل میک اپ اور اچھی فوٹوگرافی سے خراب سے خراب اور تحقر خیز صورت والا انسان بھی حسین جمیل اور شکیل معلوم ہو سکتا ہے۔ اور ہوتا ہے۔ عام لوگ خیال کرتے ہیں کہ ایکٹرسیں سندر اور جمیل ہوتی ہیں کیونکہ ان کے پیش نظر وہی "پردہ فلم" کی جاذب نظر صورت رہتی ہیں۔ حالانکہ شاید ہی دنیا میں ایک درجن بھی ایکٹرسیں ایسی ہونگی جو واقعی حسین ہیں جنہیں یہ نعمت خدائی ودیعت میں ملی ہے۔ اور جو بس پردہ بھی دلوں کو متاثر کر سکتی ہیں۔

یہ حالت لان چینی کی بھی تھی وہ نہایت تکلیف دہ میک اپ کے طفیل اتنی عام مقبولیت اور شہرت کا حامل ہوا اور حقیقت یہ ہے کہ اس کی ذاتی قابلیت اور

ہنر نوازی تھی جو اُسے فلم میں کام کرنے کا موقعہ ملا ورنہ وہ کوئی حسین وجمیل نہیں تھا اور نہ اس نے کسی جذبات انگیز معاشقانہ فلم میں پارٹ کیا تھا پھر بھی اُس نے سینکڑوں حسین وجمیل ایکٹر اور ایکٹرسوں سے زیادہ مقبولیت عامہ حاصل کر لی۔ ایکٹنگ ایک نہایت ہی اذیت رساں اور وقت طلب فن ہے۔ جو ہر ایک برداشت نہیں کر سکتا۔ لان چینی نے ایک فلم میں خود کو لنگڑا ظاہر کرنے کے لیے اپنے دونوں پیروں کو پیچھے کی طرف موڑ کر مضبوطی سے پشت پر باندھ دیا۔ یہ کتنا تکلیف دہ کام ہے۔ پیروں کو پچھلے حصہ کی طرف تو خیر ہر شخص موڑ سکتا ہے لیکن مصیبت یہ تھی کہ اُسے مدت مدید تک اسی حالت میں رہنا پڑا۔ اور پردہ پر ظاہر ہی نہیں ہونے دیا کہ یہ ایکٹر کے میک اپ کی خوبی ہے۔ اور وہ لنگڑا نہیں ہے۔ ذرا اس کی اذیت پر غور تو کیجیے پھر جسمانی اعضا کی تبدیلی اور اپاہج کا بہروپ ہی اس کا کمال ہنر نہیں تھا۔ بلکہ اکثر بار اس نے بغیر "میک اپ" یا غازہ کی مدد کے اپنے چہروں پر مستقل اور دیرپا تبدیلی پیدا کی ہے وہ آرٹ کی دنیا میں ہمیشہ زندہ رہے گا۔ میں اس کی تعریف نہیں کر سکتا۔ ایکٹر سے ان ہی خوبیوں کے ہم متمنی رہتے ہیں۔

بہتر ہے کہ یہاں میں متوفی روڈولف ویلنٹینو کی کامیابی کے چند سربستہ راز کا بھی تذکرہ کر دوں۔

جب وہ ہالی ووڈ کی دنیا میں آیا اُس نے اپنے چہرے کے زیتونی رنگ کے لیے کوئی غازہ موزوں نہیں پایا۔ ہالی ووڈ ایکٹر سفید رنگ کے ہوتے تھے۔ اور اس کا رنگ اطالوی "آب وہوا" میں پرورش پانے کی وجہ سے اُن کے بالکل مختلف تھا۔ سینکڑوں ماہر غازہ سازوں نے مدت تک جان توڑ کوششیں کیں۔ بے کامیابی کی جھلک دھندلی سی نظر آئی۔ ان تھک تحقیقات اور تجربات کے بعد ماہر غازہ ساز اس چہرے کے رنگ کی آمیزش کے لیے موزوں ثابت ہوا۔

"دی شیخ" نامی فلم میں رڈولف ویلنٹینو کا بہروپ

یہی نسخہ (ہلکا زرد رنگ) میں نے اپنے لیے حسب خواہ پایا ہے۔ ہندوستانی ہونے کی حیثیت سے میرا رنگ بالکل سپید تو نہیں۔ زیتونی ہے۔ چنانچہ میں نے امریکہ اور فرانس کے جتنے فلموں میں پارٹ کیا اسی غازہ سے میرا "میک اپ" کیا گیا مجھے یقین ہے کہ یہی غازہ ہندوستان کے ایکٹروں اور ایکٹرسوں کے لیے بہتر اور موزوں ہے جس موسم اور آب وہوا میں وہ پرورش پاتے ہیں ان کے لیے سفید غازہ چنداں بہتر نہیں۔

کبھی بھی اپنے چہرے کو پردۂ فلم پر جاذب اور حسین نہیں بنا سکتی۔ مجھے اتمام یقین ہے کہ اگر رڈلف ہندوستان میں ہوتا۔ اسکو کبھی بھی کسی فلم میں کامیابی نصیب نہ ہوتی۔ کامیابی اور اُس عروج کمال تک پہونچنا تو درکنار جس کے آج ہزاروں لوگ متمنی ہیں وہ اس فلمی زندگی کے ابتدائی مرحلوں کو بھی طے نہیں کر سکتا۔ کیونکہ ہندوستان کے "حضرات فن" اُس کے چہرہ پر سفیدی مل دیتے اور اس طرح اُس کی تمام خوبیاں فنا کر دی جاتیں۔

آخرش ہندوستانی فلم ممالک غیر میں مقبولیت کی نظر سے کیوں نہیں دیکھے جاتے؟ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ہندوستانی فلمساز میک اپ کو سدھارنے اور اس میں نیچرل تاثرات پیدا کرنے کی ادنی سی تکلیف بھی گوارا کرنا نہیں چاہتے۔ چونکہ ہندوستانی فلموں میں بے شمار خامیاں مضمر ہوتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہ ہندوستان کی حد کے باہر نفرت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔

ممالک غرب میں "میک اپ" "بہروپ" یا "غازہ آلودی" نے تو مرض عامہ کی صورت اختیار کر لی ہے۔ یورپ کی معاشرتی سوسائٹیاں میک اپ کو حسن کی افزائش کے لیے زینت اور آراستگی کا زیور قرار دیتی ہیں۔ دوشیزگان کالج، متوسطۃ العمر خادمائیں۔ دوکانوں کی ملازمہ عورتیں، مائیں بہنیں اور بیویاں۔ غرضکہ ہر طبقہ، ہر جماعت اور ہر عمر کی عورتیں اپنے حسن میں ملاحت، تابش اور نظر فریبی پیدا کرنے کے لیے غازہ کا استعمال کرتی ہیں۔ اور وہ بھی صرف نمائش اور بھڑک کے لیے ہی نہیں بلکہ ضرورت اور صحت کی خیال سے۔ جیسا کہ شہرۂ آفاق لان چینی نے ایک بار کہا تھا "ایکٹنگ میرے لئے ایک نہایت ہی مشکل اور تکلیف دہ کام ہے" ہر ایکٹر کا یہی نظریہ ہونا چاہیے۔ ایکٹر وہی ہے جو کریکٹر کے ادنیٰ ترین نکتہ کو بھی غور اور اہمیت کی نظر سے دیکھے۔ اور خود کو اس کریکٹر میں محو کر دے اور جب تک کیمرہ کے سامنے رہے اپنے کو اس ایکٹ کا ایک "زندہ مجسمہ" کی حیثیت سے پیش کرے۔ کامیابی کے یہ لازمی اصول ہیں۔ آرٹسٹ جب تک جذبات نگاری میں جذب ہو کر خود کو گم نہیں کریگا ایکٹنگ میں زندگی پیدا نہیں ہو سکتی۔

افسوس تمام نکات سے ہمارے ہندوستانی ایکٹر اور ڈائرکٹر ناواقف ہیں۔ ان اصولات کی انھیں پابندی کرنا چاہیئے۔ اور انھیں سیکھنا چاہیئے کہ جذبات اور کریکٹر نگاری میں فطری جھلک کیسے پیدا کی جاتی ہے۔

ہمیں کامل امید ہے کہ اگر یہ تمام خامیاں مفقود ہو گئیں تو ہندوستانی فلم اُن ممالک غیر میں مقبولیت حاصل کریگا جہاں آج انھیں کوئی قدر نہیں کرتا۔

شانتی دھارا

ہی صرف ایک ایسی دوا ہے جس کے لیے تجربات کے بنا پر یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ بہت سے امراض میں اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ ہر قسم کے درد، پیچش اور سیضہ کے لیے تو جادو اثر ثابت ہوا ہے۔

قیمت فی شیشی ۸ــ ملنے کا پتہ

ڈاکٹر امجد حسین

۸۲ کولوٹولہ اسٹریٹ۔ کلکتہ

شہرت کی قیمت

از وائی۔ کے۔ طارق۔

امریکہ کے آرٹسٹ اپنے فلموں کو شہرت دینے کیلئے خود کو مشہور کرتے ہیں

ہالی ووڈ دنیائے فلم کے "ستاروں" کا مسکن ہے فلموں سے زیادہ وہاں کے ایکٹروں اور ایکٹرسوں کے شیدائی اس وقت دنیا میں موجود ہیں۔ اور اسپر خوبی یہ کہ جس ایکٹرس کے زیادہ فدائی اور قدرداں ہوتے ہیں وہ اسی قدر خوش قسمت خیال کی جاتی ہے۔ ایک بار گلوریا سوانسن نے فخریہ کہا تھا کہ "وہ دنیائے فلم کی خوش قسمت عورت ہے" کیونکہ بہ نسبت اور تمام ایکٹرسوں کے زیادہ خطوط وصول کرتی ہے جن میں اس کے قدرداں اسکے حسن اور کمال فن کی تعریف میں مبالغہ تک کو جائز قرار دیتے ہیں؟۔

ایکٹرسیں تو درکنار ایکٹروں کے پاس بھی ہر مہینہ اتنے خطوط آتے ہیں کہ کسی بڑے تجارتی دفتر میں نہ آتے ہونگے۔ چارلی چپلن۔ ڈگلس۔ امین نوبرو یا اسی حیثیت کے دوسرے تمام ایکٹروں کے خطوط کا جواب دینے کے لئے خاص باقاعدہ آفس ہے۔ چارلی کو تو اپنے اس آفس کے انتظام پر کثیر روپیہ صرف کرنا پڑتا ہے۔

ہالی ووڈ کے "اختروں" کی کثیر تنخواہ زیادہ تر ایسے ہی کاموں میں خرچ ہوتی ہے۔ ہندوستان کے کسی "اختر" کی تنخواہ سے بھی زیادہ وہ صرف جوابات کے ٹکٹوں پر صرف کر دیتے ہیں۔

اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کسی ایکٹر یا ایکٹرس کے فوت ہوجانے پر اس کے خزانے سے دولت نہیں نکلی حالانکہ ایک شخص کی اگر دس ہزار روپیہ ماہانہ تنخواہ ہو تو یقیناً اس کی موت دولتمندانہ ہوگی۔ لیکن چونکہ ہالی ووڈ کے ایکٹرسوں اور ایکٹروں کو اپنی مقبولیت کے پروپگنڈا پر زر کثیر خرچ کرنا پڑتا ہے اس لئے وہ دولت جمع نہیں کر سکتے۔

لیکن ان کا یہ خرچ بیجا اور فضول نہیں ہوتا جس قدر وہ اپنے پروپگنڈا پر خرچ کرتے ہیں اسی قدر ان کی مقبولیت میں ترقی اور آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے۔ یہی تجارتی اصول ہے وہ خود کو نہیں بلکہ اپنے فلموں کو مقبول بناتے ہیں۔

یہ لازمی امر ہے کہ جب ہم کسی ایکٹر کے مداح ہونگے تو اس کے کارناموں کو بھی شوق اور قدر کی نظروں سے دیکھیں گے۔ اور جب کبھی اس کا کوئی فلم پردہ نمائش پر آئے گا ہمارا شوق ہمیں کشاں کشاں وہاں لے جائیگا۔ یہ فلموں کو مقبول بنانے کا بہترین تجارتی اصول ہے۔

بدقسمتی سے ہندوستانی اختر ایکٹرس اور ایکٹر

اس اصول سے ناواقف ہیں اور جو ہیں بھی وہ اُس طرف اپنے توجہات کو مبذول نہیں کرتے۔ اور اس سے جس قدر نقصان انھیں پہونچ رہا ہے اس کا بھی انھیں احساس نہیں۔ پھر تجارتی اصول کے نقطۂ نظر سے صنعت کی ترقی میں وہ اپنی غفلت شعاری سے جو حائل آ رہے ہیں اس کی بھی انھیں پروا نہیں۔ وہ اس پر غور بھی نہیں کرتے کہ چارلی چپلن Light of the City کی تیاری میں اپنی مشغولیت اور انہماک کا ہنگامہ مچائے ہوئے ہے۔ تجارت کی نظر سے ایک پروپگنڈا ہے۔ جس میں یہ معلوم ہی نہیں کہ اس کا یہ فلم کس رنگ و انداز کا ہوگا اس میں کیا خوبیاں ہونگی۔ لیکن جب یہ بازار نمائش میں آئے گا تو ہمارا بے چین دل اسے دیکھنے کی خواہش ضرور کریگا۔ خواہ دوبارہ اس فلم کے مشاہدہ کی آرزو نہ رہے۔ کیوں؟ اسلئے کہ آج وہ اس فلم کے سلسلہ میں ہر ہفتہ ہزاروں خطوط کا جواب دے رہا ہے۔ جن حضرات نے اس سلسلہ میں اس کا خط وصول کیا ہوگا وہ مع اپنے دوستوں اور احباب کے اس کا مشاہدہ ضرور کرینگے۔ پھر آپ ہی "لائٹ آف دی سیٹی" کی مقبولیت کے انجام پر غور کریں گویا کہ اس نے ان خطوط کے ذریعہ اپنے تازہ ترین فلم کا اچھا خاصا پروپگنڈا کیا۔

ہندوستانی بھلا انڈین فلموں سے کس طرح دلچسپی پیدا کریں۔ انھیں اس کی بھی تو واقفیت نہیں کہ کس اختر میں کیا خوبی ہے۔ کس نے کن کن فلموں میں پارٹ کیا ہے۔ جس طرح پردۂ فلم پر ایکٹر اور ایکٹرس فلم بینوں کی نظروں کے سامنے رہتے ہیں اسی طرح سینما گھر کے باہر بھی جب تک وہ سب ہمیشہ پبلک کی "نظر خیال" کے سامنے نہیں رہینگے صنعت کی ترقی اور فلم کی مقبولیت ناممکن ہے۔

ہندوستان کے "آرٹسٹ" پبلک سے جو دوری اختیار کئے ہوئے ہیں اسکے چند وجوہات ہیں۔۔ جس کی ہم آئندہ کسی نمبر کے شذرات میں تشریح کرینگے۔ اس وقت بہتر ہے کہ ہالی ووڈ کے اختروں کی ہردلعزیزی اور قدر افزائی ایک اجمالی خاکہ پیش کریں۔

امریکن "اختروں" کے شیدائیوں کو جواب دینے کے لیئے دو نوعیت کے دفاتر ہوتے ہیں ایک وہ جس کا خرچ خود آرٹسٹ برداشت کرتا ہے۔ دوسرا دفتر اس آرٹسٹ کی فلمساز کمپنی کے زیر انتظام ہوتا ہے۔ ان تمام خطوط کا جواب جو اس ایکٹر کے نام کمپنی کے معرفت آتے ہیں خود کمپنی اپنے خرچ سے دیتی ہے۔ تصویریں بھی صرف اس نگارخانہ کی اتاری ہوئی بھیجی جاتی ہیں۔ لیکن جب کوئی خط ایکٹر کے جائے قیام کے پتہ پر آئے تو اسکے جواب کا خرچ ایکٹر کو اپنی ذاتی آمدنی سے برداشت کرنا پڑتا ہے۔ اور تصویر بھی اس کی خانگی زندگی کی بھیجی جاتی ہے۔ اس طرح سے مشترکہ کام ہوتا ہے۔ اب ہالی ووڈ میں اختروں کے نام اس قدر خطوط آنے لگے ہیں کہ حکومت امریکہ کو خاص انکے لیے ایک ڈاکخانہ قائم کرنا پڑا۔ جو تمام خطوط جمع کرکے کمپنیوں، اختروں اور کارکنوں میں تقسیم کردیتے ہیں۔

کیلیفورنیا کے ڈاکخانوں کی رپورٹ ہے کہ ہر ماہ صرف ہالی ووڈ میں فدایان ایکٹر و ایکٹرس سے آٹھ لاکھ پچاسی ہزار خطوط آتے ہیں جن کا جواب عموماً فوراً ہی دے دیا جاتا ہے۔

بہتیرے ارباب فن اپنے محبوب آرٹسٹ کی

تصویر بھی طلب کرتے ہیں گرچہ ان تصویروں کی کوئی قیمت نہیں لی جاتی۔ تاہم ان ٹکٹوں کی تعداد جو محصول ڈاک کے خرچ کے لیے آتے ہیں اتنی ہو جاتی ہے کہ انھیں وزن کرکے رکھا جاتا ہے۔ اور موسم باراں میں حفاظت ماتقدم کے لیے انھیں سکھایا جاتا ہے

اس قدر خطوط آتے ہیں لیکن شاید ہی کبھی خط کے پہونچنے میں غلطی ہوتی ہو۔ خط مخاطب کے نام سے نہایت پابندی سے پہونچتا ہے۔ ہاں ایک بار ایسا ہوا کہ امریکن اختر ایکٹر نیل ایستھر کے پاس ایک لفافہ پہونچا جس پر مکتوب علیہ کا نام "نیل ایستر" لکھا تھا۔ اور جس میں نہ کوئی خط تھا نہ کسی تصویر کی فرمائش تھی بلکہ ایک موٹر کار کمپنی کا ۲۸۷ روپیہ کا بل تھا۔ اور منیجر کمپنی نے فوراً ادائیگی روپیہ کی فرمائش کی تھی۔

بات یہ ہوئی کہ خط دوسرے کے پتہ پر بھیجا گیا چونکہ شائقین فلم آرٹسٹ کا غلط پتہ لکھ دیتے ہیں اور اس زبان میں صرف ایک حرف "ھ" کا فرق تھا لیکن ڈاکخانہ نے مسٹر ایستھر کے پاس بھیج دیا لیکن ایسی غلطی شاذ و نادر ہی ہوتی ہے۔

ایک بار ہالی ووڈ کے ڈاکخانوں کے ایک کلرک نے کہا تھا کہ فلم اختروں کے نام جتنے خطوط آتے ہیں ان سے ہم لوگوں کی طبیعت بھی بہلتی ہے کیونکہ ان پر عجیب عجیب انداز اور طریقہ سے پتے لکھے جاتے ہیں لیکن اس سے بھی زیادہ تکلیف ہوتی ہے کیونکہ متعدد خطوط ایسے ہوتے ہیں جن پر صرف اشارۃً مخاطب کا پتہ لکھ دیا جاتا ہے۔ ایسے پتوں کے پڑھنے کے لیے بڑی مغز پاشی کرنی پڑتی ہے۔

چنانچہ ان ہی وجوہات کی بنا پر ہالی ووڈ کے ڈاکخانوں کے کلرکوں کو فلم کی تازہ ترین خبروں سے واقفیت رکھنی پڑتی ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ وہ فلمی معلومات کے انسائیکلوپیڈیا ہوتے ہیں کس فلم میں کس ایکٹر نے کتنا نام پیدا کیا ہے۔ کون سا فلم بہت زیادہ مقبول ہوا۔ کس قسم کا "میک اپ" کامیاب اترا یہ تمام باتیں انھیں ہر وقت معلوم رہتی ہیں۔ کس ایکٹر کو عوام الناس کس نام سے مخاطب کرتی ہے یہ انھیں معلوم رہتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو نہ جانے ہزاروں خطوط ردی کی ٹوکری میں ڈال دیے جائیں اور کمال یہ ہے کہ ہزاروں مراسلے اور خطوط اسی اندازہ اور قیاس پر بڑھے جاتے ہیں لیکن کبھی بھی ایسا نہیں ہوا کہ غلطی سے ایک کی چیز دوسرے کے پاس چلی گئی۔ یا اس کے پاس بھیجی ہی نہیں گئی جسکے نام خط گیا اسے ملا ضرور۔

گذشتہ سال فروری کے مہینہ میں ہالی ووڈ کے ڈاکخانوں میں ایسے بے شمار خطوط پہونچے جن پر صرف ایک کتے کی تصویر چسپاں تھی۔ اور ذیل میں "ہالی ووڈ" لکھا تھا۔ یہ مسٹر رن ٹن ٹن کے نام بھیجے گئے تھے۔ تصویر بھی اسی کی تھی۔ رن ٹن ٹن ایک اختر ایکٹر کتے کا نام ہے۔ جس نے امریکہ کے فلموں میں کامیاب شہرت بذریعہ ایکٹنگ حاصل کرلی ہے لطف تو یہ ہے کہ امریکہ سے ہزاروں کوس دور ہندوستان سے بھی اسی طرح کے خطوط اسکے پاس آئے تھے۔

اب بھلا کتے کی صورت میں کیا نمایاں فرق ہوتا ہے؟ کچھ بھی نہیں۔ تاہم چٹھی رسانوں نے رن ٹن ٹن کی تصویر پہچان لی اور تمام خطوط وارنر برادرز کے اسٹوڈیو میں بھیج دیے گئے۔ جہاں سے وہ سب مسٹر لی ڈنکن رن ٹن ٹن کے مالک کو پہونچا دیے گئے اس طرح صرف تصویر بر خط مکتوب علیہ تک پہونچے۔

اسی طرح چند روز بعد ایک خط "بینی سلونیا" سے آیا۔ اس پر نہ کسی کا نام لکھا تھا اور نہ پتہ، صرف لفافہ پر ایک ہنستی ہوئی تصویر تھی۔ جس کے نیچے لکھا تھا۔ "واللہ اعلم پتہ کیا ہے" لیکن چہرے اور ہنسی سے تصویر فوراً پہچان لی گئی۔ کہ یہ خط "ال جولسن" کے نام بھیجا گیا ہے۔ چونکہ اس وقت وہ کلیفورنیا میں تھے یہ خط وہاں بھیج دیا گیا۔

دراز قدرتی کی نام اسطرح بھی خط پہونچ سکتے ہیں۔

اسی قسم کے سینکڑوں ایسے خطوط آتے ہیں جن پر صرف آرٹسٹ کی تصویر چھپی ہوتی ہے۔ اور پتہ میں صرف "ہالی ووڈ" لکھا ہوتا ہے۔ شاید ہی کوئی ہفتہ ایسا آتا ہوگا کہ "ایٹ گرل" It Girl یا صرف "دی ایٹ" کی نام خطوط نہ آتے ہوں یہ مس کلارا بو ہیں جنھوں نے "دی ایٹ" نامی فلم میں پارٹ کیا ہے۔ "آئی بن حر" کے نام کے خطوط مسٹر "نیمن نوویرو" کے پاس کلوریٹی کے پتہ پر بھیجے جاتے ہیں۔

"ہزاروں صورت والا انسان" کے نہ معلوم کتنے ہزار خطوط اس ڈاکخانہ میں آئے جو لان چینی کو پہونچا دیے گئے

ایسے خطوط بھی آئے جن پر "لان چینی" کے اُس بہروپ کی تصویر تھی جس کے ساتھ اسنے He who gets slape میں پارٹ کیا تھا۔ اکثر موصوف کے پاس "نائٹرڈم کا کبڑا" کے نام سے بھی خطوط آئے۔ "ڈانسنگ ڈوٹر" میں ہیروئن کا پارٹ کرنے کے بعد ہی جون کرافورڈ کے پاس "ہالی ووڈ کی بہترین رقاصہ" کے نام سے تعریف کے خطوط آنے لگے۔ "دی کوپ" The Cop نام کا جو خط آیا کرتا ہے وہ اس فلم کے ہیرو ولیم بوئڈ کے پاس پہونچا دیا جاتا ہے۔ کورنتھو گریفتھ نے مدت ہوئی The Divine Lady میں پارٹ کیا تھا لیکن آج تک اُس کے پاس اس نام سے خطوط پہونچتے ہیں جیسے "پیٹر پین" میں مس بیٹی برونسن نے پارٹ کیا ہے۔ وہ ہمیشہ کے لیے پیٹر پین ہوگئی۔ اب بے زیادہ تر قدردان فلم مس پیٹر پین کے نام سے یاد کیا کرتے ہیں۔ اسی طرح سے حیوانات ایکٹروں کے نام بھی ان کے شیداؤں کے خطوط آیا کرتے ہیں کثرت خطوط کی وجہ سے ان کے لیے بھی ڈاکخانہ میں ایک علیحدہ مستقل شعبہ قائم کیا گیا ہے۔ ہر ماہ ہزاروں خطوط سلور کنگ SILVER KING کے نام سے موصول ہوتے ہیں۔ اور اس نام کے مشہور گھوڑے پاس پہونچ جاتے ہیں۔ ٹونی کے نام کے مکاتیب مسٹر ٹوم میکس کے حوالے کیے جاتے ہیں جو اس شہرہ آفاق گھوڑے کے مالک ہیں۔ جب مسٹر لیو LEO کے نام کوئی خط آتا ہے۔ تو مٹرو گولڈن میں بھیج دیا جاتا ہے۔ کیونکہ لیو مٹرو گولڈن کا جیتا جاگتا ٹریڈ مارک شیر ہے

اگرچہ ڈاکخانہ کی کوئی قانونی پابندی نہیں ہے کہ ایسے خطوط کی جانچ پڑتال کی جائے اور رد کیے جائیں تب

علیہ کے مقصد کو صرف چند اشاروں سے سمجھنے کی کوشش کرے۔ لیکن کلرک یا دوسرے ذمہ دار افسر اگر انھیں ردی کی ٹوکری میں ڈال دیں تو نہ معلوم کتنے قدر دانان آرٹسٹ کو مایوسی اور پھر اسکا صنعت کی ترقی پر کس قدر مہلک اثر پڑیگا۔ بلکہ ایک حد تک تو صنعت فلمسازی کی مقبولیت بالکل مردہ ہو جائیگی کیونکہ اس سلسلہ خط و کتابت سے عام لوگوں میں فہم بینی کا اشتیاق پیدا کرایا جاتا ہے۔

تبصرہ

چونچ

ہفتہ وار ظریفانہ اخبار ہر اتوار کو ۳۱/۱ لور چیت پور روڈ (سرلج بلڈنگ) سے شایع ہوتا ہے۔

حجم ۱۶ صفحہ قیمت فی پرچہ ایک آنہ سالانہ چندہ ۵ر اڈیٹر۔ جناب عنایت حسین خاں صاحب عنایت دہلوی حشری۔

پورا فائل پیش نظر ہے جس سے ظاہر ہوا کہ ۵ سال سے نہایت ہی پابندی کے ساتھ کلکتہ جیسے شہر سے شایع ہو رہا ہے۔ ہم جناب اڈیٹر صاحب کو اس کی کامیابی اور جانفشانی پر دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ بہتیرے مضامین کے مطالعہ کے بعد یہ معلوم ہوا کہ یہ اپنی پالیسی اور نوعیت کا ہندوستان بھر میں واحد رسالہ ہے۔ ہندوستانی نوجوانوں کی معاشرتی زندگی سدھارنا اسکا مقصد اولین ہے۔ "ادبی دنیا" کا صفحہ ادب کی خدمت و بہبودی کے لیئے از حد مفید ہے۔ اس صفحہ میں ہندوستان کے مایہ صد ناز ڈرامہ نویس جناب آغا حشر صاحب کاشمیری کے صحیح اور اغلاط سے پاک کلام شایع ہوتے ہیں۔ اس میں آغا صاحب نے بہتیرے ایسے کلام شایع ہو چکے ہیں جو ہندوستان کے کسی چوٹی کے ادبی رسالہ کو نصیب نہیں ہوا۔ مزاحیہ غزلیں بھی اخلاق کے لیئے درس ہوا کرتی ہیں۔ اڈیٹر صاحب کا مضمون "چودہویں صدی کا بیٹا" "سگی جورو کو ایک گھنٹہ کیلئے طوائف بنا دیا" یقیناً ہر طبقہ کے افراد کو پسند آئیگا۔ اگر عنایت صاحب فلم اور اسٹیج کے لیے بھی ایک صفحہ مخصوص کر دیں تو بہتر ہے کیونکہ عوام کو ان چیزوں سے دلچسپی ہے۔

عفت

صنف نازک خصوصاً کمسن لڑکیوں کا ایک ماہانہ جریدہ دہلی سے شایع ہوتا ہے قیمت فی پرچہ چار آنہ سالانہ چندہ للعہ۔ اڈیٹر:- امۃ الزہرہ صاحبہ صفیا۔ ملک کو جن چیزوں کی ضرورت تھی وہ عفت جیسا ایک زنانہ رسالہ تھا۔ امۃ الزہرہ صاحبہ نے وہ خدمت لی جو مردوں کے لیئے لازمی تھا۔ رسالہ ادبی صنعتی۔ حرفتی اور علمی مضامین۔ پھر ان کی خوشنما ترتیب خوب ہی اور خوب ہے۔ ایک پردہ نشین خاتون کی اتنی ادبی خدمت ہمارے لیئے درس عبرت سے کم نہیں۔ ہر گھر میں اس رسالہ کا ہونا ضروری ہے۔ بچیوں کو اسکول اور مدرسہ کی تعلیم دینے سے زیادہ مفید ہے کہ انھیں عفت جیسے رسالوں کو ہمیشہ زیر مطالعہ رکھنے کی ہدایت کی جائے۔

ایجنٹ

سارسوتی۔ رنجیت اور لکھشمی فلموں کے ایجنٹ مالسانٹا فلم ہائرنگ سروس ۱۴۱/۱ ہریسن روڈ کلکتہ
کو شنا فلم کی ایجنسی:-
۱۲ دھرمتلہ اسٹریٹ کلکتہ
سے بذریعہ خط و کتابت یا بالمشافہ گفتگو کریں۔

Mr. D. BALLIMORIA.
A probable Star of the "Indian Talkie."

Miss. PUTLI.

MISS. PATIENCE COOPEP.

SITA DEVI.

MISS. ZUBEIDA,
in
"Noble Scamp"

PRINTED BY SPECIAL PRESS, 128-R BAITAKKHANA ROAD, CALCUTTA.

بزم مدیر

ان صفحات پر صرف ایسے ہی خطوط کے جواب دیئے جاتے ہیں جن سے قارئین کے معلومات میں اضافہ ہو۔ طارق

مسٹر عذرا میر۔

معرفت امپیریل فلم کمپنی
کینیڈی روڈ۔ بمبئی۔
فوری جواب کے لیئے "فلم ریویو" کا حوالہ ضرور دیجیئے۔

اس ان۔ دین بمبئی

ہاں شیخ افتخار رسول کو آپ میرے معرفت خط بھیج سکتے ہیں۔ خط دفتر فلم ریویو بھیجدیجیئے جو اسی حالت میں ان کے پاس بھیج دیا جائیگا۔

اچ ام جولس گونڈا۔

اندرا دیوی فرانسیسی نژاد ہیں انھوں نے صرف مدن کمپنی کے اسٹوڈیو میں پارٹ کیا ہے۔ اب فلمی زندگی کو ترک کر کے نواب مرشد آباد کے دوسرے صاحبزادے سے شادی کر لی ہے۔ مضمون نہیں ملا۔

ڈی ان برمن کلکتہ

ابھی تک اسکا تصفیہ نہیں ہوا کہ "لالہ رخ" پہلے کہاں دکھایا جائیگا۔ آپ شیخ افتخار رسول صاحب سے پوچھ سکتے ہیں۔

کے احمد بھاگلپور

مس گوہر گریجویٹ نہیں ہیں مسلمان ہیں جماعت حنفیہ سے تعلق رکھتی ہیں۔ مشہور ایکٹرسوں میں صرف مس ناکھشی راما ؤ گریجویٹ ہیں۔ "دنیائے فلم" میں مشاہیر علم جو اکثر اس رسالہ میں شایع ہوتے رہیں گے۔ زیر مطالعہ رکھیئے۔ مس سلطانہ مہاراشٹرا فلم کمپنی، کولھاپور میں چلی گئی ہیں۔ تنخواہ شاید پندرہ سو روپیہ ماہوار ہوگی۔ مس پیتلی کی فوت کی خبر غلط ہے۔ یہ مس گوہر کی خالہ ہیں۔

نجیب۔ کلکتہ

آپ کا خیال صحیح ہے۔ "پنجاب میل" کا کوئی افسانہ نہیں۔ ہندوستان بھر میں صرف ایک مسلم کمپنی ہے۔ ذیل کے پتہ پر آپ انھیں خط لکھ سکتے ہیں۔

عبدالرشید کاردار
معرفت یونائیٹیڈ پلیرس کارپوریشن
۶۸-۱ الفنسٹن سرکل۔ فورٹ بمبئی۔

اس مدن گپتا الہ آباد۔

پتہ نوٹ کر لیجئے۔ "مس گوہر۔ مسٹر دین شاہ بلیموریہ اور شانتا کماری معرفت رنجیت فلم کمپنی بمبئی" کیا وجہ ہے کہ آپ امریکہ ہی میں فلمی تعلیم حاصل کریں۔ ہندوستان میں بھی کوشش کریں۔

افتخار رسول مارچ سنہ ۱۹۳۱ء میں ہندوستان پہونچ جائیں گے۔

CTURE SUPPL

MISS. PATIEN

کیا آپ جانتے ہیں؟

انگلستان میں ہر ہفتہ چار کروڑ تماشائی فلم دیکھتے ہیں۔

مس زبیدہ ماہر رقاصہ اور خوش لحن مغنیہ بھی ہیں۔

ہندوستانی فلم میں دو "مایا دیوی" ہیں ایک نے تو "آگرہ کی بھکارن" میں اور دوسری "مایا دیوی" نے "انار کلی" دہلی اور شیراز کی حاسدہ کے کریکٹر میں پارٹ کیا ہے۔ موخر الذکر مشہور فلم اختر مسٹر جاید ورائے کی رفیقۂ حیات ہیں۔

مسٹر عذرا میر جو آج کل امپیریل اسٹوڈیو میں نور جہاں نامی فلم تیار کر رہے ہیں۔ ایک عرصہ تک بدن کمپنی کے اسٹوڈیو میں بایڈون میرس کے نام سے منتظم اعلیٰ رہ چکے ہیں۔

جرمنی میں ایک فلم بنا ہے جس میں آج سے پچاس ہزار قبل انسان کی معاشرتی زندگی کے طرز دکھائے گئے ہیں۔

ہندوستان اور برما میں تقریباً ۸ سو سینما گھر اور ۷۰ فلم ساز کمپنیاں ہیں۔

جارج دلش کو صرف آنکھوں کی وجہ سے "بن حر" میں چنا گیا۔

ہالی وڈ کی اختر ایکٹریس باربرالا مارفلمستان میں آنے کے قبل مقبول اختر مصنفہ تھیں۔

ہندوستان کے مایہ ناز مناظر نویس مسٹر رنجن پال کلکتہ میں پیدا ہوئے اور فلمی کیریر اختیار کرنے کے قبل انگلستان میں علم الادویات کا مطالعہ کر رہے تھے۔

لان چینی کی موت کے بعد اس کا تمام پارٹ مسٹر گولڈوان نے ولیس بیری کو دے دیا ہے۔

مسٹر ڈگلس فیربینکس جستجوئے ماہ یعنی Reacning for the moon میں پارٹ کر رہے ہیں۔

یہ اب تک راز سربستہ ہے کہ کڈ KID کے بعد جیکی کوگان نے مسٹر چاپلی کے ساتھ دوسرے فلم میں پارٹ کیوں نہیں کیا۔

مصر کی ایک فلمساز کمپنی نے مولانا محمد علی مرحوم کے کارناموں کا فلم تیار کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ کمپنی کا ایک شعبہ محمد علی سینما کے نام سے قائم ہو چکا ہے۔

گذارش!

خط و کتابت کے وقت چِٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ منیجر

ہندوستانی ٹاکی (بولنے والی فلموں) کا مستقبل

از طارق

دو قسطوں میں

سنہ ۱۹۳۰ء فلمستان کیلئے ایک انقلابی پیغام لیکر آیا اس سال دنیا میں ٹاکی فلم کا اجرا ہوا۔ ابھی سال نے اپنی عمر کا آخری منزل بھی طے نہیں کیا تھا کہ ممالک مغرب میں اس کی مقبولیت عام ہو گئی۔ سینکڑوں ٹاکی فلم تیار ہو گئے۔ سینکڑوں ٹاکی کے سینما گھر قائم ہوئے۔ اور امریکہ و جرمنی کے تقریباً تمام تر نگار خانوں میں ٹاکی کی تصویر کشی شروع ہو گئی۔

ہندوستان بھی جب کہ اب تک یورپ امریکہ کی کورانہ تقلید کر رہا تھا اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکا چنانچہ مستقبل قریب میں بہت جلد ہندوستانی تماشائی ہندوستانی ٹاکی سے لطف اندوز ہونگے۔

ہندوستان کے خاموش اور گم سم فلموں کی خامیوں سے تو ہر شخص نالاں ہے۔ یہ وہ خامیاں ہیں جنکا دور کرنا نہایت ضروری ہے اور جن کے بغیر نہ ہمارے فلم کامیاب ہو سکتے ہیں نہ فلمی صنعت ترقی کر سکتی ہے اور نہ سرمایہ دار اس سے کافی نفع حاصل کر سکتے ہیں۔ لازم تو یہ تھا کہ ہندوستان ممالک فرنگ کی اس جدت طرازی سے بالکل کنارہ کشی اختیار کئے رہتا۔ یہاں گم سم فلم تیار ہوتے ان کی خامیاں دور کی جاتیں۔ ان میں حسن و خوبی پیدا کی جاتی۔ ان کے ذریعہ فلم کے "معنوی متن" کی تکمیل کی جاتی۔ لیکن چونکہ ہمارے بدنصیب ملک کی صنعت کی زندگی و موت چند غفلت شعار اور خود پسند سرمایہ داروں کے قبضہ اقتدار میں ہے جو مغربی تمدن سے حد درجہ مرعوب ہیں چنانچہ وہ اپنے مطلب برآری کیلئے اور حفظ ما تقدم و عاقبت اندیشی کا خیال نہ کرتے ہوئے جو چاہتے ہیں کر گذرتے ہیں۔ ٹاکی کا اجرا ہندوستان کے لئے کبھی راس نہیں آئیگا اب ہمارے فلم بد سے بدتر صورت میں تیار ہونگے۔

ٹاکی کا افسانہ

ہندوستان میں اب تک ہزاروں فلم تیار ہو چکے ہیں۔ لیکن "IDEAL" افسانہ کے لحاظ سے صرف چند فلم ہیں ہمارے افسانہ نویس افسانوں کے پلاٹ میں خوبی پیدا کرنا نہیں جانتے اور نہ ان کے افسانہ کا کوئی مخصوص غرض Theme ہوتی ہے۔ مناظر کے تسلسل میں ضعف ابھی یہ خامیاں باقی ہی تھیں کہ ٹاکی کے افسانوں کا پیچیدہ مسئلہ پیش آگیا۔ خاموش اور متکلم فلموں کے افسانوں اور پلاٹ اور مناظر میں امتیازی فرق ہوتا ہے۔ خاموش فلموں میں صرف واقعہ نگاری کی ضرورت ہے لیکن متکلم فلموں میں اس کے ساتھ مکالمہ بھی ہے اسلئے اب پلاٹ کے کریکٹر میں تبدیلی پیدا ہو گئی ہے خاموش فلموں کے افسانہ نگاروں کو چاہیئے کہ وہ اپنے قدیم اصول واقعہ نگاری کو خیالات سے محو کرکے ٹاکی کا افسانہ لکھیں ورنہ فاش خامیاں عمل میں آئینگی۔

اس دو گھنٹے کے فلم میں ہم اب تک صرف سائنس کی کرشمہ سازی کا مشاہدہ کیا کرتے تھے۔ لیکن اب ہم اس محدود وقت میں "سائنس اور ادب"

دونوں کا بیک وقت مشاہدہ کرینگے۔ فلم کے پردہ پر فلسفیانہ بحث ہوگی۔ IDEAL اور ادبی جملے ہونگے۔ حساس ایکٹنگ ہوگی۔ افسانہ نویس کو صرف اس دو گھنٹے کے عرصہ میں سب کچھ پیش کرنا ہے۔ اس میں ادیب کی اعانت درکار ہے۔ ہندوستانی ڈرامہ نویس سے کافی مدد ملے گی لیکن ٹاکی کا افسانہ اسٹیج کا ڈرامہ نہیں ہوگا۔ جس کے پلاٹ اور ادب میں توازن رہتا ہے۔ اور ٹاکی کے افسانہ میں ادب اور لٹریچر سے زیادہ پلاٹ اور خاکہ بندی کی طرف توجہات منعطف کرنے پڑینگے۔

اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ ہندوستان میں "فلمی افسانہ نویس" کی قلت ہوجائے گی۔ معدودے چند ادیب ایسے نظر آئینگے جو اس دنیا میں مصروف عمل ہونگے۔ اس حالت میں افسانہ بہتر سے بہتر صورت میں پردہ فلم پر آئیگا ادب نوازی کی تکمیل ہوگی۔ لیکن موجودہ صورت حال کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہم اس کے کبھی بھی متوقع نہیں ہیں اس حالت میں بھی وہی تمام لغویتیں ظہور پذیر ہونگی جو آج برسر عمل آرہی ہیں۔ خود ساختہ افسانہ نویس ہونگے تعصب آمیز افسانے تیار ہونگے کمپنی کا مقرر کردہ مناظر نگار ہوگا۔ پلاٹ اور لٹریچر میں وہ تمام نقائص ہونگے جو آج ہندوستانی فلم میں نظر آرہے ہیں۔

زبان کا انتخاب:۔

سب سے زیادہ پیچیدہ مسئلہ زبان کا درپیش ہے ہندوستان بھر میں قلیل اور کثیر سرمایہ والی کمپنیوں کی مجموعی تعداد ایک سو کے قریب ہے۔ جن میں صرف دو اسلامی ہیں۔ ان دو میں ایک کمپنی ایسی ہے۔ جہاں اردو کو اہمیت دیجاتی ہے۔ ٹاکی کا اجرا نے زبان کے انتخاب کا سوال پیش کردیا ہے۔ کس زبان میں بالعموم ٹاکی تیار ہو۔ ہر کمپنی اپنے مذہب اور سوسائٹی کی زبان میں ٹاکی تیار کریگی۔ موجودہ حالت میں خیال اغلب ہے کہ ہندی کے متکلم فلم زائد تر تیار ہونگے۔ مدن کمپنی کے ایک تجربہ کار ڈائرکٹر نے بھی مجھ سے کہا کہ وہاں زاید تر بنگلہ اور ہندی کے ڈرامونکی بندش ہوگی۔

اب جس زبان میں ٹاکی زیادہ تعداد میں پردہ نمائش پر آئیگا وہی زبان ہندوستان کی آئندہ مسلمہ زبان ہوگی۔ اس زبان کی فوقیت پر کشمکش اور جدوجہد سے قومیت کی فضا مسموم ہوجائے گی۔ یوں تو بمبئی اور کلکتہ کے نگارخانوں میں جن کی مجموعی تعداد پچاس کے قریب ہے۔ فرقہ پرستی کا مرض موجود تھا ہی لیکن اس سے اس مرض میں دوگونہ ترقی ہوجائیگی۔

غرضکہ ہندو مسلم اتحاد کا شیرازہ منتشر ہوجائیگا۔ اور اس کا ہندوستان کی اجتماعی زندگی پر جو کاری زخم لگے گا اس کا اندازہ مشکل ہے۔

اس سے صرف ایک فائدہ حاصل ہوگا اور وہ یہ کہ جو جماعت مصروف عمل رہے گی وہی ترقی کرے گی تاکہ کسی زبان ہندوستان کی زبان عامہ ہوگی۔ مذہبی علمی اور ادبی نقطہ سے ہندوستان کی بہترین قوم ثابت ہوگی چنانچہ واقعات شاہد ہیں۔ ابھی ہندوستان کی چند کثیر سرمایہ دار کمپنیاں "اجرائے ٹاکی" پر غور کررہے تھے کہ بنگلہ ٹاکی تیار ہوکر کلکتہ کے چترا ہاؤس میں آگیا مستحسن کوشش تھی۔ کیا اس سے ظاہر نہیں ہوا کہ ہندوستان کی قومیت پر اس کا مہلک اثر پڑیگا۔

تلفظ

اس سے بھی زیادہ لاینحل مسئلہ تلفظ کا آگیا ہے۔ ہندوستان میں ۱۹۷ زبانیں رائج ہیں۔ جن میں زاید تر ایسی زبانیں ہیں جسے دوسری جماعت کا رکن سمجھ ہی نہیں سکتا۔ تلفظ بالکل مختلف۔ کریکٹر بالکل جداگانہ ان حالتوں میں جو دقتیں درپیش ہونگی وہ مایوس کن ہیں۔ ہندوستانی ٹاکی میں تلفظ کی جو فاش اور مضحکہ خیز

غلطیاں عمل میں آئینگی۔ اسکا اندازہ ہر شخص کر سکتا ہے۔ پنجاب اور یوپی میں تو کوئی فرق نہیں۔ ان دونوں صوبوں میں اردو بولی جاتی ہے لیکن تلفظ بالکل جداگانہ ہے۔ اسی طرح ایک بنگالی کی زبان میں اور بہاری کے تلفظ میں بین تفاوت ہے۔ غرضکہ ایک صوبہ کا شخص اپنے ہمسایہ صوبہ کی زبان صحیح طریقہ سے بول نہیں سکتا۔

اب اگر بنگالہ کی کوئی کمپنی راجپوتانہ کا تاریخی افسانہ تیار کرنے کا ارادہ کرے تو اس کے لیئے لازمی ہے کہ راجپوت ایکٹروں کو اس میں شامل کرے۔ بصورت دیگر اگر بنگالیوں نے اردو یا راجپوتانہ کی زبان کو لیتے تلفظ میں ادا کیا تو صد درجہ مضحکہ خیز اور تمسخر آمیز ہوگا۔ بمبئی میں زیادہ تر ایسے ہی اختر آرٹسٹ ہیں جو مختلف صوبوں سے آئے ہیں لیکن حرکات تو زبان "اسپرنٹو" کی طرح دنیا کی عام زبان ہے اس لیئے وہ اب تک کامیاب کریر گذار رہے ہیں۔ لیکن اس ٹاکی میں بہتیرے ایسے اختر ہونگے جنھیں یہ زندگی ترک کرنی پڑیگی۔ اور بہتیرے ایسے آرٹسٹ سے ہندوستانی فلم محروم کر دیا جائے گا جن سے ہم مستقبل قریب میں بہت کچھ امیدیں وابستہ لیئے ہوئے ہیں۔ دنیا میں بہتیرے آرٹسٹ پیدا ہونگے۔ امریکہ کے نقار خانے سینکڑوں شہرہ آفاق ایکٹرسوں کو اپنی چہار دیواری کے سایہ میں پناہ دینگے لیکن ہلما بنکی ایمل جیننگ۔ روڈلا روک۔ اور پولا نگری جیسے آرٹسٹ اس وقت تک دنیائے فلم میں واپس نہیں آئیں گے جب تک خاموش فلموں کے شائقین کو اس دنیا سے علیحدہ نہ کیا جائے۔

ٹاکی سے سب سے زیادہ نقصان اور ضرر ہندوستان کو پہونچے گا۔ اول تو یہاں ۱۲ سالہ مدت میں فلم نے اتنی ترقی ہی نہیں کی کہ کم از کم ایک صوبہ کا باشندہ دوسرے صوبہ کی معاشرتی تمدنی اور اخلاقی حالت سے کلیۃً واقف ہو جائے۔ انفرادی حیثیت سے فلم تیار ہوتے رہے۔ یہاں کے فلموں سے ہندوستانیوں کے معلومات میں شایبہ بھر بھی اضافہ اور وسعت نہیں ہوئی لیکن ٹاکی سے ہماری امیدوں کا بالکل خاتمہ ہوگیا۔ ایک صوبہ کا ایکٹر دوسرے صوبہ کے ایکٹر میں پارٹ نہیں کر سکتا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ ہر صوبہ انفرادی حیثیت سے فلم تیار کریگا۔ اور آپس میں قومی مناسبت۔ تعلقات یعنی ہمدردی قائم نہیں رہے گی۔ پنجاب کے معاشرتی ایکٹر پر جو ٹاکی تیار ہوگا وہ بنگال میں نہیں دکھایا جا سکتا۔ اسی طرح دوسرے صوبوں کی حالت رہے گی۔

ہاں ایک تجویز ہو سکتی ہے کہ ہندوستان کی زبان عامہ انگریزی قرار دی جائے لیکن یہ کس قدر لغو اور مہلک تجویز ہوگی مسلسل بحث و مکالمہ کے بعد علمائے ہند نے اس فیصلہ پر اتفاق کیا ہے کہ صرف قومی اور ملکی زبان میں تعلیم دینے سے ملک کی جہالت کا سد باب ہو سکتا ہے۔ اسکے برعکس ایک غیر قومی زبان کو قومی زبان قرار دینا اور اس میں تمام تر ٹاکی تیار کرنا کس قدر فاش غلطیاں ہونگی۔ برطانوی حکومت نے ہندوستان پر جو جنگی

امور متعلقہ رسالہ کی خط و کتابت کے واسطے ہمیشہ جوابی کارڈ یا آدھ آنے کا ٹکٹ آنا چاہیئے

ہر شہر میں دیانتدار ایجنٹوں کی ضرورت ہے۔ کمیشن معقول دیا جائیگا۔ شرائط طلب کریں۔

پتہ صاف اور خوشخط لکھا کریں۔

معمّہ

وہ کونسا فلم ہے جس میں مایا دیوی بنگال کی ایک حسین و جمیل ایکٹرس نے ہیروئن کا پارٹ کیا ہے۔ جس کے مناظر نہایت ہی دلکش ہیں۔ جس کی فوٹو گرافی فن کا ایک کامیاب نمونہ ہے۔ جس کی ایکٹنگ بالکل نیچرل ہی جسکا افسانہ بالکل انوکھا اور معاشرتی ہے جسے مشرقی ہندوستان کی واحد مسلم فلمساز کمپنی نے زر کثیر خرچ کرکے قدر دانانِ فلم کیلئے تیار کیا ہے جس میں مسلمانوں کی معاشرتی زندگی کا صحیح خاکہ پیش کیا گیا ہے۔ لباس میں عموماً ہندوستانی فلمساز غلطیاں کیا کرتے ہیں لیکن اس میں یہ تمام خامیاں مفقود ہیں صرف دفتر "فلم ریویو" میں ایک پوسٹ کارڈ لکھکر دریافت کریجیے۔ وہ

دی بنگال یونائیٹڈ فلم کمپنی کا تیار کردہ

"آگرہ کی بھکارن"

ہے جو بہت جلد کلکتہ کے کسی سینما ہاؤس میں آنے والا ہے۔

زبیدہ!

بہن سلطانہ! اس ٹاکی میں گانا بھی ہوگا!
سلطانہ - گانا نہ ہونیکی کیا وجہ!
زبیدہ - ایک بڑی کوفت ہوگی -
سلطانہ - کیا؟
زبیدہ - ہزاروں بائسکوپ کے شوقین گانے بجانے سے واقفیت نہیں رکھتے ہیں - جب وہ گانا سنینگے تو اُن کو کیا تفریح ہوگی! -
سلطانہ - ہاں - یہ بات تو ہے مگر آخر اسکا علاج کیا ہے؟

ایک آواز -

اسکا علاج نہایت آسان ہے - پروفیسر عبدالعزیز کا نام تو آپ نے سنا ہی ہے - ہارمونیم - طبلہ - سر بہار - کھاوج ستار - سارنگی ان سازوں میں سے جس ساز کا شوق ہو صرف تین مہینے میں سیکھ سکتے ہیں - اسکے بعد "ٹاکی" میں یا کسی محفل میں گانے سننے کا اتفاق ہوگا تو لطف ہی آجائیگا اور آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ موسیقی کیا چیز ہے - اسکول میں الکٹرک لائٹ وغیرہ سب موجود ہے - سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ

پروفیسر عبدالعزیز صاحب

نہایت محبت سے گانا بجانا سکھاتے ہیں - آپ کو خود تجربہ ہو جائیگا - اسکول کا وقت اور پتہ یہ ہے :-
صبح ۶ بجے سے ۱۱ بجے تک شام ۶ بجے سے ۸ بجے شب تک

پتہ

۵۵ سنٹرل ایونیو

(چترنجن ایونیو)

احساسات کی ایکٹنگ

(از طارق)

ہنسی ہنسنے میں تکلف کی جھلک نہ ہونا مشاق ایکٹر کا کام ہے لیکن اسکی مشق آسان ہے - اسمیں صرف ذہنی قوت کی ضرورت پڑتی ہے - ایکٹر کو چاہیے کہ جب وہ اپنے دوستوں کے درمیان ہو خوب ہنسے اور ہنسنے کی کوشش کرے - دوسروں کی ہنسی اور وجہ ہنسی پر غور کرتا رہے - دیکھے کہ ہنسنے کے وقت چہرہ کی کیا حالت رہتی ہے - اور کہاں کہاں شکن پڑتا ہے - اور کس ہنسی کا چہرہ پر کیسا اثر پڑتا ہے - بس اس میں صرف اتنی ہی مشق کی ضرورت ہے - اور بات یہ ہے کہ جذبات نگاری کا بہترین معلم انسان کا چہرہ ہے - ہم ہر شخص کو بہ آسانی اپنا استاد بنا سکتے ہیں - صرف غور کرنے سے ہر شخص ایکٹنگ سیکھ سکتا ہے - اگر کوئی غلط طریقہ اور بے موقعہ بے محل ہنس پڑیگا تو لوگ اُس پر ہنسینگے - اگر وہ نیچرل طریقہ سے ہنسنے لگا تو اردگرد کے تمام احباب اُسکے قہقہہ پر قہقہہ لگانے لگینگے -

دوسرا نہایت ہی آسان طریقہ کسی مزاحیہ واقعہ یا جملہ پر غور کرکے ہنس پڑنا ہے - ہالی ووڈ میں ایک بار جبکہ مسٹر السیزوہم ڈیریکٹر ایک فلم تیار کر رہے تھے کہ آپ نے ایکٹرس کو ہنسنے کے لیے کہا ہنسنے پر چند اُسکی کوشش کی لیکن ناکامیاب ہی آخر مسٹر السیزوہم اُسکے سامنے مزاحیہ ایکٹنگ کرنے لگے جس پر وہ کھل کھلا کر ہنس پڑی - اکثر ایسا ہوتا ہے کہ چارلی چیپلن یا ان جیسے ایکٹروں کی مزاحیہ پارٹ کو بس پردہ بھی یاد کرکے ہم بے ساختہ ہنسنے پر مجبور ہو جاتے ہیں -

ہنسی کی بھی کئی قسمیں ہوتی ہیں جنکا یہاں تذکرہ کرتا ہوں اگر ان میں کسی ایکٹر کو مہارت ہوگئی تو پھر وہ ہنسنے کا کامیاب ایکٹر ہوگا -

(۱) کسی کی بیوقوفی پر ہنسنا (۲) ظالم کا کسی کو صدمہ پہنچا کر ہنسنا (۳) کامیابی اور فتح کی خوشی میں ہنسنا (۴) دل جلانے والی ہنسی (۵) کھل کھلا کر (۶) قہقہہ (۷) حقارت آمیز مسخری کی ہنسی (۸) جھوٹی ہنسی -

یونائیٹڈ پلیرس کے شاندار کارنامے

لالہ رخ (در جسٹرڈ) اور سوئیٹ ہارٹ یعنی محبوبہ (رجسٹرڈ)
دو جذبہ محبت اور جانبازانہ کارناموں کے قابل دید ڈراموں کی فلم بندی شروع ہوگئی
جس میں کمپنی کی دو نودارد حسین و جمیل ایکٹرسیں

مس بہار اختر   مس سردار اختر

اور نامور مقبول ایکٹر

مسٹر اے آر کار دو ہیرو اور ہیروئن کا پارٹ کر رہے ہیں

کمپنی کے تین شاہکار شیفرڈ یعنی گڈریہ ماسکڈ بینڈٹ یعنی نقاب پوش ڈاکو
اور گولڈن ڈیگر یعنی سنہرا خنجر تیار ہو گئے

اس نایاب موقعہ سے فائدہ اوٹھانے کے لیئے جلد بک کر لیجیے

مینجر یونائیٹڈ پلیرس کارپوریشن

راوی روڈ لاہور
ٹیلیگرام "پلیرس"
پوسٹ بکس نمبر ۶۸۷

نمبر ۸/۷ لفنسٹن سرکل بمبئی
ٹیلیگرام:- "ٹریپاڈاگی"

ارنامے

ر جسٹرڈ

بندی شروع ہوگئی

ر اختر

یں

ں نقاب پوش ڈاکو

ے

ڈ بک کر لیجیے

شن

ں سرکل بمبئی

ریا داگی

Kohinoor Production.

REGD. NO. C. 1904.

[F]EBRUARY 1931.] [Vol. 2. No. 2.

THE FILM REVIEW

PREMIER ILLUSTRATED URDU MONTHLY JOURNAL.

Patron:
[SHE]KH IFTEKHAR RASOOL.

Chief Editor:
Y. K. TAWRIQUE.

Editor:
M. A. NASHAD B. A.

Proprietor
&
Printer Publisher:
ABDUR RAUF.

[1]3, *Patwar Bagan La[ne]*
CALCUTTA.

[AN]NUAL SUBSCRIPTION.

[Inl]and	Rs. 2-8
[Fore]ign	„ 5
[Sing]le Copy	As. 4.

"MISS GULAB"
IN
"BAKABALI."

Kodak Color Control Patches
Blue Cyan Green Yellow Red Magenta White 3/Color Black
© Kodak, 2007 TM: Kodak

4-31

فلم ریویو

A SCENE FROM
"DACOIT"

Indo-American Film Distributing Co.
Calcutta

Kohinoor Production.

...BRUARY 1931.

F

PREMIER

Patron:
...KH IFTEKHAR RASOOL

Chief Editor:
...Y. K. TAWRIQUE.

Editor:
...A. NASHAD B. A.

Proprietor
&
Printer Publisher:
ABDUR RAUF.

...3, *Patwar Bagan Lo...*
CALCUTTA.

...UAL SUBSCRIPTION.

...nd	Rs. 2-8
...gn	„ 5
...e Copy	As. 4.

عمارت بنوانیکے قبل ہمسے مشورہ لے لیجئے

آپ نے گرچہ مکانات کی انجینیری بہت دیکھی ہی اور بہت سے انجنیروں سے واسطہ بھی پڑا ہی مگر ہم نے ایک جدید اصول فن انجینیری کے متعلق ایجاد کیا ہی۔ یعنی آپ جس قسم کے مکانات یا دوکانات یا عظیم الشان بلڈنگ وغیرہ بنوانا چاہتے ہوں۔ آپ کی خواہش کے مطابق رنگین نقشہ مثل فوٹو کے بنا کر دیا جاتا ہے۔ یعنی قبل بلڈنگ تیار ہونے کے آپ اپنی بلڈنگ کو پہلے ہی اپنی آنکھوں سے دیکھ لیجئے۔ اور نرخ بھی کفایت لیا جاتا ہے۔ ایک بار ہم سے بھی کام لیکر دیکھیے۔

ایچ۔ کے۔ چکرورتی۔ بی۔ ای۔ سی۔ انجنیر ۲/۱ مدن دت لین۔ کلکتہ۔

فون:- بڑا بازار 3636

چاند تارا اور بڑی آپا

یہ دو افسانے اردو کے ایسے ہیں کہ ان سے بہتر اخلاقی افسانہ اور ناول پیش نہیں کیا جا سکتا۔ لطف یہ ہے کہ ایک طرف تو حد درجہ شریفانہ اور اخلاقی تعلیم سے مالا مال ہے اور دوسری طرف اس درجہ سنسنی خیز ہے کہ جب تک پوری کتاب ختم نہ ہو جائے، کتاب ہاتھ سے رکھی نہیں جا سکتی۔ یہ دونوں صفتیں ناولوں میں بڑی مشکلوں سے ہوتی ہیں۔ یہی افسانے اس قابل ہیں کہ شریف گھرانوں کی بہو بیٹیاں اس کو پڑھیں۔ اب ان کی تھوڑی جلدیں باقی رہ گئی ہیں۔ قیمت چاند تارا ۱۲/ قیمت بڑی آپا ۸/

منیجر عصر جدید ۵، چونہ گلی کلکتہ

... مطبع عصر جدید پریس، کلکتہ سے چھپوا کر ۱۲-۱۳ اٹوار لکان لین کلکتہ سے شائع کیا۔

آپ کو معلوم ہے

کہ آپ کے سینما کی آمدنی کیوں کم ہوگئی

صرف

اِس لئے آپ نے اچھے فلموں کا بک کرنا چھوڑ دیا،

اگر آپ اپنی آمدنی بڑھانا چاہتے ہیں تو فوراً

سِلکٹ پکچر کارپوریشن کے یہاں کا فلم بک کیجئے

نام ان کے یہ ہیں

(۱) فلم اوف پیشن — *Flames of Passion.*

(۲) ٹیمپل بیل — *Temple Bells.*

(۳) میٹری مونیل بیرئو — *Matrimonial Bureau.*

(۴) آہ! ایٹ لاسٹ — *Ah! At Last.*

پتہ

سلکٹ پکچر کارپوریشن نمبر ۳۳ ہادرگان اسٹریٹ کلکتہ (فون بی بی ۳۳)

قیمت فی پرچہ چار آنے سرپرست شیخ افتخار رسول (مالک) عبدالرؤف	# فلم ریویو	چندہ سالانہ دو روپیہ آٹھ آنہ اِدارۂ تحریر عبدالرؤف اے، ایم، ناشاد، بی، اے

جلد ۲ — بابت ماہ اپریل ۱۹۳۱ء — نمبر ۴

فہرست مضامین

نمبر	مضامین	اثر خامۂ	صفحہ
۱	شذرات	از عبدالروف	۳
۲	وسنتا سینا	پروفیسر شبلی	۹
۳	بنگال کی فلمی صنعت ۱۹۳۰ء پر ایک نظر		۱۸
۴	نہ جلنے والا فلم	از مظہر العلیم، اسلامیہ کالج کلکتہ	۱۹
۵	ہندوستان میں شعبۂ فلمسازی	از عبدالرؤف، مالکِ فلم ریویو	۲۱
۶	حیوانات اور بولنے والے فلم	از ریاست دہلی	۲۳
۷	اعتراف	از مِس سلطانہ	۲۵
۸	عالم آرا ٹوکی	از عنایت صاحب دہلوی ایڈیٹر چوج کلکتہ	۲۸

تصاویر — پنڈت تلسی دت، شیدا، مِس لائٹ، بکاؤلی کا ایک سین، درگا داس بنرجی، مس رقیہ خاتون، سکریتا دیوی وغیرہ وغیرہ

شذرات

از عبد الرؤف

الحمد للہ کہ فلم ریویو کی زندگی اور اسکی کامیابی کا یہ دوسرا سال ہے، متواتر ایک سال تک کسی رسالہ کی زندگی فی زمانہ ایک غیر معمولی کامیابی کا ثبوت ہے، خصوصاً ایسی حالت میں جبکہ رسالہ کسی ایسے مقصد کو پورا کر رہا ہو، جسے ابھی ہندوستان میں مقبولیت حاصل نہیں ہوئی۔ تاہم ہمیں یقین ہے کہ اس ملک میں "فلم" جسقدر کامیاب ہوتا جائیگا اسیقدر فلم ریویو کی دلچسپی اور کامیابی بھی یقینی ہے اور اسی امید پر اب تک اسے چلایا جا رہا ہے،

مشیت ایزدی اور آپکی حوصلہ افزائی اگر شامل حال رہی تو انشاء اللہ وہ دن بھی دور نہیں کہ فلم ریویو اب پہلے سے زیادہ ترقی کریگا، تصاویر کا اب پہلے سے زیادہ انتظام کیا جا رہا ہے۔ ضخامت بھی اب پہلے سے زیادہ ہوگی، طباعت و کتابت پہلے سے زیادہ نفیس ہوگی، مضامین خاص طور پر پہلے سے زیادہ بلند اور اعلیٰ شائع ہوا کرینگے، یہ سب کچھ ہوگا اور انشاء اللہ ضرور ہوگا۔ اگر آپ کی قدردانی ہماری حوصلہ افزائی کرتی رہی۔

جہاں ہمارے یہ حوصلے اور وعدہ آپ کیلئے خوشیوں اور مسرتوں کا پیغام ثابت ہو سکتے ہیں، وہیں ہمیں اس مرتبہ اس امر کا بھی افسوس ہے کہ ہمارے عزیز بھائی مسٹر وائی کے طارق بیرسٹر جنہیں سب ہم کچھ سمجھتے تھے فلم ریویو کی خدمات سے باقاعدہ الگ ہو چکے ہیں۔ ہمیں ان کی یہ جدائی شاق ہے اور دلی افسوس ہے، یقین ہے کہ ناظرین فلم ریویو بھی ہمارے اس افسوس اور تکلیف میں ضرور شریک ہونگے۔

خدا کا کوئی کام مصلحت سے خالی نہیں ہوتا۔ بھائی طارق کی علیحدگی کے ساتھ ہی فلم ریویو کی خدمات کیلئے میرے اور میرے خاص احباب نے اپنے وقت کا کافی حصہ مخصوص کر دیا ہے۔

میرے احباب کی علمی سوسائٹی سے اگرچہ فلمی دنیا باقاعدہ طور پر واقف نہیں ہے لیکن جب دوسرے نمبر سے منتظم طور پر ان کے مضامین شائع ہونگے تو یقیناً آپ کو یہ باور کرنا پڑیگا کہ فلم ریویو ہر اعتبار سے پہلی زندگی سے زیادہ بہتر اور اسکی آواز پہلی آواز سے زیادہ موثر ہے، یقین ہے کہ میرے اس دعوے کی دلیل میں فلم ریویو کا ہر دوسرا نمبر بطور ثبوت پیش کیا جایا کریگا۔

دعا کیجئے کہ ہمارے حوصلے اور ارادے اس سے بھی زیادہ مضبوطی اور بلندی حاصل کر سکیں،

دنیا میں پروپگنڈا کے لئے جہاں اور بہت سے وسائل اور ذریع استعمال ہوتے ہیں وہیں سب سے زیادہ بہتر، سب سے زیادہ عمدہ اور سب سے زیادہ کامیاب طریقہ بائسکوپ یعنی فلم کے ذریعہ پروپگنڈا ہے۔ اس چیز کو سب سے پہلے یورپ نے سمجھا تھا۔ اور اس مقصد میں بڑی حد تک وہ کامیاب بھی ہے۔ اس کے

GEETA DEVI
IN
MRINALINE

MR. DURGADAS BANERJEE.
IN
"KANTH-HAR"

An Indian Kinema Arts Production.

بعد ہندوستان نے فلم کو ترقی دینی شروع کی۔ لیکن افسوس کے ہندوستان مین فلم اجتک صرف "تماشا" کی حیثیت سے آگے نہین بڑھایا جاسکا۔ کاش فلم سے قومی زندگی، اور ملکی آزادی کے پروپگنڈا کا کام لیا جاتا۔

آپ یہ سنکر خوش ہون گے کہ حکومت نجد نے بھی فلم سے "پروپگنڈا" کا کام لینا شروع کر دیا۔ شاہ حجاز نے "مکہ فلم" نامی ایک فلم کی تیاری کا حکم دیدیا۔ جس کے متعلق لندن کی مندرجہ ذیل تازہ اطلاع میں ہمارے ہندوستانی بھائیوں اور ہندوستانی فلم کمپنیوں کے متعلق سبق و عبرت کی کوئی نہ کوئی مثال ضرور ملیگی۔

لندن ۲۸ مارچ۔ شاہ حجاز نے حکم دیا ہے کہ ایک جدید فلم پروپاگنڈا کے مصرف کیلئے تیار کیا جاسکے جسمیں آنحضرت صلعم کے روضۂ اطہر اور اُن ترقیوں کا بیان ہو جو حجاج کے آرام و عافیت کیلئے شاہ حجاز نے کی ہیں مکہ تک جو جدید شاہراہ تیار ہوئی ہے اور رسل و رسائل کے نئے ذریعہ جو قائم کئے گئے ہیں انکو بھی اس فلم میں دکھایا جائیگا۔ حکومت نجد نے اپنے دوران حکومت میں جتنی ترقیاں کی ہیں سب ہی کا مفصل بیان رہیگا۔ شیخ قبائل کی کانفرنسوں کی حالت بھی اس فلم میں دکھائی جائیگی اور عربی شیوخ کی طرز معاشرت و زندگی کا نقشہ پہلی بار دنیا کے سامنے پیش کیا جائیگا۔ اس فلم سے حکومت پروپاغنڈا کا مصرف لیگی۔

پنڈت تلسی دت صاحب شیدا کا اسم گرامی اور ان کی شخصیت آج اہالیان کلکتہ اور بالخصوص متعلقین فلم اشخاص کیلئے محتاج تعارف نہین ہے۔ پنڈت جی کلکتہ مین اسوقت سب سے پرانے فلم ڈائرکٹر مانے جاتے ہین۔ مڈان کمپنی کا سب سے پہلا فلم "نل دمنی" ہے جسے ہندی دنیائے فلم مین خاصی شہرت و مقبولیت حاصل ہو چکی ہے اور جسکی کامیابی کا سہرا پنڈت جی ہی کے سر ہے۔

پنڈت جی کا ایک اور فلم بے بی برائڈ (Baby Bride) نامی بھی ایشیاٹک فلمس لمیٹڈ مین تیار ہو چکا ہے۔ اور اطلاع ملی ہے کہ کلکتہ کے پرل سینما مین اس کے افتتاح کی رسم ادا ہونیوالی ہے۔ لیکن یہ اطلاع ہمین اسوقت ملی ہے جبکہ تمام کاپیان پریس کے حوالے کر دی جاچکی تھین۔ اور ایسی کسی قسم کی رائے قائم کرنا ناممکن تھا۔ انشاء اللہ آئندہ صحت مین اس کے مزید معلومات کیساتھ صحیح رائے قائم کی جاسکیگی۔

فلمی ترقی کے اعتبار سے ہندوستان کا یہ سال ہمارے ناظرین کیلئے یقیناً خوش آیند ہے۔ جسمین ہندوستان کی فلمی نشوونما اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ یورپ کیطرح اب یہان بھی بولنے والے (ٹاکی فلم) بنائے جارہے ہین۔ سب سے پہلے یہ اعزاز امپیریل فلم کمپنی بمبئی اور مڈن تھیٹرس لمیٹڈ کلکتہ کو حاصل ہوا ہے۔ اور اب یہ معلوم کر کے آپ خوش ہون گے۔ کہ رنجیت فلم کمپنی بمبئی اور سکری آشنا فلم کمپنی نے بھی فلم کی ان غیر معمولی ترقیون مین بھی حصہ لینا شروع کر دیا ہے۔ ہندوستانی فلم کمپنیون مین اگر یہی مستعدی جاری رہی تو یقین ہے کہ جلد از جلد ہندوستان یورپ کی "فلمی فرعونیت" کے غرور کو توڑ سکیگا۔

سنا کی فلم سازی" کے سلسلہ مین ابتک دو تماشے پبلک کے سامنے اکر خراج تحسین حاصل کر چکے ہین ۔ ایک "عالم آرا" نامی مستقل افسانہ ہے ۔ جو امپیریل فلم کمپنی نے تیار کیا ہے ۔ اور دوسرا تماشا مدن تھیٹرس لمیٹڈ نے بنایا ہے جسمین بنگال اور اردو کے گانے گائے گئے ہین گانے والون مین تھیٹریکل اسٹاف کے علاوہ اسٹیج سے غیر متعلق حضرات نے بھی کام کیا ہے ۔

مدن کمپنی کے اس تماشے مین خاص طور پر قابل ذکر حضرات ہین ، ماسٹر نثار ، دادا بھائی سرکاری ۔ مسٹر عباس ، درگا داس بنرجی بائی سنی بائی ، مس لائٹ ، مس کوپر ، اور قاضی نصر الاسلام بھی ہین ۔

قاضی نصر الاسلام کو بنگلہ زبان مین قومی نظم کہنے کا خاص طور پر ملکہ ہے ۔ موصوف کو بنگال کے علمی حلقون مین بنگال کا اقبال کہا جاتا ہے لیکن اس تماشے کیلئے دو باتین ضرور افسوسناک ہین ۔

ایک تو یہ کہ اس کا فوٹو گرافک خراب بنایا جاتا ہے اور دوسرے یہ کہ ماسٹر موہن کی آواز "ٹاکی فلم" کیلئے موزون ثابت نہین ہوسکی ۔

ماسٹر موہن اس تماشے دو مرتبہ آئے اور دونون مرتبہ ناکامیاب رہے ۔ پہلی مرتبہ صرف گانے مین اور دوسری مرتبہ گانے کے علاوہ میکپ بھی ناگوار تھا ۔

"عالم آرا" نامی فلم کے متعلق ہمارے عزیز دوست مسٹر عنایت "ایڈیٹر چونچ" نے اپنی مخصوص مزاحیہ رنگ مین ایک معقول تبصرہ کیا ہے ۔ ہمارا خیال ہے کہ اگر آواز اور ایکٹنگ کی خامیون کو اس فلم مین نظر انداز بھی کر دیا جائے (کیونکہ یہ پہلا فلم ہے) تو بھی لباس اور میکپ کی پرانی غلطیان باقی رہ جاتی ہین ۔

مثال کے طور پر ایسی فلم مین بادشاہ کا پورے اٹھارہ سال تک ایک ہی لباس مین نظر آنا ۔ اور پھر پورے اٹھارہ سال تک جوانی کی ایک ہی حالت مین سرشار نظر آنا ۔ ایک مضحکہ نہین تو اور کیا ہے ۔ اسقدر معمولی سی چیز مین اتنی بڑی بڑی غلطیان نظر انداز نہین کی جاسکتین ۔

اس فلم مین یہی حال رانیون کا بھی ہے جن کا لباس تو بیشک ان کے بزرگ مدارج احتشام کیساتھ تبدیل ہوتا رہتا ہے ۔ لیکن کامل اٹھارہ سال تک ایک ہی حالت مین رانیون کی پوری جوانی قائم رہتی ہے ۔ البتہ اس فلم مین سپہ سالار عادل" اور فقیر" کا پارٹ ایک حد تک اغلاط سے پاک کہا جاسکتا ہے ۔ لیکن ان کے علاوہ تقریبا تمام کیرکٹر خامیون سے مبرا نہین کہے جاسکتے ۔

اس فلم کے اندر مس زبو کا کام قابل ذکر و قابل تعریف ہے ۔

دنیائے فلم مین اس سال کے دو اہم مقدمات قابل ذکر ہین ۔

ایک مقدمہ اغوا کے متعلق ہے جو مسٹر اے ، آر کاردار پر دائر کیا گیا تھا ۔ الزام یہ ہے کہ مسٹر موصوف نے مس بہار اختر اور مس سردار اختر فلم اسٹار کا اغوا کیا ہے ۔ یہ مقدمہ سردار و بہار اختر کی ماں کیطرف سے دائر ہوا تھا ۔ استغاثہ کا بیان ہے کہ لڑکیان نابالغ ہین ۔ اور مسٹر اے ، آر کاردار پروپرائٹر یونائیٹیڈ پلیرس کارپوریشن نے فلم اسٹار بنانے کیلئے ان کا اغوا کیا ہے ۔

لڑکیون کا جواب یہ ہے کہ یہ غلط ہے بلکہ وہ واقعہ یون بیان کرتی ہین کہ ہماری مان ہم دونون بہنون سے اس قسم کا ناجائز کام لینا چاہتی تھین جسے کسی حال مین ہماری غیرت پسند نہین کر سکتی - ہم دونون نے اپنی رضا و رغبت یہ کام پسند کیا ہے - اور ہم دونون بالغ ہین-

بہر حال اس دلچسپ واقعہ مین سبق و عبرت کی ایک مثال ضرور ملتی ہے - اور اتنا بھی ضرور ہے کہ فیصلہ مسٹر اسٹار کاردار کے حق مین ہوا -

---

دوسرا مقدمہ دنیائے فلم کی حسین ایکٹرس مس سلطانہ کا ہے - جو ان کے شوہر مسٹر یعقوب ایچ - اے لال جی پر دائر کیا گیا ہے - مسٹر موصوف حسن بھائی لال جی صاحب میئر آف بمبئی کارپوریشن کے صاحبزادے ہین-

مس سلطانہ کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ ۷ رجون ۱۹۳۰ء کو نکاح کرتے وقت ان کے شوہر مسٹر یعقوب نے پانچ لاکھ کا ایک پرامسری نوٹ اس غرض سے انہین لکھ دیا تھا کہ ناگہانی یا انتقال شوہر کے بعد یہ رقم مس سلطانہ کے کام آئے -

---

افسوس اس کے جواب مین مسٹر یعقوب کا کوئی بیان ہمارے پیش نظر نہین ہے - صرف اسقدر معلوم ہوا ہے کہ انھون نے رقم مطلوبہ کے دینے سے انکار کر دیا ہے مزید اطلاع ملنے پر کوئی رائے قائم کی جا سکے گی

یورپین فلمس کے مشہور ایکٹر مسٹر ڈگلس فیربنک جنھون نے بغدادی چور نامی فلم مین غیر فانی شہرت حاصل کر لی ہے - اسوقت سیاحت کی غرض سے ہندوستان تشریف لائے ہوئے تھے - کلکتہ مین بھی کئی روز قیام رہا - تشریف آوری کے وقت پر تماشائیون کا ہجوم تھا - استقبال کرنے والون مین میڈن کمپنی کے ذمہ دار اشخاص خاص طور سے موقعہ پر موجود تھے - (ویلکم (خوش آمدید) کے شور و غل کا ٹوکی فلم بھی لیا گیا - اس سلسلہ مین مندرجہ ذیل واقعہ قابل ذکر ہے -

مسٹر موصوف جہاز سے اتر کر موٹر کے ذریعہ گریٹ ایسٹرن ہوٹل گئے - تماشائیون کا ہجوم تھا - اسی ہجوم کی کثرت سے ایک عیسائی بچہ کچل گیا - موصوف نے فوراً اپنے موٹر سے اتر کر بچہ کو اٹھا لیا - اور خود لے جا کر ہسپتال مین داخل کیا، وہان سے گریٹ ایسٹرن ہوٹل کی جانب روانہ ہوئے - یہان بھی تماشائیون کا ہجوم تھا - اور اسکول کی لڑکیان موجود تھین، جنھون نے آپکا پرجوش خیر مقدم کیا - اس کے بعد آپ نے ہوٹل کی رہائش اختیار کی جہان "فلم ریویو" کے نمائندہ نے اعزاز کے طور پر رسالہ "فلم ریویو" پیش کیا -

مسٹر موصوف رسالہ کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے - شکریہ کیسا تھ قبول کیا - بعض سوالات کے بعد دوران گفتگو مین مسٹر موصوف نے بتایا تھا کہ اگر کوئی ہندوستانی افسانہ انھین یہان دستیاب ہو سکا تو اسکا فلم بنانے کیلئے بھی تیار رہین -

---

کہا جاتا ہے کہ قیام کلکتہ کے زمانہ مین مڈن کمپنی کی دعوت پر کورنتھین کے اسٹیج پر ہندوستانی تماشا "چون چون کا مربا" بھی آپ نے ملاحظہ فرمایا - اور آپ بہت محظوظ ہوئے -

---

ضرورت ہے :- کلکتہ کی ایک فلم ساز کمپنی کو چند ادھیڑ اور نوعمر ایکٹریسیوں کی ضرورت ہے درخواست کے ساتھ فوٹو بھی آنا چاہئیے، تمام خط و کتابت صیغہ راز میں رکھی جائیگی

پتہ

منیجر فلم ریویو، نمبر ۱۲ و ۱۳ ویلسلی پلیس - کلکتہ

آگئی! آنے دیجئے کِسکو؟ بقرعید کو؟

آپکا چہرہ سست کیوں ہو گیا؟ ارے! آپا بی آپ کو کیا ہوا؟ کچھ نہیں! اچھی آپا آپکو ہماری جان کی قسم۔ بتایئے تو کیا ہوا؟ چھی —— تم قسم کھاتے ہو۔ بقرعید کیلئے میرے پاس ایک چیز کی کمی ہے اُسی کو سوچ رہی ہوں۔ وہ کیا؟ جوتی نہیں ہے۔ او ہو! اتنی سی بات کیلئے اتنی فکر آپ کو معلوم ہونا چاہیئے۔ **بنگال ٹینری کمپنی** میں عید اور بقرعید پر کیا منحصر ہر وقت نہایت عمدہ جوتے ہر قسم کے تیار رہتے ہیں۔ مضبوط، خوبصورت، اور فینسی وفیشن ایبل بلکہ اس کمپنی کے **بیگم بہار** اور **دُلہن بہار** سلیپر اسقدر مشہور ہیں کہ میں بیان نہیں کر سکتا، قیمت بھی اتنی کم لیتے ہیں کہ یقین نہیں ہوتا کہ اُن کو نفع کسطرح ہوتا ہے۔ میں آج ہی رسالہ فلم ریویو میں شایع کرائے دیتا ہوں، کہ بقرعید پر جو صاحب یا صاحبہ جوتا خریدیں وہ کلکتہ کی مشہور و معروف سب سے بڑی دکان **بنگال ٹینری** سے سلیپر، پمپ یا شو خرید فرمائیں چند نمونے کے طریقے سے ان کے جوتے و سلیپر وغیرہ ملاحظہ کیجئے۔

قائم شدہ ۱۹۱۲ء

بنگال ٹینری کمپنی ۳۱ لوئر حیت پور روڈ سراج بلڈنگ کلکتہ

MISS. SABITA DEVI.
IN
"KANTH-HAR"

An Indian Kinema Arts Production.

PANDIT TULSI DUTT SHAIDA
NATTACHARYA.

وسنتا سینا

(Vasantasena)

یا

ٹوائے کارٹ

(Toy cart)

خاص فلم ریویو کے لئے

(از پروفیسر شبلی ابراہیمی - ایم - اے پروفیسر کرشناتھ کالج برہمپور (بنگال)

ہندوستان مدت تک تہذیب، تمدن اور لٹریچر کا سرچشمہ رہچکا ہے۔ دُنیا میں کتنے انقلابات ہوئے۔ بابل و اسیریا باوجود اپنے انتہائی عروج کے دُنیا سے ہمیشہ کے لئے مٹ گئے۔ مصر کی روشنی بجھ گئی۔ یونان و روما کا صرف نام رہ گیا۔ ہندوستان میں بھی تاریخ اپنے صفحات، کو بار بار دُہراتی رہی۔ قتل، خون، لوٹ، مار، غارت گری، فتنہ و فساد، آپس کی خانہ جنگی، سلطنتوں کی تبدیلی غرضکہ جو کچھ ہونا تھا سب کچھ ہوا۔ مگر اُس کا لازوال فلسفہ اٹل رہا۔ اُس کا قدیم تمدن زمانہ کی دستبرد سے محفوظ رہا۔ اِس کے روح پرور لٹریچر کا اتھاہ ساگر برابر لہریں مارتا رہا۔ مگر جن کو آفاتِ ارضی و سماوی اپنی متحدہ طاقت سے نہ مٹا سکے۔ افسوس کا مقام ہے کہ صرف ایک صدی کی غفلت اِس بدقسمت مُلک کے دائمی نیند سونے والوں کے دماغ سے محو کر دینے میں کامیاب ہوگئی۔ ہم نے غیروں کا فلسفہ اور لٹریچر پڑھا۔ اور خود فراموشی کا یہ عالم ہوگیا کہ خود اپنی ہر چیز کا مضحکہ کرنے لگے۔

یہاں تو ہم اپنی ہنسی اُڑا رہے تھے

اور وہاں دُنیا کے دوسرے حصے میں ہمارے فلسفہ و حکمت کا بیش بہا خزانہ منتقل ہو رہا تھا۔ مغرب نے پوری کد و کاوش کے ساتھ اُن کو جمع کیا، مطالعہ کیا، اُن کو کتابی صورتوں میں شائع کیا، ترجمے کئے، مضامین لکھے، اور تعریف میں ایسے رطب اللسان ہوئے کہ سارے کرہ ارضی میں ہمارے فلسفہ و حکمت کی دھوم مچ گئی۔ جب سارے عالم میں غلغلہ بلند ہوا تو ہماری آنکھیں بھی کھلیں، اب بھی ہم کو وہی خوفناک ہنسی آتی تھی مگر اب ہم مارے خوف کے ہنس نہ سکتے تھے۔ ہم نے اپنے اوپر ہنسنا بند کر دیا اور ہم بھی اپنے قدیم تمدن کو اچھا کہنے پر مجبور ہوئے۔ کیونکہ یورپ اُن کو سراہ رہا تھا اور اسکی تقلید ضروری تھی۔ رفتہ رفتہ ہم نے غور کرنا شروع کیا اور ہم کو ایسا نظر آنے لگا کہ ہم لوگوں میں بھی خوبیاں تھیں اور اب بھی اُس کے آثار موجود ہیں۔ مگر اب جو نظر اٹھا کر دیکھتے ہیں تو سارا خزانہ اغیار کے ہاتھوں میں جا چکا ہے۔ اور ہم نے دیکھا کہ بھبھوتی و کالیداس، والمیکی، دیاس، بھاشا اور دوسرے مصنفین کو پڑھنے کے لئے ہم کو یورپ کے آگے دستِ سوال پھیلانے کی ضرورت ہے۔ حد یہ ہوئی کہ وید مقدس کیلئے بھی ہم کو یورپ کا رہین منت ہونا پڑا۔

یہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے

کہ اگر ہم قدیم لٹریچر کی کوئی کتاب ہندوستان کے کسی کتب فروش سے طلب کریں تو وہ منہ پھاڑ کر رہ جائیگا۔ ایک معمولی کتاب

کے لئے بھی ہم کو جرمنی یا انگلستان تکنا پڑتا ہے۔ اگرچہ حال میں کچھ کوششیں ہو رہی ہیں مگر ہندوستانی ایڈیشن جس بُری طرح چھپتا ہے وہ شائقین ادب سے مخفی نہیں ہے۔ پھر یہ کہ نجانے کس گوشہ میں شائع ہوتی ہیں کہ ملنے کا پتہ معلوم ہونا ناممکن نہیں تو دشوار ضرور ہے۔ اِن مایوس کن حالات کو مدِنظر رکھتے ہوئے ایک ہندوستانی کتب فروش کے اِس دعویٰ کو کہ وہ قدیم تمدن اور لٹریچر کی تمام کتابت آرڈر آنے پر مہیا کر سکتا ہے، میں نے نہایت ہی خوشی کے ساتھ پڑھا۔ خدا کرے وہ اپنے مقاصد میں کامیاب ہو۔

ہم کو شرم سے گردن جھکا کر **مجلر، میکس ملر، ایچ-ایچ-ولسن، سر ولیم جونس** اور اُس میدان کے دوسرے مقدس بزرگوں کا شکریہ ادا کرنا چاہئیے۔ کہ انہوں نے ہم کو ہمارے فلسفہ اور لٹریچر سے روشناس کرایا۔ جہاں ان بزرگوں نے ہم کو ہمارے قدیم تمدن کے متعلق بیشمار اسباق پڑھائے۔ وہاں یہ بھی بتلایا کہ قدیم ہندوستان کے ساتھ ڈراموں کا پتہ لگ چکا ہے۔ جن میں سے اکثر شایع ہو چکے ہیں۔ مسٹر ایچ، ایچ، ولسن نے سنہ ۱۸۲۷ء میں جارج چہارم کے عہد میں چھ حسب ذیل ڈراموں کا ترجمہ دو جلدوں میں شایع کیا:-

جلد اول
(۱) مرچھکو ٹیکم یا مٹی کی گاڑی (To cart)
(۲) وکرم اور اُروا سی یا ہیرو اور پری
(۳) اُتر رام چرتر یا رامائن کے بعد کی تاریخ

جلد دوم
(۱) مالتی اور مادھو یا چوری کی شادی
(۲) مدرا راکشش یا وزیر کا خاتم
(۳) رتناولی یا چندن ہار

اِس کے علاوہ شکنتلا کا ترجمہ

سر ولیم جونس نے کیا، پربودھ چندر دئی (ماہتاب علم کا طلوع) کا ترجمہ ڈاکٹر ٹیلر نے کیا اور حال ہی میں کالی داس کے مشہور ڈرامہ میگھ دوت (بادل پیامبر) کا ترجمہ مسٹر چارلس کنگ نے کیا ہے۔

ان ڈراموں کی تاریخی اور ادبی اہمیت کیا ہے؟ نقادان مغرب کی اُن کے متعلق کیا رائے ہے؟

یہ ایسے اہم سوالات ہیں جن کی گنجائش ان صفحات میں یقیناً نہیں ہے۔ اِس لئے میں سردست اِس سے قصداً اعراض کرتا ہوں، مگر اتنا تو شائقین ادب کو معلوم ہے کہ یورپ نے اِن کی قدردانی میں کوئی کسر اُٹھا نہیں رکھی ہے۔ چنانچہ حال ہی میں مرچھکو ٹیکم (To cart) لندن میں اسٹیج پر بڑی کامیابی کے ساتھ کھیلا گیا۔ اور نقاران فن اور پبلک دونوں نے پسند کیا۔ انگلستان کے شائقین ادب ہمارے دلی شکریہ کے مستحق ہیں کہ انہوں نے ہمارے قدیم ڈرامے کو اسٹیج پر لا کر ہمیں راستہ دکھلا دیا کیونکہ ہمیں اِس کا اقرار ہے کہ اِس کے قبل ہم یہ سمجھے ہوئے تھے کہ یہ ڈرامے نہ تو اسٹیج پر لانے کے قابل ہیں اور نہ پردہ فلم پر دکھلائے کے قابل۔ اِس کا ثبوت یہ ہے کہ اب تو کوئی قدیم ڈرامہ سوائے **شکنتلا** کے نہ تو کسی ہندوستانی اسٹیج پر کھیلا گیا۔ اور نہ پردہ فلم پر دکھلایا گیا۔ اِسوقت تک ہماری فلم ساز کمپنیاں اکثر ایسے فلم تیار کرتی ہیں جن کو وہ تاریخی قصوں کے نام سے موسوم کرتی ہیں مگر دراصل وہ مَن گھڑت داستانیں ہوتی ہیں۔ مجکو مَن گھڑت داستانوں پر اعتراض نہیں۔ بشرطیکہ اُن سے مادرِ وطن کی عزت دوبالا ہوتی ہو۔ مگر شائقین فلم کو معلوم ہے کہ ایسا نہیں ہوتا ہے بلکہ اِس سے مادرِ وطن کی سراسر توہین ہوتی

ہے خصوصاً جبکہ ہماری فلم ساز کمپنیاں ہندوستان کے عہدِ وسطیٰ کا کوئی پلاٹ پردۂ فلم پر پیش کرتی تو اس سے ایک عجیب افسوسناک ذہنیت کا پتہ چلتا ہے۔ افسوس وطن کے اُن سپوت فرزندوں کی سمجھ میں یہ نہیں آتا کہ مسلمان بادشاہوں کے ظلم وستم اور عیاشیوں کی من گھڑت داستانیں جن کو وہ پردۂ فلم پر غرور اور فخر کے ساتھ دکھلا رہے ہیں، مادرِ وطن کے خوبصورت چہرہ پر ویسا ہی بدنما دھبّہ ہے جسطرح ہندو راجاؤں کی سیہ کاریاں۔ بہرحال جب استاد یورپ نے ہمیں یہ بتلا دیا کہ یہ قدیم ڈرامے اسٹیج پر لائے جاسکتے ہیں تو ہماری فلم ساز کمپنیوں میں سے ایک سربرآوردہ کمپنی کو جوش آگیا۔ اور اس نے ٹھیک اُسی ڈرامے کو تاک کر فلم کر ڈالا جو لندن میں اسٹیج پر کھیلا جاچکا ہے۔ اس کمپنی سے میری مراد "انڈین آرٹ پروڈکشن" (Indian Art production) ہے۔ جس نے مرچھکوٹکم (Toy cart) کو "**وسنتا سینا**" یا "ٹوائے کارٹ" کے نام سے پردۂ فلم پر پبلک کے سامنے **کارنوالس تھیٹر کلکتہ** میں بروز سنیچر بتاریخ ۲۰۔ فروری سنہ ۱۹۳۱ء پیش کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ کارکنانِ کمپنی ہمارے شکریہ کے مستحق ہیں۔ اور بلاشبہ انہوں نے اس ڈرامے کو پردۂ فلم پر لاکر مادرِ وطن کی ایک بڑی خدمت انجام دی ہے۔

اِس موقعہ پر میں اُن چند غلطیوں کا تذکرہ اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ جو کمپنی موصوف سے سرزد ہوئی ہیں۔ مگر اس فرض سے سبکدوش ہونے سے بیشتر اس ڈرامے کی چند اہم خصوصیات کا تذکرہ ناگریز ہے۔

یہ ڈرامہ کب لکھا گیا؟ اس کا مصنف کون ہے؟ یہ اُمور بحث طلب ہے اور اس موقعہ پر ہم کو ان اُلجھاووں میں پڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اتنا یقینی ہے کہ یہ ڈرامہ تقریباً آج سے دو ہزار برس قبل لکھا گیا اس لئے قدامت کے لحاظ سے اسکی خاص اہمیت ہے اس کی تصنیف **راجہ شُدرک** کے نام سے منسوب کی جاتی ہے۔ وہ کس جگہ کا راجہ تھا؟ اسکی راجدھانی کہاں تھی؟ اس کا کوئی تذکرہ نہیں ہے۔ مگر قیاس یہ ہے کہ وہ **آونتی** یا **اجین** کا راجہ تھا۔ مگر راجدھانی کا کوئی پتہ نہیں چلتا۔ قرین قیاس یہ ہے کہ راجدھانی شاید اجین میں ہوگی۔ یہ تصنیف گرچہ ایک راجہ کے نام سے منسوب ہے لیکن یہ ضرور نہیں ہے کہ واقعی راجہ نے خود لکھا ہے۔ قاعدہ کے مطابق ہر راجہ کے دربار میں شعراء اور اہلِ قلم کی ایک جماعت ہوتی تھی، اور اکثر اوقات اُن میں سے بعض راجہ کو خوش کرنے کے لئے و نیز احسانمندی کے جوش میں اپنی تصانیف کو راجہ کے نام ہی منسوب کردیتے تھے۔ نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ وہ کتابیں راجہ ہی کے نام سے مشہور ہوجاتی تھیں۔ یہ چیز اچھی ہے یا بُری؟ اس سے ہمیں مطلق بحث نہیں۔ اگرچہ جہاں تک اُس ڈرامے کا تعلق ہے بلاشبہ اس چیز نے بہت بڑا فائدہ پہونچایا ہے فرض کیجئے کہ ہمیں یہ بتلایا جاتا کہ اس ڈرامے کا لکھنے والا **راجہ شُدرک** نہیں بلکہ کوئی دوسرا اہلِ قلم ہے جس کے متعلق ہم لوگوں کو کچھ معلوم نہیں ہے۔ پھر ایسی صورت میں اُس کی قدامت کا پتہ لگانا تقریباً ناممکن ہوجاتا اور ہم لوگ صرف قیاسی گھوڑے دوڑاتے۔ اسکی مثالیں بھی موجود ہیں۔ چند ڈرامے ہیں۔ جن کے مصنفوں کے نام بھی درج ہیں۔ مگر ہم لوگ یہ معلوم کرنے سے قاصر ہیں کہ آخر یہ ہیں کون بزرگ؟ انہوں نے کب جنم لیا؟ کب سورگ باش ہوئے؟ کس زمانے میں اور کب ڈرامہ لکھا گیا۔ کچھ معلوم نہیں۔

جن لوگوں نے بھبھوتی اور کالی داس کے ڈراموں کو پڑھا ہے اُن کی نظروں میں یہ ڈرامہ ایسا معلوم ہوگا جیسا کہ اعلیٰ اعلیٰ لذیذ کھانوں کے بعد معمولی اور سادہ کھانا۔ لیکن ہم کو ڈرامسٹ کا مشکور ہونا چاہئے۔ کہ اُس نے سیدھی سادی زبان میں ہمارے سامنے آج سے تقریباً دو ہزار سال بیشتر کی سوسائٹی اور ایک سیاسی انقلاب کا نقشہ نہایت صفائی کے ساتھ کھینچ دیا ہے۔ مبالغہ اور تصنع ایشیائی شاعری کی خاص خصوصیت ہے۔ اور خود نویں اور دسویں صدی کا سنسکرت لٹریچر ان عیوب سے بھرا ہوا ہے۔ مگر یہ ڈرامہ ان سے بالکل پاک ہے۔ واقعات اِسقدر سادگی کے ساتھ بیان کرکے

گئے ہیں۔ کہ ہم لوگ یقین کرنے پر مجبور ہیں کہ یہ ڈرامہ ڈرامٹسٹ کے خیال کی آفرینش نہیں ہے بلکہ سچے واقعات ہیں جن کو اُس نے ڈرامے کی صورت میں ہمارے سامنے پیش کر دیا ہے۔

اِس ڈرامے کے پڑھنے سے پتہ چلتا ہے کہ اُس عہدِ عتیق میں تمدن کی روشنی جلوہ گر تھی۔ اور یہ ایک مسلمہ مسئلہ ہے کہ تمدن کے ساتھ کچھ اخلاقی بُرائیاں بھی آجاتی ہیں۔ یہ اخلاقی بُرائیاں تمدن کی لوازمات میں سے ہیں جن سے گلو خلاصی ممکن نہیں۔ کم از کم اب تک ایسا ہی ہوتا آرہا ہے۔ چنانچہ اِس پُرانے متمدن زمانے میں بھی یہ اخلاقی بُرائیاں صاف نظر آرہی ہیں۔ اِس ڈرامے کا اصلی پلاٹ ایک معزز برہمن اور ایک رنڈی کے عشق کی داستان ہے۔ اور ضمناً سلطنت کے انقلاب کا حال بیان کر دیا گیا ہے۔ گرچہ اِس سے بھی معاشرتی حالت پر بہت کچھ روشنی پڑتی ہے لیکن اِس داستانِ عشق سے اُس زمانے کی اخلاقی بُرائی صاف عیاں ہو جاتی ہے اِس کے علاوہ بہت سی دوسری باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ مثلاً اُس زمانے میں عورتوں کے ساتھ تعلقات پیدا کرنے میں ذات پات کی وہ بندش نہ تھی جیسی اِس عہد میں کم از کم نمائش کی جاتی ہے۔ آخر میں برہمن کی شادی اُس رنڈی سے ہو جاتی ہے۔ اِس سے صاف ظاہر ہے کہ اس زمانے میں **منوجی مہاراج** کا قانون رائج تھا۔ منوجی مہاراج کے قانون کے مطابق ایک برہمن ایک شدر عورت سے شادی کر سکتا ہے۔ مگر اُس عورت کی حیثیت برہمن بیوی کے مقابلہ میں پست ہو گی۔ یا یوں سمجھئے کہ ایک معزز لونڈی کی طرح ہو گی۔ مختصر یہ کہ وہ برہمن بیوی کی ہمسری کا دعویٰ نہیں کر سکتی۔

دوسری خصوصیت اُس زمانے کی یہ ہے

کہ چونکہ منوجی مہاراج کا قانون رائج ہے اِس لئے اُن کے قانون کے مطابق ہم دیکھتے ہیں کہ برہمنوں کے خاص حقوق ہیں اور ان کی بڑی عزت ہے۔ چنانچہ جب ہمارے ڈراما کے ہیرو برہمن چارودت کا یہ جرم ثابت ہو گیا کہ اُس نے ویسنتا سینا کو قتل کیا ہے تو جج نے افسر کو مخاطب کر کے حسبِ ذیل الفاظ کہے۔ "جاؤ راجہ **پلوک** کے حضور میں عرض کرو۔ کہ چونکہ مجرم برہمن ہے اِسلئے منو کے قانون کے مطابق اُس کو موت کی سزا نہیں دیجا سکتی۔ بغیر اُس کے مال و اسباب کو ہاتھ لگائے ہوئے جلاوطنی اُس کی سزا ہے۔ لیکن راجہ چارودت کے قتل کا حکم دیتا ہے۔ منو کے قانون کی اِس صریح خلاف ورزی پر سب لوگ خلاف ہو جاتے ہیں۔ اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ سلطنت کا انقلاب ہو جاتا ہے۔ عام طور پر لوگوں کا خیال ہے کہ اگلے زمانے میں راجہ کا جو جی چاہتا تھا کر بیٹھتا تھا اور اُس کے اوپر کوئی روک ٹوک نہ تھی۔ حالانکہ یہ محض غلط ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اُس زمانے میں ملک اور سوسائٹی کا قانون مذہب سمجھا جاتا تھا۔

چونکہ اِن قوانین کو بڑے بڑے مہاتما اور رِشی مرتب کرتے تھے۔ اِس لئے راجہ کو اُس میں کوئی دخل نہ تھا بلکہ وہ خود اُنہی قوانین کے آگے سر جھکانا اپنا فرض سمجھتا تھا اور جب کبھی وہ ان قوانین کی خلاف ورزی کرتا تھا تو اُس کو مذہب کی توہین سمجھی جاتی تھی۔ اور رائے عامہ فوراً خلاف ہو جاتی تھی اور نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ راجہ قتل کر دیا جاتا تھا۔ اور سلطنت بدل جاتی تھی۔ یہ قتل اور انقلاب کا خوف راجاؤں کو رائے عامہ کے احترام پر مجبور کرتی تھیں۔ یہ تاریخی سچائی اِس ڈرامہ سے بالکل عیاں ہے۔

تیسری بات جو اِس ڈرامہ کے پڑھنے سے معلوم ہوتی ہے

وہ یہ ہے کہ بودھ مذہب کے ساتھ کامل رواداری کا برتاؤ تھا۔ صرف یہی نہیں بلکہ عوام الناس میں بودھ مذہب کے تارک الدنیا بزرگوں کی عزت کی جاتی تھی۔ چنانچہ جب سمواحک کو ویسنتا سینا جواریوں کے پنجہ سے چھڑاتی ہے تو اسکی طبیعت دُنیا سے پھر جاتی ہے۔ اور وہ بودھ مذہب کا ایک تارک الدنیا فقیر ہو جاتا ہے۔ پھر بعد میں جب وہ ہمارے ڈراما کی ہیروئی ویسنتا سینا کی

جان بچاتا ہے۔ اور اسکو اپنے "وہارا" (بودھ مذہب کی خانقاہ) میں پناہ دیتا ہے تو اس کا بدلہ اسکو یہ ملتا ہے کہ سلطنت کے انقلاب پر جب چارودت اجین کا گورنر مقرر ہوتا ہے تو وہ مواحک کو اجین کے "وہارا" کا پوپ اعظم مقرر کرتا ہے۔ اس سے یہ بات صاف ہو جاتی ہے کہ بودھ مذہب کے معزز روحانی سرداروں کا تقرر سلطنت کی طرف سے ہوتا تھا۔ اور ان کی حیثیت تسلیم کی جاتی تھی۔

ڈرامہ کی ان خصوصیات کو پیش نظر رکھکر آئیے ہم دیکھیں کہ ہماری

انڈین آرٹ پروڈکشن کمپنی

ان نمایاں خصوصیات کو پردۂ فلم پر دکھلانے میں کس حد تک کامیاب ہوئی ہے۔ ظاہر ہے کہ کمپنی موصوف نے اس ڈرامے کو پردۂ فلم پر اختصار کے ساتھ پیش کیا ہے۔ لیکن اسکی شکایت کرنا بیجا ہے۔ کیونکہ دوسری صورت میں فلم کے لمبا ہو جانے کا خطرہ تھا۔ جو کسی صورت میں مناسب نہیں۔ اس لئے میں اس کا کوئی تذکرہ نکرونگا۔ بلکہ میں کمپنی کے اختصار کی داد دیتا ہوں۔ مگر اختصار کے معنی تحریف یا نامناسب کانٹ چھانٹ نہیں ہے۔ ایک موقعہ پر کھلی ہوئی تعریف کی گئی ہے۔ اور بعض بعض موقعوں پر ایسی کتر بیونت کی گئی ہے کہ ڈرامہ کی نمایاں خصوصیات کا اظہار نہو سکا۔ مثلاً ڈرامہ کے اختتام پر وسنتا سینا کی شادی چارودت کے ساتھ ہو جاتی ہے۔ مگر اس کو صاف اڑا دیا گیا ہے۔ اور عین موقعہ پر اس کو چپ چاپ ٹہلا دیا گیا۔

آخر اس تعریف کی ضرورت ہی کیا تھی؟ اصل بات یہ ہے کہ پہلے ہم خود اپنے اوپر ہنستے تھے۔ مگر اب ہم دوسروں کی ہنسی کے خوف سے کانپ اٹھتے ہیں۔ کارکنان کمپنی نے دیکھا کہ اس بیسویں صدی میں ہر جگہ خصوصاً یورپ میں ایک سے زیادہ شادی کرنا ناقابل معافی گناہ ہے۔ اس لئے اگر ہم چارودت کی دوسری شادی کرا دینگے تو یورپ والے جب پردۂ فلم پر اس گناہ عظیم کا ارتکاب ہوتے دیکھینگے تو ہماری وحشت و بربیت پر ہنسنے لگینگے۔ لیکن ان کی سمجھ میں یہ نہ آیا کہ

یہ آج سے دو ہزار قبل کی سوسائٹی کا نقشہ ہے

آجکل کا نقشہ نہیں ہے۔ پھر یورپ والے پاگل تو نہیں ہیں۔ کہ خواہ مخواہ ہنسکر اپنی حماقت کا ثبوت دینگے۔ اس کے علاوہ یہہ تعریف اس لئے بھی غیر ضروری تھی کہ آخر یہ تو دکھلاہی دینا پڑا کہ نیک چارودت وسنتا سینا کے ساتھ بوس و کنار میں مصروف ہیں۔ شاید کمپنی کے کارکنان اس کا یہ جواب دینگے کہ یورپ میں اس کو معیوب نہیں سمجھا جاتا۔ اور ہمارے لئے

یورپ کی تقلید ضروری ہے

ہاں! اس کا تو میرے پاس کوئی جواب نہیں ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ اس غیر ضروری تعریف سے ڈراما کی ایک ضروری اور اہم خصوصیت کا اظہار نہو سکا۔ اس بات کے اظہار سے یہ بات معلوم ہو جاتی کہ یہ جس زمانے کا ذکر ہے اُس زمانے میں منوجی کا قانون رائج تھا جیسا کہ میں اوپر لکھ چکا ہوں۔

اس کھلی ہوئی تعریف کے علاوہ بعض جگہ چند ضروری باتوں کا نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ مثلاً جج نے فیصلہ سنانے کے بعد افسر کو مخاطب کر کے کہا "جاؤ راجہ پلوک کے حضور میں عرض کرو کہ چونکہ مجرم برہمن ہے اس لئے منو کے قانون کے مطابق اس کو موت کی سزا نہیں دیجا سکتی۔ بغیر اُس کے مال و اسباب کو ہاتھ لگائے ہوئے جلاوطنی اُس کی سزا ہے۔ اس بات کا اظہار پردۂ فلم پر ضروری تھا۔ کیونکہ اس سے یہ بات معلوم ہو جاتی کہ اُس زمانے میں برہمنوں

کی خاص عزت تھی - اور اُن کے خاص حقوق تھے - اور ساتھ ہی ساتھ راجہ پلوک، کا منو کے اِس قانون کے آگے سر جھکانے سے انکار اور چارودت کے قتل کا حکم دینا بھی صاف طور پر دکھلا دینا ضروری تھا کیونکہ اس سے اس انقلاب پر جس کا ذکر ڈرامہ میں کیا گیا ہے - پوری روشنی پڑتی ہے

دوسری فروگذاشت یہ ہے

کہ جب بدھ تارک الدنیا فقیر ولیسنٹ سینا کو "وہار" میں سہارا دیکر لئے جا رہا تھا تو اُس کے دل میں بھی باوجود احسانمندی کے جوش اور پاک جذبات کے بڑے خیالات آئے مگر اُس کو پردہ فلم پر دکھلایا نہیں گیا حقیقت یہ ہے کہ ڈرامٹسٹ نے اِس موقعہ پر انسانی فطری جذبات کی سچی تصویر کھینچ دی ہے - ترکِ دُنیا کے بعد فطرتی جذبات مُردہ نہیں ہو جاتے ہیں - بلکہ تارک الدنیا بزرگ اُن پر ایسی قدرت حاصل کر لیتا ہے اور دوسری دُنیا کے خداوندی انعام کا اُس کے دل پر ایسا پاک نقش بیٹھ جاتا ہے کہ وہ باوجود ان فطری جذبات کی بھی موجودگی کے کسی برائی کا ارتکاب نہیں کرتا ہے - چنانچہ اپنے جذبات کو دباتے ہوئے وہ کہتا ہے "ہاتھ اور منہ کو روکنا اور جذبات کو قابو میں رکھنا میرا دھرم ہے ایسے انسان کو سلطنت کی بھی کیا پرواہ ہے؟ آنے والی دُنیا تو اُسی کیلئے ہے"- ڈرامٹسٹ کے اِس خیال کی ترجمانی پردۂ فلم پر ضروری بھی کیونکہ اگر ڈرامہ میں انسان کے مختلف جذبات کی سچی تصویر نہ کھینچی گئی تو پھر ڈرامہ کیا ہوا-؟

تیسری فروگذاشت یہ ہے کہ

جب چارودت کو قتل کا حکم سُنایا گیا اور جلاد اُس کو مقتل میں لیکر پہنچے تو عین موقعہ پر ولیسنٹ سینا بدھ تارک الدنیا فقیر کے ساتھ پہونچتی ہے اور ساتھ ہی ساتھ خبر ملتی ہے کہ ظالم پولک قتل کیا گیا - اور اب آریک راجہ ہے - اتنے میں سرویلک داخل ہوتا ہے اور رسمی مبارکباد، شکریہ اور اظہارِ عقیدت کے بعد اعلان کرتا ہے کہ نئے راجہ نے اُجین کی حکومت چارودت کو سپرد کی ہے .... اتنے میں خبر آتی ہے کہ چارودت کی بیوی چتا پر جلنے کا سامان کر رہی ہے - کیونکہ گرچہ وہ یہ جانتی ہے کہ ایک برہمن کی بیوی کو صرف شوہر کے ساتھ چتا پر جلنے کی اجازت ہے اور اکیلے جل مرنا جرم ہے تاہم وہ شوہر کی اِس ذلت پر اس گناہ کو ترجیح دیتی ہے .... چارودت عین موقعہ پر داخل ہوتا ہے - سارا غم خوشی سے بدل جاتا ہے - ولیسنٹ سینا چارودت کے ساتھ دائمی رشتۂ محبت میں منسلک ہو جاتی ہے - بدھ فقیر اُجین کے بودھ خانقاہوں کا پوپ اعظم مقرر کیا جاتا ہے - ایستھاورک (بدمعاش شکستھا کا غلام) آزاد کر دیا جاتا ہے" مگر یہ سب باتیں پردۂ فلم پر دکھلائی نہیں گئیں - چارودت کے حاکم مقرر کئے جانے کا واقعہ بذاتِ خود کوئی بہت زیادہ اہمیت نہیں رکھتا - مگر اُس کا تعلق بدھ فقیر کے تقرر سے ہے جو یقیناً اہم ہے - کیونکہ اس سے اس بات پر کامل روشنی پڑتی ہے کہ اُس زمانے میں بودھ مذہب کے روحانی پیشواؤں کی حیثیت حکومت تسلیم کرتی تھی - ونیز تقرر بھی حکومت کرتی تھی - پھر چتا کے خوبصورت سین کو نظرانداز کر دینا بھی لمنا تھا - کیونکہ اسمیں ایک ہندوستانی بیوی کے پاک اور سچے جذبات کی جھلک تھی - جس کو دکھلانا بہت ضروری تھا -

میرا ارادہ نہ تھا کہ

میں سین اور ایکٹنگ کے متعلق کچھ لکھوں - کیونکہ میں اُس کا مطلق اہل نہیں ہوں - لیکن پھر بھی چند لفظوں میں مختصراً اپنے تاثرات کا اظہار غالباً بے موقعہ نہو گا - میرا خیال ہے کہ سین لینے میں کمپنی موصوف نے بڑی کدوکاش سے کام لیا ہے - اور اس میں اسکو کامیابی حاصل ہوئی ہے - اُس کے لئے وہ شائقین فلم کے شکریہ کی مستحق ہے - لیکن سر سے پیر تک سین

بالکل سادہ ہے۔ رنگینی کا نام نہیں۔ میرا خیال ہے کہ اگر سین کے ضروری حصوں کو جہاں جہاں مناسب نظر آئے۔ رنگین بنا دیا جائے تو پھر فلم کی شان دوبالا ہو جائیگی۔ امید ہے کہ کمپنی موصوف میرے اس مخلصانہ مشورے پر غور کریگی اور اس کمی کو پورا کرنے کی کوشش کریگی اور میں اس کے لئے شائقین فلم کی جانب سے کمپنی موصوف کا پیشگی شکریہ ادا کرتا ہوں +

اِس سلسلہ میں ہز ہائنس مہاراجہ صاحب آف میسور ہمارے بیحد شکریہ کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اس فلم کے بنانے میں دلچسپی لی۔ اور ریاست کا لاؤلشکر اور ہاتھی گھوڑے وغیرہ کمپنی کی مدد کی امید ہے کہ ہز ہائنس آئندہ بھی اس فیاضانہ سرپرستی کو قائم رکھینگے +

مِس اناکشی راما راؤ، نلینی ترخد، اور مسز کملا دیوی چٹوپدھیا نے اپنا اپنا پارٹ نہایت کامیابی کے ساتھ ادا کیا۔ مِس اناکشی راما راؤ سب سے پہلے "شیراز" میں پردۂ فلم پر آئی تھیں۔ مگر "شیراز" میں چونکہ اُن کا پہلا موقعہ تھا۔ اس لئے خامیاں موجود تھیں۔ لیکن ایک ہی مرتبہ کے بعد انہوں نے حیرت انگیز ترقی کر لی ہے۔ اور اس فلم میں یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ انکی ایکٹنگ بیحد تعریف کے قابل ہے۔ اصل یہ ہے کہ مِس موصوفہ اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں۔ اور اتنی اعلیٰ تعلیم پانے کے بعد یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے حقیقت یہ ہے کہ ان شریف گھرانے کی تعلیم یافتہ خواتین نے فلم میں حصّہ لیکر ہندوستانی فلم کے معیار کو اخلاقی اور صنعتی دو حیثیتوں سے بہت بلند کر دیا ہے۔ میں ان خواتین کو تہ دل سے مبارکباد دیتا ہوں۔

چارووت کے پارٹ کے لئے

مسٹر جے کشن نندکا انتخاب بہت مناسب ہے۔ خوبصورت آدمی، قد موزوں اور پھر تو ندبھی برہمنوں کے جیسی ہے سچ مچ چارووت ہی معلوم ہوتے ہیں۔ گرچہ خامیوں کا تذکرہ کرنا ضروری نہیں ہے۔ لیکن پھر بھی اگر ایک آدھ ضروری فروگذاشت کا تذکرہ کر دیا جائے تو غالباً بیجا نہ ہوگا۔ مثلاً اجلاس پر جب جج یہ سوال کرتا ہے کہ تمہاری اس رنڈی کیساتھ کبھی کی شناسائی ہے یا نہیں تو اس سوال چارووت شرماتا اور جھجکتا ہے مگر ایکٹنگ میں اس شرم اور جھجک کا جس طرح اظہار کرنا تھا اسطرح سے ادا نہیں ہو سکا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ آریک جسوقت اپنی تقریر سے لوگوں کو ابھار رہا ہے اسوقت ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کوئی شخص ایکٹنگ کر رہا ہے یعنی حرکات و سکنات اور جوش و خروش فطری نہیں معلوم ہوتے۔ بلکہ بناوٹی اور مصنوعی۔

سنگھشتھانک (راجہ کا بدمعاش سالا) کا پارٹ خوب ادا ہوا ہے۔ پبلک نہایت نفرت کا اظہار کر رہی تھی اور آخر سین میں اسکی ذلت پر بیحد خوش ہوئی اور بلاشبہ یہی ایکٹر کی کامیابی ہے۔ مگر یہاں پر بھی ایک غلطی سرزد ہوئی ہے۔ اگرچہ اسمیں ایکٹر کا قصور نہیں ہے۔ بلکہ ڈائرکٹر کا قصور ہے۔ پورے ڈراما کو پڑھ جانے کے بعد کسی ایکٹ، کسی سین، کسی سطر، کسی جملہ اور کسی لفظ سے یہ مترشح نہیں ہوتا ہے کہ سنگھشتھانک (راجہ کا بدمعاش سالا) صورتاً بدصورت تھا مگر ڈاکٹر صاحب نے اسکو پردۂ فلم پر از حد بدصورت بنا کر پیش کیا ہے۔ حالانکہ یہ ان کے ایشیائی دماغ کی آفرینش ہے۔

SUPPLEMENT

MISS. RAM PIYARI
SREE KRISHNA STAR.

MISS. INDIRA
IN
MISS. LIGHTNING OR BIJALI
Distributors Dossani Film Corp.

ڈرامٹسٹ کا اس سے کوئی تعلق نہیں - اصل یہ ہے کہ جب ہمارا ایشیائی دماغ کسی کی مذمت پر اُتر آتا ہے تو اُس کو تحت الثریٰ میں بھی جگہ ملنی دشوار ہو جاتی ہے - لیکن ساتھ ہی ساتھ جب کسی کی تعریف کی جاتی ہے تو چوتھے طبق آسمان پر پہنچا دیا جاتا ہے - آخر اس تعریف کی ضرورت ہی کیا تھی ؟

سب سے پہلا اعتراض میرا یہ ہے

کہ ڈرامہ میں اسکی بدصورتی کا کوئی ذکر نہیں ہے - اور ظاہر ہے کہ ہم پردۂ فلم پر ڈرامٹسٹ کے خیالات کی ترجمانی کر رہے تھے نہ کہ اپنے خیالات کا اظہار !

پھر دوسرا اعتراض یہ ہے کہ

شاہی خاندان کا فرد غالباً اِتنا بدصورت نہیں ہو سکتا ہے - کم از کم اسمیں بہت کچھ شک و شبہ کی گنجائش ہے - اسلئے اس قسم کی مشکوک اور ایک حد تک غیر فطرتی تعریف نامناسب ہے -

دیگر حضرات جن کو چھوٹا چھوٹا پارٹ دیا گیا تھا وہ بھی ہماری مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اپنا اپنا پارٹ کامیابی کے ساتھ نباہا -

اِس فلم کی ایک خاص خصوصیت یہ ہے

کہ ٹائٹل کا اُردو ترجمہ غالباً پردۂ فلم پر سب سے پہلی مرتبہ اِسقدر صحیح اور بامحاورہ کیا گیا ہے - مترجم صاحبان اردو زبان کو جس بُری طرح سے ذبح کرتے ہیں وہ شائقین فلم سے مخفی نہیں ہے - اِس بات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے مسٹر جمیل سیکروی جنہوں نے ٹائٹل کو اردو کا جامہ پہنایا ہے - خاص طور پر مبارکباد کے مستحق ہیں - امید ہے کہ کمپنی جمیل صاحب کی خدمات سے آئندہ بھی مستفیذ ہوتی رہیگی - اور ہندوستان کی دوسری فلم ساز کمپنیاں بھی انکی حوصلہ افزائی کرینگی - انگریزی ٹائٹل منظوم ہے اور بہت خوب ہے - اِس حسن و خوبی کے لئے انگریزی ٹائٹل منظوم ہے اور بہت خوب ہے - اِس حسن و خوبی کے لئے انگریزی ٹائٹل نویس بھی ہماری مبارکباد کے مستحق ہیں -

آخر میں میں اپنے ہندوستان کی مایۂ ناز فلمساز کمپنی

"انڈین آرٹ پروڈکشن"

سے گذارش کرونگا کہ وہ دوسرے قدیم ڈراموں کو بھی جلد از جلد پردۂ فلم پر ترجمہ کر ڈالے - میری رائے ہے کہ

"مرچھوکٹیکم" کے بعد "مُدرا راکشش"

جس میں چندرگپت کے زمانے کی سیاسی اور معاشرتی حالت پر پوری روشنی پڑتی ہے - فلم میں لائے جانے کا مستحق ہے

کیا کمپنی میری تجویز پر غور کریگی ؟؟؟

MISS. RAM PIYARI
SREE KRISHNA STAR

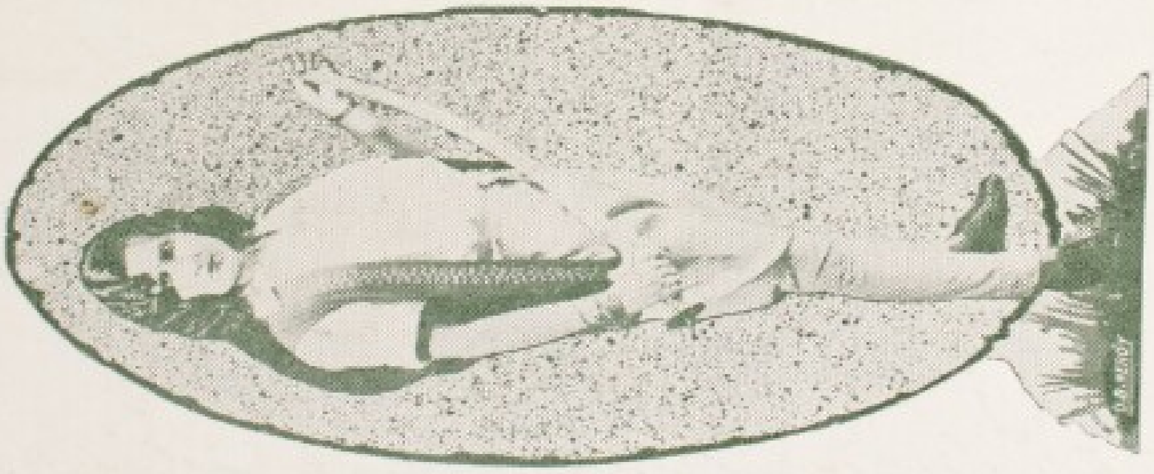

MISS. INDIRA
IN
MISS. LIGHTNING OR BIJALI
Distributors Dossani Film Corp.

BLOCK PRINTED AT SPECIAL PRESS,
128-B, BAITAKKHANA ROAD, CALCUTTA

MISS. ROOKAYA KHATOON.
IN
"BABY BRIDE"

N. K. BOSE.
Producer
Select Picture Corporation.

A. SEN GUPTA.
Director
Select Picture Corporation.

بنگال کی فلمی صنعت ۱۹۳۰ء پر ایک نظر

سنہ ۱۹۳۰ء میں مندرجہ ذیل فلم (جو صرف بنگالی اسٹوڈیو میں تیار کیے گئے) کلکتہ کے مختلف سینما گھروں میں دکھائے گئے۔

نمبر	تاریخ نمائش	نام	نام کمپنی
۱	ا فروری ۱۹۳۰ء	برنٹن ۶ پارٹ	آریہ فلم کمپنی
۲	۱۵ ر "	گریبالہ ۸ پارٹ	مدن کمپنی
۳	۲۲ ر "	فلس آف فلش ۱۲ پارٹ	برٹش ڈومی نین لمیٹڈ
۴	۸ ر مارچ	رادھارانی ۸ پارٹ	مدن کمپنی
۵	۲۹ ر "	بھارت رمنی ۱۱ "	"
۶	"	واسن آودار ۱۰ "	"
۷	۲۶ ر اپریل	دلداریا ۱۰ "	پرتھوا سینما کمپنی
۸	۳ ر مئی	دی آؤٹ لی وے ۶ "	انڈپینڈنٹ
۹	۲۴ ر "	ماسٹر لائر ۷ "	برٹش ڈومی نین
۱۰	۳۱ ر "	مہلک شادی ۶ "	مدن
۱۱	۵ ر جولائی	گنیش جنم ۱۰ "	"
۱۲	۱۲ ر "	بابالی یعنی پھول صاحب ۱۰ پارٹ	انڈین فلم پروڈیوسنگ لمیٹڈ
۱۳	۲۶ ر "	دلیہ ۷ پارٹ	مدن کمپنی
۱۴	۶ ر نومبر	راج سنہا ۱۲ پارٹ	"
۱۵	۱۳ ر "	بلیک آرچر ۷ "	"
۱۶	ا ر نومبر	پنچ شار ۱۰ "	برٹش ڈومی نین
۱۷	۱۵ ر "	مانک جور ۸ "	مدن
۱۸	۱۵ ر "	گردش تقدیر ۱۰ "	اسٹاف آف انڈین فلم بردوان

نمبر	تاریخ نمائش	نام	نام کمپنی
۱۹	۲۲ ر نومبر	کنٹھ ہار ۱۲ پارٹ	انڈین کینما آرٹس
۲۰	۲۹ ر "	خدا اور بت ۱۳ "	گرافک آرٹس
۲۱	دسمبر	شریف بدمعاش	مدن
۲۲	۲۰ ر دسمبر	سری کانتا ۱۲ پارٹ	رادھا کمپنی

چند خبروں کے بھی فلم اتارے اور دکھائے گئے۔

گھوڑ دوڑ کے بھی فلم اتارے گئے جیسے وائسرائے کپ کنگ امپرر کپ وغیرہ۔ مدن کمپنی نے چند مناظر کے بھی فلم اتارے۔

عید الفطر اور عید الضحیٰ کی نماز جو میدان میں ہو مدن نے اسکا آواز والا فلم (Sychronised) لیا۔

گرافک آرٹس نے "بنگال لٹریری سوسائٹی" کو فلم میں پیش کیا۔

سری سری جگنناتھ دیو پوری کے جلوس رتھ کا انڈین فلم پروڈیوسنگ کمپنی لمیٹڈ نے فلم اتارا۔

"پاسہ کا پھینک" نامی برٹش انٹرنیشنل فلم کمپنی لندن کا ایک ہندوستانی فلم مدن میں دکھایا گیا جس میں بنگال کے ہمانسو رائے، چارو رائے اور سیتا دیوی نے کام کیا ہے۔

FILM REV

N. K. B
Produ
Select Picture

لندن کی ایک کمپنی کا تیار کردہ ہندوستانی فلم Emerald of The East کلکتہ میں دکھایا گیا جس میں شرادھو بوس نے پارٹ کیا ہے۔

سنہ ۱۹۳۰ء میں:۔

مدن کمپنی نے	۱۱ فلم بنائے
برٹش دومی نین نے	۳ " "
دوسرے آٹھ کمپنیوں میں سے ہر ایک نے ایک ایک فلم بنایا	۸ فلم "
	۲۲

تقسیم فلم:۔

معاشرتی	۱۱ فلم
تاریخی (راجپوت)	۲ "
تاریخی (اسلامی)	۰
مشرقی (عشقی)	۲ فلم
مذہبی (ہندو)	۲ "
" (اسلامی)	۰
ظریفانہ	۴ فلم
جاسوسانہ	۱ "
	۲۲ "

سال گذشتہ میں درج ذیل نئی فلم ساز کمپنیاں قائم ہوئیں

۱۔ انٹرنیشنل فلم کرافٹ
۲۔ رادھا فلم کمپنی
۳۔ بنگال یونائیٹڈ فلم
۴۔ اورینٹل فلم کمپنی لمیٹڈ
۵۔ ایشیاٹک فلم کمپنی لمیٹڈ
۶۔ سلکٹ پکچرس کارپوریشن
۷۔ یونک پکچرس کارپوریشن
۸۔ انگورہ فلم بیورو
۹۔ ایسٹرن الائنس
۱۰۔ نیشنل فلم سنڈیکیٹ
۱۱۔ گولڈ مہر فلم کمپنی لمیٹڈ
۱۲۔ بنگال مووی اینڈ ٹوکی فلمس لمیٹڈ

سال کے چند قابل تذکرہ واقعے:۔

بنکم چندرا کے افسانہ کا فلم "راج سنہا" بیک وقت چار سینما گھروں میں دکھایا گیا۔ اور سینما ٹونکے مذہبی اعتراض پر صرف ۴ روز ہی بعد قانوناً بند کر دیا گیا۔

منی بائی الفریڈ تھیٹریکل کمپنی کلکتہ کی شہرۂ آفاق مغنیہ کے چند گانوں کا ٹوکس فلم کمپنی نے لے لیا۔

اندرا دیوی نے فلمی زندگی کو خیرباد کہہ کر شادی کر لی اور اُن کی چھوٹی بہن نایا دیوی نے فلمی زندگی اختیار کر لی۔

بنگال میں پہلی بار بنگال یونائیٹڈ کے نام سے ایک مسلم کمپنی قائم ہوئی۔

سیسر کمار بھادوری ایم اے اپنی تھیٹریکل پارٹی کے ساتھ امریکہ تشریف لے گئے جہاں وہ اسٹیج پر بنگلہ ڈرامہ بھی کریں گے۔ اور چند امریکن ٹوکی میں بھی کام کریں گے۔

شاعر مشرق رابندر ناتھ ٹیگور یو اف اے اسٹوڈیو (جرمنی) میں کمپنی کے التماس پر اپنا بنگلہ گانا گایا۔ ملکی مشن کے سامنے آنے والوں میں آپ سب سے پہلے بنگالی ہیں۔

نہ جلنے والا فلم

از مظہر الحلیم اسلامیہ کالج، کلکتہ

تمام دنیا کے ممالک میں موجد کئی سال سے اس بات کی کوشش کر رہے ہیں کہ ایک ایسا فلم تیار کر دیں جو آگ سے جل نہ سکے۔ بعض موجدوں کا خیال ہو کہ ہم نے ایسا فلم بنانے میں کامیابی حاصل کر لی ہے۔ واقعی نہ جلنے والے فلم تیار ہو سکے مگر وہ سب بیکار اور فضول ثابت ہوے کیونکہ وہ جل گئے ہیں۔

آج کل سینما میں کسی جگہ بھی نہ جل سکنے والے فلم مروج نہیں ہیں اسلئے کہ ایسا فلم موجود ہی نہیں ہے۔ تمام فلم نہایت خطرناک طور سے جل جانے والے ہیں۔ یہی سبب ہے کہ سینماؤں کے متعلق آگ کے ڈر سے قوانین نہایت سخت بنے ہوے ہیں۔

مگر اب ایک انگریز نے جس کا نام لیبار ہے ایک ایسا فلم ایجاد کیا ہے جو آگ سے نہیں جلتا خواہ اس میں دیاسلائی جلا کر بھی لگائیں تب بھی وہ روشن نہیں ہوتا بلکہ اگر زبردست لیمپ کے شعلے بھی اس کو مس کریں تب بھی اس میں آگ نہیں لگتی۔ اس بات کا تجربہ کر لیا گیا ہے۔ اس وقت یہ فلم صرف پگھل جاتا ہے فلم میں سے بدبو اٹھتی ہے مگر وہ خطرناک نہیں ہوتی۔ اس کے علاوہ یہ فلم بالکل نرم ہوتا ہے۔ اس میں سختگی یا کرختگی نہیں ہوتی۔ سب سے عمدہ بات یہ بھی معلوم ہوتی ہے کہ معمولی فلم کی نسبت اس فلم کی عمر بہت زیادہ ہوتی ہے۔ اس فلم کی تصاویر کی نمائش کے مانند ہوتی ہے۔

اس فلم کے موجد کو بارہ سال تک اسکے بنانے میں نہایت مشکلات اور پیچیدگیوں کا مقابلہ کرنا پڑا معمولی طور سے اس کو اتنی مشکلات پیش آئیں کہ اس کا دل ٹوٹ گیا۔ ہزارہا بار تجربے کرنے کے لیے نہایت قیمتی ادویات کی ضرورت پڑی۔ ان تجربات کے لیے خرچ کہاں سے آئے۔ سب سے زیادہ قابل حل مسئلہ یہی پیش آگیا۔ اس کے بعد تجربات کرنے کے لیے آشنائوں کا پیدا کرنا مشکل ہو گیا۔ ہر جگہ رکاوٹ ہی رکاوٹ نظر آتی تھی۔ آخر کار اس وقت جبکہ موجد کا دل ان طرح طرح کی مشکلات سے اس تجربہ کے بالکل ترک کر دینے کی طرف راغب ہوا کہ یکایک قدرت نے اس کی مدد کی۔ کرنل ڈکن سیفو آرٹ ایک اسکاٹش مین نے آکر اس کی فلم کو دیکھا۔ اس کو یقین ہو گیا کہ موجد اپنے اس ایجاد میں کامیاب ہو جائیگا۔ حالانکہ ہر ایک شخص حقارت اور تمسخر کے ساتھ موجد کے اس خیال کے ساتھ استہزا کرتا تھا۔ مگر کرنل ڈکن نے اس کو مالی مدد دینے کی آمادگی ظاہر کر دی۔ اس مالی مدد سے موجد کی ہمت پھر بندھ گئی۔ یاس کے سیاہ بادل اس کی نگاہ کے سامنے سے اٹھ گئے۔ اور اس نے دل لگا کر تجربات شروع کر دیے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ یہ ایجاد پایہ تکمیل کو پہونچ گئی۔

اس فلم میں صرف یہی خوبی نہ تھی کہ وہ آگ سے جل نہیں سکتا تھا بلکہ یہ بھی ایک بڑی خوبی تھی کہ اس فلم نے مشین میں چار سو بار گردش کھائی۔ چار سو بار تماشہ دکھلایا مگر پھر بھی اس میں کسی قسم کی خرابی نہیں

نہیں پڑی۔ ورنہ معمولی فلم ستر یا اسی بار سے زیادہ مشین میں گردش نہیں کھا سکتا۔ اس کے بعد اس کی مرمت کی ضرورت پڑ جاتی ہے۔ چنانچہ یہ بات خوب طور سے ظاہر ہو گئی کہ یہ فلم صرف آگ سے محفوظ ہی نہیں ہے بلکہ موجودہ خطرناک فلم سے دوگنا بہتر ہے۔

یہ فلم کس چیز سے بنائی گئی ہے؟ تمام فلموں کے مانند اس کی بنیاد تو روئی پر ہے جس کو ایسڈوں میں پگھلا لیا جاتا ہے۔ جس سے یہ خانہ دار ایسیٹیٹ بن جاتی ہے۔ مگر شورے کا تیزاب ڈالنے کی جگہ اس فلم کا آخری مرکب میں ایک قسم کا تیزاب اور دیگر اجزا ڈالے جاتے ہیں جن کو موجد نے ہنوز راز میں رکھا ہے۔ اس راز کو اس نے بارہ برس میں معلوم کیا ہے۔ اس لیے ابھی تک اس کو راز ہی رکھا گیا ہے۔

قصبہ ریگینس ورتھ میں اس فلم کے بنانے کیلئے ایک کمپنی بن گئی ہے۔ کمپنی کے بنانے کا مطلب یہ ہے کہ ایک جدید اور عظیم برٹش صنعت تمام دنیا میں پھیل جائیگی۔ اب تک انگریز فلم کا ہر ایک فٹ یا گز غیر ممالک سے منگوایا کرتے تھے۔ جب آگ سے نہ جلنے والا فلم موجود ہوگا تو پھر یہ بات صاف ظاہر ہے کہ آگ سے جلنے والے خطرناک فلموں کو دکھلانے کی اجازت ہی نہ ہوگی۔ فرانس میں ایک قانون ہے کہ آگ سے جل جانے والے فلم سینما میں نہ دکھلائے جائیں۔ مگر یہ بالکل مردہ قانون ہے۔ اس پر عمل درآمد ہی نہیں ہے۔ اگر اس قانون پر عمل درآمد ہوتا تو فرانس میں ایک سینما بھی اس وقت موجود نہ ہوتا۔

امریکہ کی بعض ریاستوں کی حالت بھی اس بارہ میں فرانس جیسی ہی ہے۔

فسلم ریویو کے نمونے کی قیمت ۴ر ہے

تبصرہ

سینما سماچار

انگریزی اور ہندی زبان کا ایک ہفتہ وار سینما جریدہ کھٹاؤ بلڈنگ۔ دادر۔ بمبئی ۱۴ سے شایع ہوتا ہے۔ چندہ سالانہ پانچ روپیہ ہے۔

دنیائے فلم کے ہفتہ وار اخباروں میں بمقدار معقول اور کثیر الاشاعت شاید ہی کوئی ہو۔ اسکے مضامین نہایت ہی دلچسپ اور مفید ہوتے ہیں۔ بمبئی کی فلم کمپنیوں کی تازہ ترین خبریں اس میں شایع ہوتی ہیں۔ اسکی آزادانہ بے لوث تنقید کی تعریف کیے بغیر نہیں رہ سکتے۔ عموماً آج کل یہ ہوتا ہے کہ رسالوں کے اڈیٹر کسی ایکٹر یا ایکٹرس کی حد سے زیادہ قصیدہ خوانی شروع کر دیتے ہیں اور ذاتی اغراض کی بنا پر عوام کو گمراہ کیا کرتے ہیں۔ پھر اپنی غلطی کا اعتراف ان لفظوں میں کرتے ہیں:-

"میں نے جو کچھ کہا وہ میری غلطی تھی۔ میں نے سو سائیٹی کو برباد کیا ہے۔"

سینما سماچار ان مبتذل روشوں سے پاک ہے۔

آئندہ

اشاعت میں مس گوہر کا ایک دلچسپ بیان اعتراف کے عنوان سے شایع کیا جائیگا

ہندوستان میں شعبہ فلمسازی

از عبدالرؤف - مالکِ فلم ریویو

بلاشبہ یہ نیک فال ہے کہ ہندوستان میں شعبہ فلم سازی کو دن دونی رات چوگنی ترقی ہو رہی ہے - اس میدان کے پرجوش کارکنوں کو اس بات کا احساس شروع ہو گیا ہے کہ یہ شعبہ جو ابھی ابتدائی منزلیں طے کر رہا ہے اپنے وقت پر ایک حد تک "بیکاری" کے شعلہ فشاں مسئلہ کو جو ہمارے وطن کی ترقی کی راہ میں ہولناک بھوت بنکر کھڑا ہوا ہے حل کر دیگا آجکل کی تعلیمی نقائص اور نوجوانوں کے سامنے زندگی کا کوئی مقصد پیش نظر نہ ہونا اور ساتھ ہی ساتھ تمام پیشوں کے دروازے پر ضرورت سے زیادہ بھیڑ ایسی باتیں ہیں جن سے تمام راستے ایسے ناقابلِ گریز طور پر مسدود ہو گئے ہیں کہ اسکی نظیر عالمِ انسانیت کی تاریخ میں نہیں ملتی - آنکھیں نیچی کر کے ہم کو اس حقیقت کا اعتراف کرنا چاہئے - کہ درسگاہوں میں جو تعلیم موجودہ نسل کو دیجاتی ہے - اُس نے اُن کو بالکل بے جان، کند اور بیکار بنا دیا ہے - اِن حالات کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے صرف صنعت و حرفت کی تعلیم اور تجارت کی راہ میں جان توڑ کوشش بھی اُن کے نجات کا ذریعہ بن سکتی ہے -

"فلم ساز"

کیا یہ "متموج دریا میں بلبلے" کی مصداق بنیگی ؟ یا بجھوے لیمپوں کا ملک کے سارے طول و عرض میں انبار سا لگ گیا ہے - پھلینگی اور اپنے مقصد میں کامیاب ہونگی ؟ اس کا فیصلہ صرف وقت کر سکتا ہے - یہ حقیقت خود آئندہ یقینی کامیابی کی طرف اشارہ ہے کہ اعلیٰ طبقوں کے نوجوان مرد اور عورتیں بوسیدہ رسم و رواج کی قیود کو توڑ کر پردۂ فلم کے درخشاں ستارے بنکر چمک رہے ہیں - مس الاکشی رام راؤ، نلینی ترقد، مسز کملا دیوی چٹوپدھیا، مس کملا اور اس کے علاوہ ایک بہت بڑی جماعت نے "دو پہلے اوراق پر انسانی جذبات کی ترجمانی کرتے ہوئے ایک مقدس اثر ڈال دیا ہے - اس لئے یہ کوئی عجب کی بات نہیں ہے - کہ ہر گوشہ سے اُن کا تصدیق و توصیف کے ساتھ استقبال کیا جا رہا ہے -

ڈراما مختلف فنونِ لطیفہ کا خوش آہنگ مرکب ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں - اور سینما طاقتِ گویائی کے اظہار کئے بغیر اسٹیج کی وساطت سے انسانی جذبات کا مختلف الموضوع اور سچا مرقع ہے - موخرالذکر وقت طلب نہیں ہے - لیکن اگر کمال حاصل ہو جائے تو پھر یہ یقیناً جو اس لطیفہ کے لئے بہ نسبت کسی دوسرے ایسے فلم کے ہنر کے زیادہ مؤثر ثابت ہوگا - اِن دونوں میں ہم لوگ دیکھتے ہیں کہ غیر فطرتی اور ہنر کے سائنس کے خلاف ایک چیز بھی بڑی حد تک اثر کو زائل کر دیتی ہے - یہ خاص امر جسکو قطب کی طرح ایکٹر اور ایکٹرس کا رہنما ہونا چاہئے - بسا اوقات بھلا دیا جاتا ہے - نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اُن کو لفاظی میں مصروف نگاہوں یا تماشبینوں کی ایک بڑی امتیاز کن جماعت کو خوش کرنے کی کوشش میں سخت مایوسی ہوتی ہے -

آؤ ہم ہندوستانی دنیائے فلم کے اُن چند افراد کی تعظیم کریں جو اس قاعدۂ کلیہ سے مستثنیٰ ہیں -

دوسری بات قابل ذکر

فلم سازوں کی خاص نکات کی طرف سے بے توجہی ہے - بہت سے فلموں میں وہ بغیر محسوس کئے ہوئے ایک زمانہ کی خصوصیات کو دوسرے زمانے میں شامل کر دیتے ہیں - اُس سے ڈرامائی خصوصیت اور حقیقی فطرت زائل ہو جاتی ہے - کیا تم کبھی بھی ایک **موچھو چارلی چیپلن** آپ ٹوڈیٹ نوجوان کو **ہیرلڈ لائیڈ** کا چشمہ پہنکر ایک قدیم ہندو افسانے کی فلم میں رام یا کرشن کا پارٹ کرتے ہوئے برداشت کر سکتے ہو؟

یہ محض ناممکن ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ ہم لوگ ایسی چیزیں پردۂ فلم پر دیکھتے ہیں - فلم ڈائرکٹر صاحبان جہاں علم و ہنر کی طرف توجہ کرتے ہیں وہاں اُن کو معمولی تشریحات کی طرف بھی خاص طور پر توجہ مبذول کرنا چاہئے اور صرف یہی توجہ ان کو مکمل بنا سکتی ہے -

پردۂ فلم کے ستاروں کی شخصیت بھی بڑی حد تک متحرک تصویروں کے کامیابی کی ضامن ہے - یہ ایک افسوسناک نظارہ ہے کہ ہمارے پردۂ فلم کے اکثر مشاہیرین جدت آفرینی کی افسوسناک کمی ہے - حالانکہ ایک اچھے ایکٹر کی یہ مخصوص صفت ہے - بندروں کی سی مضحکہ انگیزی برائے نام نمائش ایکٹنگ کی بار بار تکرار

یورپ کی اندھی تقلید

یہ سب چند چیزیں جن سے ایکٹروں کو علیحدہ رہنے کی کوشش کرنا چاہئے - ان سب چیزوں سے فلم دیکھنے کے قابل نہیں رہتا -

تلوار کا کھیل

گتھم گتھی - دشمنوں سے فضول کی ٹکر - آجکل کے فلموں کی خصوصیت ہے - یہ سب چیزیں اُن فلموں میں آسانی کے ساتھ دکھائی دینگی - جن میں **مسٹر وٹھل** ہیرو کا پارٹ کرتے ہیں - میری تنقید اُن کے تعریف کرنے والوں کو اچھی نہیں معلوم ہوگی اگر **مسٹر وٹھل** ان مشوروں اور دوستانہ تنقیدات پر غور کرینگے - تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ اس قابل ہو جائینگے کہ ان نقائص سے پاک ہو جائیں - اور پردۂ فلم پر درخشاں ستارہ بنکر چمکیں - "وب" (WEB) میں اُنہوں نے اچھی طرح پارٹ ادا کیا ہے اس سے صاف عیاں ہے کہ وہ اچھی ایکٹنگ کی بھی اہلیت رکھتے ہیں -

اس سلسلہ میں میں "کتھا کالی" کا تذکرہ جو مالابار کا ایک مخصوص کھیل ہے - ضروری سمجھتا ہوں - ان میں ایکٹر اپنے ہنر کا اچھی طرح اظہار کرتے ہیں - یہ "اونانڈا کا" (خاموش ڈرامہ) کے نام سے موسوم ہے -

یہ ایکٹر بولتے نہیں ہیں

بلکہ تماشبینوں کو کھیل کا سلسلہ وار پلاٹ منہ اور اعضاء کے واضح اشارات سے سمجھاتے ہیں - چہرہ کا اُتار چڑھاؤ مختلف جذبات کے اظہار کی غرض سے حقیقت میں حیرت انگیز ہے - میں نے خود ایک مشہور ایکٹر کو چہرہ کے ذریعہ دو متضاد جذبات کا اظہار ایک ہی ساتھ کرتے ہوئے دیکھا ہے - دو نصف چہرہ سے خوشی کا اظہار اور نصف سے انتہائی رنج کا، ایکٹروں کے

کہ اگرچہ عجیب قسم اور پرانے فیشن کے ہوتے ہیں مگر بالکل فطرتی ہوتے ہیں۔ یہاں سین سینری نہیں ہوتی۔ صرف رنگین پردے فن کی کل کائنات ہیں۔ ایک زمانے کی خصوصیات کو دوسرے زمانے میں شامل کر دینے سے خاص طور پر اعتراض کیا جاتا ہے۔ بلاشبہ یہ ایک قابل تحسین جدت ہوگی۔ اگر چند مشہور فلم ساز کمپنیاں اس طرف اپنی خاص توجہ مبذول کریں اور ان عجوبہ ڈرامیٹک کھیلوں کو فلم میں لیں جو یقیناً اپنے اندر بیشمار تعلیمی نتائج رکھتی ہیں۔ دور جدید کے ڈرامیٹک صفت کے لیڈر مسٹر ربندرا ناتھ ٹیگور چٹوپدھیائے نے ترا و ندو درم کے صنعتی میدان کھیلوں کا ایک سلسلہ ملاحظہ کیا تو انہوں نے اُن کی بڑی تعریف کی۔ اس بات کی تصدیق کے لئے ثبوت موجود ہیں کہ یورپ کے نقادانِ فن نے بھی اس ابتدائی اور قدیم طرز کے ڈرامیٹک صفت کی بڑی توصیف کی ہے۔

دوسری تجویز

جو کہ میں سینما کے عشاق کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ تمام فلمساز کمپنیاں متحدہ قوت کے ساتھ کم از کم ایک فلم ہر سال تیار کریں۔ جو بہت ہی اعلیٰ درجہ کا ہو۔ مختلف کمپنیوں کے اختر آرٹسٹ اس ڈراما کے لئے جو خاص اس موقعہ کے لئے لکھا اور ڈائرکٹ کیا جائیگا۔ اکھٹے جمع کر لئے جائیں۔ اسکو "ہولی وُڈ ریویو" (Hollywood Rivue) کے نمونے پر ہونا چاہئے۔ اس حقیقت سے علیحدہ ہو کر کہ سینما جانے والی پبلک کو اس سے تمام اختر آرٹسٹ کو ایک فلم میں دیکھنے کا موقع ملیگا۔ یہ ایکٹروں اور فلم سازوں کے مابین اچھے تعلقات پیدا کردیگی۔ جس سے لاحاصل رقابت جو اس شعبہ کی ترقی کے راستے میں بہت بڑا خطرہ ہے۔ مٹ جائیگی۔

حیوانات اور بولنے والے فلم

انسان کی مانند اب حیوانات کی آوازوں کو بھی فلموں میں بھرا جا رہا ہے۔ لیکن ڈائرکٹروں کا خیال ہے کہ ان کی آواز کے لئے انسان کی آواز کی مانند کارآمد نہیں ہوتی۔ شیر ببر کی آواز سب سے زیادہ ناقص ہوتی ہے اور شیر کی کچھ بہتر۔ روتے ہوئے بھیڑیوں کی آواز اچھی ہوتی ہے۔ بہترین آواز بندر کی ہوتی ہے۔ انکی چیخیں اور آوازیں فلم میں نہایت اچھی طرح پر آمادہ کیا جا سکتا ہے۔ سانپوں کی سسکیوں کی آواز بھی فلم کے لئے اچھی ہوتی ہے اور انہیں ہر وقت اسپر آمادہ کیا جا سکتا ہے۔ کہ سانپ کی آواز سینما کے کمرے میں بالکل اسطرح سنائی دیتی ہے جسطرح انکی موجودگی میں سُنی جائے۔ بولنے والے فلموں کیلئے ہاتھی بھی نہایت کامیاب ایکٹر ہے۔ ان کے دہاڑنے کی بلند اور چیخنے کی نرم آواز بھی فلم کے ذریعہ صاف سنی جا سکتی ہے۔ طاؤس صرف کامیاب ایکٹر ہی نہیں۔ آواز پیدا کرنے میں بھی قابلِ تعریف ہے۔

ہم جانتے ہیں کہ
ہندوستان
پھر بھی ہم جانتے ہیں
شانتی دھارا

یونائیٹڈ پلیئرس کے شاندار کارنامے

لالۂ رخ (رجسٹرڈ) اور سوئیٹ ہارٹ یعنی محبوبہ (رجسٹرڈ)

دو جذبۂ محبت اور جانبازانہ کارناموں کے قابل دید ڈراموں کی فلم بندی شروع ہو گئی

جسمیں کمپنی کی دو نووارد حسین و جمیل ایکٹرسیں

مس بہار اختر اور مس سردار اختر

و نیز نامور مقبول ایکٹر

مسٹر اے آر کارو (هیرو اور هیروئن) کا پارٹ کر رہے ہیں

کمپنی کے تین شاہکار شیفرڈ یعنی گڈریہ ماسکڈ بینڈٹ یعنی نقاب پوش ڈاکو

اور

گولڈن ڈیگر یعنی سنہرا خنجر تیار ہو گئے

اس نایاب موقعہ سے فائدہ اٹھانے کیلئے جلد بک کر لیجئے

مینیجر یونائیٹڈ پلیئرس کارپوریشن

راوی روڈ۔ لاہور
ٹیلگرام:۔ پلیئرس ÷ پوسٹ بکس نمبر ۶۸۷ ÷ نمبر ۱۶/۷ الفنسٹن سرکل بمبئی ٹیلیگرام: "ٹریباڈاگی"

MISS. LIGHT
IN
SHASTI-KI-SHANTI.

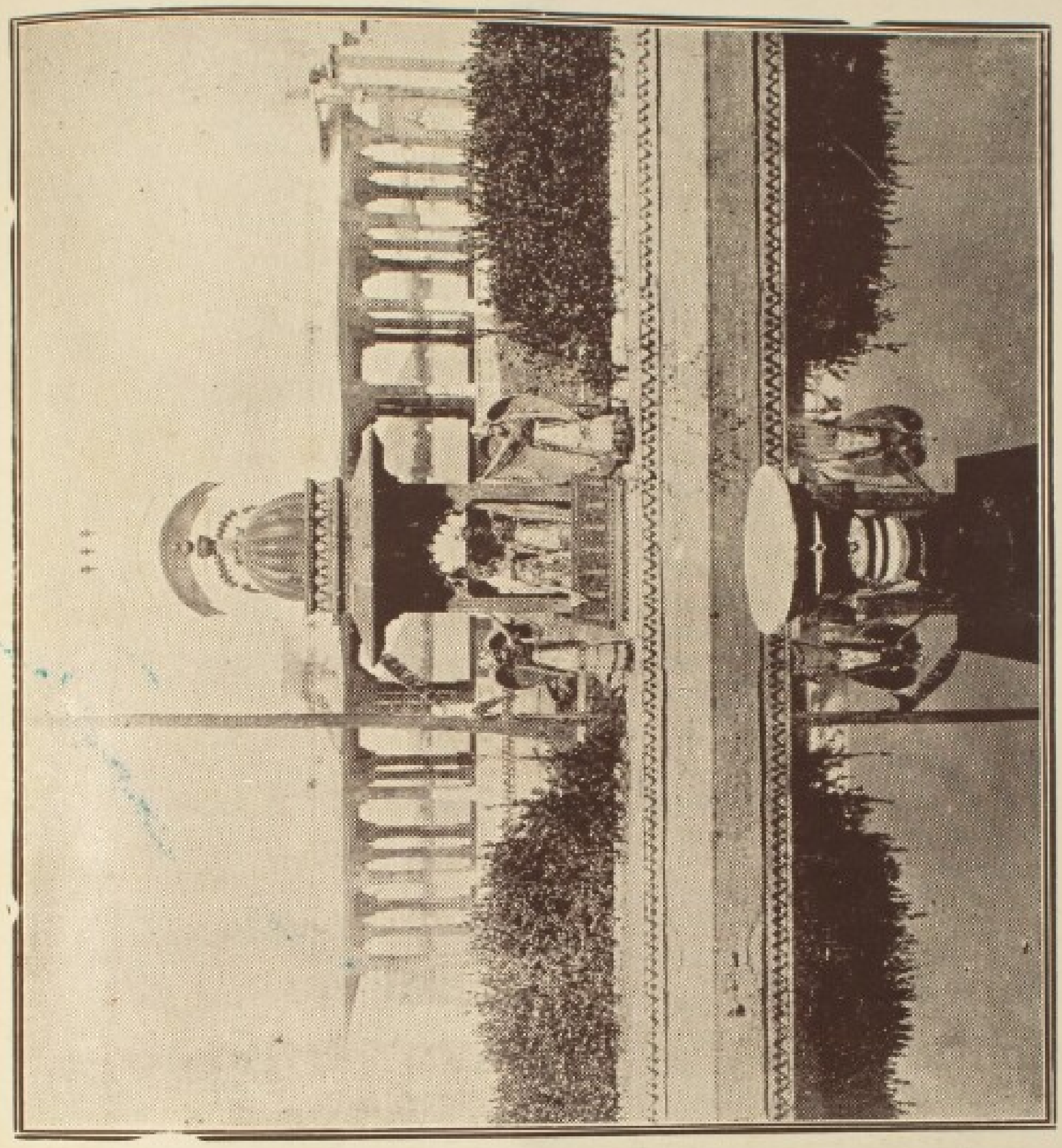

A SCENE FROM "BAKAWALI."

Krishna Production.

BLOCK PRINTED AT SPECIAL PRESS,
128 B, BAITAKKHANA ROAD, CALCUTTA

اعتراف

(از قلم مس سلطانہ)

نمبر	سوال		جواب
۱	میرا اصلی نام	۱	سلطانہ ہے۔
۲	میری تاریخ پیدائش اور میری جائے پیدائش	۲	مجھے افسوس ہے کہ میں بوجہ ایک اہم راز کے نہیں بتا سکتی، اس کو فاش کرنے سے کئی ایک غیر معمولی واقعات رونما ہونگے۔ جو کہ ایک خاص اہمیت رکھتے ہیں۔
۳	میرا قد	۳	پانچ فٹ ایک انچ ہے
۴	میری آنکھوں اور بالوں کا رنگ	۴	سیاہ ہے
۵	میرا پسندیدہ پھول	۵	چنبیلی ہے
۶	میرا پسندیدہ پالتو جانور	۶	کینری اور بلبل ہے
۷	میرا سب سے پہلا فلم	۷	ویرابھی مانو (استار فلم کمپنی)
۸	میرا مرغوب مقولہ	۸	جو دوسروں کیلئے کنواں کھودتا ہے وہ خود ہی اُس میں گرتا ہے
۹	میرا مرغوب ناول نویس	۹	مصورِ غم علامۂ راشد الخیری
۱۰	میرا پسندیدہ ہندوستانی فلم	۱۰	شکنتلا ہے۔ (وکٹوریہ فاطمہ فلم کمپنی)
۱۱	غیر ملکی فلموں میں مجھے زیادہ یہ پسند ہے	۱۱	Africa Speaks
۱۲	ٹاکی فلم مجھے یہ پسند ہے	۱۲	Do
۱۳	میرا منحوس دن	۱۳	جمعہ کا دن ہے
۱۴	میرے خیال میں وقت کا بہترین مصرف	۱۴	غور کرنا۔ سوچنا ہے
۱۵	کب مجھے دلی فرصت حاصل ہوتی ہے؟	۱۵	جب میں اکیلی ہوتی ہوں اور قرآن شریف پڑھتی ہوں۔
۱۶	میرا مرغوب مشغلہ (وہ کام جس میں دل بہت لگتا ہے) سنگھار؟	۱۶	سنگھار (خصوصاً بالوں میں کنگھی کرنا)
۱۷	کس کریکٹر (فلمی) کو میں زیادہ پسند کرتی ہوں		شوخ۔ لیکن اچھے اور بد خصلت آدمیوں سے پرہیز کرنیوالی ہیروئن
۱۸	میرے خیال میں میں نے کسی فلم میں بہترین کام کیا ہے؟		شکنتلا میں
۱۹	سب سے پہلی بار جب میں کیمرہ کے سامنے آئی تو میری کیا حالت تھی؟		گھبراہٹ۔ خوف۔ شرم۔ خوشی

نمبر	سوال	جواب
۲۰	خود اپنے پارٹ کو فلم میں دیکھکر پہلی بار میری کیا کیفیت ہوئی -	خوشی اور رنج - خوشی تو اپنے آپ کو دیکھکر اور رنج صنعت فلم سازی کو پایۂ تکمیل سے بہت ہی پیچھے دیکھکر -
۲۱	میرا مقصدِ زندگی ؟	شہرت حاصل کرنا ہے - غریبوں کی مدد کرنا -
۲۲	کیا ٹاکی ہندوستان میں کامیاب رہیگا ؟	جبتک ہارمونیم کا توازن Harmonium of voice برابر نہ رہیگا - کامیابی مشکل ہے - اگر آواز کا Balance ٹھیک رکھا جائے اور اُس کے لحاظ سے پارٹ دیے جائیں تو بڑی حد تک کامیاب ہوسکتے ہیں - لیکن افسوس ہے کہ ان باتوں کا خیال بہت کم رکھنے کی امید ہے - کیونکہ ہندوستانی کمپنی کے پروپرائٹروں میں یورپ والوں کی ہمت نہیں - اور نہ وہ کبھی یہ گوارہ کرینگے - کہ زیادہ رقم خرچ کرکے اچھے آرٹسٹ [illegible] لائے جائیں - یہ حالت تو ان کی خاموش فلموں کے متعلق بھی ہے - وہ کم خرچ کرکے زیادہ کمانے کی امید کرتے ہیں -
۲۳	فلم ریویو کے متعلق میری رائے ؟	سچ تو یہی ہے کہ یہ باغستانِ فلم کی واحد نو شگفتہ کلی ہے جس کو مکمل بنانے میں ابھی کچھ عرصہ اور دلی محنت چاہئیے - اور اگر ایسا ہوا تو اپنی طرز کا انوکھا اور کامیاب رسالہ ہوگا - اور مجھے خدا سے ایسی ہی امید ہے - میری دلی دعائیں اس کے ساتھ ہیں -
۲۴	میری موجودہ مشغولیت	میں (یعنی بہو) خسر اور شوہر کے جھگڑوں میں الجھی ہوئی ہوں - اور ان کی ناقابل برداشت تکالیف ہمت کے ساتھ سہہ رہی ہوں - کورٹ میں جاتی ہوں اور تھک جاتی ہوں -
۲۵	میرے خیال میں فلم کی دنیا میں کامیابی کا راز کیا ہے ؟	کامیابی کا راز میرے خیال میں تو یہ ہے کہ کوئی دشمن اور حریف نہ ہو [illegible]

راقمہ
سلطانہ

[illegible] مس [illegible] فلم میں [illegible] کیوں [illegible]

[illegible] عبد الرحمن [illegible] آپ ان سے [illegible]

[illegible]

لوٹ کی عالم آرا

ہم نے کیا دیکھا؟

از عنایت صاحب دہلوی، ایڈیٹر چونچ کلکتہ

اپنے گھونسلے میں تنہا بیٹھے ہوئے غٹر غوں کر رہے تھے کہ ایک مرتبہ ہم کو یہ محسوس ہوا کہ زلزلہ آرہا ہے، چاروں طرف دیکھنے کے بعد معلوم ہوا کہ ہم خود ہی ہل رہے ہیں، اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ فلم ریویو کے پروپرائٹر مسٹر عبدالرؤف مسکراتے ہوئے چلے آرہے ہیں، آتے ہی کہنے لگے کہ چونچ صاحب چلئے۔

بھئی! کہاں؟ چترا سینما، ہم نے صرف اتنا کہا تھا کہ ہم تو کئی مرتبہ دیکھ آئے ہیں، اب روز روز جانے سے فضول تبصرہ کرنا ہوگا اور زیادہ چھان بین کرنے سے کوئی بات ایسی ضرور نکلیگی کہ ہم لکھیں، مگر وہ تو ہماری قسمت میں جانا لکھا تھا، بھلا کس کی طاقت تھی جو ہمارے فایر بریگیڈی خیال کو بدلتا، گئے۔ اور دھائیں شائیں ہوگئے۔

لیجئے صاحب ہوگیا شروع وہ ہی قصہ جو کئی مرتبہ دیکھ آئے تھے، مسٹر ہادی نے مذکر نہ مؤنث ملکہ تیسرے طبقہ کی طرح مٹک کر ایک بنگلہ گانا گایا۔ اور جلدی سے اندھیرے میں غائب ہوگئے،

تھوڑی دیر کے بعد

عالم آرا افسانہ شروع ہوا

جیسیں ماسٹر وِٹھل ہسٹر پرتھوی راج بی اے، مسٹر ولی محمد خاں، مذکر ایکٹروں میں تھے اور مؤنث ایکٹرلیسوں میں وہ۔۔۔ جن کا نام ———— سینما کے شوقین رس گلے کھا لیتے ہیں یعنی **مس زبیدہ** جو فلم اسٹار **مس سلطانہ** کی عزیزہ ہیں۔ اور اللہ آپ کا بھلا کرے، ایک اور بھی ہیں۔ کیا تو اچھا سا نام ہے۔ ہاں کیا اُن کے نام میں نمکینیت ہیں۔ **مس جیلو** ایک عدد اور باقی رہ گئیں اُن کا نام اتنا قیمتی ہے کہ سینما کے جوہری ہی انکی کچھ قدر کر سکتے ہیں۔ ہم **مس موتی** کا نام نہیں بتائینگے۔ چونکہ یہ نام بہت قیمتی ہے

لیجئے صاحب

افسانہ شروع ہوا۔ تمام ایکٹرو ایکٹرلیسوں کا تھوڑا تھوڑا سا کام دیکھنے کے بعد ہم نے یہ غور کیا کہ اگر کوئی سمجھدار آدمی ہم سے یہ دریافت کرے کہ عالیجناب چونچ صاحب علیہ الرحمتہ ان سب میں سب سے اچھا کام کون کر رہا ہے تو ہم سر کھجا کر کیا جواب دینگے؟ ماسٹر پرتھوی راج بی اے سپہ سالار کا پارٹ کر رہے تھے۔ اپنے گھر میں فوجی لباس پہنکر کہیں جانے کو

تیار ہو رہے تھے تو اُن کو اتنی فرصت نہیں تھی کہ فلم کیمرہ کی طرف بھی ذرا دیکھ لیتے، تاکہ پبلک اُن کا چہرہ دیکھ کر یہ فیصلہ کر لیتی کہ یہ اپنی اہلیہ کے سامنے کیوں شرما رہے ہیں، جبوقت ملکہ نے اُن کو بلایا ہے اور یہ اپنی بیوی صاحبہ سے جدا ہو کر ملکہ کے سامنے حاضر ہوتے ہیں اور وہاں ملکہ نے اپنا دل انکی طرف پھینکا ہے تو اسقدر خوبصورت طریقہ سے نروس ہوئے ہیں کہ خدا نہ کرے کہ ان کو کبھی کوئی پارٹ ایسا ملتا جہاں نروس ہونے کی ضرورت ہوتی تو اتنی اچھی طرح کبھی نروس نہیں ہو سکتے تھے، مگر بادشاہ کے حکم سے جیلخانہ جب انکی تشریف شریف گئی ہے تو وہاں بھی اتنا ہی اچھا کام کیا جتنا بھدا سپہ سالار بنکر کیا تھا۔ کئی مرتبہ گیٹ اپ تبدیل کیا۔ واقعی صورت سے سیرت سے ہر طریقہ سے جیلخانہ میں ایک مصیبت زدہ قیدی کا کام خوب کیا۔ اسٹیج ایکٹنگ کا ذرا زیادہ زور تھا،

ایک رنگ کیرکٹر

فقیر کا پارٹ تھا جسکو مسٹر ولی محمد خاں نے ادا کیا "دیئے بابا" کی صدا ٹوکی میں گونج رہی تھی، اُن کے متعلق صرف اتنا لکھنا کافی ہے کہ اگر یہ ایکٹری چھوڑ کر فقیری شروع کر دیں اور وہی فقیری لباس اور صدا لگا کر کلکتہ بمبئی پر دو چار مہینے گشت لگا لیں تو دو چار مکان بنا لینے اُن کیلئے کچھ مشکل نہیں ہیں، ہم مسٹر ولی محمد خاں کی پارٹ کی کھلے دل سے تعریف ارشاد فرماتے ہیں۔

ماسٹر وٹھل

انہوں نے اِس افسانے میں بادشاہ کے گھر میں جنم لیا۔ اور جوان ہو جانیکے بعد اپنی ۱۸ برس کی سالگرہ کی خوشی پر اسطرح خاموشی اختیار کی کہ ہم یہ سمجھے کہ شاید اِس اٹھارہ برس کے بچے کو گھوڑی چڑھانے کی خوشی میں کسی نے گونگا کر دیا ہے، شروع دن جو ہم نے ماسٹر وٹھل کی آواز ٹوکی میں سنی تھی تو کچھ بھلی معلوم ہوئی تھی، مگر آج تو ہم کو ان کی آواز سنکر یہ فیصلہ کرنا پڑا کہ ماسٹر وٹھل تلوار بازی اُچھل پھاند اور گونگے فلموں ہی میں کچھ تیر مار سکتے ہیں "ٹوکی" اُن کے لئے مناسب نہیں۔

بہت انتظار کے بعد ڈاکوؤں کے گھر میں انہوں نے .... یعنی

مِس زبیدہ

جن کا حسن ہی اُن کی کامیابی کا حامی ہو، ہر طرف وار ہے۔ جوان ہو کر اپنی والدہ کی وصیت اور اپنے قیدی باپ کا انتقام لینے آہستہ آہستہ گھر سے نکلی۔ اور ایک ٹیلہ پر پاؤں پھیلا کر دراز ہوئیں، ہوا سے گھونگھر والے بال اُڑ اُڑ کر اُن کے رخساروں سے کچھ چھیڑ چھاڑ کر رہے تھے، اور یہ اپنی ماں کی وصیت اور انتقام کے جذبہ میں ڈوبی ہوئی اٹھیں اور ایک غزل شروع کی،

بدلا دلوائیگا تو اپنے گنہگاروں سے

غرض یہ ہے کہ مِس زبیدہ کا جسقدر زوردار اشتہار کیا گیا تھا اُسی زوردار طریقہ سے انہوں نے ٹوکی میں اپنی پوری کوشش کے ساتھ پارٹ کر کے یہ ثابت کر دیا کہ مِس زبیدہ کو اِس ٹوکی میں نہایت عالیشان کامیابی ہوئی۔ ہم مِس موصوفہ کو مبارکباد دیتے ہوئے نہی ہی یہ عرض ارشاد کرتے ہیں کہ ٹوکی میں پارٹ کرتے وقت ڈرامہ کھرل میں نکلکر خوب

گھونٹ ڈالا کریں، اس کے بعد سنیئے۔

مس جیلو

نے ملکہ کا پارٹ کیا، اُن کے پارٹ کے متعلق ہمارا خیال ہے کہ ہندوستانی ایکٹرسیوں میں اُن کو بھی خوب شہرت حاصل کرنی چاہیئے۔

بچہ ہونے کی خبر جسوقت انہوں نے فقیر صاحب سے سنی تو اُن کے ایکٹنگ اور چہرہ نے خوشی کا اظہار کیا، اور یہ سنکر کہ وہ ہار جو مچھلی کے پیٹ میں سے تم نے حاصل نہ کیا تو وہ ...... خوشی سے ایک دم پریشانی کا بدل جانا، ان تمام باتوں کو چہرہ سے نہایت عمدگی سے ظاہر کیا۔ دیکھنے سے معلوم ہوتا تھا کہ فن ایکٹری سے واقفیت رکھتی ہیں اور اپنے پارٹ کو کامیاب بنانے کے لئے اپنے ڈائرکٹروں کے بتانے پر پوری طرح عمل کرنے کی کوشش کرتی ہیں کیونکہ

مس موتی

نے بادشاہ کی بچہ نہ دینے والی ملکہ کا پارٹ کیا، انہوں نے مس جیلو کی سوتن کا پارٹ کیا، اور آخر وقت تک اُن کی یہی کوشش رہی کہ میری سوتن کا بچہ مر جائے، اور بادشاہ اپنی دونوں بیویوں کو ایک آنکھ سے دیکھے، انہوں نے بھی اپنے پارٹ میں بہت جگہ نہایت حسن و خوبی سے پارٹ کیا، ہمارے خیال سے یہ بھی قطعی تعریف کی مستحق ہیں مس جیلو کے مسئلہ میں چودہ آنہ اور روپیہ کا فرق تھا مس جیلو ایک روپیہ اور مس موتی چودہ آنہ رہیں۔

سب سے دلچسپ کام

مسٹر الیزر

کا تھا، شروع سے ایک کرتہ ایک پاجامہ اور ایک واسکٹ پہنی، بادشاہ کا لڑکا پیدا ہوا۔ اُس کے بعد اسکی اٹھارہ برس کی عمر ہوئی، سالگرہ کا جشن منایا گیا، مگر بادشاہ سلامت جسطرح بڈھے تھے اور جو کپڑے زیب تن کئے ہوئے نمودار ہوئے تھے، اٹھارہ بیس برس تک وہی اپنے جسم پر ڈانٹے رہے، ہمارا خیال ہے کہ بادشاہ سلامت کی کسی اسٹنگ کمپنی والے سے خاص تعلقات ہونگے، جو نہایت حفاظت سے دھلکر آجاتے، اور کبھی پھٹنے کا نام نہیں لیتے یا بادشاہی رعب کپڑوں پر چھاگیا تھا۔ دوسرے یہ کہ بادشاہ کے گھر میں گنتی کی ایک ملازمہ تھی، اور تمام شاہی اسٹاف شاید چھٹی پر گیا ہوا تھا یہی حالت ملکہ نمبر ۱ و نمبر ۲ کی تھی،

اسی کو دنیا والے کہتے ہیں جو حالت عین کی وہ ہی حالت غین کی۔

انصاف

مگر انصاف کی بات یہ ہے کہ عالم آرا افسانہ ٹوکی میں سب سے پہلا ہے اسمیں بہت سی غلطیاں، وا سپی آنکھ مارکر دل سے بھول جانے کی کوشش کرنی چاہئیے ہے اور یہ سمجھ لینا چاہئیے کہ دنیا سدھر رہی ہے، رفتہ رفتہ یہ ٹوکی بھی سدھر جائیگی، امپیریل فلم کمپنی نے جس حسن و خوبی سے اسکو تیار کیا ہے اور ڈائرکٹروں نے اسپر جو جانفشانی کی ہے اس کو دیکھکر ہم کرسی پر کھڑے ہوتے ہیں، اور اسقدر زوروں میں چلاکر کہتے ہیں کہ کلکتہ تک بمبئی آواز چلی جائے، کہ آپ سب کی پہلی کوشش قابلِ قدر اور قابلِ داد ہے،

گزارش کہنے سے پہلے نابالغ اطلاع ہے کہ آئندہ میڈن تھیٹر کی وہ ٹوکی جو شیمپس کے طریقے سے دکھائی گئی ہے۔ اسپر تبصرہ فرمائیگے آپ منتظر رہیئے، باقی والسلام (ہم ہیں عنایت دہلوی حشری، جنکو دنیا منقار الدولہ فرماتی ہے)

ننھے کی امّاں نے

کل رات بہت ہی اصرار سے کہا کہ ہم آگرہ کی بھکارن ضرور دیکھینگے اور تم کو دکھانا ہوگا میں نے کہا کہ بھکارن دیکھکر کیا کروگی ؟

بس اتنا ہی کہنے پایا تھا کہ لڑ پڑی

اور ابتک ناراض ہے

حالانکہ وہ انڈے پر سے ہر روز سینکڑوں بھکارنیں دیکھتی رہتی ہے ۔ پھر بھی ضد ہے

اماں یار تم بھی نرے وہی ہو

آگرہ کی بھکارن نامی تو ایک فلم ہے

جسکو

بنگال یونائیٹیڈ فلمس نے بنایا ہے

جسکے

ڈائرکٹر مسٹر پچو بابو ہیں

جنہوں نے بمبئی میں ایک مدت تک رہکر تجربہ حاصل کیا اسلئے تجربہ کار بھی ہیں یہ مانی ہوئی بات ہے کہ تجربہ کار آدمی کا کام خراب نہیں ہوتا تب تو انکا کہنا ٹھیک ہے ۔ ہم ضرور چلینگے اور ہماری وجہ سے وہ بھی ضرور جائینگی

نعمت

مشہور بات ہے کہ ایک تندرستی ہزار نعمت ہے اور
یہ حکماء کی متفقہ رائے ہے کہ ایک معدہ کی خرابی سے صدہا اقسام
کی بیماریوں کا انسان شکار ہو جاتا ہے لہذا ایک دوا اسم با مسمیٰ
یعنی "نعمت" کے نام سے بڑی گہری جستجو تلاش اور کافی
تجربہ کے بعد ہومیوپیتھک سپلائی کارپوریشن میں تیار کیگئی ہے
جو معدہ جگر طحال کی ہر شکایت کو رفع کرتی ہے آپ کسی قسم کی کھار
یا سوڈا وغیرہ نہیں ہے بلکہ صرف مخصوص پھلوں کے عرقیات کی
روح ہے اسلئے اسمیں نہ کسی قسم کی بو ہے اور نہ بد ذائقہ ہے
جسو جہ سے بچے بھی بلا تکلف اور خوشی پی لیتے ہیں،
خوراک صرف ۵ سے ۱۰ قطرے تک کھانے کے بعد
یا وقتِ ضرورت۔ متلی، کھٹی ڈکار۔ دردِ شکم،
قبض و بدہضمی وغیرہ میں بیحد مفید ہے۔
قیمت ایک اونس کی شیشی جو ایک ماہ سے
زیادہ کے واسطے کافی ہوتی ہے صرف ایک روپیہ چار آنہ

(ملنے کا پتہ)

حسین اینڈ کو نمبر ۲۹۔ زکریا اسٹریٹ کلکتہ

زبیدہ

بہن سلطانہ:۔ اِس ٹاکی میں گانا بھی ہوگا؟

سلطانہ:۔ گانا نہونے کی کیا وجہ

زبیدہ:۔ ایک بڑی کوفت ہوگی!

سلطانہ:۔ کیا؟

زبیدہ:۔ ہزاروں بائسکوپ کے شوقین گانے بجانے سے واقفیت نہیں رکھتے ہیں جب وہ گانا سُنینگے تو اُن کو کیا تفریح ہوگی؟

سلطانہ:۔ ہاں یہ بات تو ہے۔ مگر اُس کا علاج کیا ہے؟

ایک آواز

اُس کا علاج نہایت آسان ہے، پروفیسر عبد العزیز کا نام تو آپنے سنا ہے۔ ہارمونیم۔ طبلہ۔ سربہار۔ پکھاوج۔ ستار۔ سارنگ
ان سازوں میں سے جس ساز کا آپکو شوق ہو صرف تین مہینہ سیکھ سکتے ہیں۔ اس کے بعد "ٹاکی" میں یا کسی محفل میں گانا سننے کا اتفاق ہوگا تو آپ کو لطف ہی آجائیگا۔ اور آپکو معلوم ہو جائیگا کہ موسیقی علم کیا چیز ہے۔ ان کے اسکول میں الکٹرک لائٹ وغیرہ بھی سب کچھ موجود ہے۔ سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ

پروفیسر عبد العزیز صاحب

نہایت محبت سے گانا بجانا سکھاتے ہیں، وقت ۷ بجے سے ۱۰ بجے دوپہر تک اور شام کو ۷ بجے تا

پتہ:۔ نمبر ۵۵۔ سنٹرل ایونیو چترنجن ایونیو

اچھا ؟

آپ کے سینما تھیٹر میں اب زیادہ لوگ نہیں آتے۔ آپکی آمدنی کم ہوگئی ہے
سوچئے تو سہی اسکی وجہ کیا ہے ؟ اوہو! آپ کے یہاں فلم اچھا نہیں دکھایا جاتا

کرشنا فلم کمپنی کا فلم دکھائیے

ٹکٹ گھر کے سامنے روزانہ دو چار کے ہاتھ پاؤں نہ ٹوٹیں تو پھر مزہ ہی کیا ہے

لیجئے اس فہرست سے فلم چن لیجئے

نمبر	نام فلم	کام کرنے والے ایکٹر اور ایکٹریس
۱	چندرکانتا	مس گلاب، مس آرملن، مسٹر نندرام پہلوان
۲	فورچون اینڈ فول (یعنی تقدیر اور بیوقوف)	مس گلاب، مس گوہر، مس آرملن
۳	برادر ٹو برادر	مس گلاب
۴	ڈریم لینڈ (رخیالستان)	مس گلاب، رام پیاری
۵	والنٹیٹ	مس رام پیاری پہلوان اور حیدر شاہ
۶	یاسمینہ	ایضاً
۷	بکاؤلی	گلاب، رام پیاری اور سرور
۸	میجک ہورس (میجک کا گھوڑا)	آرملن، گلاب اور نندرام پہلوان
۹	حاتم طائی کا فلم بھی تیار ہو گیا ہے بک کرنیکے لئے نوٹ کر لیجئے	

دی کرشنا فلم کمپنی نمبر ۱۲ دھرمتلہ اسٹریٹ کلکتہ (تار کا پتہ) حاتم طائی۔ کلکتہ

آمدنی کم ہوگئی ہے

چھا نہیں دکھایا جاتا

تو پھر مزہ ہی کیا ہے

ایکٹر اور ایکٹریس

وف -

وہرے مس آرلین

حاتم طائی ۔ کلکتہ

REGD. NO. C. 1904

APRIL 1931.] [Vol. 2. No. 4.

THE FILM REVIEW

PREMIER ILLUSTRATED URDU MONTHLY JOURNAL.

12-13 Patwar Bagan Lane, CALCUTTA.

Patron:
SHAIKH AFTEKHAR RASOOL.

Chief Editor:
M. A. RAUF,

Editoer:
A. M. NASHAD, B.A.

Proprietor and Printer Publisher:
ABDUR RAUF.

A FILM STAR.

ANNUAL SUBSCRIPTION.

Inland	Rs. 2-8
Foreign	„ 5
Single Copy	As. 4

5-31

فلم ریویو

MISS. SAKUNTALA.

FI

PREMIER

Patron:
SHAIKH AFTEKHAR RAS

Chief Editor:
M. A. RAUF,

Editoer:
A. M. NASHAD,

Proprietor
and
Printer Publish
ABDUR RAU

Kodak Color Control Patches
© Kodak, 2007 TM: Kodak
Blue Cyan Green Yellow Red Magenta White 3/Color Black

ساڑھے نو بج گئے!

وقت ہوگیا! - ٹھیرو! مجھے ایک پاکٹ چیمائی سگرٹ لینا ہے!

کیا؟ تم دوسری قسم کا سگرٹ نہیں پیتے؟ نہیں! میں اور کسی قسم کا سگرٹ نہیں پیتا
میں اسکو عرصہ سے پیتا ہوں، یہ سگرٹ کم قیمت خوشبودار ہونے کے علاوہ مفید بھی ہے۔ اگر
یقین نہ ہو تو صرف ایک بار ہی پیکر دیکھ لو! نہیں! میں سگرٹ نہیں پیتا! - اماں یار!
تم جانتے بھی ہو، مالک کمپنی نے اس بات کا اعلان کیا ہے کہ اگر کوئی یہ ثابت کر دے کہ

چیمائی سگرٹ

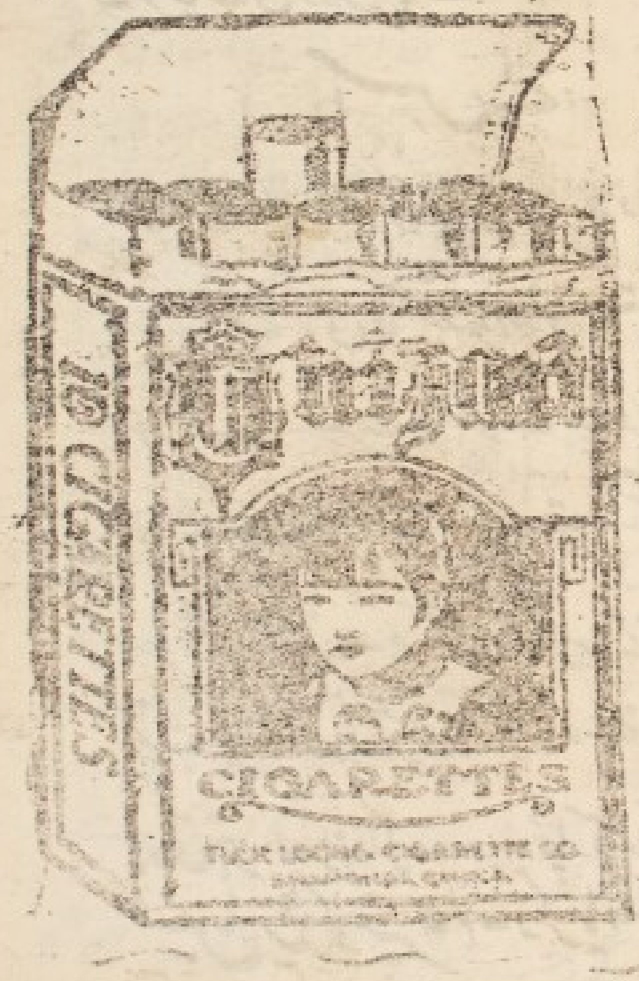

چین میں چین کے کاریگروں نے چین کے سوداگر کے روپیہ
سے نہیں بنایا ہے۔ تو اس شخص کو **پانسو (۵۰۰) روپیہ انعام**
دیا جائے گا۔ اور ہندوستان کے چینی جنرل قونصل
نے ۱۱ر نومبر سنہ ۱۹۳۰ء کو تحقیق کرنے کے بعد اس بات کے
سچ ہونے کے متعلق ایک سند بھی دی ہے!

ہاں! یہ بات ہے؟

تب تو ضرور پیوں گا۔ مگر یہ سگرٹ ملتا کہاں ہے؟ —

کلکتہ کے ہر پان فروش اور سگرٹ فروش سے طلب کیجئے!

چندہ سالانہ دو روپیہ آ...

ادارۂ تحریر :-

عبدالرؤف

اے - ایم - ناشاد ...

جلد۲

نمبر	مضمون
۱	شذرات
۲	متکلم فلموں کے اصول ...
۳	ریکس انگرام کا قبول ...
۴	ایک تصویر کے دو رخ ...
۵	سودیشی ایکٹنگ ...
۶	مس گوہر کا اعتراف ...
۷	افتخار صاحب کا ایک ...
۸	فلم کی خبرین

فیمس پکچرس بمبئی

برانچ :- بنگلور - کلکتہ - بمبئی

نمبر ۱۰۳ - دھرم تلہ اسٹریٹ کلکتہ

اچھے قسمون کے تاریخی اور معاشرتی فلمون کی فہرست

آرین	پرابھات	بھارت شری
اڑے ڑ	گوپال کرشنا	کرنا
وگابونڈ	″	نیتھاجی پالکر
اڈیل وائین	″	سنگھات
گوریلا ٹیکٹس	″	کلیان خزانہ
سوبھدرا ہرنا	فائیٹنگ بلیڈ	رانا ہمیر
پری جاٹیکا	″	ستی ساوتری
دشتر بھی رام	″	ستی پدمنی
راجہ ہرشچندر	″	مرلی والا
سبرامنیا	مائی کوئین	کرشنا اوتار
سنتری بالاجی	″	چیک ٹو دی ...
پرنس ٹھکسین	″	بھگت پرہلاد
سورڈ چمپین	″	میٹا نارتھ گرل
ویلی ہیروئن	″	مایا بازار
پرتھوی راج سنجوگیتا	ٹھنڈر آف دی ہیل	لینڈ آف ...
بھیم سین دی ماتی	″	باجی ...
بے دیکھے		وولی آف ...
سرمی کرشنا		نارتھ آف ...
(چاند بی بی)	(چندر اسینا)	(لوب ...)
(فیوچر مس کملا دیوی)	(فیوچر مس لیلیٰ)	(فیوچر ... مس)

لِغمت

مشہور بات ہی کہ ایک تندرستی ہزار نعمت ہی اور یہ حکماکی متفقہ رائے ہی کہ ایک معدے کی خرابی سے صدہا اقسام کی بیماریون کا انسان شکار ہو جاتا ہی لہذا ایک دوا اسم بامسمی یعنی لغمت کے نام سے بڑی گہری جستجو تلاش اور کافی تجربہ کے بعد ہومیوپیتھک سلانی کارپوریشن مین تیار کیگئی ہی جو معدہ جگر طحال کی ہر شکایت کو رفع کرتی ہی - اسمین کسی قسم کی کھار یا سوڈا وغیرہ نہین ہی بلکہ صرف مخصوص پھلون کے عرقیات کی روح ہی -

اس لیے :-

اس مین نہ کسی قسم کی بو ہی اور نہ بد ذائقہ ہی - جس وجہ سے بچے بھی بلا تکلف اور خوشی سے پی لیتے ہین

خوراک :- صرف ۵ قطرے سے دس قطرے تک کھانے کے بعد یا وقت ضرورت - متلی - کھٹی ڈکار درد شکم - قبض و بدہضمی وغیرہ مین بیحد مفید ہی - قیمت ایک ونس کی شیشی جو ایک ماہ سے زیادہ کیواسطے کافی ہوتی ہی - صرف ایک روپیہ چار آنہ

(ملنے کا پتہ)

حسین اینڈ کو نمبر ۲۵ - زکریا اسٹریٹ کلکتہ

ایک ماہوار اردو رسالہ

"فلم ریویو"

(بالتصویر)

چندہ سالانہ دو روپیہ آٹھ آنہ

قیمت فی پرچہ چار آنہ

ادارۂ تحریر :-
عبدالرؤف
اے - ایم - ناشاد بی - اے

سرپرست :-
شیخ افتخار الرسول صاحب
(مقیم لندن)

جلد ۲	بابت ماہ مئی سنہ ۱۹۳۱ء	نمبر ۵

فہرست مضامین

نمبر	مضمون	مضمون نگار	صفحہ	فہرست تصاویر
۱	شذرات	از عبدالرؤف - مالک و ایڈیٹر	۴	(۱) مس زبیدہ (۲) پاتھ آف لوکا
۲	متکلم فلموں کے اصول صنعت	جناب شعلہ لکھنوی	۹	ایک سین (۳) بھیم سین دی ماٹی
۳	ریکس انگرام کا قبول اسلام	اے ایم ناشاد بی - اے ایڈیٹر	۱۲	کا ایک سین (۴) مس بینا پانی (۵)
۴	ایک تصویر کے دو رخ	حضرت امید بریلوی	۱۵	آرچر کا ایک سین (۶) مس ممتاز (۷)
۵	سودیشی ایکٹنگ	اے ایم - ناشاد بی اے - ایڈیٹر	۱۸	مس تپلی اور بابوراؤ (۸) سوامی کا
۶	مس گوہر کا اعتراف	نامہ نگار	۲۵	ایک سین (۹) مس کجن بائی (۱۰)
۷	افتخار صاحب کا ایک خط	سرپرست فلم ریویو (مقیم لندن)	۲۷	مس موہنی - (۱۱) ٹائیٹل
۸	فلم کی خبریں	ادارہ تحریر	۲۸	کی تصاویر -

روغن نوبہا

کلکتہ کے مشہور ڈاکٹر ایس - اے - خان صاحب کا ایجاد کردہ ہے جو کہ ضعف دماغ کو دور کرکے قوت دماغی کو تیز کرتا ہے - بالوں کو گرنے سے محفوظ رکھتا ہے - بالوں کو لانبا کرتا ہے - دل و دماغ کو ہر وقت خوش رکھتا ہے - خوشبو بے حد مست اور بھینی بھینی ہے - دیرپا اسقدر ہے کہ غسل کے بعد بھی قایم رہتی ہے -
قیمت فی شیشی بارہ آنہ - علاوہ محصول -
پتہ :- منیجر عرفانی میڈیکل ہال گورنمنٹ رجسٹرڈ نمبر ۳۲ ٹکیا پاڑہ - ہوڑہ

REVIEW

...istributors :
...ndo-American Film Co.

شذرات

جیسا کہ ہم نے فلم ریویو کی گذشتہ اشاعت میں اُمید دلائی تھی کہ رسالہ کا ہر دوسرا نمبر پہلے کی بہ نسبت ترقی کرے گا۔ الحمد للہ وعدے کے مطابق ترقی کر رہا ہے۔ مضامین کے اعتبار سے اگرچہ ہمیں اس قدر کامیابی نہیں ہوئی ہے، جتنا ہم چاہتے ہیں۔ تاہم کسی قدر ظاہری اور معنوی محاسن میں اضافہ ضرور ہو گیا ہے۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ تازہ اشاعت بڑی حد تک تذکیر و تانیث، اور کتابت کے اغلاط سے پاک ہے۔ ایک اُردو رسالہ کو بے عیب بنانے کے لیے یہ۔۔ باتیں زیادہ مقدم و ضروری ہیں۔ اور سب سے پہلے اسی کی طرف ہماری توجہ کی ضرورت بھی تھی۔ انشاء اللہ آئندہ اشاعتوں سے چند اور معقول اور پسندیدہ اضافے ہوں گے۔ ہمارے ارادوں اور ہمتوں کو دیکھیے اور اپنی بے توجہی کو ملاحظہ فرمائیے — خریداروں کی فہرست میں بھی ایک حد تک اضافہ ہو رہا ہے۔ لیکن آمد و خرچ برابر کرنے کے لیے شاید کافی عرصہ تک ہمیں صدائے "ہل من مزید" بلند کرنی پڑیگی۔ البتہ اگر فلم ریویو کا ہر خریدار چار چار جدید سالانہ خریداروں کا ایک ہی مہینہ کے اندر انتظام کر دے تو ہماری یہ آواز بند ہو جائیگی۔ اور پھر تمام تفکرات والکار کا خاتمہ ہو جائیگا۔ اب دیکھنا ہے کہ ہماری یہ اپیل آپ کے لیے کس حد تک قابل سماعت ہے؟

فلمستان مشرق کی سلطانہ' مس سلطانہ سے کبھی زاہد القادری صاحب نامی شخص کو کوئی عداوت پیدا ہو گئی ہے، یا رقابت بس اتنا ہے دہلی کے ایک ادبی رسالہ نئی روشنی میں کچھ لکھا بھی گیا ہے۔ اس سلسلہ میں اصل حالات و واقعات کے متعلق ہماری تحقیقات شروع ہو گئی ہے۔ انشاء اللہ جلد اس کا انکشاف ہو جائے گا۔ فی الحال اُمید صاحب چھپرولی کا ایک مراسلہ اسی اشاعت میں اس لیے شائع کیا جا رہا ہے کہ اس سے بھی ان حالات پر کچھ روشنی پڑتی ہے۔ ہماری تحقیقات کا انتظار کیجیے!

اخباری برادری میں یہ اطلاع یقیناً نہایت ہی رنج و افسوس کے ساتھ سنی جائیگی کہ کلکتہ کا مقبول
اُردو ہفتہ وار جریدہ "پیام" یکایک بند ہو گیا۔ (انا للہ و انا الیہ راجعون)

"پیام" جس قدر آزادی کے ساتھ حکومت اور ملک کے معاملات پر رائے قائم کر رہا تھا۔ اور جس قدر جلد اس اخبار نے علمی، سیاسی، لٹریری اور اخلاقی مضامین کا زیادہ سے زیادہ مواد پبلک کے لیے فراہم کر دیا تھا

MISS. ZUBEIDA
IN
DEVDASI.

Block Printed by Special Press.

Distributors:
Indo-American Film Co.

A SCENE FROM
PATH OF LOVE.

The Eastern Film Alliance Production.

A SCENE FROM
BHIMSEN THE MIGHTY.

ناشکری ہوگی۔ اگر اس کا تذکرہ نہ کیا جائے۔

پیام نے درحقیقت ملک و قوم کے لیے پیام کی خدمت انجام دی ہے۔ اُس کے مفید و کارآمد مشورے بڑے قیمتی تھے۔ وہ قوم کا سچا ترجمان اور ملک کا سچا بہی خواہ تھا۔ اُس نے ہر آزادی پسند دل میں اپنی جگہ پیدا کرلی تھی، اُس کی یاد ابھی تک دلوں سے محو نہیں ہوئی ہے۔ اور یقین ہے کہ شاید کبھی فراموش نہ ہوگی۔

شاید پیام چند اشخاص کی مشترکہ ملکیت سے چلایا جارہا تھا۔ اور وہ بعض "مطلبی" انسانوں کے ذاتی اغراض کا شکار ہوکر رہ گیا۔ ورنہ کوئی وجہ نہ تھی کہ پیام جیسا معزز و مقبول جریدہ کافی اشاعت کے باوجود بند ہوجاتا اور پھر ایسی حالت میں جبکہ مولانا عبدالرزاق ملیح آبادی جیسے کامیاب اہلِ قلم کی قلمی اعانت اور پوری پوری ہمدردی بھی اسے حاصل تھی۔

معلوم ہوا ہے، مولانا عبدالرزاق کو پیام کی ناگہانی موت کا بہت ملال ہے۔ اور وہ کافی سرمایہ سے ایک روزانہ اخبار کی اشاعت کا انتظام فرمارہے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو ہم مولانا سے یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ کسی اخبار یا رسالہ کے لیے صرف علمی و سیاسی قابلیت اور زورِ قلم ہی کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ اس سے پہلے انتظامی معاملات کے لیے ایسے تجربہ کار ہاتھوں کی بھی ضرورت ہے جو شعبۂ انتظام میں پوری دسترس اور کمال رکھتے ہوں۔ کلکتہ کی اخباری لائن میں جہاں تک ہماری معلومات کو دخل ہے، جناب صدیق انصاری صاحب ایڈیٹر نئی دنیا کی شخصیت سرمایہ دار اخبارات کے لیے مغتنم ہے، ذیل کا شذرہ ہمارے اس دعوے کی دلیل اور مولانا عبدالرزاق ملیح آبادی کی توجہ کے قابل ہے۔

ہمارے محترم دوست جناب صدیق انصاری صاحب ایڈیٹر نئی دنیا و مالک رسالہ حور کا اسم گرامی دنیائے صحافت میں مشہور ہے اور کلکتہ کے مسلمان اس نام سے خوب واقف ہیں۔ کون ہے جو انصاری صاحب کی شخصیت اور نئی دنیا کی خدمات سے واقف نہیں، اور وہ کونسی تعلیم یافتہ ہندوستانی مسلم خاتون ہے، جسے رسالہ حور کی یاد ابتک نہیں ستارہی ہے۔ موصوف کے اخباری کاروباری تجربے اس امر کے دعویدار ہیں کہ ان کے اندر اخبار کو کس قدر جلد مقبول و پسندِ عام و خاص بنانے کی صلاحیت ہے۔ ہندوستان کے کس گوشے اور کس حصہ میں اخبار کس طرح وسعت و ترقی حاصل کرسکتا ہے۔ ایجنسیاں اور خریدار کس طرح حاصل ہوتے ہیں، یہ باتیں بظاہر بالکل موٹی معلوم ہوتی ہیں، لیکن دراصل یہ ایک راز ہے جس کا پورا خزانہ انصاری صاحب کے دماغ میں بھرا ہوا ہے۔

موصوف کا اخبار یا رسالہ جب کبھی شائع ہوا ہے، ہمیں ذاتی طور پر معلوم ہے کہ محض بغیر سرمایہ کے جاری ہوا ہے اور بہت جلد کامیاب ہوگیا ہے۔ کس قدر حیرت کی بات ہے کہ اُنھوں نے اپنے کاروبار پر کبھی بھی ایک پیسہ

خرچ نہیں کیا۔ حالانکہ دوسرے روزانہ اخبارات کے لیے ابتدا ہی میں ہزار ہا روپوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ باستثنائے چند کلکتہ کا کونسا اخبار ہے، جسے ممدوح کے مشورے حاصل نہیں ہوئے۔ ؟ انصاری صاحب تقریباً تمام مقامی اخبارات رسالت، نقاش، زندگی سابق جمہور صداقت ترجمان زمانہ انقلاب زمانہ دورِ جدید عصرِ جدید وغیرہ اخبارات کی خدمات انجام دے چکے ہیں، اس کثرتِ کار سے ممدوح کے تجارب، معلومات اور قابلیت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

اب آپ یہ معلوم کر کے ماتم کیجیے کہ یہی شخصیت کلکتہ میں زندہ ہے اور تقریباً دو سال سے بالکل گمنام ہے۔ خود روزانہ نئی دنیا کی مصروفیت سے بند ہو گیا اور بغیر سرمایہ کا نئی دنیا ہندوستانی مزاج کے بعض اعزا اور مقابلہ و کمپیٹیشن کی زد میں آ گیا۔ افسوس مسلمانوں میں اتنی صلاحیت نہیں کہ وہ اپنے صحیح کام کرنے والوں کی قدر و عزت کر سکیں۔

انصاری صاحب ہمیں معاف فرمائیں!۔ اگر ہم یہ کہیں کہ آپ تمام اوصاف کے مالک سہی، لیکن جو چیز آپکی ترقیوں کی راہ میں اب تک حائل ہے وہ آپکی غیر مستقل مزاجی، لاپرواہی
کاش اس کا علاج چالیس سال کی عمر سے پہلے ممکن ہوتا۔

بہر حال ہماری تمام ہمدردیاں اور دعائیں آپ کے ساتھ ہیں۔ خدا کرے آپ جلد کوئی عملی حرکت کریں، اور وہ حرکت ایسی ہو کہ پھر اسے کبھی زوال نہ ہو۔

فلم ریویو کے سرپرست مسٹر افتخار الرسول صاحب کے نام سے ہمارے ناظرین ناواقف نہیں ہیں، جو عرصہ سے انگلستان میں اس لیے مقیم ہیں کہ وہاں رہکر ہندوستانی صنعتِ فلم کو ترقی دیں اور یہ ثابت کر دیں کہ ہندوستانی دماغ یورپ کے دماغوں سے اگر زیادہ نہیں تو کم بھی نہیں ہیں۔ اکثر تبہ پنڈت مالوی نے اہلِ یورپ کو مخاطب کر کے کیا خوب کہا تھا کہ حکومت کا انحصار اگر قابلیت پر موقوف ہے اور ہندوستانی نااہل ہیں تو قابل ترین قسم کے دس انگریزوں کو قابل ترین دس ہندوستانیوں کے سامنے کھڑا کر دو تو اس کا جواب آسانی سے مل جائے گا۔

افتخار صاحب "قومی" اور سیاسی حیثیت سے تو نہیں، البتہ فلم کی معاشرتی اور تعلیمی حیثیت سے سارے یورپ میں اس دعوے کی دلیل ہیں۔ اور واقعہ یہ ہے کہ انھیں فلم سازی اور فنِ ایکٹری میں وہاں بہت بڑی کامیابی اور شہرت حاصل ہو چکی ہے۔ ممدوح کا تازہ فلم "شہزادہ" وہاں بڑے زوروں سے کامیاب ہوا ہے۔

اب آپ یہ سنکر خوش ہوں گے کہ افتخار صاحب یورپ میں شہرت و عزت کا تمغہ حاصل کر کے اپنے اعزا اور یہاں کی فلم ساز کمپنیوں کی ملاقات کے لیے مراجعتِ وطن کے لیے تیار ہو گئے ہیں، اور بہت جلد

ہندوستان تشریف لے آئین گے۔

ایسی حالت مین اُن احسانات کا شکریہ ادا کرنے کے لیے جو موصوف نے یورپ مین رہکر ہندوستانی صنعتِ فلم پر کیے ہین۔ اگر فلم ریویو آپ کے اور افتخار صاحب کے لیے اپنا کوئی غیر معمولی نمبر شائع نہ کرے تو یقیناً قدر ناشناسی ہوگی —— اس لیے کارکنانِ دفتر کا ارادہ ہے کہ موصوف کی تشریف آوری کے موقعہ پر "افتخار نمبر" کے نام سے فلم ریویو اپنی غیر معمولی اشاعت پیش کرے۔ جسمین افتخار صاحب کے متعدد مضامین، مختلف خیالات تقریرین، اقوالِ زرّین، مشورے، تصاویر اور پورے سوانح حیات شائع کیے جائین —— لیکن ایسا کرنے کے لیے ہمین کافی سرمایہ اور خاص طور پر قلمی معاونین کی ضرورت ہوگی۔ کیا ناظرین فلم ریویو اور ہمارے بعض خاص ہمدرد، معاون، مضمون نگار اور احباب اس ضرورت کا احساس کرکے ہماری اعانت و ہمدردی کے لیے تیار ہین ؟ جواب ملنے پر فیصلہ کیا جائیگا۔"

فلمی دنیا مین یہ اطلاع غالباً بڑی مسرت کے ساتھ سُنی جائیگی کہ "ٹاکی فلم" ہندوستان مین بتدریج ترقی کرتا جارہا ہے اور "عالم آرا" وغیرہ کے بعد خداوندانِ فلم نے "شیرین فرہاد" نامی مشہور افسانے کو ٹاکی مین مرتب کرنا شروع کردیا ہے —— اس صنعت کا سہرا کلکتہ کی مشہور اور سب سے بڑی تجارتی فرم مدن تھیٹریکل کمپنی کے سر ہے۔ جہان تک ہماری معلومات کا تعلق ہے اس فلم پر کافی محنت اور توجہ ہورہی ہے۔ کام بڑی سرعت کے ساتھ جاری ہے۔ اُمید ہے کہ مئی کے آخر تک یہ فلم آپ کے سامنے آجائے گا۔ —— اس تماشے مین تھیٹریکل اسٹیج کے دولارے ایکٹر ماسٹر نثار جنھون نے بڑی بڑی کمپنیون مین فیمیل پارٹ کرکے کافی شہرت و عزّت حاصل کرلی ہے، ڈرامے کے ہیرو یعنی فرہاد کی خدمات انجام دے رہے ہین —— نوجوان کجن بائی کے نام سے بھی نوجوان ہندوستان غالباً ناواقف نہین ہے۔ خصوصاً کلکتہ کی تماشبین پبلک کے دلون مین "بائی جی" کا رقص و سرود کافی درد پیدا کرچکا ہے —— سُنا ہے آپ اس تماشے مین ہیروئن یعنی شیرین کا کام کررہی ہین —— موصوفہ کی ایک تصویر اسی اشاعت مین آپ کے تسکینِ قلب کی ذمہ دار ہے —— اب دیکھنا یہ ہے کہ ہیرو اور ہیروئن کے یہ کام کس حد تک پسند و مقبول ہوتے ہین —— خسرو کا پارٹ ہندوستانی اسٹیج کے معروف ایکٹر عبدالرحمٰن کابلی ادا کرین گے۔ خدا کرے کہ تھیٹریکل اسٹیج کا یہ کافی مشہور ایکٹر ٹاکی فلم کے پردون پر بھی اپنی شہرت و عزّت کو برقرار رکھ سکے —— بہرحال تماشے کی تکمیل کے بعد فلم ریویو کو رائے قائم کرنے کا موقعہ ملیگا۔ جس کے لیے ابھی سے آپکو منتظر رہنا چاہیئے ——

اس ٹاکی کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ ہندوستان کے مشہور ڈراما نویس آغا محمد شاہ حشر کاشمیری کی ڈائرکٹری مین اسے مرتب کیا جارہا ہے۔ جنھین انڈین شکسپیئر بننے کی سعادت بھی حاصل ہوچکی ہے ——

سنا ہی آغا صاحب نے صرف پانچ چھ روز مین "شیرین فرہاد" کو از سر نو مرتب کیا ہی - نئے نئے گانون کا اضافہ کیا ہی اور بہت کافی ترمیم و تنسیخ کے بعد اسکی تجدید کی ہی ——— اگر یہ واقعہ ہے تو ماننا پڑے گا کہ آغا صاحب ممدوح قابلانہ ڈرامون کی تالیف مین جس قدر مشہور ہین ، اسی طرح ضرورت کے موقعون پر جلد از جلد انکی ترتیب و تکمیل مین بھی ماہر ہین ——— جہان تک ہماری معلومات کو دخل ہی ، ایک ڈرامانویس کے لیے یہ کام بہت ہی مشکل ہی - لیکن آغا صاحب نے اگر ایسا کیا ہی تو ہمارے اور آپکے لیے یہ کوئی تعجب کی بات نہین ——— کہ آغا حشر اسی قسم کی صفات کے مجموعہ کا نام ہی ———"

یورپ جہان تعلیم و تربیت کی روش ہم سے بدرجہا بہتر ہے ، وہان کے محتبس داماغون نے حال ہی مین یہ بات سمجھی ہی کہ اُنکی ترقی کا راز تعلیمی فلمین ہین - یہی وجہ ہی کہ وہ اسمین بہت حصہ لے رہی ہین - یورپ اور امریکہ مین نئے نئے اسکول قائم کئے جا رہے ہین - جن کا مقصد محض یہ ہی کہ نئے نئے اُصولون کے مطابق تعلیم دی جائے اور فلمون کے ذریعہ قوم اور ملک مین تعلیم و تربیت کی روح پھونکی جائے ——— کس قدر افسوس کی بات ہی کہ یہ ذرائع جہان یورپ والون کو کامیاب سے کامیاب تر بنا رہے ہین - وہین ہمارے ملک کے چند بے خبر انسانون کے لیے ابتک "ناجائز و ممنوع" ہین ——— ہمارا تو یہ خیال ہی کہ اسکول اور کالج کی تعلیم کے بعد دوسرے ذرائع سے نوجوانون کو جو تعلیم دس سال مین دی جا سکتی ہی ، اس سے زیادہ تجربہ اور معلومات انھین ایک سال مین تعلیمی فلمون کے ذریعہ حاصل ہو سکتا ہی ——— کیا اس اُصول کو پیش نظر رکھکر ہمارے ملک کی ہندوستانی فلم ساز کمپنیون کو کچھ عبرت آئیگی اور وہ آئندہ سے تعلیمی اور سبق آموز فلمون کی تیاری مین اپنا کچھ وقت اور روپیہ صرف کرینگی — ؟ دیدہ باید !

هندوستانی دنیائے فلم کی سلطانہ مس سلطانہ جنکی شہرت کو بمبئی کی فلم کمپنیون اور چند مقامات نے چار چاند لگا دئے ہین اور جنکی حمایت مین اُمید صاحب بریلوی نے فلم ریویو کی اسی اشاعت مین ایک مضمون بھی شائع کرایا ہی ، اطلاع ملی ہی کہ آپ کلکتہ تشریف لے آئی ہین - اس باب مین مختلف روایتین ہین - لیکن یہ افواہ نہین معلوم کہان تک صحیح ہے کہ مدن تھیٹرس لمیٹیڈ کی کثیر دولت آپکو بمبئی سے کلکتہ کھینچ لائی ہی ، جو فلمی کامون پر بے دریغ صرف ہو رہی ہے - اُمید ہی کہ مس سلطانہ اس کے متعلق اپنا بیان ہمین بھیجدینگی ———

——— مس موصوفہ کے بعض شہرت دشمن آپکی تشریف آوری اور قیام گھر کو "ایک راز" مشہور کر رہے ہین - یہ مس سلطانہ سے دوستی نہین دشمنی ہی - ایک ایکٹر یا ایکٹرس کے لیے بہت ضروری ہی کہ وہ لوگون سے زیادہ سے زیادہ ملاقات کرے ، پریس والون کو زیادہ سے زیادہ انٹرویو دے ، اپنے فن کے ماہرون کو زیادہ سے زیادہ نوازے اور اس طرح زیادہ سے زیادہ مشہور رہونیکی کوشش کرے -!!

MISS. BINAPANI
AS SOUDAMANINI
IN "SWAMI"

A SCENE FROM
"ARCHER"

MISS. MUMTAZ.
IN
"AB-SWORD"

متکلم فلموں کے اصولِ صنعت

(جنابِ مشعلہ لکھنوی کے قلم سے)

متکلم تصاویر بنانے کے لئے خام اور بے ترتیب کوششیں تو بہت زمانہ سے جاری تھیں اور ۱۹۲۶ء تک تو یہ سب کوششیں بالکل ناکام رہیں، لیکن ۱۹۲۷ء کے شروع میں مشہور فلم ڈان جوان Don Juan. نیویارک میں موسیقی اور گیتوں وغیرہ کے ساتھ دکھائی گئی۔ یہی کامیابی کا پہلا آئینہ تھی۔ اس کے بعد اب تک بہت سی فلمیں بن چکی ہیں۔ اور ضرورت اور تجربہ نے آہستہ آہستہ تمام نقائص دور کر دیئے ہیں۔ ہندوستان میں بھی اب یہ فلمیں تیار ہونے لگی ہیں۔ چنانچہ امپیریل فلم کمپنی نے ہندوستان کی سب سے پہلی بولنے والی "عالم آرا" تیار کی ہے۔

اس وقت بولنے والی فلموں کے تین طریقے مانے جاتے ہیں :-

(۱) وٹافون Vita Phone.

(۲) موبی ٹون Monitone.

(۳) فوٹوفون Photophone.

ان میں سے پہلے دو کی تکمیل "بل ٹیلیفون لیبارٹریز" Bell Telephone Labaratories. نے کی تھی اور تیسرا طریقہ امریکہ کے ریڈیو کارپوریشن Radio Carporatione. کی جدت ہے۔ آواز کو ریکارڈ کرنے اور پھر دوبارہ پیدا کرنے کے لئے بل ٹیلیفون لیبارٹریز والے دو طریقے عمل میں لاتے ہیں۔ پہلا عمل ڈسک میتھڈ کہلاتا ہے۔ اسمیں آواز کا عکس ایک مومی قرص پر لیا جاتا ہے۔ اور اس سے پھر آواز پیدا کر لی جاتی ہے۔ یہ عمل فلم لیتے وقت ساتھ ہی ساتھ کیا جاتا ہے۔ دوسرا عمل فلم میتھڈ ہے۔ اس میں ہلکی ہلکی لہروں کے ذریعہ آواز کی تصویر فلم ہی پر لے لی جاتی ہے۔ فوٹوفون اور موبی ٹون دونوں میں فلم میتھڈ ہی استعمال ہوتا ہے۔ فلم پر آواز کی زیر و بم سے ایک باریک مگر سخت جوڑ سا بن جاتا ہے۔ جبکی اندرونی سطح (جو فلم کی تصویر کے بالکل قریب ہوتی ہے) متموج یا لہروں والی ہوتی ہے۔ یہ سطح ان لہروں کے صحیح ترین عکس کی حامل ہوتی ہے۔ جو اصل موسیقی۔ تقریر۔ شور و غوغا۔ روپئے چلانے یا کسی اور آواز سے ہوا میں پیدا ہوتی ہیں۔ اس لئے نہایت باریک اور پر پیچ ونداں نے درحقیقت اصلی آواز کی

PICTURE SUP

لہرون سے مستقل اور صحیح ترین دستخط ہوتے ہین - دوسرے اور تیسرے عمل مین آواز کو فلم کی تصویر کے ساتھ مطابق کیا جاتا ہے اور اس طرح یہ خوف نہین رہتا کہ کہین کسی موقع پر وہ آواز نہ نکل آئے - جو فلم بالتصویر کے کام" .Action سے مطابق نہ ہو -

وٹافون

وٹافون کے طریقہ سے بولنے والی تصاویر بنانے مین سب سے پہلے کسی منظر کا فوٹو لینے اور ریکارڈ کرنے کے لیے ایک متحرک تصاویر بنانیوالے دارالعمل کی ضرورت ہوتی ہے جسمین چند خاص سہولتین مہیا کی گئی ہون - دارالعمل کے پاس کیمرے کی زد سے باہر ایک یا زیادہ مائیکروفون (یہ ایک آلہ ہے جس سے بذریعہ بجلی باریک اور دھیمی آوازون کو بلند کیا جاتا ہے) رکھے جاتے ہین - لیکن وہ ایکٹرون کے اس قدر قریب ہوتے ہین کہ حسب خواہش آوازون کو جذب کر سکین - جب سامان تیار ہو جاتا ہے تو کیمرے والے تصویر لینے مین اور یہ آلے آواز کا ریکارڈ لینے مین مصروف ہو جاتے ہین -

ان آوازون سے جو مائیکروفون کے نازک پردے سے ٹکراتی ہین' اس مین تھرتھراہٹ پیدا ہو جاتی ہے - اس تھرتھراہٹ کو ایک متموج یا برقی رو مین بدل دیا جاتا ہے' جو تارون کے ذریعہ ایک بند کنٹرول روم .Control Room مین پہونچ جاتی ہین -

اس کمرے مین یہ برقی رو ایسی ترتیب سے گذاری جاتی ہے - جس سے اس رو کے یا دوسرے لفظون مین آواز کے زیر و بم بہت واضح ہو جاتے ہین - اس کے بعد اس برقی رو کے تموج یا لہر کو میکانیکل یا متحرک تھرتھراہٹ مین تبدیل کیا جاتا ہے اور موم کے ایک نرم اور مصفا قرص پر ریکارڈ لے لیا جاتا ہے - اس خیال سے کہ فلم اور اسکی متعلقہ آواز مین (کوئی گیت یا کوئی تقریر وغیرہ) ایک دوسرے کے عین مطابق ہون - کیمرا اور قرص کو چلانے والے موٹر ایک ہی وضع اور ایک ہی جسامت کے بنائے جاتے ہین - انھین ایک ہی وقت مین اسٹارٹ کیا جاتا ہے - چنانچہ یہ ایک ہی وقت مین پوری رفتار کو پہونچ جاتے ہین اور ایک دوسرے کے ساتھ ہی چلتے رہتے ہین - کسی تھیئٹر یا سنما ہال مین ان محفوظ کی ہوئی آوازون کو دوبارہ پیدا کرنے کے لیے کسی خاص کاریگری کی ضرورت نہین ہے -

وہی پروجکیٹر جو عام طور پر فلم کو چلانے مین استعمال کیا جاتا ہے - کام آتا ہے - البتہ ریکارڈ چلانے کے لیے ایک ٹرن ٹیبل Turn Table کی ضرورت ہے - یہ پروجکیٹر اور ٹرن ٹیبل دونون ایک ہی قوت سے حرکت کرتے ہین اور اس طرح رفتار کو قابو مین رکھنے کا خود بخود انتظام ہو جاتا ہے - فلم چلانے کے لیے فلم اور ریکارڈ سے آواز پیدا کرنیوالی سوئی کو انکی مناسب جگہون پر نصب کر دیا جاتا ہے اب موٹر یا قوت متحرکہ کو سٹارٹ کرنے پر فلم اور ریکارڈ خود بخود ایک دوسرے کے ساتھ ساتھ

چلتے ہیں، سوئی کا ملنیکل یا تھرتھراہٹ آواز میں تبدیل ہو جاتی ہے، اور یہ آواز چند ہارنوں میں سے گذر کر جو پردے کے پیچھے ہوتے ہیں، فلم دیکھنے والوں کو سنائی دیتی ہے۔

موتی ٹون اور فوٹو فون

ان دونوں طریقوں میں آوازوں کی گرفت مائیکروفون کے ذریعہ کی جاتی ہے۔ یہ آواز کی لہروں کو برقی لہروں میں بدل دیتے ہیں۔ ان برقی لہروں کو جب زیادہ واضح کیا جاتا ہے تو یہ اس عمل کی وقت کی روشنی پر (جب ریکارڈ لیا جا رہا ہو) اثر انداز ہوتی ہیں۔ اور اسے (روشنی کو) اپنے تیز اور دھیما ہونے کے مطابق تیز اور دھیمی کر دیتی ہیں۔ یہ روشنی ایک نلکی میں ہوتی ہے جو فلم کیمرے کی پشت پر اس طرح نصب کی ہوتی ہے کہ اس روشنی سے براہ راست نگیٹو کے ایک تنگ کنارے پر پڑتی ہے۔ آواز میں ذرا سی تبدیلی کے ساتھ برقی رو میں بھی وہی تبدیلی ہو جاتی ہے۔ اور یہ بجائے خود اس روشنی پر اثر کرتی ہے۔

چونکہ یہ روشنی نگیٹو پر پڑتی ہے۔ اس لئے فلم کے ساتھ ہی ساتھ نہایت خوبی سے آواز کی تصویر آتی رہتی ہے۔

یہ فلمیں دکھانے کے لئے مندرجہ بالا عمل کا بالکل الٹا کرنا پڑتا ہے۔ اصل فلم جس میں "تصویر" اور "آواز" دونوں ہوں، کسی ایک اسٹنڈرڈ پروجیکٹنگ مشین (جو عام فلم چلانے کے لئے کام آتی ہے) میں سے چلائی جاتی ہے اور اس مشین کے ساتھ آواز پیدا کرنے والا یونٹ لگا دیا جاتا ہے۔ اس یونٹ میں ایک روشنی بھی شامل ہے، جس کا عکس آواز کے ریکارڈ پر (جو اصل فلم ہوتا ہے) پڑتا ہے۔ جب یہ آواز کا ریکارڈ روشنی میں سے گذر جاتا ہے تو یہ اس روشنی میں جو اس ریکارڈ میں سے ہو کر نکل رہی ہو۔ بالکل وہی تبدیلیاں پیدا کر دیتا ہے جو آواز کی اصل تصویر میں ہے۔ اس کے بعد یہ روشنی ایک فوٹو الیکٹرک مشعل پر پڑتی ہے۔ جو ان روشنی کی لہروں کو برقی لہروں میں بدل دیتا ہے۔ یہ برقی لہریں جو بہت نازک اور کمزور ہونے کی وجہ سے مائیکروفون پر اثر نہیں کر سکتیں ایک اور عمل کے ذریعہ لاؤڈ اسپیکروں تک پہونچائی جاتی ہیں۔ جو پردے کی پشت پر رکھے ہوئے ہوتے ہیں

متحرک تصاویر کی اس تازہ ترین اختراع نے بیشمار امیدوں کا دروازہ کھول دیا ہے۔ تعلیم و تربیت کے لحاظ سے بھی یہ ایک بہترین چیز ہے۔ جب دنیا کی مشہور سے مشہور شخصیتیں ایک چھوٹی سے چھوٹی جماعت کے سامنے نظر آسکیں گی تو دنیا کی مختلف قوموں میں رواداری اور ایک دوسرے کو اچھی طرح سمجھنے کے لئے ان فلموں سے بہتر اور کوئی دوسری چیز زیادہ مفید نہیں ہو سکتی۔"

شعلہ لکھنوی

REVIEW

Distributors :
...anta Film Hiring Service

آسمانِ فلم کا درخشاں ستارہ

ریکس انگرام کا قبول اسلام

یورپ کی دنیائے فلم میں ایک تہلکہ مچا فلمستان کا ہر عیسائی کفِ افسوس ملنے لگا کیونکہ ریکس انگرام فلمستان ذو دیوتائے اعظم تھا قبول اسلام کا اعلان کر دیا تھا۔

وہ حلقہ بگوش اسلام ہو گیا اُسنے تصویر کشی سے دست برداری اختیار کر لی اور اب تصویر حقیقی کا پرستار ہو گیا اسکی ہستی فلمستان میں بہت اہمیت رکھتی تھی۔ رڈلف ونیٹنو۔ ایور نو ویو۔ ہن الائس بیری وغیرہ جیسے ایکٹروں اور ایکٹرسوں کا فلم سے تعارف اسی نے کرایا تھا۔

دنیا نے نہایت افسوس سے سنا کہ فلمستان کی زندگی سے کنارہ کش ہو گیا ہے۔ مسلمانوں کی خوشی کی انتہا نہ رہی کہ اُس جیسا شخص اسلام کا غلام ہوا۔ لیکن اب تک بہت کم لوگوں کو معلوم ہو کہ وہ کیسے مسلمان ہوا اس کے سر کو اپنے آستانہ پر جھکا دیا یہ ایک نہایت دلچسپ واقعہ ہے جو پڑھنے کے قابل ہے۔

برادر ریکس انگرام کو فرانسیسی حکومت نے "ہز نوسر عظم" نامی فلم بنانے کے سلسلہ میں "دی گریٹ فیحین آف آنرز" کا خطاب عطا کیا۔ موصوف نے فلم سازی کے سلسلہ میں تمام ممالک اسلامی کی سیاحت کی ہے۔

دمشق۔ بغداد۔ مصر۔ طرابلس۔ قاہرہ جیسے مقامات کا فلمی مناظر اتار چکے ہیں۔ آپ کے فلم زیادہ تر عربی قصول اور کیریکٹر سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور یہ آپ ہی واحد ڈائرکٹر ہیں جنھوں نے عربی اخلاق و عادات اور طرز معاشرت کی اصلی تصویر فلم کے ذریعہ دنیا کے سامنے پیش کی۔ اس سلسلہ میں عربی علم ادب کا آپ نے جرمنی میں مطالعہ کیا۔ اور اس میں کافی مہارت پیدا کر لی۔

"دی عرب" "دی گارڈن آف اللہ" اور "صدائے بناؤ" نامی جیسے فلم آپ ہی کے شاہکار ہیں۔ سب سے بڑا احسان فلمستان پر موصوف کا یہ ہے کہ دنیائے فلم میں عرب ایکٹروں کا انکشاف آپ نے کیا۔ مسٹر جمیل اور مس رابعہ جیسی ایکٹرس اور ایکٹر آپ ہی کی تجربہ کار نظروں کی منتخب ہیں۔ "دی عرب" نامی

MISS. PUTLI & S. BABU RAO.
IN
DASHING HERO.

Distributors :
Masanta Film Hiring Service.

A SCENE FROM SWAMI

فلم میں آپ نے سنسنی خیز انکشاف کیا۔
مِس الائس ٹیری جیسی مشہور اور بہترین ایکٹرس کو اسکول کی زندگی سے نکالکر فلمستان کے اسٹیج پر عوام کے سامنے لاکھڑا کیا۔ جو آج کل آپ کی رفیقہ حیات ہیں اور جنھوں نے اپنے شوہر کے ساتھ اسلام قبول کرلیا ہے

برادر ریکس انگرام کس طرح مسلمان ہوئے

یہ راز بہت کم لوگوں کو معلوم ہے کہ برادر ریکس انگرام کو اسلام قبول کرنے پر اسلام کی کس خوبی نے مجبور کیا

امریکہ میں قاعدہ یہ ہے کہ جب کسی فلم کو بناتے ہیں تو اس میں کیریکٹر کی تمام خوبیاں پیدا کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھتے۔

وہ فلم کی صورت میں پیش کرنا نہیں چاہتے بلکہ واقعات کے مناظر بھی پیش کرتے ہیں اور اسی میں اپنی ہر کوشش صرف کردیتے ہیں۔

"دی ویلس فروم مینارٹ" نامی فلم برادر ریکس انگرام کے زیر نگرانی تیار ہورہا تھا۔ اس میں ایک منظر یہ بھی آتا ہے کہ دمشق کی ایک مسجد میں صبح کے وقت موذن اذان دیتا ہے اور اس اذان کی اذان سے خصوصاً حی علی الصلوٰۃ ۔ حی علی الفلاح کے صدا سے ایک ہاوی عین موقعہ پر گناہ سے بچ جاتا ہے۔

اس میں ایک ایسے شخص کی ضرورت تھی جو مسجد میں اس منظر کے وقت مسجد کے منارے پر اذان دے۔ برادر ریکس نے خیال کیا کہ اگر وہ کسی امریکن کو اس فرض کی ادائگی کے لیئے آمادہ کرینگے۔ تو ایک مدت مدید کی ضرورت ہے۔ اور پھر بھی یہ ممکن ہے کہ وہ اذان کی حرکت کی پوری طور پر نقل نہ کر سکے۔ اسلیئے انھوں نے دمشق سے ایک مصری موذن کو اس کام پر مامور کیا۔ منظر دمشق کی جامع مسجد کا تھا۔ کمرہ مسجد کے مینارے کے سامنے رکھ دیا گیا۔

موذن نے مصری قرأت سے اذان دینی شروع کی اس اذان کا اثر اللہ اکبر کی صدا کا رعب و برادر انگرام پر اس قدر غالب آیا کہ وہ اوسی وقت سے اسلام کے فریفتہ ہوگئے۔

اذان کی آواز اُن کے دل میں چبھ گئی تھی۔ انکا دل برائیوں سے پاک ہوچکا تھا۔ اسلام کے وہ شیدائی ہوچکے تھے۔ یہ کسے معلوم تھا کہ یہ معمولی سا منظر فلمستان میں انقلاب عظیم پیدا کردیگا۔ منظر ختم ہوگیا۔ اذان کی آواز بند ہوگئی۔ سب اپنے اپنے گھر چلے گئے۔ لیکن برادر ریکس اب وہ نہیں تھے جس حالت میں لوگوں نے انھیں چند گھنٹہ قبل دیکھا تھا۔

ان میں انقلاب عظیم پیدا ہوچکا تھا۔ وہ آئے انھوں نے مصری موذن کو دوسرے روز اپنے یہاں آنے پر مدعو کیا۔ لیکن وہ رات عجیب دو کرب میں کٹی۔ رات بھر وہ شیطان اور ایمان کی جنگ کا تصفیہ کرتے رہے۔ وہ سوچتے رہے کہ آیا ابھی ہولی ووڈ میں جہاں کہ شیطان کی حکومت ہے

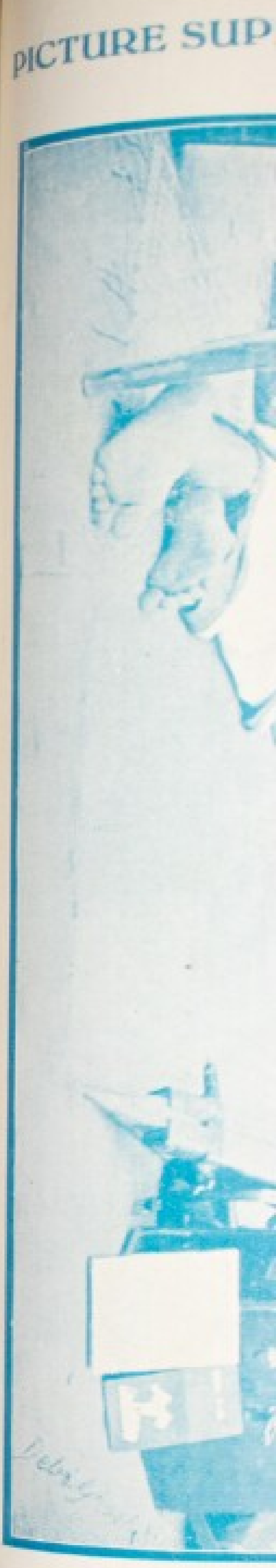

اپنی زندگی کا مستقبل گذار دیں یا اس کی پاپ کی دنیا کو چھوڑ کر نجات ابدی کی تلاش میں نکل پڑیں آخرش علی الصباح وہ بستر سے اٹھے انھوں نے جھک کر خدا کے سامنے دعا کی :-

"خداوندا! مجھے نیکی کے راستہ پر چلا میری نجات ابدی کی تلاش میں رہنمائی کر"

اب انھوں نے مصمم ارادہ کر لیا تھا کہ اس فلمی زندگی اس ناپاک زندگی کو ہمیشہ کے لئے خیر باد کہہ دینگے۔ اور عرب مسلم بھائیوں کی جماعت میں بود و باش اختیار کریں گے۔ اسکے تمدن کو زندگی کے مقصد اعلیٰ میں داخل کریں گے۔

یہی تمدن ان کی روزانہ زندگی کا پروگرام تیار کریگا۔ دوسرے دن مصری موذن حسب وعدہ حاضر ہوا۔ برادر رکیس انگرام کا وہ سر جو کبھی کسی کے سامنے نہیں جھکا تھا وہ بے نیاز سر محبت اور تعظیم سے جھک گیا۔ آپ نے اسکے دامن کو بوسہ دیا اور کہا:-

"میرے بزرگ! میرے پیشوا" حقیقی مسرت کا آبحیات کہاں مل سکتا ہے مجھے بتلایئے"

مصری موذن نے انھیں اطمینان دلایا اور اسی روز سے برادر رکیس انگرام قرآن شریف کی باقاعدہ تعلیم حاصل کرنے لگے ۔ آج آپ قرآن مجید ختم کر چکے ہیں۔ اور پانچ وقت نماز باقاعدہ اور باجماعت ادا کرتے ہیں۔

ہالی وڈ ایسی ہستی سے محروم ہو چکا ہے۔ فلمستان کا ملکہ اعظم رکیس جیسے ڈائرکٹر کے کھو جانے پر غم کے آنسو بہا رہا ہے لیکن برادر رکیس امریکہ سے ہزاروں کوس دور افریقہ کی تپتی ہوئی زمین میں اپنے عرب دوستوں کے ساتھ ہنسی خوشی زندگی گذار رہے ہیں۔

کیوں مسلمان ہوئے؟

برادر رکیس نے کیوں اسلام قبول کیا۔ کیا کسی نے ان پر تلوار اٹھائی تھی۔ کیا کسی نے انھیں زر، زمین یا حسین عورت کا لالچ دیا تھا۔

وہ عالمگیر شہرت کا تنہا مالک تھا۔ انگلستان کی پوری آبادی اس پر فخر کرتی تھی۔ دولت کی اس کے پاس فراوانی تھی دولتمند سے دولتمند عورت اس سے شادی کرنیکی آرزو مند تھی۔

فلمستان کی حسین ترین ایکٹریس وہ ایکٹریس جس پر لاکھوں فلم بین حضرات فدا تھے جس کے پاس روزانہ ہزاروں اس کے حسن کی تعریف میں خطوط آتے تھے۔ وہ اس کی رفیقہ حیات تھی۔ پھر کس چیز نے اسے اسلام قبول کرنے پر مجبور کیا۔ کس خوبی نے اس کے دل پر اذان کی آواز کا اثر منقش کیا۔

وہ حقیقی مسرت تھی ہالی وڈ کے جگمگاتے ہوئے ہوٹل فردوس نظر ناچ گھر۔ حسین عورتیں عیش و عشرت کے جشن۔ عشق و محبت کی داستانیں غرضکہ کوئی چیز بھی اسے دائمی مسرت نہیں بخش سکی۔ وہ ایسی خوشی کا متلاشی تھا جو اسباب خوشی کے فنا ہو جانے کے بعد تک باقی رہے۔

ایک تصویر کے دو رُخ

مس سلطانہ اور "نئی روشنی" کا ایڈیٹر

"ذیل کا مراسلہ ہمیں بذریعہ ڈاک موصول ہوا ہے۔ جسے ہم بجنسہ اس اشاعت میں شائع کرتے ہیں۔ واقعات کیا ہیں؟ ہمیں اس کے متعلق ابھی تک خاص طور پر کوئی علم نہیں۔ تحقیقات ہو رہی ہے۔ اور انشاءاللہ مسٹر زاہد القادری اور مس سلطانہ کے اس قضیۂ نامرضیہ کے متعلق ہم جلد کوئی رائے قائم کر سکیں گے۔" (ایڈیٹر)

میں ایک عرصہ سے ارادہ کر رہا تھا کہ مسٹر زاہد القادری صاحب کے اُس مضمون کا جواب جو نئی روشنی کے جنوری نمبر میں بعنوان "مس سلطانہ کے متعلق حیرت انگیز انکشاف" شائع ہوا ہے۔ لکھوں، مگر کچھ اپنی عدیم الفرصتی اور کچھ علالت کے سبب سے معذور رہا۔ اب اواخر اپریل میں چند ماہ بمبئی رہ کر جو وہاں سے واپس ہوا، اور قدرے فرصت پائی تو اپنے مقصد کی تکمیل کرتا ہوں۔

حقیقت یہ ہے کہ اول تو جناب موصوف کو اس میدان میں نہ آنا چاہیئے تھا کہ یہ ایک ادبی رسالہ کے ایڈیٹر کی شان سے بعید تھا۔ دوسرے جناب ادیب ہونے کی حیثیت سے میدانِ ادب ہی میں خامہ فرسائی کرتے تو اچھا تھا، مگر افسوس نہ معلوم کس جذبہ کے ماتحت اس قسم کے مضامین لکھنے پر تیار ہوئے۔

اول اول آنجناب نے محترمہ مس زبیدہ خاتون کے متعلق جو تعریفی لٹریچر شائع کئے اور اُن کو جن جن خوبیوں سے نوازا، اُن سے ہندوستان کا ایک ایک فرد واقف ہو چکا ہے۔ پھر ضمن میں مس سلطانہ بھی اس مدح سرائی سے نہ بچ سکیں۔ نیز ایک عرصہ تک نئی روشنی کے کالم ان حسن کی دیویوں کی وصف و ثنا سے لبریز نظر آتے رہے۔ لیکن نئی روشنی کے جنوری نمبر میں مسٹر موصوف کے خیالات میں یکایک حیرت انگیز تبدیلی دیکھ کر ہمیں حیرت ہوگئی۔ سب سے زیادہ اس بات پر کہ:—

"سلطانہ ایک بدترین فریب کار اور عیار عورت ہے۔ اور اُسکی زندگی کا مقصد صرف اس قدر ہے کہ اپنے بناوٹی اور مصنوعی حسن سے شریف آدمیوں کو فریب دیکر اُن سے ناجائز فائدہ حاصل کرے۔"

انگشت بدندان ہو گئے۔ مگر ابھی پہونچکر جب اصل واقعات ہماری روشنی میں آ گئے۔ تو بہ حیرت زدہ ہو گیا کیا جناب کو پہلے سے ان واقعات کی اطلاع نہ تھی۔ اگر تھی تو آپنے قصداً یا کسی جذبہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے ان واقعات کو چھپایا۔ اور عام پبلک کو مغالطہ میں رکھا۔ اور اگر نہ تھی تو آپنے ابتداً تحقیق کرکے کیوں نہ لکھا۔ اب اتنے عرصہ کے بعد تحریر فرمایا جا رہا ہے کہ سلطانہ ایسی ہے اور ویسی ہے۔ سبحان اللہ! قصداً تو وہ شور اسوزی یا بہکی ہ

یہ کوئی کھیل نہیں حضرت بخود سجدا۔
آپ بدنام نہ ہوں عشق کو رسوا نہ کریں

اصل بات یہ ہے کہ مسٹر شیروانی (جو کسی زمانہ میں تو فاطمہ کے شوہر تھے اور مسٹر موصوف کے دوست) ان سے اور مس فاطمہ سے باہمی ناچاقی ہو گئی ہے۔ (ملاحظہ ہو نئی روشنی جنوری نمبر صفحہ) جب تک ان دونوں میں خوشگوار تعلقات رہے۔ علامہ دہلوی بھی زبیدہ اور سلطانہ کے مدح سرا رہے۔ اب جبکہ ان دونوں میں مخالفت ہو گئی۔ آپ بھی اس خیال سے کہ شیروانی صاحب سے مراسم دوستیانہ میں فرق نہ آنے پائے۔ ان ناجائز گندے اور گندے حملوں پر اتر آئے۔ اور بہت ممکن ہے کہ یہ انکشاف محترمہ مس سلطانہ کے دوران مقدمہ میں ہوا ہو۔ جو چند فلین ایبل ڈاکوؤں کی شرارت سے ان حسین و جمیل ایکٹریس پر دائر ہے۔ لیکن مسٹر موصوف نے مس سلطانہ کے متعلق جو انکشاف کیا ہے وہ جس حد تک صحیح یا غلط ہے مگر خود جناب کی پوزیشن کس قدر صاف ہے۔ اور آپ خود سوسائٹی کے کتنے بڑے مجرم ہیں۔ ملاحظہ ہو اسی نمبر میں آپ علیگڈھ کی سیاحت کا تذکرہ کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

"آج حسن اتفاق سے مینٹو سرکل کے قریب محترم دوست مسٹر اے۔ اے شیروانی سے ملاقات ہوئی۔ یہ بزرگ ایک با عظمت خاندان کے رکن۔ ایک ہائی سوسائٹی کے ممبر وکٹوریہ فلم کمپنی بمبئی کے مالک محترمہ فاطمہ بیگم کے شوہر مس زبیدہ اور سلطانہ کے سوتیلے والد اور میرے قبلہ و کعبہ ہیں۔"

نہ معلوم قبلہ و کعبہ سے یہاں کیا مراد ہے۔ خیر یہ تو وہی سمجھ سکتے ہیں۔ پھر آپ آگے چلکر ڈاکٹر محمد احمد صاحب خیری کے یہاں کی دعوت کا تذکرہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں :-

"اسی محفل نشاط میں "نئی روشنی" کی مضمون نگار محترمہ مس لطیفہ سے ملاقات ہوئی
یہ میری دیرینہ کرمفرما خاتون ہیں۔ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قدرت نے کسی خاص
فرصت کے وقت میں انکو بنایا ہے۔ نہایت خوبصورت اور دلفریب اور دلکش چہرہ،
بڑی بڑی پر کیف اور مخمور آنکھیں، سرخ سپید رنگ، یاقوتی ہونٹ، متناسب اعضاء
ہر ادا مستانہ سر سے پاؤں تک چھائی ہوئی"

معزز ناظرین! ملاحظہ فرمایئے! یہ علیگڈھ کی ایک تھرڈ کلاس طوائف کی مدح سرائی ہو رہی ہے۔ وہ لطیفہ خاتون جو باکمال ادیب ہیں، ادیب ہیں۔ ممکن ہے کہ پبلک کو دھوکا ہوا ہو۔ مگر علیگڈھ پنچ کے معزز ایڈیٹر مسٹر جمال عابری

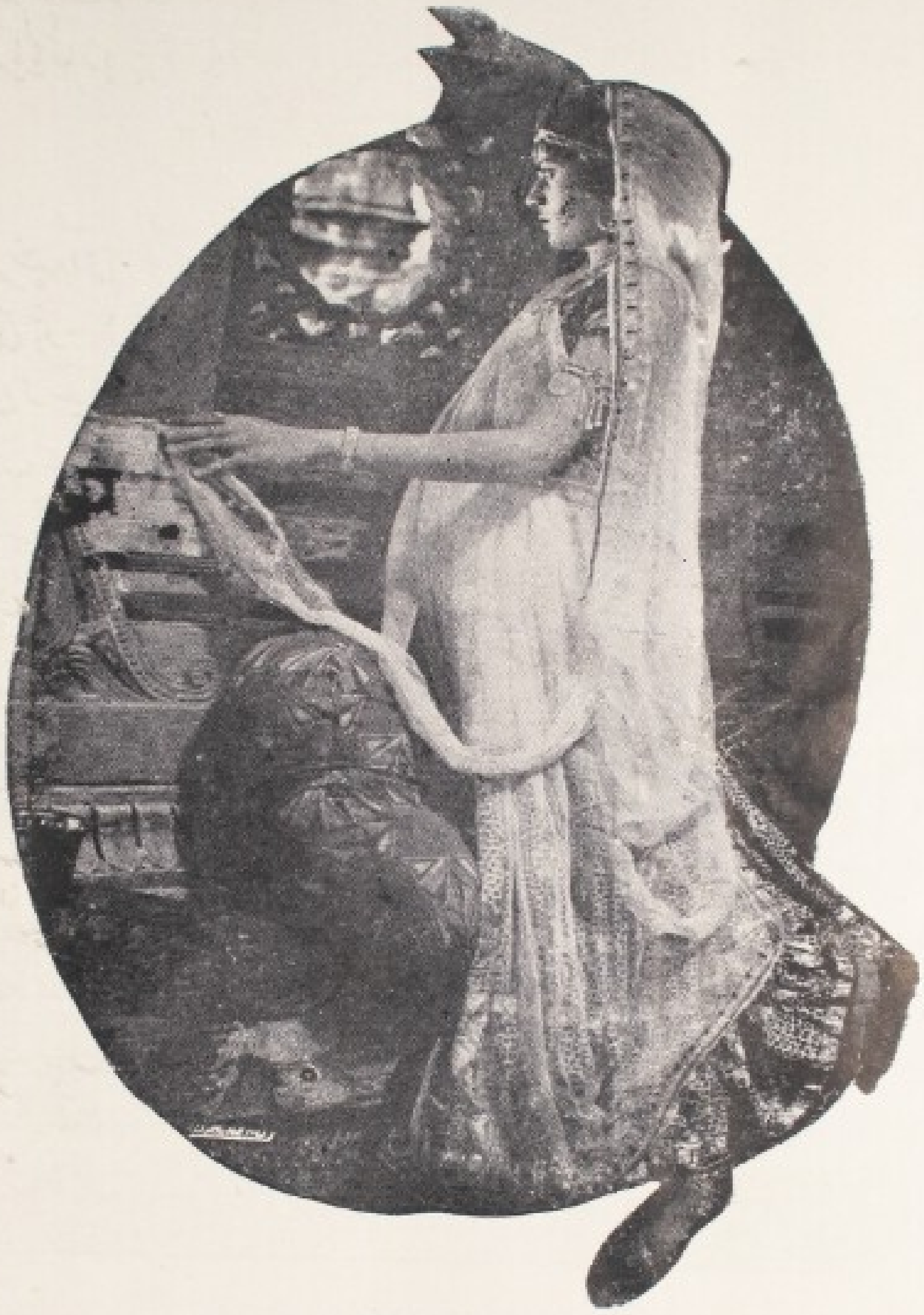

MISS. MOHINE
IN
"PEACE MAKER"

MISS. KAJJAN BAI.
THE FAMOUS INDIAN DANCER WHO HAS AGREED TO ACT AS SHIRIN IN MADANS TALKIE "SHIRIN-FARHAD"

نے ۱۸ فروری سنہ ۱۹۳۱ء کے علیگڈھ پنچ مین اس حقیقت کو واضح طور پر عریان کر دیا ہے کہ یہ مس لنمیہ کون ہے۔ اور وہ مس لنمیہ کون!

افسوس ہے کہ ایک ادبی رسالہ کا ادیب ایڈیٹر تعلیم یافتہ سوسائٹی اور سنجیدہ طبقے کو کس طرح گمراہ کر رہا ہے ایک تھرڈ کلاس طوائف پر رنگ آمیزی کر کے اُس کو جنت کی حور یا پرستان کی پری بنا کر ادبی وقار کو کس طرح تباہ و برباد کیا جا رہا ہے۔

اب یہ فیصلہ معزز ناظرین پر ہے کہ سوسائٹی کے لیے خطرۂ عظیم محترمہ مس موصوفہ ہین' یا دہلی کے یہ سحر طراز ادیب؟ (اُمید بریلوی)

مس کجن ——— کو ——— ٹوکی فلم مین

صرف اس لیے لیا گیا ہے کہ اسکی آواز اچھی ہے — اور اب ٹوکی فلم مین زیادہ تر گانے ہوا کرین گے

اگر آپ

انکی رقص آمیز محفلون مین پر کیف گانون سے لطف اندوز ہونا چاہتے ہین تو سب سے پہلے

پروفیسر عبد العزیز صاحب

کی شاگردی حاصل کیجیے۔ ان کے یہان اس قسم کے شاگردون کے لیے بہت ہی اچھا انتظام ہے — اور یہ صرف ان کا دعویٰ ہی نہین بلکہ واقعہ ہے کہ وہ آپکو کم سے کم عرصہ مین طبلہ، ستار، سارنگی بجانا اور ان باجون پر گانا اپنی انوکھی ترکیب سے اُستاد بنا سکتے ہین۔ وقت ملاقات ۶ بجے صبح کر گیارہ بجے دوپہر تک اور شام ۶ بجے سے ۱۰ بجے رات تک

پتہ:-

مکان نمبر ۵۵ — تین منزلہ (پرسہ منزلہ میز)

سنٹرل ایونیو (چترنجن ایونیو) سگرٹ کے اڈور ٹائزنگ کے اوپر

ہیضہ کی بہترین دوا

شانتی دھارا

رجسٹرڈ

کی ایک شیشی اپنے پاس ضرور رکھیے!

فی شیشی ۸؍

(ملنے کا پتہ) دواخانہ شانتی دھارا نمبر ۴۲ کولوٹولہ اسٹریٹ کلکتہ متصل دفتر جمہور (حبرن باڑی لین کے سامنے دو منزلہ)

سودیشی ایکٹنگ

حضرت ناشاد بی- اے- ایڈیٹر فلم ریویو

یادش بخیر، فی زمانہ "بدنصیبی سے" مشرق ادنیٰ کو جو مغرب دول کی تقلید کا "شیریں" مرض لاحق ہو رہا ہے یہ اگر مرض ہی تک محدود رہتا تو خیر- لیکن لعنت تو یہ ہے کہ اس سے تجاوز کر کے "حد جنون" سے بھی دو چند قدم آگے نکل گیا ہے مرض کا علاج تو حیطہ امکان میں ہوتے ہوئے سہل الحصول ہے لیکن جنون کا پیچیدہ مسئلہ اکثر و بیشتر ناقابل حل رہا ہے — تقلید تو بہ نفسہ ایک پسندیدہ مستحسن فعل ہے، بشرطیکہ اس کے محاسن و عیوب بھی پیش نظر ہوں، اور تقلید کو اسی اعتبار سے حل کرنے کی سعی مبارک کیجائے - اور یہی مکمل تقلید ہو سکتی ہے لیکن خدا بھلا کرے ہندوستان کے "فرسودہ" قوائے ذہنیہ کا وہ مکمل تقلید و ناقص تقلید کے امتیاز سے بدرجہ اتم قاصر ہے — وہ اس تقلید کی خامیوں کو جو سراسر اسی کی "ممنون احسان" ہوتی ہیں "بزعم ہمہ دانی" نظر انداز کر دیتا ہے- اور اسطرح مغرب کیلئے ظرافت و تمسخر کا دلچسپ سامان بہم پہونچاتے ہوئے اپنی "کوتاہ نظری و تنگ دامانی" کا روشن ثبوت دیتا ہے-

آج ہندوستان کا فلمی شعبہ جس "حیرت انگیز" سرعت و تن دہی کے ساتھ سرگرم عمل ہے اور جملہ "سامان دلاویزی" سے قرین ہو کر اس مخصوص میدان میں جو "نظر فریب و رشک آمیز جولانیاں" دکھا رہا ہے؛ گرچہ اسکی یہ جولانیاں بزدلانہ و مکروہ ہی کیوں نہ ہوں وہ اہل نظر کے لئے محتاج تعارف نہیں — متعدد سودیشی فلم کمپنیاں "دیکھا دیکھی" سرزمین ہند کو اپنے "ستم ظریفانہ" وجود سے سرفراز فرما چکی ہیں- اور ابتدائے وجود سے آج تک مجموعی حیثیت سے ان کے صدہا خود ساختہ فلم ہائے "نظر نواز" ہندوستانی اسٹیجوں کو "تختہ مشق" بنا چکے ہیں- اور نہ معلوم دیکھئے کب تک یہ مضحکہ خیز جابرانہ "سلسلہ" قائم رہتا ہے — لیکن ان تمام فلموں کا سنجیدہ نظروں سے مطالعہ کرنے کے بعد بے تابانہ یہ قدیمی مگر حسب حال مقولہ ورد زبان ہو جاتا ہے کہ

گر ہمیں مکتب است و این ملا !
کار طفلان تمام خواہد شد !

یہ چشم ہائے "رخنہ جو" یا یوں سمجھئے "فتنہ ساز" اغماز ہیں کہ ان فلموں کی "رونمائی و جلوہ فگنی" سے عید میں محرم کا مزہ آنے لگتا ہے — ان کی معجلوہ طرز بیان و نازآفرینیاں" بھی چنگی طبیعتوں کو بھی منغض و مضمحل کئے دیتی ہیں — باعتبار فن تمامی فلم سرتاپا نقائص سے لبریز؛ عیوب سے پر شاید پانچ فیصدی ہی ایسے فلم ہونگے جو فنی کسوٹی کے متحمل ہوں تو ہوں — لیکن یہاں اقلیت نہیں، کثرت کی تنقید مدنظر ہے- فلم کی کامیابی کا زیادہ تر انحصار ایکٹنگ یعنی عمل پر ہے اور ایکٹنگ کا تمام تر تعلق اصحاب قلم سے وابستہ ہوتا ہے لیکن وائے بد شوقی عاملان "سودیشی" فلم! ان کی ایکٹنگ مجملاً لغویات سے مملو، و کلیتہً فطری نکات سے خارج ہوتی ہیں ایمان کی بات تو یہ ہے کہ حقیقی معنوں میں نہ ان کو رونا نصیب ہے نہ ہنسنا — ہائے "بات بھی کرنے کا سلیقہ نہیں نادانوں کو" — معلوم ہوتا ہے کہ منہ چڑھا رہے ہیں نہ غم کا عمل مناسب ہوتا ہے نہ خوشی کا عمل صحیح - واقعہ یہ ہے دفعہ

سے متعلق ہے۔ اور یہ اسی لحاظ سے حاملان واقعہ سے
جذبات طلب کرتا ہے۔ لیکن انکا قلب غیر حساس حسب عندیہ
جذبات کی ترجمانی سے قاصر رہتا ہے۔ خوشی کی مانگ ہوتی
ہے لیکن ان کے خد و خال سرور و انبساط کے حقیقی تاثرات
سے تقریبًا بے نیاز ہوتے ہیں۔ ان "دیدہ زیب" حرکات
سے یہ امر صاف واضح ہو جاتا ہے کہ ان کا ڈرامہ سے کوئی
دور کا بھی واسطہ نہیں۔ اگر ہے بھی تو محض نیا جذبہ یا کبر
ان کی "خودی"۔ اس کی روادار نہیں کہ انکا قدم عملی میدان
میں جنچا و تلا ہوا پڑتا ہے۔ بلکہ وہ تمام واقعات متعلقہ کو غیر ذاتی
تصور کرتے ہیں۔ اور ضمنًا و عادتًا ہی ان کے حامل ہوتے
ہیں۔ اور یہی ان کی اہم ترین اصولی غلطی ہوتی ہے۔
اور اسی باعث وہ بلحاظ ایکٹنگ ناکام ہیں ———

غرض یہ کہ ان کی ایکٹنگ سر تا پا "شودیسی" ہوتی ہیں
اور لفظ "شودیسی" ہی بیک نگاہ "جانستان" جملہ نقائص کی
قلعی کھولتا ہے۔ جسطرح ہندوستان کی سیاسی و معاشی
دنیا میں "شودیسی" کا پرچار تمام فضا کو مکدر و مسموم کئے ہوئے
ہے اسیطرح اسکی فلمی دنیا میں یہ شودیسی ایکٹنگ باعث صد
حزن و ملال، وجہ طبعی تکدر و اضمحلال ——— مشرق یوں
بدنام کیا کم ہے۔ پھر سونے پر سہاگہ، شودیسی ایکٹنگ کی
یہ نفرت انگیز مضحکہ خیزیاں مغرب کی "جلالی" نظروں میں اس
"غریب الدیار" کی جہالت و بدمذاقی میں خاطر خواہ اضافہ کر رہی ہیں
لیکن ذمہ دار اصحاب کی "کوتاہ نظری و شوریدہ سری" کے
صدقے جائیے وہ کب "نام و نمود کی بیجا ہوس" میں ان "نشہ
ایمان" کو آنکھ لگاتے ہیں۔ عملی بے عنوانیاں ہیں کہ ایک
سیاہ گھٹا کی بہیت شکل میں "ان سروں پر" "بے تابانہ نثار"
ہو رہی ہیں۔ لیکن ان کا "زعم ہمہ دانی" کب ان کو ان کی
جانب "نظر التفات" اٹھانے دیتا ہے ——— ارشاد احمد

کیا شان بے نیازی" ہے ———
چند ماہ گذرے ناچیز کو اپنی "شومیٔ قسمت" سے پیل سینما
کلکتہ میں جسکو غالبًا "شودیسی فلموں کی قدمبوسی کا سب سے
زیادہ فخر حاصل" ہے ایک فلم دیکھنے کا اتفاق ہوا۔
مگر فلم کا نام بتانا یا لکھنا دل نے گوارا نہ کیا۔ اسی سے قارئین پتہ لگائیں
کہ یہ فلم باعتبار فن کس حدتک کامیاب ہوگا۔ بہرحال منجملہ
ایکٹنگ کی دیگر خامیوں کے ایک فاش غلطی یہ بھی کہ ———
ہیروئن کا شوہر اپنے ایک معتمد مگر نفس پرور دوست کے ہاتھوں
"کشاں کشاں" لال کوٹھری "کی ہوا خوری" کو تشریف لیجاتا ہے
سالہا سال کے بعد میعاد ختم ہونے سے پہلے ہی وہ قید خانہ کی
چہاردیواری کو "دزدیدہ نظروں سے" دیکھتا ہوا دوبارہ آزادی
کی سانس لینے میں کامیاب ہوتا ہے۔ لیکن ایک عجیب
ہیئت کذائی کیساتھ۔ ڈاڑھی سینہ کو چومتی ہوئی ہوتی ہے
سر کے بال بے ترتیبی سے بڑھے ہوتے ہیں۔ نکتہ رس
آنکھیں بھی مشکلوں سے اسکی "اُس قلندری" شخصیت کو پہچان
سکتیں۔ قصہ مختصر یہ ہے کہ ایک ضعیف العمر خمیدہ کمر آوارہ
گرد کی شکل میں وہ وطن پہنچتا ہے اور اپنے ہی کارخانہ میں
اسی دغاباز و نمک حرام معتمد کے زیر سایہ ملازم ہوتا ہے لیکن
اپنی شخصیت کو چھپائے اور غیبی مدد و انصاف کے ظہور کا انتظار
کرتے ہوئے ——— خدا خدا کرکے جزا و سزا
وقت موعودہ پہنچتا ہے ——— ادھر دشمن اپنے کئے کی سزا
پاتا ہے ادھر حق حقدار کو ملتا ہے ———

"اُس قلندری شخصیت" کا اظہار ہوتا ہے۔ حرماں نصیب
بیوی مصیبت زدہ میاں کو پہچان کر "صرف" "خوش ہوتی ہے"
اور قانع ہو کر اپنی جگہ ایک بت بن جاتی ہے۔ شوہر کا بھی
بعینہٖ یہی "فوٹو سے دلنواز" ہوتا ہے۔ اور بس تماشہ ختم ———
کتنی صریح و نمایاں غلطی! فطرتًا دونوں کو اسوقت شادی مر

ہونی چاہیے تھی۔ اس خلاف توقع مگر حسب خواہ ومسرت انجام پر طرفین کو ایک کیف زا و ہیجان آفریں منظر پیش کرنا لازم تھا۔ کبھی ہنسنا کبھی رونا۔ بیتابانہ گلے ملنا۔ رو رو کر ایک دوسرے سے لپٹنا ہنس ہنس کر جدا ہونا۔ حاصل کلام یہ کہ ایسے موقع پر فطرتاً جو اور جیسی حرکتیں عمل پذیر ہوا کرتی ہیں ان کا مشاہدہ از بس لازمی تھا ——— قارئین کرام ہی انصاف فرمائیں کہ یہ ایکٹنگ کی کس درجہ "ناقابل عفو" زبردست کمزوری تھی ——— خدا شاہد ہے اس وقت "ستم رسیدہ" دل نے تو یہی کہا کہ فلستانِ ہند کے اس "جابرانہ ستم ظریفانہ اقتدار" کے خلاف "سول نافرمانی" شروع کر دوں — اور کانگریس کے "قدیمانہ مگر مشفقانہ طرز عمل" کے برعکس تشدد کا بے پناہ مسلک اختیار کر دوں — اور قریب بھی تھا کہ ان "شور دیسانہ نوازشوں" کی بدولت "بارگاہ عالی" سے ایسے "فلمی مجرموں بلکہ غداروں" کے لئے حبس دوام بعبور دریائے شور کی سزا کا "نادری فتویٰ" صادر ہو جاتا۔ لیکن معاً اپنی "بے بضاعتی" کا خیال سد راہ ہوا۔ کلیجہ پر پتھر رکھا اور خون کے گھونٹ پی کر چپ ہو رہا ———

شور دیسی ایکٹنگ کے ایک اور "قابل قدر نمونہ" کے "دلفریب مشاہدہ" کا موقع پچھلے دنوں کا ہن اپنی "خوش بختی" سے شری تھیٹر کلکتہ میں نصیب ہوا۔ شری رنجیت فلم کمپنی کا ساختہ میجک فلم (magic flame) نامی فلم جس پردہ ہونے کو تھا ارادہ تو نہ تھا کہ بیٹھے بٹھائے جان بوجھ کر "مفت کی دردسری" مول لوں۔ شور دیسیانہ فلمی "قلابازیوں و لذت اندازیوں" سے جی پہلے ہی سیر ہو چکا تھا۔ ان "کارہائے نمایاں" کی "شاندار" حقیقت اظہر من الشمس تھی ——— لیکن انسان را انسان ہونا ہے اپنے ایک دیرینہ کرمفرما کی "کرمفرمائیوں" سے مجبور ہو گیا ممدوح نے فلم زیر بحث کے "محسن کمالات و رنگینیٔ کرامات" کچھ ایسے "سحر ستان" پیرایہ بیان فرمائے کہ میں "ہیرا ڈوسی طور پر" ایک

محو کے لئے خیالی لذتوں میں مجبور ہو کر رہ گیا۔ تو لطیف ... بین حتی الوسع کوئی کسر نہ اٹھا رکھی گئی اور ساتھ ہی "بیچگی دل" یہ "تہلک" وعدہ بھی فرما دیا کہ ایک چار آنہ دو چار آنے کی "آرام دہ" سیٹ پہ بٹھا دونگا۔ یہ ہوس خیز وعدہ میرے لئے ایک "بلائے مبرم" سے کم نہ تھا۔ فلم کا یہ "تعریفی طومار" تو مجھ جیسا "گرگ باران دیدہ" کو کیا خاک ابھار سکتا تھا۔ ہاں ممدوح کا یہ بے پناہ وار "پیسہ میں بارہ مزہ" خالی نہ گیا۔ اور تو بہ لے ہی کے رہا۔ خیر صاحب ہنسی خوشی چونی کی "قربانی" کی اور "انٹری" کا اعمال نامہ ہاتھ میں لئے ہوئے ایک "شان بے نیازی" سے بل کھاتا ہوا "دقیانوسی" کرسی پہ متمکن ہو گیا۔ لیکن خاموش "ذہنی کوائف" میں تلاطم ...... "بعد از خرابی بسیار" اس "عجوبہ روزگار" فلم کی رونمائی کا وقت آیا اور عکاسیہ تندہ دل گرفتہ "معصوم" پبلک کے نعرہ ہائے مسرت کے درمیان اسکرین پہ عکس ریز ہو کر شور دیسیانہ فلمی چیلون کی "بو قلمونی خصوصیات" سے ناظرین کو سیراب کرنے لگا ——— پبلک پہ اس فلم کی "لاجواب جدت طرازی" کا کیا اثر ہوا اس کو اسکی "تفریح بلفظ طلب طبع" سے پوچھا جائے۔ لیکن "راقم" کا تو یہ حال ہے کہ خدا جھوٹ نہ بلائے تو اب تک اس کی "حسن ہو" میں یاد دلیں لئے ہوئے اس کی "حسب توقع" نوازشوں سے فیضیاب ہو رہے ہیں ——— بس بالکل اسم بامسمیٰ فلم تھا۔ جادو کے وہ وہ "نظر فریب" کرتب دکھائے کہ طلسم ہوشربا بھی گرد ہو گیا۔ روپ میں وہ "تحیر خیز" سوانگ بھرے کہ عمرو عیار کی روح بھی "گوشۂ عافیت" میں تڑپ اٹھی ہوگی۔ اس پہ ایکٹنگ کا حسن کمال تو اور بھی چار چاند لگا گیا۔ ایسے "روح پرور کمالات" کہ فلستانِ مشرق کے "آستانِ فیض ترجمان" پر مغرب اپنی جبہ سائی کو ایک فخر سمجھے ——— ایکٹنگ کی دلنوازی

ملاحظہ ہو شاہزادی وسنتی (ہیروئن کا نام) شیطانی مکر و فریب کی شکار ہو کر صحرا بہ صحرا ماری پھرتی ہے ۔ محل سرا سے دور بے یار و مونس، تن تنہا منزل کی دشواریوں کا "گشادہ پیشانی" مقابلہ کرتی جاتی ہے ۔ چلتے چلتے درخت میں لگی ہوئی کیلے کی گود پہ اس کی للچائی ہوئی نظر پڑتی ہے ۔ اور "ایک خاص انداز سے" بیتابانہ نہیں، اس طرف ہاتھ بڑھا دیتی ہے ۔ پانی کا چشمہ دیکھتی ہے ۔ "اوڑ خراماں خراماں" اس جانب رخ کرتی ہے ۔ تب جا کے کہیں ان بے "لطون" کا پردہ فاش ہوا ۔ کہ ہیروئن پہ تشنگی و گرسنگی دونوں کا غلبہ تھا ۔ ورنہ اس سے پہلے اس کے "دیدہ زیب" اطوار بالکل سلجھے ہوئے معلوم ہوتے تھے ۔ ہنس مکھ بشرے پر متانت و سنجیدگی صاف کھیل رہی تھی ۔ ضعف و تکان کا نام نہ تھا ۔ قدم میں لغزش ہونے کی بجائے "ثبات مردانہ" تھا ۔ شدت افکار نے وضع قطع و ملبوسات میں کوئی نمایاں تغیر شکن نہ پیدا ہونے دی ۔ وہی بانکپن، وہی سج دھج ۔ "معلوم یہ ہوا کہ" انتشار قلبی کا اظہار اس نے اپنے "عزم راسخ و پختہ ایمان" کے سامنے باعث ہتک سمجھا ۔ لاریب شاہزادی وسنتی کا یہ "اولوالعزمانہ ضبط و تحمل" لائق صد تحسین تھا ———

اُف کس درجہ مضحکہ خیز و خلاف فطرت عمل ! ———

اسی ضمن میں فلم زیر بحث کی ایک مزید "شو دلیپانہ خصوصیت" فی الفطر نگاہ سے قابل ذکر ہے گو یہ عمل کی غلطی ہی نہیں ۔ لیکن چونکہ اس کا تعلق اس حصۂ فلم سے ہے اور یہ اپنی جگہ ایک نمایاں "حوصلہ شکن" غلطی ہے ۔ اس وجہ سے اس کا اظہار ضروری ہے ——— جس وقت "لائق" ہیروئن بھوک کے ظالم ہاتھوں "کیلوں کی جانب" "دست شفقت" بڑھاتی ہے، عین اسی لمحہ ایک دوسری عورت وہاں وارد ہوتی ہے ۔ اپنی جائداد کو غیر کے بیجا تصرف میں جاتے ہوئے دیکھ کر عورت کی "آنکھوں میں خون اتر آتا" (کی واسطہ) اور "چور چور" پکار کر کنبہ والوں کو ہوشیار کرتی ہے ۔ اس سے آگے کیا واقعہ ہوا اس سے بحث نہیں ۔ دکھانا یہ مقصود ہے کہ یہ عورت اس سے قبل شہزادی وسنتی کی دایہ کے روپ میں دکھائی جاتی ہے اور یہاں پھر اسی کو ایک دہقانی عورت کی شکل میں پیش کیا جاتا ہے ——— کیوں یہ فن کی قابل توجہ "خدمت" نہیں ؟ سچ تو یہ ہے کہ ایک ہی ہستی کو دو مختلف شخصیتوں میں پیش کرنا کچھ شو دیسی فلم ہی کا حصہ ہو اور یہ امر نمایاں حد تک ذمہ دار اصحاب کے "حسن مذاق" پر روشنی ڈالتا ہے ۔

غرض یہ ہے کہ یہ فلم اپنی "شاندار نوعیت" کے لحاظ سے ایک ایسا ہی "انمول جوہر" تھا ۔ کہ اس کی نظر میں کالے وارد ابھی قسمت کو لئے جھک مارتا ہوں" ایک معمولی سی ترغیب میں پڑ کر "زہا سہا وقار" بھی اس فلم کی "کج ادائیوں" کی نذر کر دیا ۔ پیسوں کا تو مجھے افسوس نہیں، افسوس ہے "اپنی توجہ شکنی" کا جس کو میں ایک ناقابل "تلافی گناہ" سمجھتا ہوں ———

خیر نوشتہ اٹل ہے اور انسان مجبور محض ۔ انسان کی بے دست و پائی کا اس سے زیادہ روشن ثبوت کیا ہوگا ۔ کہ ابھی میں اس "ناکردہ" گناہ کو رو ہی رہا تھا اور اس کا کفارہ (اگر کوئی کفارہ ہو بھی سکتا ہو) حسب توفیق ادا بھی نہ کیا تھا کہ "شامت اعمال" سے اپنی غلطیوں کی "تاریک فہرست" میں ایک اور اچھوتی غلطی کا اضافہ کر گیا ———

وہی اسٹیج اور اسی کمپنی کا ساختہ ایک دوسرا "شاہکار" ——— گلوری آف انڈیا ([illegible]) یا نور وطن کے نام کی "ہر دلعزیزی" نے نہیں مجھے اس غلطی کے ارتکاب پر آمادہ کیا ۔ بلکہ میری "وارفتگی" کا "واحد ذمہ دار" فلم کی دو رخ ...

"ایک لطیف شخصیت" کا مقدس" وجود تھا جو اس فلم پر "چندے آفتاب چندے ماہتاب" بن کر چمکتا تھا —— فلستان ہند کے اس "قابل صد ناز" "درخشندہ نجم" کی ہنگام پرور و منظر نواز خونفشانیوں کی "خوفناک داستان" زمانہ سے سنتا آتا تھا - اور "ابتدار شعور" ہی سے اس فلمی اختر کے ستودہ خصال" کا اپنی "جوشیلی طبعیت" کے باعث "نادیدہ" عاشق تو کہہ نہیں سکتا، مداح ہوگیا تھا اور "در پردہ" اس "یگانہ روزگار شاہد رعنا" کی زیارت کی "بہ خشوع و خضوع" دعائیں مانگا کرتا — جو اللہ کے چاہے دعاؤں کو مستجاب ہوتے دیکھا اور "ماہ سندھی" کو "برج شتری ریختہ" سے نکل کر "افق سینمائے لطیفیہ" پہ جلوہ کناں ہوتے سنا - تو بے ساختہ طبیعت مچل گئی - "کچے دھاگے میں بندھے آئینگے سرکار ہمارے" کا مصداق، دل میں صدہا خوشگوار شیرین ارمان "لئے بلا امداد غیرے" اسی "دقیانوسی" کرسی پہ جا ہی تو ڈٹا تھا — ابھی "ماہ سندھی" کے نزول اجلال میں چند لمحوں کا وقفہ تھا — لیکن میری سرشاری و وارفتگی کا یہ عالم کہ انتظار کا ایک ایک لمحہ روح فرسا کسی طرح "قیامت صغریٰ" سے کم نہ تھا —— دل طرۂ "لیلائے فلم" کا گرفتار، وہ آنکھیں جاذب صفِ سکرین جسپر یہ فلمی طیلا اپنے شک رنگ گیسوؤں کو بکھیر کر اس کی دلاویز خوشبوؤں سے مری طرح بہت سے کم نصیبوں کے دلوں کو پامال کرنے والی تھی - —— خیر، میری لیلا نے میرے دل کی بیشمار دھڑکنوں کے "زیر سایہ" "رخ زیبا" کر نقاب اٹھایا — "اف" ایک بجلی تھی جو چمکی، چکا چوند کر گئی، اور گرتے ہی خرمن صبر سکون کو خاک سیاہ کر گئی —— چشم بد دور، کیا ضیائے ستارہ تھی! میں تو سراپا خلاف توقع اسی میں غرق ہو کر رہ گیا — حسن کمال تھا کہ کبھی تو کلیجہ میں تیر کبھی نشتر بن کر پیوست ہوا — قاتل الفنون

کا یہ عالم کہ عملی میدان میں "فی البدیہہ و حسب فطرت" "قدم کہنہ مشق" پڑتا اور قدم قدم پر آنکھیں بچھانے کو جی چاہتا - یہ "کہنہ مشقی" کا اسی سے ثبوت ملتا ہے کہ شوبی ایکٹنگ کا ناقص پر تو "آپکی ذات" "سرچشمہ کمالات" پر بھی ایک حوصلہ شکن حد تک سایہ فگن تھا —— لیلائے فلستان مشرق نے کچھ اس "شانِ بے اعتنائی" سے کرنا (فلم زیر بحث کی ہیروئن کا نام) کا ذمہ دار پارٹ انجام کر گئی ہے آہ کہا ہے واہ ! - کلام عمل کی فصاحت لفظ لفظ سے ٹپکی پڑتی تھی —— ماشاء اللہ طبیعت کی نزاکت، فطرت کی پاکیزگی کا کیا کہنا! - باپ کی موت کی خبر سنتی ہو اور ذرا بھی تیور پہ بل نہیں آتا ہے - آنسوؤں کا دریا ہو کہ ساحل قلب ہی سے اٹکھیلیاں کر رہا ہے - تلاطم جذبات ہو کہ چہرہ کی بشاشت پہ صاف قربان ہو رہا ہو - باطن کا حال تو "تماشائی" کیا جانے لیکن آپ کا ظاہرہ حسب عندیہ طوفان کیفیات و محشر جذبات سے قطعاً مبرّو تھا —— "تقاضائے بشریت تو یہ تھا کہ اسوقت اس سانحۂ روح فرسا سے فطرتاً آپ کا آبگینۂ دل پاش پاش ہو کر رہ جاتا - اور آپکے اطوار اس درجہ دلگداز و غم نمو ہوتے کہ دیکھنے والوں کی نگاہیں بھی اثر پذیر ہوئے بغیر نہ رہتیں —— لیکن کس کی شامت آئی ہو جو کہے حق تو یہ ہے کہ "فلمی بیٹی" نے فلمی باپ" کو اپنا باپ ہی نہ سمجھا —— اگر سمجھتی تو کیا مجال تھی کہ آہ کرے اور دھواں نہ ہو —— صرف چہرہ کو ذرا شکن آلودہ کر دینا، منہ بسورنا، اور "فورِ غم" سے آنکھیں بند کر کے ایک "معنیٰ خیز" جنبش کے ساتھ سر کو "زینت دوش" کر لینا، جذبات غم و انتشار قلبی کی کامیاب مصوری نہیں ہو سکتا —— قصہ مختصر یہ کہ عملی میدان میں اس فلمی لیلا کی بھی "طفلانہ دامان"

ان "شو دلیسانہ مضمون" کا تو ربط تار تو کسی عنوان سے ڈھونڈنے ہی میں نہیں آتا — لیکن۔ سفینہ چاہئے اس بحر بیکران کے لئے ——

ڈرامہ کے معمولی اصحاب کو تو بالائے طاق رکھئے ان کی ایکٹنگ جیسی بھی ناقص ہوتی ہو — وہ دا منح روش — رونا تو اصل ہی ڈرامہ کے اہم ترین ارکان کا جو اپنی ذمہ داری کا بھی لحاظ نہ کرتے ہوئے علی میدان طرح طرح کی مضحکہ خیز بے عنوانیاں برت رہے ہیں — پھر اس پر، اپنے منہ میاں مٹھو یہ دعویٰ ہے کہ میں انڈین ڈوگلس (Indian Douglas) ہوں، میں انڈین ولما بینکی (Vilma Banky) ہوں، میں رستم زمان ہوں — تو میں لیلیٰ دوران — کس درجہ مضحکہ خیز و باطل دعویٰ — مغرب کا مقابلہ تمہارے بس کا نہیں۔ مغرب کا طریق کار تم سے جداگانہ ہے وہ اس کو ایک فن تصور ہوتا ہے اور مسلسل جد وجہد مشق و محنت سے فن کے تمام ضروری لوازمات کو حاصل کرتا ہے — لیکن تمہاری کمپنیوں کا تو رنگ ہی بیڈھب ہے — ان کا تو کوئی دستور اساسی ہی نہیں "ذاتی اغراض" کے لئے تمام فنی اصول کو خیرباد کہہ دیا جاتا ہے ان کا "تعصب و عناد" تمہاری "اولوالعزمی و فراخ دلی" کو سرسبز نہیں ہونے دیتا — اور بدیں وجہ تم ناکام و نامراد ہو — اللہ تمہاری حالتوں پر رحم فرمائے۔

حقیقت سے کون سا صائب الرائے دماغ انکار کریگا۔ عقل و تمیز سے کام لیجئے — مثلاً آپ پر یہ حقیقت بے نقاب ہو جائیگی کہ مذکورہ بالا نقائص کی ذمہ داری حاملان نادر نہیں بلکہ ان "شو دیسی ملاؤں" پر عائد ہوتی ہے جن کی زیر قیادت یہ "شو دیسی شاگرد" تعلیم و تربیت حاصل کرتے ہیں اور جب "ملا" ہی ناکارہ ہو تو پھر شاگردوں کا سلجھنا معلوم — جاہل! بد مذاق، نہ فن سے کما حقہ واقف، نہ اسکے سمجھنے کی صلاحیت، دو چار الٹے سیدھے احکام صادر فرمائے، اور "صیغۂ ڈائرکٹری" میں آ دھمکے — آفریں بر تو و بر حال تو! — لازم تو یہ تھا کہ پہلے آپ صنعت فلم سازی کو بطور فن مطالعہ فرماتے پھر ڈائرکٹری کا دعویٰ کرتے تو زیب بھی دیتا — ایکٹنگ کے ساتھ آپکا ماہر فن ہونا بھی آپ کے ساختہ فلموں کی کلید کامیابی ہے — "جان من" "ملا" کہلانے سے پہلے شاگرد بننا بہت ضروری ہے۔ لیکن مردہ دوزخ میں جائے یا جنت میں آپکو تو اپنے حلوے سے غرض ہے — چاہے آپ کی زیر قیادت تیار شدہ فلم ہزار فنی عیوب ہی سے کیوں نہ پر ہوں۔ لیکن آپ کی بلا سے — آپ کا "معزز عہدہ" تو بحال رہا — آپ کی "شان بے نیازی" میں تو کوئی فرق نہ آیا — سوال ہوگا کہ "ہی مقدس" ڈائرکٹری کے متعلق کیونکر اس قسم کی رائے "ناصواب و غلط" قائم کی گئی — بجا ارشاد ہوا — حق و صداقت کی نظروں سے آپ ذرا بہ نفس نفیس فلموں کا معائنہ فرمائیں۔ خود بخود آپ کو اسکا جواب شافی مل جائیگا — آپکے فلموں کی مضحکہ خیز بے عنوانیاں و بے ربطیاں ہی آپکی "لطیف شخصیت" کے راز کو طشت از بام کرتی ہیں ——

"ستم چشیدہ" دل کو کہتا ہے کہ جی کھولکر ان "فلمی ملاؤں" کی "تاریک ذہنیت" کا ماتم کیا جائے۔ لیکن اختصار ناگزیر — اور ساتھ ہی یہ خوف بھی لگا ہوا کہ ہماری یہ آواز حق و صداقت، صدا بہ صحرا نہ ثابت ہو — خیر بالا فرض آپکو آپکی خامیاں بتاکر راہ مستقیم پر لانے کا قصد تھا وہ ہم نے پورا کیا — سمجھ ... آپ آپنے گھر خوش ہم اپنے گھر خوش ......

خلاف توقع مضحکہ خیز ثابت ہوئیں — خدا لگتی تو یہ ہے کہ میں آپ کی جذبات نگاری کا بالکل قائل ہوگیا —

خوب!

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو اک قطرۂ خون نکلا

ہائے "جذبات وابستہ" کا کتنا بیدردانہ خون ہوا اب جا کے مجھے اپنی غلطی کا احساس ہوا اور اس احساس نے رفتہ رفتہ وحشت کے طبیعت کو کچھ اسطرح گدگدایا کہ مجھے اپنی خیریت پھر اسی "مسلک شفقانہ" پر عمل پیرا ہونے میں نظر آئی — لیکن معصوئ صورت پر ترس آگیا ضبط کیا اور طرح دے گیا ——

شودلیسانہ خذان "دلنواز" و گریہ "دلگداز" کی مکروہ داستان نے تو ضرور آپ کی "حب توفیق" ضیافت کردی ہوگی اب شودلیسانہ "شجاعت و مردانگی" بھی ایک لمحہ کے لئے آپ کی نظر التفات کی ممنون ہونا چاہتی ہے ——

پس پردہ آجکل زیادہ تر فلم واقعات ازمنہ سلف سے متعلق دکھائے جاتے ہیں — جن میں شمشیر بازی و شہسواری کو بھی چندگونہ دخل ہوتا ہے — اور یہ دونوں چیزیں ظاہر ہے کہ اپنی جگہ علٰحدہ علٰحدہ ہنر ہیں جن کا حاصل کرنا بغیر مشق و محنت ناممکن ہے — لیکن حاملان شودیسی فلم کی "شوریدہ سری" کو کیا کہیئے کہ وہ اس میدان دلاوری میں اس کمال بے جگری سے کود پڑتے ہیں — کہ ان کی ہستیاں باعتبار فن تمام و کمال مضحکہ خیز بن کے رہ جاتی ہیں — ہنر کی ایسی ایسی قلابازیاں کھاتے ہیں کہ کبھی تو ہنسنے کو جی چاہتا ہے کبھی رونے کو — بہر قسم طریقی تو دیکھیئے خواہی نخواہی اپنی "مدبرانہ" طبیعت سے نئی نئی جدتیں پیدا کر کے اور بھی ہنر کی مٹی پلید کر دیتے ہیں — ایک کا دوسرے سے مقابلہ لیکن ہمارا "شودیسی ہیرو" اپنی ملکوتی قوت کے بل بوتے پر سب پر حاوی ہوتا ہے اور کچھ اس "شان دلربائی" سے اپنا لوہا منواتا ہے کہ بیساختہ کلمۂ تحسین منہ چوم لیتا ہے —— پرواہ نہیں وار بھرپور پڑے اوچھا، الٹا پڑے یا سیدھا لیکن "منظور نظر" اس کے "جبروتی" قدموں کے سامنے "سر تسلیم و نیاز" جھکا ہی دیتا ہے — خصوصاً "صنف نازک" کا مقابلہ "صنف سخت" سے تو حد درجہ روح پرور و مسرت خیز ہوتا ہے — ہر ہر پہلو و ہر ہر ادا سے "جوش کمال" کی تیزی ٹپک پڑتی ہے ——

جب "آریہ ورت کی کنیا" "خاندانی وقار و قومی جوش" سے سرمست ہو کر "مدافعۂ دشت حنائی" میں یہ "مردانہ حربہ" علم کرتی ہے تو حریف کو کب یارا ہے دم زدن ہے کہ اس کی اس "دل آویزی" کی تاب لائے — وہ اسکی "شان جلالی" سے مرعوب ہو جاتا ہے اور ہار مان ہی لینے میں اپنی "خیریت" سمجھتا ہے —— "ایمان کی بات تو یہ ہے کہ فلمستان مشرق اگر کلیتہً نہیں تو تقریباً دونوں ہنروں سے نابلد ہے — اسکی شمشیر بازی "مداری کا تماشہ" اور اس کی "شہسواری" بچوں کا کھیل جس وقت ہمارا "شودیسی شہسوار" اچھلکر دفعتاً پشت مرکب پر "براجمان" ہوتا ہے تو خدا جھوٹ نہ بلائے تو "استادی" بھی اس کی "استادانہ کرامات" کا قائل ہو کر اس کے زانوئے کامل کے نیچے خر کا بل بن جاتا ہے — ہو ماشاء اللہ کہاں وہ مغرب کی طرح فن کی پختگی و ہنر کی صفائی؟ ارے بھائی، جو کام تمہارے بس کا نہیں خواہ مخواہ کیوں اس میں "دخل در معقولات" دیکر اپنے ساتھ فن کی مٹی بھی برباد کرتے ہو ——

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے —

مس گوہر کا اعتراف

چند سوالات اور انکے جواب

سوال :- آپکی پیدائش کہاں ہوئی ؟

جواب :- مین لاہور مین پیدا ہوئی -

سوال :- کیا آپ لڑکپن سے فلم کی شیدائی ہین ؟ آپنے متحرک تصاویر مین کب سے قدم رکھا ؟

جواب :- مین لڑکپن سے تصاویر کی شیدائی ہون اور میری ہمیشہ یہ خواہش رہی کہ اسمین شہرت حاصل کرون -

سوال :- سب سے پہلا فلم جسمین آپنے پارٹ کیا' وہ کونسا تھا' اور کہان آپنے یہ پارٹ کیا' یہ فلم معاشرتی افسانہ سے متعلق تھا' یا مذہبی افسانہ تھا ؟ پہلا مرد ڈائرکٹر کون تھا اور کس کمپنی مین آپنے پہلے کام کیا ؟

جواب :- پہلا فلم جسمین مین نے کام کیا' وہ "قسمت اور بیوقوف" تھا - اور سری کرشن کمپنی نے اسکو تیار کیا تھا -

سوال :- آپنے اس کے بعد کن فلمون اور کن کمپنیون مین کام کیا اور کون ڈائرکٹر تھے ؟

جواب :- مین نے تقریباً پچیس فلمون مین کام کیا ہے -

سوال :- اب جن فلمون مین آپ کام کرتی ہین' اس کو پہلے فلمون سے مقابلہ مین کیا خیال کرتی ہین ؟ کیا آپ خیال کرتی ہین کہ ایکٹنگ اور آرٹ کے اعتبار سے ان مین ترقی ہوئی ہے ؟

جواب :- بیشک فلمون نے ہر طرح ترقی کی ہے -

سوال :- کیا آپ خیال کرتی ہین کہ ہندوستان مین ایکٹنگ' فن اور ہدایت کی ایسی قابلیت موجود ہے کہ اعلیٰ ترین فلم تیار کر سکے - آپ کا کیا خیال ہے کہ ہندوستانی فلم غیر ملکی فلمون کے درجہ کو کب تک پہونچے گا ؟

جواب :- مجھکو یقین ہے کہ ہندوستان مین ہر فن کی قابلیت موجود ہے - اور مجھے اس کا بھی یقین ہے کہ غیر ملکی درجہ تک پہونچنے مین زیادہ عرصہ نہ ہوگا -

سوال :- کیا آپ کا یہ خیال نہین کہ تعلیم یافتہ لڑکیان فلمون کی طرف مائل نہین ہوتین - اور اسمین قدامت پرستی کی وجہ آپ کیا سمجھتی ہین ؟

جواب :- تعلیم یافتہ اشخاص کسی نئے میدان عمل مین اترتے ہوئے شرماتے ہین - جب اس صنعت کے متعلق ناواقفیت باقی نہ رہیگی تو یقیناً اس فن مین بہت سے تعلیم یافتہ اشخاص داخل ہوجائینگے -

سوال :- کیا آپ اسکی ہم خیال نہین کہ سرمایہ

وارون کی جماعت ہندوستان مین صنعتِ فلم سازی کی ترقی کے لئے ضروری ہے۔ ؟

جواب:۔ بیشک! سرمایہ کی ضرورت اس صنعت مین بہت بڑی ہے۔ میرا خیال ہے کہ ہندوستان مین اس صنعت مین بہت منافع ہین اور اس کا مستقبل تابناک ہے۔

سوال:۔ آپ کے خیال مین ہندوستان مین سب سے اچھا ڈائرکٹر، سب سے اچھا فوٹو کھینچنے والا اور سب سے اچھا ہدایت کرنیوالا کون ہے ؟

جواب:۔ کوئی جواب نہ ملا۔

سوال:۔ کیا آپ اس خیال کی حامی ہین کہ غیر ہندوستانی ایکٹر اپنا نام ہندوستانی رکھین؟ تاکہ عوام مین دلچسپی ہو۔

جواب:۔ کوئی جواب نہ ملا۔

سوال:۔ مشہور ہندوستانی ایکٹرون نے اپنا نام اگر "ہندوستانی یا اردو" رکھا ہے تو کیا آپ اس خیال کو پسند کرتی ہین ؟

جواب:۔ مجھے یقین نہین ہے کہ مشہور ہندوستانی ایکٹرون نے اپنا نام "ہندوستانی یا اردو" رکھا ہے۔ دوسرے لوگون نے انکو اس نام سے موسوم کر دیا ہے۔ اور اسی نام سے انکو شہرت دیتے ہین۔ ہر مشہور ہندوستانی ایکٹر خواہ مرد ہو یا عورت ایک خاص قابلیت اور جوہر رکھتا ہے۔

سوال:۔ کیا آپ کا خیال ہے کہ ہندوستان مین ایسی فلمین تیار ہوئی ہین۔ جنکو فی الواقع بین الاقوامی کہا جا سکے۔

جواب:۔ یقیناً چند فلمین ایسی ہین۔ جنمین بین الاقوامی خصوصیات موجود ہین۔

سوال:۔ کیا آپ کا خیال نہین کہ جنگی عنصر کو داخل کرنے کا جوش فلم ساز کمپنیون مین بہت بڑھ گیا ہے۔ کیونکہ اسکی وجہ سے کافی آمدنی ہوتی ہے۔ اور نتیجہ یہ ہو رہا ہے کہ فن اور صنعت سے بے اعتنائی برتی جا رہی ہے۔ اور بحیثیت مجموعی ہندوستانی فلمین بدنام ہو رہی ہین۔

جواب:۔ کوئی جواب نہ ملا۔

سوال:۔ آپ کو کس قسم کی تصاویر زیادہ پسند ہین؟ کیا آپ سمجھتی ہین کہ ہندوستانی تماشہ جات اور روایاتِ قدیمہ کی پوری تفتیش ختم ہو چکی ہے اور محنت کے ساتھ یہ کام ہوا ہے ؟

جواب:۔ ہر قسم کی تصویر مین ایک خاص دلچسپی ہوتی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ بہت سی فلمین ختم ہو جائینگی۔ تو بھی ہندوستانی فسانہ جات اور روایاتِ قدیمہ کی تحقیق کا کام ختم نہ ہو سکے گا۔

سوال:۔ کیا آپنے یہ خبر سنی ہے کہ مسٹر اڈیر ار آقا نے تصاویر ناطق کی تیاری کا کام شروع کر دیا ہے۔ کیا آپ سمجھتی ہین کہ ہندوستانی "تصاویر ناطق" کو کامیابی ہو گی ؟

جواب:۔ مین یہ سنکر خوش ہون، ہندوستانی تصاویر ناطق کامیاب ہو سکتی ہین۔

سوال :- آپ اپنے کس فلم کو سب سے بہتر سمجھتی ہیں ؟

جواب :- جو فلم پبلک کو سب سے زیادہ پسند آیا ہو، اسی کو مین اپنا بہترین فلم سمجھتی ہون -

سوال :- مسٹر راجا سنڈو کے مدراس آنے کے بعد آپنے ابھی .... کمپنی کی کسی تیار کردہ فلم کو دیکھا ہو کہ نہین - اگر دیکھا ہے تو انکی فلمون کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے ؟

جواب :- مجھے اس کمپنی کی فلمون کے دیکھنے کا موقع نہین ملا -

مین انکو دیکھنے کی خواہشمند ہون، اور مجھے یقین ہو کہ مسٹر راجا نے بہت بہتر طریقہ سے فلم تیار کیا ہوگا -

سوال :- کیا آپ سمجھتی ہین کہ مسٹر راجا نے اپنی شہرت اور اپنے مفاد کے لیے خطرے مین ڈال دیا ہے کہ انہون نے اپنے دائرۂ عمل کیلیے ایسی جگہ کا انتخاب کیا ہو - جہان ان کی کافی ہمت افزائی نہین ہوتی -

جواب :- کوئی جواب نہین !

سوال :- مدراس کے مختصر سے تجربہ کے بعد آپکی مدراس کے متعلق کیا رائے ہو ؟

جواب :- مین باشندگان شہر کی ممنون ہون کہ وہ میرے ساتھ اخلاق وتپاک سے پیش آئے، لیکن مین دیکھتی ہون کہ یہان کے لوگون سے صنعت فلم سازی کی اہمیت اور خوبیون کا پورا

طرح اندازہ نہین کیا ہو - اور اسی لیے وہ ان امور سے فائدہ نہین اٹھا رہے ہین - جو مدراس سے موجود ہین - مجھے یقین ہو کہ میرے احباب حتی الامکان پوری کوشش کرین گے کہ اس صداقت کو پبلک کے دماغون مین جاگزین کر دین - اگرچہ اس مین مشکلات بھی پیش آئینگی -"

فخر ہند مسٹر افتخار الرسول کے ایک خط کا خلاصہ

جب سے شہرزاد ہوئی ہو، جرمنی اور فرانس سے بے انتہا دعوتین آرہی ہین، امریکہ والے بھی خط وکتابت کر رہے ہین - مگر مین نے مستقل ارادہ کر لیا ہو کہ جب تک ہندوستان سے واپس نہ آؤن انکو قبول نہ کرون، خدا جانے وہان فلم انڈسٹری کی کیا حالت ہو، مگر ظاہری حالت تو بہت خراب ہو، میرا ارادہ ہو کہ جتنی مدت وہان رہون کم از کم دو ایک فلمین ایسی بناؤن جنھین مین واپس لوٹ آکر دکھلا سکون -

فلم ریویو کا تازہ پرچہ ملا - مضامین کے لحاظ سے بہتر ہے - مجھے بیحد خوشی ہو کہ رسالہ ترقی کر رہا ہو اور کسی صورت مین بھی اردو کے رسالون سے کم نہین، بہت زیادہ کوشش اس بات مین ہونی چاہیے کہ خریدار زیادہ ہون - میرے دماغ مین دو ایک نہایت اعلیٰ تجاویز ہین - مگر جب تک مین وطن واپس نہ آسکون ان پر عمل درآمد نہ ہو سکے گا - اس ہفتہ ہندوستان سے اس قدر خطوط آگئے ہین کہ مین ہر ایک کا جواب نہین دے سکتا - فلم ریویو کے ذریعہ معذرت کر دی جائے تو بہتر ہو -

(افتخار الرسول از انگلینڈ)

فلم کی خبریں!

مڈن تھیٹرس لمیٹڈ

مڈن تھیٹرس لمیٹڈ نے ایک بنگالی فلم بنام "جمائے ستا مستی" تیار کیا ہو۔ یہ ایک پر مذاق فلم ہو۔

سہتا لوہار بمبئی کی فلمیں

اس وقت اس کمپنی میں پانچ فلمیں ہو رہی ہیں۔ "تیاہ لٹیرا" جس کے لیے ساگر اسٹوڈیو میں گولیاں چلانے کا حصہ تیار ہو رہا ہو۔ "سلامی شمشیر" جو تقریباً مکمل ہو۔ نیز دیگر فلمیں جن کے لیے میدان میں کام کرنا ہوگا (اسمیں رانگ محل بھی شامل ہو) عنقریب جنوبی ہند کی تیاری کے لیے روانہ ہونگی۔

امپیریل فلم کمپنی بمبئی

مسٹر پروفلا گھوش بھی اس کمپنی میں شامل ہو گئے ہیں اور کہا جاتا ہو کہ ساگر نے کچھ دنوں کے لیے معاہدہ کیا ہو کہ ایک فلم تیار کریں۔ جسمیں مس زبیدہ اور ماسٹر وٹھل کا پارٹ خاص طور پر ہو۔ مسٹر ایم وکیل نے ایک فلم "آنکھ کے بدلے آنکھ" تیار کیا ہو جسمیں مس زبیدہ اور ماسٹر وٹھل نے کام کیا ہو۔ اسی کمپنی کا فلم بنام "عفت" ابھی حال ہی میں بمبئی میں دکھایا گیا ہو۔ امپیریل کمپنی کا یہ آخری فلم ہے۔ جسمیں مس سلوچنا نے بہترین کام کیا ہے۔ امپیریل اور مس سلوچنا میں جو باہمی مقدمہ بازی ہوئی۔ وہ اس فلم کی تیاری کے بعد ہی شروع ہوئی تھی۔ کہا جاتا ہو کہ اس کمپنی کا یہ ایک کامیاب فلم ہے۔

ڈائرکٹر گڈوانی اور کراچی دہرم پور (پنجاب) جا رہے ہیں۔ تاکہ "دلاور" اور "غلام" کے لیے سین انتخاب کریں۔

مسٹر مصر ایک ناطق فلم کی تیاری میں مصروف ہیں۔ جسمیں بدھ اعظم کی زندگی کو نقشہ کھینچا گیا ہو اور ایک اور فلم تیار کر رہے ہیں۔ جسمیں مس امرلین نے کام کیا ہو۔

مسٹر عبد امیر اور یورپ سے واپس آگئے ہیں اور "نور جہاں" کے سین کو تیار کر چکے ہیں۔

نوجوان فلم کمپنی بمبئی

اس کمپنی نے ایک فلم تیار کرنا شروع کیا ہو جس کا نام "قانون کے اندر" ہو۔ اسمیں مس زلّا کام کر رہی ہیں۔

"محبت کی شب" اور "بدمعاش" نامی فلمیں تکمیل کے قریب ہیں۔

مسٹر گاڑے خان کی غیر موجودگی میں مسٹر بھنگر اسٹوڈیو کے منتظم رہیں گے۔

کوہ نور یونائیٹڈ آرٹسٹ کمپنی بمبئی

مشہور ہو کہ مسٹر بھوانی نے معاہدہ کیا ہو کہ چار فلموں کو تیار کریں گے اور مسز بھوانی (انگشتی رانا) کے متعلق قرینہ غالب ہو کہ اکثر فلموں میں کام کریگی۔

ایسا دفعہ قسمت راہ پر آئی۔

مسٹر ان۔ جی۔ ویواری "افلاطونِ عرب" کی تیاری مین سرتاپا مصروف ہین۔

سری رنجیت سنگھ فلم کمپنی

مس ساوچنا نے معاہدہ کیا ہے کہ وہ فلمون مین کام کریگی اور فی فلم تین ہزار روپیہ اُجرت لیگی۔ سب سے پہلے وہ مسٹر نانو بھائی وکیل کے فلم مین کام کریگی۔ مسٹر وکیل عنقریب "پنجابی پدنی" نامی فلم کی تیاری شروع کرین گے۔ اسمین مس مادھوری نے کام کیا ہے۔ ڈائرکٹر نگندر مزمدار اور نندلال اجسونت لال "نگین فرشتہ" کی تیاری مین علی الترتیب مصروف ہین۔

فخرِ ہند مسٹر افتخار الرسول صاحب

کا فلم "شہزاد" لنڈن اور اس کے گرد و نواح مین بہت مقبول ہوا ہے۔ انگریزی اخبارات اور رسائل اسکی تعریفون سے پر ہین۔ موصوف کی یہ شہرت و عزت ہندوستان کی فلمی دنیا مین قابل رشک سمجھی جائیگی۔

ہوز ہو ان فلم لمیٹڈ

جو ہر سال یورپ سے شائع ہوتا ہے۔ اسکی سنہ ۱۹۳۱ء کی تازہ اشاعت مین ساری دنیا کے مشہور ایکٹرون کے سوانح حیات ہین۔ لیکن ہندوستان کے ایکٹرون مین شہرت و عزت کے لحاظ سے صرف فخرِ ہند مسٹر افتخار رسول صاحب کا نام ہے۔ کیا یہ دوسرے ہندوستانی ایکٹرون کے لیے افسوس کی بات نہین۔

یہ ایک خیال ہے جسے دیکھ کر ہندوستان مین ایکٹری کے فن کو ترقی دینے کے لیے ہمین [illegible] ہو جانا چاہیے۔

ایک فلم ایکٹرس کی بےشرم زندگی

بمبئی کی ایک خبر ہے کہ مس شانتا کماری شاردا فلم کمپنی کی ایک فلم ایکٹرس نے آج مسٹر آئی۔ این مہتا مجسٹریٹ کی عدالت مین ایک شخص کے خلاف گواہی دی۔ جس پر مس شانتا کماری کے ناجائز پیشہ کی کمائی کھانے کا الزام لگایا گیا ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ملزم جس کا کوئی پیشہ نہ تھا مس شانتا کماری کے ساتھ بمبئی مین رہا کرتا تھا۔ مسٹر بھنڈ وکیل صفائی نے عدالت کے سامنے یہ عذر پیش کیا کہ مس شانتا کماری کوئی طوائف نہین۔ اور ملزم کبھی اس کے پیشہ کی کمائی نہین کھاتا تھا۔ لہذا یہ شخص اس قانون امتناع زنا کاری کی زد مین نہین آتا۔ اس پر مجسٹریٹ نے جواب دیا کہ وکیل صفائی کی یہ بحث بالکل غلط ہے کیونکہ مس شانتا کماری نے خود اپنے بیان مین یہ کہا ہے کہ وہ غیر مردون سے تعلقات رکھتی ہے اور ان سے روپیہ لیتی ہے۔ مجسٹریٹ نے طوائف کی یہ تعریف کی کہ طوائف وہ عورت ہے جو مالی منفعت کے خیال سے مردون سے ناجائز تعلقات رکھتی ہے۔ لہذا اس تعریف کے مطابق مس شانتا کماری ایک طوائف ہے۔ اور چونکہ ملزم اسکی کمائی کھاتا ہے۔ لہذا وہ مجرم ہے۔

مجسٹریٹ نے ملزم کو تین ماہ قید بامشقت اور ایک سو روپیہ جرمانہ یا عدم ادائگی پر تین ماہ مزید قید کی سزا دے دی۔"

مہاتما گاندھی اور ٹاکی فلم

بورسد کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ :-

مہاتما گاندھی کی پبلک زندگی میں یہ پہلا موقع ہے کہ آپ ناطق فلم کے اسٹار بنے ہیں - فاکس، مووی ٹون، نیوز آف نیویارک کے نمائندہ نے آج آپکی فلم اُتاری، جبکہ ایسوسی ایٹڈ پریس امریکہ کا نمائندہ آپ سے ملاقات کر رہا تھا -

مہاتما گاندھی نے فرمایا کہ :-

"میں اس بات کو پسند نہیں کرتا - اگر زیادہ وقت نہ لگے تو بیٹھنا منظور کر لیتا ہوں، مگر میں آپکی مرضی کے مطابق نہیں بیٹھوں گا، کیونکہ میں نے سنہ ۱۹۰۵ء میں قسم کھائی تھی کہ میں تصویر اُتروانے کے لیے بن ٹھن کر نہیں بیٹھوں گا - اسی لیے مہاتما جی نے صحن میں بیٹھنے سے انکار کر دیا اور فلم ان کے کمرے کے اندر ہی اُتاری گئی -"

پنجاب کی ایک نوجوان اور نوزائیدہ حسین ایکٹرس مس بہار اختر نے مسٹر عبدالرشید کاردار پروپرائٹر یونائیٹڈ پلیرس کارپوریشن سے نکاح کر لیا ہے - خدا استقامت بخشے -"

آمین !

کرشنا فلم کمپنی کا پہلا ٹاکی فلم "لیلائے بنگال" پرل سینما کلکتہ میں شروع ہونیوالا تھا - کہا جاتا ہے کہ فلم اخلاقی نقطۂ نگاہ سے غیر مہذب قرار دیا گیا ہے - اسے سنسر نے بائسکوپ کے لیے ممنوع قرار دیا ہے -

---

رستم جی ڈائرکٹر بن گئے !

اطلاع ملی ہے کہ میسرز مڈن تھیٹرس لمیٹڈ "بھارتی بالک" کا ٹاکی بنا رہی ہے کہ اسٹیج میں کامیابی ہو - معلوم ہوتا ہے کہ خاص ڈائرکٹر مقرر نہیں ہوا ہے - بلکہ مسٹر رستم جی کو دیکھا جاتا ہے کہ وہ ایک ڈائرکٹر کے فرائض انجام دے رہے ہیں -

ضرورت ہے

ایک ایسی نوجوان، خوبصورت اور تعلیم یافتہ ایکٹرس کی ضرورت ہے جو انگلستان جا کر فلم کی خدمات انجام دے سکے - اگر تجربہ کار نہ ہو تو زیادہ حرج نہیں لیکن فلم کے کام کی کچھ صلاحیت اور قابلیت کی ضرورت ہے - انگلستان جانے کا خرچ دیا جائیگا اور تنخواہ معقول ہوگی، درخواست کے ہمراہ اپنے مختصر حالات اور تصویر کی دو کاپیاں ضرور بھیجیے - منیجر فلم ریویو

ایکٹر

فلم میں اس قدر کیوں حسین معلوم ہوتے ہیں - وہ اس قدر خوبصورت کیوں ہیں ؟ ہزاروں لوگ انکی زندگی پر کیوں رشک کرتے ہیں ؟ اس لیے کہ وہ نہایت ہی عمدہ کا کپڑا زیب تن کرتے ہیں، آپکو تو کوئی بتانیوالا نہیں کہ کس کاٹ چھانٹ کا لباس آپ کے لیے بہت زیادہ موزوں ہے - عبدالرحمٰن ٹیلر ماسٹر اس میں کافی تجربہ رکھتے ہیں آپ ان سے ضرور کپڑا سلوائیے - نہایت ہی خوش اخلاق ہیں اور طرفہ یہ ہے کہ بموجب وعدے کے وقت کی پابندی کے ساتھ کپڑا تیار کر دیتے ہیں، جس سے آپکو کوئی موقعہ شکایت کا نہیں رہتا - پتہ نوٹ کر لیجیے !

نمبر ۱۱۸ لوئر چیت پور روڈ - کلکتہ

ٹھیک مسجد ناخدا کے سامنے تشریف لائیے !

ہماری بیگم!

کا اصرار ہے کہ وہ اگرہ کی بھکارن ضرور دیکھین گی اور جب تک دیکھ نہ لین گی، دانے گھانس پر ہرگز نہ آئینگی - اُن کا بیان ہے کہ بھکارنین تو اُنھون نے ہزارون دیکھی ہین، لیکن

بنگال یونائیٹیڈ فلمس کمپنی کا بنایا ہوا فلم

اگرہ کی بھکارن

قابل دید ہے!

ہماری رائے ہے کہ بیگم کا تعلق جنس لطیف سے ہے اور ہمارے لئے دنیا مین یہ اتنی دلچسپ چیز ہے کہ ہم اپنی بیگم کا کہا ضرور مانین گے - ورنہ وہ اگر ماندی پڑگئین تو پھر ہم کیا کرین گے -

اس لئے اپنی بیگم کو بھی اگرہ کی بھکارن دکھائیے
بچون کو بھی دکھائیے اور آپ بھی اپنے احباب کے ساتھ اس فلم کو ضرور دیکھئے!

نہایت تجربہ کار اور مشہور ڈائرکٹر ماسٹر بچو بابو اس فلم کے ڈائرکٹر ہین!

BAKAVALI.

اچھا

آپ کے سینما تھیٹر میں اب
زیادہ لوگ نہیں آتے آپکی آمدنی
کم ہوگئی ہے۔ سوچئے تو سہی اسکی
وجہ کیا ہے؟ اوہو! آپکے یہاں فلم
اچھا نہیں دکھایا جاتا کرشنا
فلم کمپنی کا فلم دکھایئے
ٹکٹ گھر کے سامنے روزانہ دو دو
چار کے ہاتھ پاؤں نہ ٹوٹ جائیں
تو پھر مزا کیا ہے؟ لیجئے اس فہرست سے فلم چن لیجئے!:-

نمبر	نام فلم	کام کرنیوالے ایکٹر اور ایکٹریسین
۱	چندر کانتا	مس گلاب، مس آر رطن، مسٹر نند رام پہلوان
۲	فورچون اینڈ فول یعنی تقدیر اور بیوقوف	مس گلاب، مس آر رطن، مس گوہر۔
۳	برادر ٹو برادر	مس گلاب
۴	ڈریم لینڈ (خیالستان)	مس گلاب، مس رام پیاری
۵	والنٹ	مس رام پیاری پہلوان اور حیدر شاہ
۶	یاسمینہ	
۷	بکاولی	مس گلاب، رام پیاری اور سردار
۸	میجک ہورس یعنی میجک کا گھوڑا	مس آر رطن، مس گلاب اور نند رام پہلوان

یاد رکھیئے! قاسم طاقی کا فلم بھی تیار ہو گیا ہے جب
سینما کے لئے نوٹ کر لیجیئے! (دیکھئے)
دی کرشنا فلم کمپنی نمبر ۱۲ سو دھرم تلہ
اسٹریٹ کلکتہ (تار کا پتہ)
قاسم طاقی۔ کلکتہ

May, 1931.

Regd. No. C. 1904.

Vol 2. No. 5.

THE FILM REVIEW

Premier Illustrated Urdu Monthly Journal.

Patron :—
SHAIKH IFTEKHAR RASOOL.
Editor.

Inland	Rs.	2-8.
Foreign	„	5-0-
Single copy	„	-4-

Office :-
12 13, Patwar Bagan Lane,
Calcutta.

MISS. RAM PEARI
IN
VALIANT.

Advertisement Rate for Film Review.

				Full Page.	Half Page.	Quarter Page
One Month	...	...	Rs.	15	8	5
Three Months	...	...	„	42	22-8	12
Six Months	...	...	„	72	37-8	19-8
One Year	...	...	„	120	72	79

Special Concession for over one year.

Kodak Color Control Patches
© Kodak, 2007 TM: Kodak
Blue Cyan Green Yellow Red Magenta White 3/Color Black

6-31

فلم ریویو

A SCENE FROM YOUNG INDIA.

May, 1931.

Patron :—

SHAIKH IFTEKHAR RAS

Editor.

Inland R

Foreign

Single copy

Office :-

12 13, Patwar Bagan

Calcutta.

MISS. RAM PEA

IN

VALIANT.

One Month ...

Three Months ...

Six Months ...

One Year ...

مشرقی ہندوستان کا ماہوار مصور فلمی رسالہ

"فلم ریویو"

چندہ سالانہ دو روپیہ آٹھ آنہ
قیمت فی پرچہ چار آنہ

ادارۂ تحریر:-
عبدالرؤف
اے - ایم - ناشاد (بی - اے)

سرپرست:-
شیخ افتخار الرسول بار ایٹ لا مقیم لندن

جلد ۲ | بابت ماہ جون سنہ ۱۹۳۱ عیسوی | نمبر ۶

فہرست مضامین

نمبر	مضامین	مضمون نگار	صفحہ
۱	شذرات	اڈیٹر	۳
	دی وائف تو کی فلم	سید تمکین کاظمی ایم اے ایس بی ایم آر اے ایس	۴-۹
۲	ہالی ووڈ کی سیر	آتما نند شرما (پنجابی)	۹
۳	جہاں کام کرنے والوں کی اُجرت	ترجمہ	۱۴
۴	چارلی کا عشق	"	۱۶
۵	ہندوستان کی مشہور فلم کمپنیوں کے نام	ادارۂ تحریر	۱۷
۶	براتِ بیچ بیچ	ایس - ایم - نورالہدیٰ ندوی مرحوم	۱۸
۷	بزمِ مدیر	اڈیٹر	۲۴
۸	مس سلوچنا کا عروج	نامہ نگار	۲۵
۹	فلم کی خبریں	ادارۂ تحریر	۲۶

فہرست تصاویر:- مس رام پیاری - مس سلوچنا - مس سلطانہ - مس ستیا دیوی - مس مادھوری - مس کجن
مس مہتاب - مس لچھمی - کسم کماری کا ایک سین - شالی واہن کا ایک سین - ینگ انڈیا کا ایک سین -

ساڑھے نو بجگئے

وقت ہوگیا! ٹھیرو! مجھے ایک پاکٹ چیمائی سگریٹ لینا ہے!

کیا؟ تم دوسرے قسم کا سگریٹ نہیں پیتے؟ نہیں! میں اور کسی قسم کا سگریٹ نہیں پیتا میں اس کو عرصہ سے پیتا ہوں۔ یہ سگریٹ کم قیمت خوشبودار ہونے کے علاوہ مفید بھی ہے اگر یقین نہ ہو تو صرف ایک بار ہی پیکر دیکھو! نہیں! میں سگریٹ نہیں پیتا! اماں یار۔ تم جانتے بھی ہو۔ مالک کمپنی نے اس اس بات کا اعلان کیا ہے کہ اگر کوئی یہ ثابت کردے کہ

چیمائی سگریٹ

چین میں چین کے کاریگروں نے چین کے سوداگر کے روپیہ سے نہیں بنایا ہے۔ تو اس شخص کو **پانسو روپیہ (۵۰۰) انعام** دیا جائیگا۔ اور ہندوستان کے چینی جنرل قونسل نے ۱۱ ار نومبر سنہ ۱۹۳۰ء کو تحقیق کرنے کے بعد اس بات کے سچ ہونیکے متعلق ایک سند بھی دی ہے۔

ہاں! یہ بات ہے؟

تب تو ضرور پیونگا۔ مگر یہ سگریٹ ملتا کہاں ہے؟

کلکتہ کے ہر پان فروش و سگریٹ فروش

سے طلب کیجئے

شذرات!

ہمارا دعویٰ

فلم ریویو نے اپنی زندگی کے بہت مختصر عرصہ میں فلم کی جو خدمات انجام دی ہیں، اس سے ہمارے خریدار لاعلم نہیں ہیں۔ ہمارے حوصلے بلند ہیں۔ اور کچھ عرصہ سے فلم ریویو کا ہر نمبر معنویتوں کے اعتبار سے پہلے نمبر کی بہ نسبت زیادہ بلند اور کامیاب ہوتا جا رہا ہے۔ دعوے کی دلیل چاہیئے تو یہ نمبر اور اس سے پہلے نمبروں کے مضامین بغور ملاحظہ فرمایئے!

"افتخار نمبر"

پچھلے پرچہ میں خیال ظاہر کیا گیا تھا کہ فخر ہند مسٹر افتخار رسول بیرسٹرایٹ لا کی "ان فلمانہ" خدمات کو سراہا جائے جو انہوں نے یورپ میں مبتکر انجام دی ہیں، اور ہندوستانیوں کی طرف سے اس کا ناچیز صلہ ممدوح کی خدمت میں یوں پیش کیا جائے کہ "فلم ریویو" اپنا ایک خاص نمبر "افتخار نمبر" کے نام سے چھاپ کر آپکی اور افتخار صاحب کی خدمت میں پیش کر دے! تو

کیا یہ مناسب نہ ہوگا؟

یہ ایک سوال تھا، جس کا جواب ملاحظہ ہو:—

ہمارے اس خیال کی تائید میں ہمارے احباب، قلمی معاونین اور کرمفرماؤں کے حوصلہ افزا خطوط دفتر کو موصول ہو چکے ہیں۔ امید یہی کی جا رہی ہے کہ افتخار صاحب اگست میں ہندوستان تشریف لے آئیں گے۔ اس لیے فیصلہ کیا گیا ہے کہ "افتخار نمبر" شائع کیا جائے گا۔ اور نہایت شان سے زیادہ ضخیم شائع ہوگا۔ تصویریں بہت زیادہ ہونگی، اور مضامین نہایت بلند و پاکیزہ ہوں گے۔

زیادہ تر مواد افتخار صاحب کے کارہائے نمایاں اور مختلف کارناموں کے متعلق ہوگا۔ قیمت فی پرچہ آٹھ آنہ ہوگی۔ لیکن جو خریدار جولائی کے آخر ہفتہ تک "فلم ریویو" کی سالانہ قیمت دیکر اس کے مستقل خریدار ہو جائیں گے، ان کے لیے یہ نمبر سالانہ حساب میں محسوب کر لیا جائے گا۔ تعداد اشاعت پانچہزار ہوگی۔ مشتہرین اور ایجنسیاں زر نقد کے ساتھ فوراً معاملات طے کر لیں۔

رستم جی کا انتقال

دنیائے فلم میں اس مہینہ کے اندر سب سے زیادہ افسوسناک اطلاع یہ ہوگی کہ مسٹر رستم جی انتقال فرما گئے۔

رستم جی کی شخصیت سے "اسٹیج" اور "فلم" کے شائقین ممکن ہے اچھی طرح واقف نہ ہوں۔ لیکن یہ واقعہ ہے کہ مدن صاحب کے بعد مدن تھیٹرس لمیٹڈ کے کرتا دھرتا مسٹر رستم جی تھے۔ ان کے احسانات کا تجزیہ کے طور پر اگر نام نہ لیا جائے تو احسان فراموشی ہوگی —— یوں کہنا چاہیئے کہ اسٹیج کا چراغ گل ہوگیا اور فلم کا آفتاب جو افق بنگال سے

طلوع ہو رہا تھا - غروب ہو گیا -

اس مجسّم رحم و کرم کے ابرِ سخا کی بارش سے جو ایکٹر اور ایکٹریسیں مالا مال ہوتی تھیں، وہ محروم ہو گئیں —— بہرحال یہ حادثہ فاجعہ متعلقینِ فلم و اسٹیج کے علاوہ ہمارے اور آپ کے لیے بھی اندوہناک ہے —— ہمیں انتہائی قلق ہے، اور ہم کمپنی کے کارپردازوں، حضرات الفریڈ کمپنی، کو نیز تھئیٹریکل کمپنی کی ایکٹریسوں اور ایکٹروں کو اپنے اس صدمے میں شریک سمجھکر دعا کرتے ہیں کہ خدا رستم جی کے پسماندوں کو صبرِ جمیل عطا فرمائے!

شیرین فرہاد

مدن کمپنی کا یہ پہلا ٹاکی ہے جو ابھی حال میں تیار ہو کر پبلک میں آیا ہے اس فلم نے کیسی مقبولیت حاصل کی اسکا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ مسلسل چار ہفتوں تک کراؤن سینما میں دکھایا جاتا رہا ہے تاہم پبلک ھل من مزید کی صدا بلند کر رہی ہے اور لوگ اس انتظار میں کہ اب وہ کس ہال میں شروع ہوگا اور ہزاروں اشخاص جو اس امید میں تھے کہ اب وہاں کہ ختم ہو کر دوسری جگہ دکھایا جائیگا ان کو سخت مایوسی ہوئی ہے -

ہر دلعزیز اور مشہور اسٹیج ایکٹر ماسٹر نثار اور مسٹر عبدالرحمٰن کابلی نے فرہاد اور خسرو کا اور مس کجن بائی نے شیرین کا پارٹ کیا ہے - ماسٹر نثار اور مسٹر عبدالرحمٰن کابلی پرانے اور کامیاب ایکٹرس ہیں انکا کام ہماری تعریف سے مستغنی ہے - ماسٹر نثار کی سامعہ نواز موسیقی کا کون دلدادہ نہیں ہے؟ البتہ مس کجن بائی کا یہ پہلا کام ہے اور اس کے باوجود نہایت عمدہ ہے اور ہر طرح تعریف اور حوصلہ افزائی کا مستحق ہے -

ممکن ہے کہ فلم میں بعض خامی رہ گئی ہو تاہم مجموعی حیثیت سے فلم کامیاب ہے اور چونکہ یہ کمپنی کا پہلا ٹاکی فلم ہے اس لئے ہر طرح مستحقِ تحسین و مبارکباد ہے -

سب سے زیادہ تعریف کی چیز فلم کی آواز ہے - اس قدر صاف اور واضح آواز ہندوستان کے کسی ٹاکی نے ابھی تک پیش نہیں کیا ہے مس کجن اور ماسٹر نثار کے تمام گانے لفظ بلفظ سمجھ میں آتے ہیں اور بسا اوقات دھوکہ ہوتا ہے کہ سچ مچ کجن بائی اور ماسٹر نثار خود سامنے کھڑے گا رہے ہیں آواز کے معاملہ میں کمپنی نے اپنی پہلی کوشش میں جو زبردست کامیابی حاصل کی ہے وہ اسکا ثبوت ہے کہ ہندوستان میں بہتر سے بہتر ٹاکی تیار ہو سکتا ہے

البتہ اب یہ سوال پوری اہمیت کے ساتھ سامنے آجاتا ہے کہ اگر ٹاکی فلم یوں ہی مقبول ہوتا رہا اور اس کی ترقی اسی طرح جاری رہی تو اس کی ترقی اسی طرح جاری رہی تو اسکا اسٹیج پر کیا اثر پڑیگا؟ یورپ میں تو ٹاکی فلم نے اسٹیج کو ایسا دبایا ہے کہ اس کی خبر نظر نہیں آتی، اگر ہندوستان میں بھی یہی ہوا تو یہاں کا اسٹیج اپنی طفولیت ہی کے عالم میں فنا ہو جائیگا - دیکھیں اسٹیج اور ٹاکی فلم کی کشمکش ہندوستان میں کیا صورت اختیار کرتی ہے -

بلیک سلیو

"بلیک سلیو" یا سیاہ غلام وہ فلم ہے جو ابھی یورپ میں حال میں بڑے ہی ساز و سامان کے ساتھ تیار کیا گیا ہے، اس میں شیخ افتخار الرسول ہیرو ہیں یہ فلم پیرس میں دکھایا جانے والا ہے، ہمارے خاص نامہ نگار نے لندن سے اطلاع دی ہے کہ فلم ساز کمپنی اسکا انتظام کر رہی ہے کہ جس تھیٹر میں یہ فلم دکھایا جائیگا وہاں باہر شیخ افتخار الرسول کی قد آدم تصویر رکھی جائے گی اور بجلی کے ذریعہ لوگوں کو ان کے مختصر حالات زندگی بتائے جائیں گے - ہندوستان کے "فلم باز" حضرات کو مژدہ ہو کہ یہ فلم ہندوستان بھی آنے والا ہے -

PPLEMENT

Krishnatone.

MISS. RAMPIARY

is seen above singing in her latest all talking picture "Wife" a Krishnatone.

SPECIAL PRESS. 128-B, BAITAKKHANA ROAD, CALCUTTA.

MISS. SITA DEVI.
THE FAMOUS DANCER & FILM STAR OF BOMBAY
WHO INTRODUCED DANCING IN THE FILM WORLD.

SPECIAL PRESS, 128-B, BAITAKKHANA ROAD, CALCUTTA.

شکریہ

فخر ہند شیخ افتخار رسول نے جو شہرت اور مقبولیت امریکہ اور یورپ کے دنیائے فلم مین حاصل کی ہے اس پر ہندوستان جتنا فخر کرے بجا ہے

ہم شیخ صاحب کے ممنون ہین کہ اونہون نے اس ابن حقیر و ناچیز رسالہ "فلم ریویو" کو اپنی سرپرستی سے نواز کر اپنے جذبہ حب وطن کا بہترین ثبوت دیا ہے "فلم ریویو" کے اندر آپ کا ذکر خیر دیکھ کر بعض حضرات نے آپ کے پاس مبارک باد کے خطوط بھیجے ہین۔ کل ہماری جو تازہ ولائتی ڈاک آئی ہے اس مین آپکا ایک نوازش نامہ بھی ہے جس میں آپنے حکم دیا ہے کہ ہم "فلم ریویو" کے ذریعہ ان تمام حضرات کا شکریہ آپ کی طرف سے ادا کردون اور ان کا یہ پیغام ان ہی کے اپنے الفاظ مین ان کے مداحون تک پہونچا دون کہ

"میری ناچیز ہستی ملک اور قوم کی خدمت کے لیئے ہر وقت
حاضر ہے میرا مدعا صرف اپنے ملک کو ترقی دینا ہے کسی
شہرت یا زر کی مجھے ضرورت نہین"

جزاک اللہ! مادر وطن کو آپ جیسے ہونہار فرزندون سے اس کی توقع ہے ہم سر موصوف کو ان کے عالی خیالات و وطن پسندانہ جذبات پر دلی مبارک باد دیتے ہین۔

"سر" عبداللہ سہروردی

ہم نے نہایت خوشی کے ساتھ سنا ہے کہ فخر مسلمانان بنگال افتخار الملت ڈاکٹر عبداللہ سہروردی صاحب کو گورنمنٹ نے "سر" کا خطاب عنایت کیا ہے، درحقیقت ڈاکٹر صاحب مدوح کا علمی تبحر اسی کا مستحق تھا کہ حکومت اسکا اعتراف کرے، ہم ڈاکٹر صاحب کو ان کے اس اعزاز پر دلی مبارکباد دیتے ہین۔

"شفاء الملک"

کلکتے کے مشہور ہر دلعزیز اور نامور طبیب جناب حکیم سید محمد صادق صاحب کی شاندار طبی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے گورنمنٹ نے آن کو "شفاء الملک" کا خطاب دیا ہے جو ہر طرح موزون۔ مناسب اور بر محل ہے۔ ہم شفاء الملک کو دلی مبارک باد دیتے ہین اور دعا کرتے ہین کہ خدا ان کے دست شفا مین برکت عنایت کرے

شکایت

"فلم ریویو" ...... ایک سال سے اپنی بے سر و سامانی کے باوجود فلم دوست حضرات کی ضیافت طبع کے لیئے جاری ہے اور اپنی وسعت کے مطابق دنیائے فلم کی خدمت انجام دے رہا ہے تاہم ابتک اسکے سرپرستون کی تعداد اتنی نہین جتنی ہونی چاہیئے اگر فلم سے دلچسپی رکھنے والے حضرات تھوڑی سی توجہ ادھر مبذول فرمائین تو تھوڑی مدت کے اندر "فلم ریویو" کی بنیاد مضبوط اور مستحکم ہو جا سکتی ہے۔ ہمکو اس کی بھی شکایت ہے کہ فلمی معاصرین نے ابتک "فلم ریویو" کی سرپرستی قبول کرتے ہوئے اس اہم اور گران بار ذمہ داری میں ہمارا ہاتھ بٹا کر ہماری ہمت افزائی نہین فرمائی ہے حالانکہ تنہا اس ایک کلکتہ میں ایسے ایسے باذاق فلم دوست فضلا موجود ہین کہ اگر وہ مہینہ بھر مین ایک مرتبہ بھی ذرا سی توجہ مبذول فرمائین تو "فلم ریویو" کی موجودہ ضخامت آسانی سے بڑھ سکتی ہے۔

سلور ٹوتھ پوڈر:۔ یہ منجن دانتوں کی کل خرابیوں کو دور کر کے دانتوں کو مثل موتی کے آبدار بنا دیتا ہے۔ قیمت فی شیشی چار آنہ۔
ملنے کا پتہ:۔ غرفانی میڈیکل ہال
ٹکیا پاڑہ۔ ہوڑہ۔

"دی وائیف ٹو کی فلم"

دیکھ کر

(از سید تمکین کاظمی ایم۔ اے۔ اس۔ پی۔ ایم آر اے۔ ایس)

کرشنا ٹون کمپنی بمبئی کا ٹاکی فلم ۵ جون ۳۱ء سے اکسلسی آر۔ پکچر پیلس حیدرآباد دکن میں دکھایا جانے لگا۔ عالم آرا کی طرح اس میں بھی اول اول بہت مجمع رہا مگر دو ہی تین روز کے بعد کچھ نہ تھا چنانچہ ۸ جون کو ہم جو سکنڈ شو دیکھنے پہونچے ہیں تو آرکیسٹرا سے لیکر درجہ سوم تک گنتی کے تیس چالیس آدمی تھے البتہ درجہ "چہارم" بھرا ہوا تھا۔

اس فلم کو مسٹر کانجی بھائی جیسے راٹھوڑ نے ڈائرکٹ کیا ہے اور ہری لال سیٹھ نے حضور کی حیثیت سے کام کیا ہے۔

کھیل شروع ہوا تو پیانو کی کرخت آواز میں ایک "کرہ ارض" (گلوب) گھومتا ہوا نظر آیا اس کے بعد ڈرامہ کے متعلق تحریر نمایاں کی گئی مگر وہ اس قدر مدہم اور غیر محسوس تھی کہ نہ ہم پڑھ سکے اور نہ کوئی اور۔ اس ڈرامے کے مصنف کوئی منشی عزیز ہیں۔ مختصر قصہ یہ ہے کہ ایک ساہوکار کا بیٹا اپنی بیوی کو زدو کوب کرتا ہے تو اس کا باپ اسے ڈانٹتا ہے اور وہ بگڑ کر گھر سے نکل جاتا ہے اور ایک طوائف کے گھر میں رہنے لگتا ہے انتہا یہ کہ اس کا باپ مرتے وقت اپنی بہو کے حق میں وصیت نامہ لکھکر "بیکنٹھ باشی" ہوجاتا ہے اور وہ واپس آکر وصیت نامہ چاک کرکے خود قابض اور متصرف ہوجاتا ہے اور اپنی بیوی کو رنڈی کے گھر باندی بناکرے جاتا ہے۔ بالآخر رنڈی کے مکر سے واقف ہوکر واپس آجاتا ہے۔

موہن (ہیرو) کا کام مسٹر غزنوی بی۔ اے نے کیا ہے اور رام پیاری و سردار نے طوائف اور بیوی کا کام کیا ہے۔

کام کے لحاظ سے موہن کے "باپ" اور "زینب" سندری (رنڈی) کی ماں کا کام بھی اچھا ہے مگر مسٹر غزنوی، رام پیاری اور سردار نے نہایت عمدگی سے کام کیا ہے۔

اسٹیج ایکٹنگ کا نہایت زور رہا ہے کسی کی گفتگو چال ڈھال سے یہ معلوم نہیں ہوتا، حقیقت ظاہر کرنے کی ذرا بھی کوشش کی گئی ہے شروع سے آخر تک ہر شخص نے اسٹیج ایکٹنگ کی ہے یہ خرابی ڈائرکٹر کی ہے۔ مگر ایکٹنگ کی حد تک سبھوں نے بہت اچھا کام کیا ہے۔ بعض ٹکڑے (پارٹ) بہت بے ساختہ رہے ہیں۔ خصوصاً سندری (رنڈی) کے گھر پر تماش بینوں کا مجمع اور مختلف الوضع لوگوں کا آکر گانا سننا داد دینا

بہت خاص رہا ہے۔ البتہ فرش فرنیچر اور ترتیب کا لحاظ نہیں رکھا گیا۔ موہن کے باپ کا "ورلاپ" بیٹے سے معافی مانگنا پاؤں پڑنا رونا دھونا اور اسی کوفت میں مرجانا نہایت عمدگی سے پیش کیا گیا ہے۔

مسٹر نزنوی کی ہر ادا سے اسٹیج ایکٹنگ برستی ہے بات چیت۔ چال۔ ڈھال ہر بات بد نظری اور تصنع سے بھری نظر آتی ہے سب سے بڑی کوفت یہ ہے کہ اس پورے ڈرامے میں کوئی ایک ایکٹرس بھی جوان نہیں سب کی سب ڈھلی ہوئی اور زاید از پچیس سال ہیں کم از کم "گھر والی" کا پارٹ کسی اچھی ایکٹرس کو دیا جاتا! اس سے تو عالم آرا ہی اچھا رہا کہ ذرا آنکھیں سینکنے کا موقع تو ملا۔ خیر۔

اس ڈرامے میں گانے بھی نسبتاً عالم آرا کے زیادہ ہیں اور گانے والی بھی اچھی طرح گاتی ہے۔ مگر آواز اتنی سخت اور بلند نکلتی ہے کہ سامعین بجائے مسرور ہونے کے متوحش ہو جاتی ہے۔ بعض جگہ گانوں کا کنکشن ہی نہیں ہوا ہے۔ چنانچہ چوتھا گانا "موہ یہ ڈار گئے ساری رنگ" بالکل غلط جوڑا گیا ہے۔ گانے والی کے ہونٹ ایک وضع پر حرکت کرتے ہیں اور آوازیں دوسری سنائی دیتی ہیں۔ جو بہت برا معلوم ہوتا ہے۔

"عالم آرا" کے بعد یہ دوسرا بولتا اردو فلم ہے جو ہماری نظر سے گذرا مگر عالم آرا اور اس ڈرامے میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ عالم آرا پھر بھی عالم آرا ہے۔ گو بعض بد حواسیاں عالم آرا میں شدید ہوئی ہیں مگر پھر بھی ترتیب، تجمل۔ کام، لباس۔ سین وغیرہ کے مد نظر وہ "دی وائف" سے کہیں بڑھا ہوا ہے۔

اس ڈرامے میں کے سوا دو ایک مناظر کے اور کوئی منظر بنا بھی نہیں۔ اور عالم آرا میں بیسوں مناظر "عقبی حصے" (بیک گراؤنڈ) تیار کئے گئے ہیں۔ عالم آرا کی ایکٹرس اس ڈرامے کی ایکٹرس سے کہیں زیادہ صورت دار اور اچھی اور اچھا کام کرنیوالی ہیں۔

گانوں کے اعتبار سے دی وائف کو عالم آرا پر ترجیح دیجا سکتی ہے۔ مگر گانوں کا انتخاب۔ ترتیب، اور کنکشن بہت خراب ہے۔ تیسرا گانا جو سندری نے اپنے مکان پر تماش بینوں کو سنایا ہے نہایت تھرڈ کلاس اور معمولی گانا ہے

کہوں کس سے کھڑے ہیں میرے عاشق ہزاروں رستہ تکتی
اور میں بھی او ہنو کے دونکو بیچی ہوں ہنسنے ہنستے
وکٹوریہ گارڈن میں ملگئے موالی
خیر گنڈ ہی میں لگئی اللہ پھندے میں پھنستے پھنستے

ذرا غور کیجئے کس قدر بیہودہ گانا گوایا گیا ہے بالکل وہی چیز ہے جو بمبئی کی حد درجہ گری ہوئی اور ذلیل کسبیاں گاتی ہیں۔ گانا نمبر ۴ جو کنکشن ہوا ہی نہیں ہونٹ ایک طرح پر حرکت کرتے ہیں اور آواز ایک سنائی دیتی ہے جس سے کانوں اور آنکھوں دونوں کو سخت تکلیف ہوتی ہے۔

گانا نمبر ۵ بھی نہایت "درجہ سوم" واقع ہوا ہے۔

دل پکے چلے جانے ہو گیے جبث گئے ہم
جب یاد تری آ گئی رو رو مریں گے ہم۔

گانا ۹ یہ بڑے مزے کی چیز ہے۔ جب موہن اپنے باپ کا وارث بن کر رنڈی کے گھر واپس آتا ہے تو چند پٹھانوں کو سندری کے گھر پر مقرر کر دیتا ہے کہ بعض تماش بین جو ہمیشہ آتے رہتے ہیں ان پٹھانوں کی موجودگی میں بھی آتے ہیں اور پٹھان روکتے ہیں تو ذرا بگڑتے ہیں اور خوب پٹ کر جاتے ہیں۔ کسی کا ہاتھ ٹوٹتا ہے اور کسی کا پاؤں ٹوٹتا ہے کسی کی گردن برابر ہو جاتی ہے اور سب مل کر ایک جگہ بیٹھکر یہ گانا گاتے ہیں اور طرز بالکل وہی ہوتی ہے جو حیدرآباد دکن کے مولود کی ہے ایک آدمی ایک شعر پڑھتا ہے اور بقیہ سب آدمی ہم آواز ہو کر مطلع دہراتے ہیں۔

اسی طرح گانا ۱۰ بھی ہے۔ جب موہن رنڈی کے مکر سے واقف ہو کر گھر آتا ہے وہ "پٹھان لوگ" بھی جو سندری کے گھر پر تماش بینوں کو روکنے کے لئے مقرر کئے گئے تھے واپس آجاتے ہیں اور اسی تقریب میں یہ گانا اسی مولود شریف کی طرز میں گایا جاتا ہے۔

بہت دن سے ہم نے مولود شریف نہیں سنا تھا۔ یہ شکر مولود کا لطف آ گیا۔ خدا کرشنا ٹون کمپنی کو جزائے خیر دے۔ بہ حیثیت مجموعی یہ اردو کی دوسری بولتی فلم "کچھ بری نہیں ہے ہم مسٹر کانجی بھائی سے صرف ایک استدعا کرتے ہیں کہ وہ مہربانی فرما کر اسٹیج ایکٹنگ قطعاً چھوڑ دیں۔ اور

ڈراما لیتے وقت ذرا اس کا خیال رکھیں کہ بمبئی کے کسی "موالی" کا نہ ہو اور نہ اس میں "موالی پن" ہو اگر اتنا خیال رکھا گیا تو یقین ہے کہ کمپنی نہایت کامیاب فلم تیار کریگی اور ساتھ ہی ساتھ کالل کے کنکشن میں احتیاط کی جائے اور آواز کو اس قدر بلند اور وحشت ناک نہ بنایا جائے تو پھر اور چار چاند لگ جائیں گے۔

آغا حشر کے "شیریں فرہاد" کے لئے آنکھیں مضطرب اور کان بےچین ہیں خدا مدن کمپنی کو جلد تیار کر کے ہمکنار ہو سکنے کی توفیق دے۔

آہ ماسٹر پچّو بابو

اس مہینہ کا ایک قابل افسوس قلق خصوصیت کے ساتھ فلمی دنیا کے لئے یہ ہے کہ ماسٹر پچو بابو جو آجکل کلکتہ میں بنگال یونائیٹیڈ فلم کمپنی کے ڈائرکٹر تھے اور "آگرہ کی بھکارن" نامی فلم ان ہی کی ڈائرکٹری میں تیار ہوا ہے ان کا انتقال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون آپ کلکتہ ہی کے باشندے تھے اور ایک عرصہ تک بمبئی کی مشہور کوہ نور فلم کمپنی میں کام کر چکے تھے

ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور ان کے عزیزوں کو صبر جمیل عنایت فرمائے۔

جریان و احتلام کی شرطیہ دوا۔ بجیبند پاک اور خوب احسانی، اس کی ۲۵ خوراک کھانے سے جریان آرام ہو کر نامرد مرد ہو جاتا ہے۔ قیمت ۲۵ روز کے دوا کی تین روپیہ آٹھ آنہ علاوہ محصول (ملنے کا پتہ) ڈاکٹر ایس۔ اے۔ خان ۳۲۰ بلی لوس روڈ۔ ٹکیا پاڑہ۔ ھوڑہ

دوسرا جنم حاصل کریں۔

MISS. MADHURI
IN
ROSE OF KASHMIR

Distributors Aurora Film Corporation. Calcutta

A SCENE FROM KRISHNA KUMARI.

Distributors Aurora Film Corporation, Calcutta.

SPECIAL PRESS, 128-9, BAITAKKHANA ROAD, CALCUTTA.

ہالی وڈ کی سیر

کیلیفورنیا میں بحرالکاہل کے سرسبز و شاداب ساحل پر دنیا کا سب سے بڑا فلمستان یعنی ہالی وڈ واقع ہے جہاں فلمی دنیا کے ہر طبقہ کے متعلقین سکونت پذیر ہیں۔ ڈائرکٹر، تصویر کش، مستری، بجلی والے، منظر نویس، معاون، ماہرین باس، ٹائپسٹ اور سب سے بڑھکر ہزارہا ایکٹر اور ایکٹرسیں جن میں آسمان فلم کے بڑے بڑے تابناک ستارے بھی شامل ہیں ہزاروں کی تعداد میں روزانہ فلم گاہوں میں کام کرتے دکھائی دیتے ہیں۔

ہالی وڈ بہت بڑا شہر ہے

بعض لوگ یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ ہالی وڈ کوئی چھوٹا سا گاؤں یا قصبہ ہے۔ یہ ان کا خیال درست نہیں۔ ہالی وڈ ایک عظیم الشان شہر ہے۔ اگرچہ اس کا اپنا ریلوے اسٹیشن کوئی نہیں لیکن اس کے باوجود اس کی وسعت لندن کو بھی شرماتی ہے۔ کیونکہ یہ شہر ۲۴ مربع میل کے رقبے پر پھیلا ہوا ہے۔ اگرچہ اس کی شہرت زیادہ تر فلموں کی وجہ سے ہے لیکن اس شہر میں کم و بیش چالیس میل لمبی ٹریموے لائن ہے۔ کوئی تین درجن بنک ہیں۔ دو درجن کے قریب تھیٹر ہیں۔ بیس ہوٹل ہیں۔ اور دو نہایت اچھے روزانہ اخبار بھی نکلتے ہیں۔ یہاں ایک بے سقف تھیٹر بھی موجود ہے۔ جسے "ہالی وڈ باؤل" کہتے ہیں۔ اس تھیٹر میں بیس ہزار نشستوں کا انتظام کیا گیا ہے۔ اور لطف یہ ہے کہ اس شہر کی تمام تر وسعت صرف گذشتہ پندرہ بیس سال کی پیداوار ہے اور روز بروز اس میں ترقی ہوتی چلی جاتی ہے۔

قدرتی مناظر کی دلفریبیاں

ہالی وڈ میں پہنچنے کے لئے لاس اینجلز کا ٹکٹ لینا پڑتا ہے۔ یہ مقام کیلیفورنیا ہی میں نہیں بلکہ دنیا بھر میں اپنی گوناگوں دلفریبیوں کی وجہ سے مشہور و ممتاز ہے۔ اس ریلوے اسٹیشن سے نو دس میل کا فاصلہ موٹر کاروں اور لاریوں پر طے کر کے لوگ ہالی وڈ میں پہنچتے ہیں۔

میری بچفرڈ لکھتی ہے۔ کہ میں نے بہت طویل سیاحت کی ہے اور دنیا کے بہترین مقامات دیکھے ہیں۔ میں نے اٹلی اور اس کی جھیلوں کی سیر سے لطف اٹھایا ہے میں نے فرنچ ریویرا دیکھا ہے۔ میں ویانا۔ سوئٹرز لینڈ جنوبی فرانس۔ ہسپانیہ اور انگلستان بھی گئی ہوں۔ بلاشبہ یہ سب ممالک اور ان کے

مناظر دلکش و دلفریب ہیں۔ لیکن ہالی وڈ کی دلفریبیوں نے ہمیشہ میرے دامن کو اپنی طرف کھینچا ہے۔ سچ یہ ہے کہ قدرت کی فیاضی اور ان کی چابک دستی نے ہالی وڈ میں ساری دنیا کے دلفریب مقامات کا حسن یکجا جمع کر دیا ہے۔

پچیس سال پیشتر

آج سے پچیس تیس سال پیشتر ہالی وڈ بیچ بیچ ایک گاؤں تھا۔ وادی میں جابجا درختوں کے جھنڈ تھے۔ آس پاس دور دور تک کھیت پھیلے ہوئے تھے۔ ابھی سڑکوں کا نام ونشان تک نہ تھا۔ گو رہگذر کے دائیں بائیں درختوں کی قطاریں ہوا کرتی تھیں جن میں سے چھوٹے چھوٹے گرجوں کی عمارتیں جھانکتی ہوئی دکھائی دیا کرتی تھیں نارنگیوں کے باغ تھے۔ سبز گھاس سے ڈھکے ہوئے مکان تھے۔ شبنم آلودہ کھیت تھے۔ فلفل کے درختوں پر پرندے چہچہاتے پھرتے تھے۔ اور بہت سی چھوٹی چھوٹی جھونپڑیاں بنی ہوئی تھیں۔ جن پر گلاب کے پھولوں کی کثرت نے جوش بہار کی کیفیت طاری کر رکھی تھی۔ لیکن آج وہی ہالی وڈ جنگل سے گلزار بن گیا ہے۔ صدہا عالی شان محل اور بنگلے بارہ بارہ منزل کے مکانات اور عالی شان فلم گاہیں بن گئی ہیں۔ نہایت صاف ستھری اور خوش نما سڑکوں پر موٹر کاریں اور ٹریم گاڑیاں چکر لگا رہی ہیں۔ دنیا بھر کے بہترین اہل فن یہاں جمع ہو رہے ہیں۔ اور کاروبار کی مصروفیت کا یہ عالم ہے۔ کہ یہ شہر بڑے بڑے امریکن شہروں کو مات کر رہا ہے۔

بارہ بارہ منزل کی عمارتیں

لاس انجلز سے روانہ ہونے کے بعد سب سے پہلے ایمبیڈر ہوٹل کی عالی شان عمارت ہے جس کے گرد نہایت عمدہ باغات بنے ہوئے ہیں۔ اس کے بعد کچھ اسٹوڈیو ہیں بے تار برقی کا اسٹیشن ہے۔ بے شمار دکانیں ہیں۔ دونو طرف بارہ بارہ منزل کے مکانات ہیں یہاں تک کہ ہالی وڈ بولوارڈ اور دائیں طرف اسٹریٹ کا مقام اتصال آجاتا ہے۔ یہ چوک فی الحقیقت ہالی وڈ کا قلب ہے۔ اس چوک کے ایک نکڑ پر ایک بڑی بارہ منزل کی عمارت ہے جس کی نچلی منزل پر دوا کی ایک دکان ہے۔ اس کو ٹافٹ بلڈنگ کہتے ہیں۔ ہالی وڈ کی بہترین عمارتوں میں ہے۔ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ہالی وڈ میں بارہ منزل سے زیادہ اونچا مکان بنانے کی اجازت نہیں۔ ورنہ یہاں کی عمارتیں نیویارک کے فلک بوس مکانوں کو بھی مات کر دیتیں ٹافٹ بلڈنگ میں پانچ لفٹیں لگی ہوئی ہیں جو دن رات اوپر سے نیچے اور نیچے سے اوپر آتی جاتی رہتی ہیں۔ اس میں بہت سے دفاتر ہیں۔ جن میں سے ایک سنٹرل کاسٹنگ آفس ، بھی ہے۔ جہاں ایکٹروں کے سوا تمام فالتو کام کرنے والے اشخاص کو

یہاں سے چند میل دور "منٹ سینفنل" کی فلم گاہ ہے۔ یہ ہالی وڈ میں سب سے نئی اور سب سے زیادہ آراستہ پیراستہ ہے۔ جنوب کی طرف ہالی وڈ سے سات میل دور "کلور سٹی" ہے۔ یہاں چھوٹی چھوٹی دکانوں اور تناول خانوں کے بیچ میں ہال روچ کی فلم گاہ واقع ہے چند منٹ کے راستے پر ڈی مل کی فلم گاہ ہے جہاں سیموئیل گولڈون اور سیل بی ڈی مل تصاویر تیار کرتے ہیں۔ ان سب سے دور میٹرو گولڈون میئر کی متحدہ کمپنی کی فلم گاہ ہے اور یہ بھی ایک باقاعدہ قصبے کی صورت اختیار کر چکی ہے۔

لاش انجلیز کے دوسری طرف کئی میل دور سگیں کی پرانی فلم گاہ ہے۔ سن سیٹ بولوارڈ (ایک بازار) میں وارنر برادرس اور چارلی چپلن کی تصویر گاہیں واقع ہیں۔ ذرا جنوب کی طرف "نیو پیراماؤنٹ فیمس لاسکی" کی فلم گاہ ہے۔ اس کے علاوہ فاکس۔ میٹرو پالیٹن۔ ایف۔ بی۔ او کی فلم گاہیں بھی ہیں۔ ان کے پاس ایک بہت بڑا گیسو میٹر ہے۔ جس کے سائے میں یونائیٹڈ آرٹسٹ اور ایجوکیشنل اسٹوڈیو کی فلم گاہیں قائم ہیں۔

کیا ہالی وڈ عیش کا مرکز ہے

ایک زمانہ تھا جب لوگ عام طور پر کہا کرتے تھے کہ ہالی وڈ بدمعاشی اور عیاشی کا گھر ہے۔ اور سینما کے تمام ایکٹر اور ایکٹرسیں پرلے درجے کی بدکار ہیں۔ لیکن جس قدر ایکٹروں اور ایکٹرسوں کی زندگیوں سے لوگ آشنا ہوتے چلے جاتے ہیں۔ لوگوں کی مذکورہ بالا رائے روز بروز کمزور ہوتی جاتی ہے۔ اس رائے کی حقیقی وجہ یہ تھی۔ کہ شروع شروع میں فلم ایکٹروں کی زندگی کے حالات بہت پوشیدہ رکھے جاتے ہیں۔ اور یہ خیال تھا۔ کہ اگر ان کے پرائیوٹ حالات ظاہر کر دئے گئے۔ تو فلموں کی دلفریبی جاتی رہے گی اس احمقانہ احتیاط کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ان عزیزوں کے متعلق طرح طرح کی چہ میگوئیاں ہونے لگیں اور محض افواہ کی بنا پر عجیب و غریب قصے گھڑے جانے لگے۔ لیکن اب وہ حالت نہیں۔ اب تو ان لوگوں کی زندگیاں اس قدر پبلک ہو چکی ہیں۔ کہ ذرا ذرا سی بات بلا توقف اخبارو میں شایع ہوتی ہے اور لوگوں کو تجسس اور افواہ بازی کا موقع نہیں ملتا۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ ہالی وڈ نیکی اور پارسائی کا مرکز ہے۔ برائیاں بھی ضرور ہوں گی لیکن آخر وہ کہاں نہیں ہوتیں۔ جب لنڈن۔ پیرس۔ نیو یارک میں عیوب و اسقام بے حد زیادہ ہیں تو پھر ہالی وڈ میں کیوں نہ ہوں۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ فلم کے ایکٹر بھی انسان ہیں۔ اور ہالی وڈ بھی دنیا کا ایک مقام ہے۔ اس لئے یہاں کے حالات کے اندازہ کرنے کے لئے بڑے بڑے شہروں کی عام انسانی آبادیوں کی حالت پیش نظر رکھنی چاہیئے۔

ہالی وڈ کی ترقی کا راز

اگر ہندوستان کو بھی فلم سازی کی صنعت سے کوئی فائدہ اٹھانا ہے۔ تو اسے چاہیئے کہ اپنی تمام قوتوں کو جمع کرے۔ اور فلم کے متعلق

اپنے نام درج کرانے پڑتے ہیں۔ یہاں تقریباً پندرہ ہزار مردوں عورتوں اور بچوں کے نام رجسٹر ہو چکے ہیں۔ جو فلم گاہوں میں اپنی روزی کما رہے ہیں۔ اس دفتر میں فلم کے کام کے متعلق ہزارہا سوالات و استفسارات کے جواب دئے جاتے ہیں۔ اور ملازمت کی امیدواروں کی قطاریں ہر وقت منتظر کھڑی رہتی ہیں۔

پلازا ہوٹل

ٹافٹ بلڈنگ کے عین مقابل میں پلازا ہوٹل واقع ہے۔ یہ عمارت بھی بارہ منزل کی ہے اس کی دیواریں زرد رنگ کی ہیں۔ اور عمارت کی شکل انگریزی کے حرف ایل (L) کی طرح بنی ہوئی ہے۔ یہ ہوٹل ہر قسم کے جدید سامان سے آراستہ ہے۔ اس ہوٹل میں چھ سو کمرے ہیں۔ ہر کمرے کے ساتھ علیحدہ غسلخانہ۔ ٹیلیفون۔ لکھنے کی میز غرض ہر قسم کا سامان آسائش موجود ہے۔ اس کے ساتھ چھوٹے چھوٹے چمن ہیں جن میں فوارے چھوٹ رہے ہیں۔ کھجور کے درخت لہلہا رہے ہیں۔ اور پرندے چہچہا رہے ہیں۔

ایکٹروں کے شاندار مکانات

جونہی بولوارڈ کا رخ سمندر کی طرف پلٹتا ہے ایکٹروں اور ایکٹرسوں کے مکانات کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ جتنے ایکٹر اور جتنی ایکٹرسیں یہاں اپنے کاروبار میں کامیاب ہو کر شہرت و ناموری حاصل کر لیتی ہیں۔ انہیں کامیابی کے بعد سب سے پہلے مکانات بنانے کا خیال ہوتا ہے۔ چنانچہ بے شمار عالی شان بنگلے اور مکانات ہیں جن پر لاکھوں ڈالر صرف ہوئے ہیں۔ اور جنہیں مالکوں نے اپنے ذوق کے مطابق تعمیر کرایا ہے۔ بہت سے مکانات ایسے ہیں۔ جہاں سے ہالی وڈ کے علاوہ سمندر کا منظر بے حد دلفریب نظر آتا ہے۔ ایسے مکانات انٹونیو۔ مورنیو۔ میری پکفورڈ اور ڈوگلس فیربنکس۔ ویلنٹینو۔ میریان ڈیویس۔ ہیرلڈ لائیڈ۔ چارلی چیپلن۔ کورین گرفتھ اور بے شمار دوسرے مشاہیر نے بنا رکھے ہیں۔ ان کے علاوہ نارما ٹالمیج۔ سیموئیل گولڈون۔ ارنسٹ ٹارنس جیک ہولٹ۔ گلوریا سوئن سن۔ جان گلبرٹ ایلنر بورڈمین۔ کولین مور۔ رامن نوارو۔ رونلڈ کولمین وغیرہ کے مکانات بھی نہایت اچھے اچھے مقامات پر واقع ہیں۔

بیشمار عظیم الشان فلم گاہیں

اب ذرا فلم گاہوں کا حال سن لیجئے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہالی وڈ جانیوالے کو یہ دیکھکر بے حد مایوسی ہوتی ہے کہ وہاں بظاہر فلم گاہوں کا کہیں نشان تک نظر نہیں آتا جب تک انتہائی تلاش نہ کی جائے۔ ان کا پتہ نہیں چلتا۔ فلم گاہیں دور دور تک پھیلی ہوئی ہیں اور ان میں سے بعض ایسی بھی ہیں جو ہالی وڈ سے بہت دور واقع ہیں۔ مثلاً شمال کی طرف پانچ میل کا سفر کیجئے۔ تو آپ کو یونیورسل کمپنی کی فلم گاہ نظر آئیگی جو کیلیفورنیا میں سب سے پرانی ہے۔ یہ فلم گاہ ایک باقاعدہ شہر ہے۔ جس کی اپنی میونسپلٹی۔ اپنا ڈاکخانہ۔ اپنی پولیس اور اپنا آگ بجھانے کا اسٹیشن موجود ہے

کام کرنے والوں کی ایک فوج بھرتی کرکے اپنے ہاں ایک عظیم الشان ہالی وڈ کی بنیاد رکھی ہالی وڈ نے چند سال کی محنت و جفاکشی سے دنیا بھر میں بے نظیر اہمیت پیدا کرلی ہے اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ آج سے بیس سال پیشتر چند اولوالعزم اور باہمت لوگوں نے عوام کے طعنوں اور مضحکوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے کیمرے ساتھ لئے اور ہالی وڈ میں آکر کام شروع کردیا۔

یہ وہ زمانہ تھا کہ کسی کو فلم سازی کی صنعت کے موجودہ عروج کا خیال بھی نہ آسکتا تھا۔ کسی کو معلوم نہ تھا کہ یہ صنعت کبھی امریکہ میں درجہ چہارم کی صنعت تسلیم کی جائیگی۔ اس زمانہ میں میری پکفرڈ۔ ڈگلس فیربنکس۔ ہیرلڈ لائیڈ جیسے نامور اور باکمال ایکٹر محض "فالتو" لوگوں کا کام دیکر صرف دو دو تین تین ڈالر روزانہ کمایا کرتے تھے۔ جو لوگ آج بہت مشہور ڈائرکٹر اور فلم ساز بنے ہوئے ہیں اس زمانے میں نہایت سستے سے ایکٹر تھے۔ جنہیں کوئی پوچھتا بھی نہ تھا۔ لیکن لگاتار محنت اور جفاکشی نے یہ معجزہ دکھایا کہ وہی گاؤں اتنا بڑا شہر بن گیا اور کروڑوں ڈالر کی صنعت کے دروازے اہل امریکہ پر کھل گئے۔

جیکی کوگن مشہور فلم اسٹار

جیکی کوگن جس نے بہت ہی کم سنی میں ایک غیر معمولی شہرت حاصل کرلی تھی اس وقت سولہ سال کا ہے۔ اس کا وہ تبسم جس کی دھوم تھی اور جس کی قیمت دو لاکھ اشرفیاں تھیں اب غایب ہوگئی۔ وہ "تبسم" جو تماشائیوں کو محو حیرت کردیتا تھا۔ اور ناقدین فلم کو مبہوت بنا دیتا تھا اب ختم ہوگیا جیکی کی شخصیت پراسرار ہوگئی ہے اور گزشتہ دو سال سے وہ پبلک لائف سے کنارہ کش ہوگیا ہے اس اثناء میں وہ صرف ایک بار اپنے باپ کے ساتھ پلاڈیم میں ظاہر ہوا تھا کوئی نہیں جانتا کہ وہ دنیائے فلم میں ایک نمایاں ترین کامیابی کے بعد فلم سے یکایک علیحدہ ہوگیا ہے کیا وہ "ٹاکی" کے لئے غیر موزوں ہے۔

جمال صابری

(اڈیٹر "علیگڈھ پنچ" علیگڈھ)

ہمارے لٹریری اور اخباری بھائی مسٹر جمال صابری نے ہمیں ایک خط بھیجا ہے جس میں لکھا ہے:-
"میں سخت بیمار ہوں، اس لئے جب تک تندرست نہ ہو جاؤں، فلم ریویو کی کوئی خدمت نہیں کرسکتا، اس کے بعد وعدہ ہے کہ آپ کے رسالہ کے لئے برابر لکھا کرونگا"
اس کا تو ہمیں یقین ہے کہ جمال صاحب فلم ریویو کی کوئی خدمت کریں گے۔ لیکن اس کا سخت ھ

ھ افسوس ہے کہ "وہ سخت بیمار ہیں" ہمارے اس غم میں فلم ریویو کے ناظرین کو شریک ہونا چاہیئے اور دعا کرنی چاہیئے کہ خدا انھیں جلد از جلد شفا کلی عنایت فرمائے۔ آمین۔ (اڈیٹر)

مہلک کام کرنیوالوں کی اجرت

(خاص فلم ریویو کیلئے)

حصول معاش کی ہلاکت آفریں جد و جہد ہالی ووڈ میں بہت سے ایسے مرد اور عورتیں ہیں جو ایسے ہلاکت آفریں کارناموں کے لئے تیار رہتے ہیں جن کو دیکھکر تماشائی فرط حیرت اور خوف سے لرزہ براندام ہو جاتے ہیں لیکن ان کے وہ خطرناک کارنامے جس میں ذراسی چوک موت پر منحصر ہوتی ہے۔ دنیائے فلم کے لئے "زندگی بخش" ثابت ہوتی ہے۔

جس وقت ان کے کاموں کی خطرناک نوعیت اور ان کی معتدل اجرت و تنخواہ کا موازنہ کیا جاتا ہے تو حیرت ہوتی ہے۔ لیکن اس سے زیادہ حیرت انگیز امر یہ ہے کہ اس جماعت میں بہت سے ایسے لوگ بھی ہیں جن کو کام نہیں ملتا۔

مہلک کارناموں میں اموات کی تعداد

ہالی ووڈ میں مہلک کارناموں کے لئے دو آدمی بہت مشہور ہیں ان کے نام ڈیوک گرین اور بالی اوس ہیں ان لوگوں نے سیکڑوں مرتبہ موت کا مقابلہ کیا ہے اور اجرت وہی لی ہے جس کا تذکرہ کیا جا رہا ہے ان کے بیسیوں ساتھی اس طرح کے کارناموں میں مر چکے۔ چند تازہ ترین اموات کا حال ملاحظہ کیجئے:۔

ال جانی نام کا ایک ایکٹر تھا وہ "ہیلز اینجلز" نامی فلم میں ہوائی جہاز کو متصادم کرنے میں مر گیا۔ یہ فلم اس وقت لندن میں دکھایا جا رہا ہے۔

اون بنجل جو فرسٹ نیشنل پکچر میں کام کرتا تھا وہ دو ہزار فیٹ کی بلندی سے ہوائی جہاز کو گرانے میں مرا۔ ہوائی جہاز کا انجن ۵ فیٹ زمین میں دھنس گیا تھا۔ اور بنجل کی نعش کے پرزے اڑ گئے تھے۔

فرانک لوکھارن نامی ایکٹر موٹر کار کو انتہائی تیزی سے چلانے میں مرا۔ موٹر اس وقت دو سو پانچ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے جا رہی تھی کہ پچھلا ٹایر پھٹ گیا اور ڈرائیور اور موٹر دونوں چکنا چور ہو گئے۔

ایک ایکٹر کا بیان

بالی اوس مشہور مہلک کارناموں کے ایکٹر

نے بیان کیا کہ میں ان تمام سیریل فلموں میں کام کرچکا ہوں جو آج سے دس سال قبل ہر دلعزیز رہ چکے ہیں میں نے موٹر کار کو ریل گاڑی سے متصادم کیا۔ اسٹیمر سے سمندر میں کود پڑا۔ دوڑتے ہوئے گھوڑے سے پھاند کر موٹر پر سوار ہوا اور اسی طرح کے سیکڑوں ہلاکت آفریں کارنامے انجام دیے"

چند مہلک کارناموں کی اجرت

ان کے ہلاکت آفریں کاموں اور ان کی تنخواہ کی شرح ملاحظہ ہو:۔

ایک ہوائی جہاز سے دوسرے ہوائی جہاز پر کودنا:۔

نمبر ۱ یا ایک ہوائی جہاز سے دوسرے ہوائی جہاز کو بدلنا:۔ بیس اشرفی

نمبر ۲ ہوائی جہاز سے اتر کر ٹرین پر سوار ہونا:۔ تیس اشرفی

نمبر ۳ موٹر کار سے ہوائی جہاز پر جانا:۔ " "

نمبر ۴ موٹر بوٹ سے ہوائی جہاز پر جانا:۔ پچاس اشرفی

نمبر ۵ موٹر کاروں کو متصادم کردینا:۔ " "

نمبر ۶ ہزار فیٹ سے زیادہ بلندی سے کودنا:۔ تیس اشرفی

نمبر ۷ سمندر کے تہ میں جانا:۔ " "

نمبر ۸ سر نیچے یا ران اوپر کرکے پرواز کرلی جس میں آدمی ہوائی جہاز کے اس حصہ میں بیٹھتا ہے جو زمین سے مس کرتا ہے:۔ تیس اشرفی

نمبر ۹ ہوائی جہاز کے چھت پر دو آدمیوں کا لڑنا اور ایک کا گرجانا:۔ سینتالیس اشرفی

نمبر ۱۰ ہوائی جہاز کو درخت، مکان کی چھت یا کسی چیز سے ٹکرانا:۔ دوسو چالیس اشرفی

نمبر ۱۱ ہوائی جہاز کو ٹیڑھے ہوکر اڑانا اور آدمی کا ہوائی جہاز کے دونوں بازوؤں پر کھڑا ہونا:۔ نوے اشرفی

نمبر ۱۲ الٹے ہوکر ایک ہوائی جہاز سے دوسرے ہوائی جہاز میں جانا:۔ سو اشرفی

نمبر ۱۳ موٹر کار کو ریلوے لائن پر ٹرین سے ٹکرا دینا:۔ تیس اشرفی

راس نے یہ بھی کہا کہ اس طرح کے شجاعانہ اور مہلک کارناموں کے کرنے والے بہت کم ہیں اتنے کم کہ تم ان کو انگلیوں پر گن سکتے ہو۔ ایسے لوگ پیدائشی بہادر ہوتے ہیں اور بہادر بنائے نہیں جاتے۔ ایک شخص تھامسن نامی تھا مقام یاکن میں اس کی کشتی الٹ گئی اور وہ برف میں دھنس گیا۔ یہ دو برس کا قصہ ہے۔

اس تھامسن کا ایک واقعہ یہ بھی ہے۔ کہ آنکھوں پر پٹی باندھ کر مقام کالا باس کی جھیل میں جو پچاس فیٹ بلند پہاڑ کی چوٹی ہے گھوڑے پر دوڑتا ہوا چڑھ گیا۔ یہ بلا شبہ بہادر شخص تھا اور میرا خیال ہے کہ اس شجاعانہ کارنامہ کی اجرت اس کو صرف پچاس اشرفی ملی۔

چارلی کا عشق

اس کی نوجوانی کا ایک واقعہ

چارلی چیپلن جس نے لاکھوں آدمیوں کو ہنسایا ہے اپنی نوجوانی کے زمانہ سے ایک خفیہ رنج وغم کے زیر اثر رہتا ہے۔ اس نے عشق کیا لیکن اس عشق میں اس کو ناکامیابی ہوئی۔ جب وہ ۱۸ برس کا نوجوان تھا تو اس کو ایک لڑکی سے جس کا نام ہٹی کیلی تھی عشق ہو گیا لڑکی کی عمر اس وقت ۱۵ برس کی تھی۔ ایک روز اس نے لڑکی سے شادی کی درخواست کی لیکن لڑکی نے جواب دیا کہ "ابھی ہم لوگ سب بہت کمسن ہیں" چارلی نے جواب دیا "ایک روز میں بڑا آدمی بن جاؤں گا"

پھر کبھی ملاقات نہ ہوئی

اس کے بعد یہ دونوں علیحدہ ہو گئے۔ آخرکار چارلی امریکہ پہونچا وہاں اس کی قسمت میں دنیا کا سب سے بڑا فلم ایکٹر اور پرمذاق پارٹ کرنے والا بننا تھا۔ حیرت انگیز اتفاق دیکھئے کہ ہٹی کا بھائی آرتھر کیلی یونائیٹڈ آرٹسٹ کارپوریشن میں نائب صدر کے عہدہ پر فائز ہوا۔ لیکن چارلی اور ہٹی میں پھر کبھی ملاقات نہ ہوئی۔

ہٹی کی یاد دل سے نہ گئی

برس پر برس گزرتے گئے چارلی بہت دولتمند ہو گیا مشہور ہو گیا لیکن کامیابی اور شہرت نے اس کے دل سے اس انگریز لڑکی کی یاد نہ مٹائی۔

دس برس گزرے کہ چارلی انگلینڈ جانے پر آمادہ ہوا اور جب لندن پہونچا تو اس کا خیر مقدم اس دھوم دھام سے ہوا کہ قیصر کو بھی حسد ہوتا۔ چارلی کے لندن آنے کا مقصد یہ تھا کہ ہٹی کو تلاش کرے جو نوجوانی کے زمانہ سے اس کے دل پر قبضہ کئے تھی۔

"عشق" کی ناکامی

آرتھر کیلی نے جو اس وقت یونائیٹڈ آرٹسٹ، کارپوریشن کے لندن آفس میں افسر تھا۔ چارلی سے ملاقات کی لیکن پہلے ابتدا میں چارلی کو ہٹی کے متعلق کچھ سوال کرنے پر جھجھک محسوس ہوئی بالآخر اس نے ہٹی کے بھائی کی طرف مخاطب ہو کر ایسے لہجہ میں جس سے تعلقات دلی کا پتہ نہ لگ جائے۔ اس نے پوچھا۔ "ہٹی کا کیا حال ہے؟" آرتھر نے جواب دیا۔ "وہ مر گئی" (اسکے

...UPPLEMENT

A SCENE FROM SHALIWAHAN

MISS. MAHTAB IN LUST FOR GOLD.

Distributors Lalji Hem Raj Haridas Calcutta.

A SCENE FROM SHALIWAHAN

MISS. MAHTAB
IN
LUST FOR GOLD.

Distributors Lalji Hem Raj Haridas Calcutta

MISS. SULTANA
IN
BRAND OF FATE

Distributors Aurora Film Corporation, Calcutta.

ہندوستان کی مشہور فلم کمپنیوں کے نام

بمبئی

۱۔ نٹارج فلم کمپنی
۲۔ امپیریل فلم کمپنی
۳۔ کوہ نور فلم کمپنی
۴۔ رائل پکچرس کارپوریشن
برنچ:۔ لاہور
۵۔ سرشتی فلم کمپنی
۶۔ نیو کوہ نور فلم کمپنی
۷۔ کرشنا فلم کمپنی
۸۔ رنجیت فلم کمپنی
۹۔ ساگر فلم کمپنی
۱۰۔ بمبئی فلم کمپنی
۱۱۔ وشنو فلم کمپنی
۱۲۔ وکاس پکچرس
۱۳۔ برٹش انڈین فلم کمپنی
۱۴۔ ذرینہ پکچرس
۱۵۔ نیو الکسیئرس
۱۶۔ اشیاٹک فلم کمپنی
۱۷۔ انڈیا پکچرس
۱۸۔ الوکیٹا فلم کمپنی
۱۹۔ سرلوچنا فلم کمپنی
۲۰۔ سرستی فلم کمپنی
۲۱۔ اورینٹل پکچر کارپوریشن لمیٹیڈ
۲۲۔ سومن یونائیٹیڈ آرٹسٹ
۲۳۔ انٹرنیشنل کارپوریشن

کلکتہ

(۱) مدن تھیٹرس لمیٹیڈ
۲۔ برٹش ڈومینین فلم لمیٹیڈ
۳۔ ارورا فلم کارپوریشن
۴۔ ایشیاٹک فلم کارپوریشن
۵۔ انٹرنیشنل فلم کرافٹ
۶۔ گرافک آرٹ کیمرا آف
پورنا تھیٹر
۷۔ انڈین کنیما آرٹ
۸۔ اورینٹل فلمس لمیٹیڈ
۹۔ کلکتہ فلم کمپنی لمیٹیڈ
۱۰۔ انڈین سینما کمپنی
۱۱۔ کراؤن فلم کمپنی
۱۲۔ بنگال یونائیٹیڈ فلم کمپنی
۱۳۔ ایسٹرن فلمس سنڈیکیٹ
۱۴۔ انگورہ فلم کمپنی
۱۵۔ آریہ فلمس
۱۶۔ آہندرا فلمس کارپوریشن
۱۷۔ انڈیا فلمس پروڈیوسر لمیٹیڈ
۱۸۔ پربھاوا سینما کمپنی
۱۹۔ رادھا فلم کمپنی
۲۰۔ روپم فلم کمپنی
۲۱۔ فلم آف دی ایسٹ لمیٹیڈ
۲۲۔ سلیکٹ پکچر کارپوریشن
۲۳۔ یونیک پکچر کارپوریشن
۲۴۔ ایسٹرن فلم الئینس

لاہور

۱۔ پانیر فلم کمپنی لمیٹیڈ
۲۔ پنجاب فلم کمپنی
۳۔ یونائیٹیڈ پلیئرس کارپوریشن
۴۔ رائل پکچرس کارپوریشن
۵۔ تاج پکچرس کارپوریشن
۶۔ بی۔ آر۔ او۔ بی۔ راے

مدراس

۱۔ ایسوسی ایٹیڈ فلمس لمیٹیڈ
۲۔ گیرنٹی فلم کمپنی
۳۔ جنرل پکچر کارپوریشن لمیٹیڈ
۴۔ کوگا پکچرس

متفرقات

۱۔ ساؤتھ انڈیا فلمس ستولاپور
۲۔ انیس فلم کمپنی اندور
۳۔ ایسٹ بنگال فلم اسٹوڈیو
۴۔ یونائیٹیڈ پکچر کارپوریشن لکھنؤ
۵۔ گریٹ ایسٹرن کارپوریشن لمیٹیڈ۔ دہلی
۶۔ موگیک پکچر کارپوریشن کانپور
۷۔ اومکار فلم کمپنی احمدآباد
۸۔ ثریا فلم کمپنی۔ بنگلور
۹۔ مہاراشٹرا فلم کمپنی کولھاپور
۱۰۔ پربھات فلم کمپنی ״
۱۱۔ یونائیٹیڈ پکچر سنڈیکیٹ پونا
۱۲۔ آرین فلم کمپنی ״
۱۳۔ اسٹیٹ فلمس کارپوریشن لمیٹیڈ حیدرآباد دکن
۱۴۔ ہندوستان سینما فلم کمپنی ناسک
۱۵۔ مہاویر فوٹو پلیز اینڈ تھیٹر سر شیدرآباد

برات بج بج

ایک مزاحیہ مضمون

ضابطہ سے تو وزکریا اسٹریٹ" سے برات کی روانگی کا وقت صبح ۱۰ بجے تھا لیکن ہم ایک دوست عزیز کے تقاضے پر ساڑھے نو بجے وہاں پہونچے۔ برات کی روانگی میں ابھی پھر بھی بہت دیر تھی۔ براتی بلا لحاظ وقت ایک ایک کرکے ٹپک رہے تھے۔

القصہ دن کے گیارہ بجے برات روانہ ہونے لگی۔ میں بھی باہر سڑک پر آ گیا کہ کہیں کسی گاڑی یا موٹر میں گھس بیٹھوں۔ براتیوں کا ہجوم، گرمی کی تپش، اپنی کس مپرسی، لوگوں کی بدحواسی، اور "موٹر بس" بھی "اسٹارٹ" ہو گئی لیکن میرے سامنے اب یہ مسئلہ تھا کہ اگر تھوڑی دیر میں مجھ میں اور "موٹر بس" میں فاصلہ کا تناسب اس کی رفتار کے ساتھ بڑھتا گیا تو میرا کیا حشر ہوگا۔ مگر فلسفہ اور ریاضی کی ان باریکیوں کو بھلا جاہل ڈرائیور کیا سمجھتا وہ تو صرف اقتصادیات کے چند تکلیف دہ اور بالکل ابتدائی اصول کا قایل ہوتا ہے۔ میں دنیا کی ہر مصیبت سے مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو سکتا ہوں اور وہ بھی محض اس اصول کی بنا پر جس کی رو سے لوگ مجبوری و معذوری کو صبر و شکر کا مُرادف خیال کرتے ہیں۔ لیکن گاڑی بان یا ڈرائیور کے تہذیب

فلسفہ استدلال سے جس میں اس کا عریاں بازو یا ہمیشہ متحرک رہنے والا ہاتھ ایک فیصلہ کن حیثیت رکھتا ہے کبھی دوچار ہونے کی جراءت نہیں کر سکتا غرض کہ میں ابھی اسی ادھیڑبن میں تھا لیکن "بس والے" کو عجلت تھی اس نے میری دقت کو سمجھ لیا اور کسی نہ کسی طرح نوشہ کے بکس، سہرے کے "بلندے"، اور مٹھائیوں کی سینیوں کے علاوہ مجھے بھی "ایک اور عدد" سمجھکر ڈبہ میں رکھ لیا۔ جگہ کا کیا ذکر ابھی میں پائیدان ہی پر کھڑا تھا۔ بنج اور برتھ کا نظری جائزہ لے رہا تھا کہ مجھے تین چار گھنٹے کا سفر محض آنکھوں آنکھوں میں کاٹ دینا پسند نہ آیا تو کہاں کہاں گزر ہو سکتا ہے۔ مسافروں میں کسی کا مافی الضمیر سمجھ لینے کی ایک عجیب و غریب قوت ہوتی ہے۔ ایک طرف برتھ پر نظر ڈالی ہی تھی کہ ایک صاحب بولے "جناب نوشے کا سامان رکھا ہوا ہے ادھر کا قصد نہ کیجئے گا۔ دوسری طرف ایک کونے میں کچھ جگہ خالی نظر آئی ہی تھی کہ آواز آئی "حضرت یہ صاحب پان و سگریٹ لینے گئے ہیں"۔ ایک بالکل محدود جگہ میں "تیس چالیس" مہذب و "شیلوں" کا یوں مقید ہو جانا در آنحالیکہ کلکتہ اور پٹنہ کے

نازپروردہ رؤسا جن کے جسم پر لقدر کے نام سے آبلے پڑجائیں کچھ وہی لوگ ان کا صحیح اندازہ لگا سکتے ہیں جو کبھی حسن اتفاق سے ایسے "بجرے" کے مہمان رہ چکے ہوں۔ غرضکہ میں "اسی خالی جگہ" پر سمٹ سمٹا کر بیٹھ گیا اور "یک گیر و محکم گیر" پر عمل پذیر ہونے کے لئے تیار بھی ہوگیا۔ لیکن مشکل یہ آن پڑی تھی کہ ان وحشیوں کی حماقت اور جہالت سے میرے دل میں محض چند لمحوں کے لئے خاکم بدہن یہ خیالات پیدا ہوگئے کہ کشاکش حیات میں امن وعافیت کا تخیل یا اس کا وجود روح المحاربہ کو جس پر تنازع للبقا کا دارومدار ہے فنا کردیتا ہے اور شاید اسی کا نام غلامی ہے! اس خیال کا آنا ہی تھا کہ میں نے "محکم گیر" کا فلسفہ اپنے دل میں پھر دہرایا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جب وہ حضرت پریشان حال تشریف لائے جن کی جگہ پر میرا قبضہ مخالفانہ تھا تو انہوں نے محض میرے چہرہ وبشرہ کا جائزہ لینے پر اکتفا کیا اور پھر کوئی مزاحمت نہ کی۔

الغرض "موٹر بس" اپنی سواری کی اہمیت اور عظمت کا احساس کرکے فرطِ تفاخر سے کلیل کرتی چلی جاتی تھی، اسے کیا معلوم کہ اس کے مختلف گوشوں میں کیسے خوفناک یا جنون انگیز انقلابات ہوئے اور شاید مٹ بھی گئے۔

"خانہ عروس" کا راستہ صرف دو ہی چار درجن جھیل اور جزیرے، خاکنائے اور آبنائے پر مشتمل تھا۔ اور محض ان لوگوں کی سبک خرامی کے لئے محفوظ خیال کیا جاسکتا ہے جو اس کی فضا کو قبض یا انقباض کی تالیفِ قلوب کے لئے ضروری سی نہیں بلکہ منفعت بخش بھی خیال کرتے ہیں۔ اور نیز راستہ ان گوں کے لئے بنہایت خطرناک ہے جو ضرورتاً یا مصلحتاً گرم رفتاری کو قابل ترجیح سمجھتے ہیں۔

یعنی ہم معہ موٹر بس، کے ٹھیک دو بجے دن کو دُلہن کے دروازے پر پہونچے۔ وہاں کے لوگوں کی عالی نسبی، سرچشمی، اور نیک طینتی محتاج بیان نہیں ہے۔ ایسے طباع اور منکسر المزاج افراد واقعی کم یاب ہیں جن کی زندہ دلی اور مہمان نوازی نے "خانہ عروس" کو عجیب وغریب ہستیوں کا ماوی وملجا بنا رکھا تھا عالی رتبہ حکام جید علما، بھوکے شرفا، شکم سیر سفلا، بڑی مسجد کے طالب علم، حریص اور پست خیال کے میاںجی اعلیٰ درجے کے بے فکرے۔ مایوس الحال اڈیٹر ایسے حکیم و ڈاکٹر جو وبائی فصلوں میں بھی مریض کی زیارت سے محروم ہوں۔ ہم لوگوں کی پیشوائی کے واسطے موجود تھے۔ مجھے وہاں کا "شاندار خیر مقدم" بہت دلچسپ معلوم ہوا۔ اور میرا خیال ہے کہ انسان کو اپنی زندگی میں اس مقام کو ایک بار ضرور دیکھ آنا چاہئے۔ یہ مقام بیسویں صدی کی ایک مختصر دنیا ہے جہاں آپ کسی وقت چلے جائیے کوئی نہ کوئی خصوصیت بلاشبہہ آپ کو ضرور نظر آجائے گی۔

اب چار کا عمل ہوچکا ہے لیکن ابھی کھانے پینے کا کوئی سوال نہ تھا۔ ناظرین خیال کرسکتے ہیں کہ ان لوگوں کا کیا حال ہوا ہوگا۔ جو اس خیال سے کہ "آج خوردنی ہے"۔ صبح کا ناشتہ بھی اس خوشی میں بھول چکے تھے معدے ان کے

نہ معلوم کتنی مرتبہ سارے وظیفوں کی کتابوں کا طواف کر چکے تھے، اور "البھوک! البھوک!" کی صدائیں ہر چہار طرف سے فضائے آسمانی میں گونج رہی تھیں۔ طوعاً و کرہاً مبلغ پانچ بجے دستر خوان لایا گیا۔ بظاہر ہم کو یہ اندازہ نہ تھا کہ اس وقت کتنے حضرات وہاں موجود ہیں۔ یا کس کس وضع قطع کے بزرگوں کی زیارت کی وہاں توقع یا اس کا اندیشہ ہے۔ بظاہر خاموشی طاری تھی اور کہیں سے کہیں خراٹے کی آواز آ رہی تھی۔ غرض کہ خوان لایا گیا۔

خوان برادران عجیب الخلقت، غریب الہیت کریہہ المنظر تھے اور ان سب کے ہیڈ مسٹر بیگ صاحب نامی ایک بزرگ تھے۔ اگر الو اور بلی کی آنکھ کا کوئی اوسط نکالا جا سکتا ہے تو پھر ان کی آنکھ بھی نظر انداز نہیں کی جا سکتی۔ انکی عمر کا کسی شخص کو پتہ نہیں، یہ کسی کو خود اس کی ذات کی بنا پر نہیں پہچان سکتی لیکن خواہ کوئی شخص کسی سن و سال کا کیوں نہ ہو اس کے جد امجد کو اپنے گود میں کھلا چکے ہیں۔ اور محض اس حوالہ سے وہ اس سے واقف ہیں، سن رسیدہ، جوان العمر، بچے سنجیدہ، خفیف الحرکت غرض کہ ہر شخص ان کو گالیاں دیتا ہے اور محض اس لئے کہ یہ بھی اپنی اس زبان میں جس کے سمجھنے کی کسی نے زحمت گوارا نہ کی گالیاں دیں، صورت شکل اور جثہ کے اعتبار سے بس یہ معلوم ہوتا ہے کہ چاروں پاؤں چلنا پھرنا حال ہی میں

ترک کیا ہے اور ابھی پچھلے پیروں پر کھڑے ہونے میں تکلیف بھی ہوتا ہے۔ کثافت میں ان کا سلسلۂ نسب علی گڑھ کے ڈائننگ ہال سے لیکر کلکتہ کے "افغانیہ ہوٹل" کے چند میٹوں یا باورچیوں سے ملتا ہے۔ غالباً یہ ظاہر کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ جن بزرگ کا تذکرہ میں نے چھیڑا ہے ان کو صاحب خانہ کی ذات سے زیادہ ان کی نقل و حرکت پر نظر رکھتی ہے۔

خوان پر ابھی ساری چیزیں چنی بھی نہیں گئی تھیں کہ یک بیک ہل چل مچ گئی۔ کوئی صاحب سوتے سوتے یک دم جاگ پڑے کوئی حضرت دوسرے کمرہ میں سے بھاگے چلے آ رہے ہیں کوئی شخص سامنے والے دالان سے مارا مارا چلا آ رہا ہے۔ اور اسی دوران میں الٹا سیدھا جواب بھی انلوگوں کا دیتا چلا آتا ہے جن سے اب تک وہ گفتگو کر رہا تھا۔ ایک پاؤں میں سلیپر ہے دوسرے میں کھڑاؤں ایک بزرگ افتاں و خیزاں بیت الخلا سے چلے آ رہے ہیں لوٹا زور سے کہیں پٹکا دونوں ہاتھ کمر بند میں الجھے ہوئے ہیں۔ کوئی کوچ پر لیٹا ہوا تھا وہاں سے بانپتا کانپتا چلا آ رہا ہے ایک صاحب غافل سو رہے تھے اس ہنگامہ کی وجہ سے بیدار ہوئے تو پلنگ پر اٹھکر بیٹھ گئے۔ ابھی اصلی معاملہ کی تہ کو بھی نہیں پہونچے تھے اور یونہی انگڑائی لینے والے تھے کہ

ان کی نظر دسترخوان پر جا پڑی پھر کیا تھا لنگی سمیت صحن سے چھلانگیں مارتے ہوئے آن کی آن میں صف میں شامل ہو گئے۔ یہ البتہ نہیں کہا جا سکتا کہ کونسی رکعت ملی۔ اب یہ سو رہا ہیں اور دسترخوان! ایک مختصر سے دسترخوان کے گرد پچاسوں اشخاص کا انتہائی بدحواسی کے ساتھ جمع ہو جانا کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ ناظرین کرام کو اگر اس نظارہ کا معمولی ترین نمونہ دیکھنا ہو تو بس کسی روز چار بجے شام کو "چڑیا خانہ" کے ناخواندہ مہمان بن جائیے۔ اور بغور ملاحظہ فرمائیے کہ ایک مٹھی بھر دانہ ایک ہی جگہ پر ڈال دیا جاتا ہے اور ہزاروں پرندے مختلف مقاموں سے آآ کر اس پر گرتے ہیں اور دانہ چگنے میں کس طرح ایک کشاکش پیدا کرتے ہیں۔

نشست کے لئے اول تو عرض کرنا ہے کہ ہر شخص یک زانو ہو کر بیٹھا ہوا ہے اور دوسرا زانو حلقہ سے باہر ہے۔ سب نے اپنا اپنا خیرمال بائیں ہاتھ میں لے لیا ہے اور دوسرے ہاتھ نے بھی "بریانی" پر ہاتھ صاف کر رہا ہے۔ "مرغ" کے پلیٹ میں مبلغ ایک درجن آدمی شریک ہیں۔ اول تو دوران طعام میں مصلحتاً کوئی پانی نہیں مانگتا لیکن اگر ناگریز ہوا تو جہاں تک ممکن ہو سکتا ہے کھانے کے ختم کے قریب یہ ضرورت (حاجت) رفع کی جاتی ہے۔ لیکن اس دوران میں وہ شخص دیدہ و دانستہ یا عالم بےخبری میں اپنا بایاں ہاتھ "قورمہ" کی

کی پیالے پر رکھ دیتا ہے اور اگر بدقسمتی سے اس نے ایسا نہیں کیا تو پھر دوسرے بزرگ نے تھوڑا سا چاول اس میں ڈال دیا اب یہ پیالہ گویا "خاص" ان کا ہو گیا۔ انہوں نے اسے بائیں ہاتھ پر اٹھا کر رکھ لیا اور ایک آدھ قدم پیچھے ہو کر کھانا شروع کر دیا۔ نوشہ کے لئے اور سب چیزوں کے علاوہ ایک پیالہ دودھ کا آیا تھا۔ ایک بزرگ جن کے سالن میں چاول ڈالکر دوسرے حضرت نے ان کو "مجوب" کر دیا کر دیا تھا فوراً لپکے اور دودھ کا پیالہ یہ کہکر اٹھا لیا "خیر میں صرف دودھ ہی پی لوں گا" اور غٹ غٹ پی گئے۔ میں ابھی یہ سوچ ہی رہا تھا کہ ان کی ریش دراز اور عقل و تمیز میں کیا نسبت ہے کہ بدقسمتی سے دسترخوان پر کچھ مٹھائی لائی گئی۔ ہر ایک نے منہ کے بل گر کر ایک ایک دانہ ہاتھ میں لے لیا اور اپنے اپنے مقامات پر چل دئیے لیکن دو حضرات جو سن و سال کے اعتبار سے بچپن کی سادگی میں اُلجھے تھے ایک ہی لڈو پر ایک ہی وقت میں جھپٹے نتیجہ یہ ہوا کہ کسی کی مطلب بر آری نہ ہو سکی اور ہر ایک ایک دوسرے کو سخت و سست کہتا ہوا چل دیا۔

کھانے کے بعد قیلولہ کے سلسلہ میں ہر شخص اس امر کا مستحق تھا کہ وہ جہاں چاہے پڑا رہے گرمی کے دن میں ایک ایک "پلنگ" میں تین تین اور چار چار اصحاب دراز ہیں اور جو جس بل پڑا رہا اسی بل تین تین گھنٹے

گزار دیے، "خود دو نمونہ والا بھائی"، ایک طرف ضخیم قانونی کتاب کو تکیہ کے بجائے سر کے تلے رکھے ہوئے پائے گئے تھے۔

مجھے اتفاق سے ایک رات یہیں گزارنی پڑی میں اول تو بالکل "نیا پھنسا ہوا تھا"۔ دوسرے دقت یہ تھی کہ تکلف اور اداب کے چند بالکل ابتدائی اصولوں سے گلوخلاصی نہ حاصل کر سکا اور اس لئے رات کے نو دس بجے تک صرف ایک کرسی پر بیٹھا رہ گیا۔ دوسرے حضرات تمام ممکن جگہوں پر مسلط ہو چکے تھے اور کوئی ہلنے کا نام نہیں لیتا تھا کیونکہ یہاں قبضہ کا نام حق تھا۔ اور اگر بدقسمتی یا نادانستگی سے اگر کوئی شخص ایک لمحہ کے لئے بھی اپنی جگہ سے اٹھ جاتا تو پھر دوسرے کو اختیار تھا کہ وہ اس جگہ پر قابض ہو جائے۔ میری خوش قسمتی سے "نوشتہ" کے ایک عزیز اور میرے کرمفرما آگئے اور انہوں نے میری حالت زار پر رحم فرما کر "چارپائیوں" کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔ اس سے پہلے یہاں خوب خوب خوش گپیاں ہو رہی تھیں لیکن جونہی ان کی آمد کی خبر ہوئی سب نے یک بیک "دم سادھ" لیا۔ اور اس طرح غافل بن گئے گویا نیند کا انتہائی غلبہ تھا۔ وہ ان ہتھکنڈوں سے خوب واقف تھے انہوں نے پہلے تو ہر ایک کا نام لیکر پکارا لیکن جب کسی نے جواب نہ دیا تو سخت وسست کہنا شروع کیا لیکن یہاں تو ہر شخص دل میں یہ مصرعہ دہرا رہا تھا کہ ؎

چشم بالبسیار ایں خواب پریشاں دیدہ اند

آخر کار ہمارے دوست نے ایک "چارپائی" آناً فاناً الٹ دی۔ لیکن میرے تعجب کی انتہا نہ رہی جب میں نے دیکھا کہ وہ بزرگ مادر زمین کی آغوش سے ہمک کر دوسری "چارپائی" پر جا رہے اور ان حضرت نے بھی ان سے کوئی مزاحمت نہ کی جو پہلے سے اس پر "دھرے" ہوئے تھے۔ ہمارے خستہ نواز دوست نے ایک دفعہ اور نظر چاروں طرف دوڑائی، ایک صاحب کے قبضہ میں تکیہ تھا لپک کر بغیر کسی رسمی تکلف کے اسے گھسیٹ لیا لیکن یہاں بھی وہ حضرت دم بخود ہی رہے بہرطور میں بھی چارپائی پر "ڈٹ" گیا اور لیٹ رہا۔ رات میں کسی وقت کچھ آہٹ محسوس ہوئی، معلوم ہوا کہ کوئی شخص سرہانے سے تکیہ کھینچ رہا ہے لیکن اب مجھ میں بھی کسی قدر ہمت آچکی تھی میں نے بھی زور لگایا اور بالآخر اس کشاکش میں میں ہی کامیاب رہا۔ ایک دفعہ پھر خاموشی کا تسلط ہو چلا تھا اور مجھے نیند بھی آگئی تھی لیکن کچھ دیر کے بعد کروٹ لی تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک دوسرے صاحب بھی اسی چارپائی پر نہایت بے تکلفی سے دراز ہیں! آخر کار اس کے سوا کوئی چارہ نظر ہی نہیں آیا کہ کل چارپائی ان کے حوالہ کر دوں۔ اٹھ بیٹھا اور غور کرنے لگا کہ حوائج ضروریہ سے فراغت حاصل کر کے اسٹیشن کا راستہ لوں کیونکہ علی الصباح ہی گاڑی کلکتہ کے لئے چھوٹتی ہے۔ صحن

بقیہ مضمون صفحہ (برات نکاح)

سے گزر کر سائبان ہوتا ہوا، احاطہ مکان
سے باہر آیا۔ اور سیدھا اسٹیشن پہونچا، وہاں
معلوم ہوا کہ ابھی تو صرف تین بجے ہیں۔
نو بجے دن کو بخیریت تمام کلکتہ واپس آیا۔
"یہ سفر کیسا رہا؟ ایک مستقل عنوان بن سکتا ہے
لیکن میری ہرزہ سرائی سے بالفرض ناظرین
تنگ بھی نہ آ گئے ہوں پھر بھی مجھے ان حضرات
کے احساسات پر نظر رکھنی پڑتی ہے۔ جو
"اخبار" کے ہر کالم کو پالٹکس، فلسفہ،
سائنس کا مل میں لڑائی ہو گئی" بمبئی میں
سنسنی خیز واقعہ ہو گیا۔ اور مراد آباد میں
مردہ زندہ ہو گیا کا تختہ مشق بنانا چاہتے
ہیں۔ کاش انہیں اتنی بصیرت حاصل ہوتی
اور وہ اسے سمجھ بھی سکتے کہ نظارہ سے
زیادہ نظر کی ضرورت ہوتی ہے۔

ہر ورقے دفترے ست معرفت کردگار

بہر حال آج کل ہم باعتبار مکان معلق
ہیں "نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن"
یعنی اگر پہلے صرف زمین کی کشش تھی
تو اب اس کا شریک آسمان بھی بن گیا
ہے۔ شاید اسی کا نام کشاکش ہے۔

ایس ایم۔ نورالہدیٰ۔

اس وقت
سارے شہر میں ہیضہ پھیلا ہوا ہے۔ اس لئے ہیضہ سے بچنے کے لئے
شانتی دھارا ضرور خریدئے۔ قیمت فی شیشی آٹھ آنہ (۸/)
پتہ:- نمبر ۸۲ کولوٹولہ اسٹریٹ۔ دواخانہ شانتی دھارا آفس کلکتہ

عمارت
اکثر ایسے دیکھے گئے ہیں کہ کمرے میں روشنی یا تازہ ہوا نہیں آتی اس لئے اس
میں کرایہ دار بھی نہیں آتے اور مکان دار کو نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ اس لئے امتحان
کے طور پر میرے پاس بھی صرف ایک مرتبہ مکان کا ڈیزائن بنوا کر اور اسٹیمٹ لیکر ضرور
آزمائے۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ مجھ سے کم قیمت نیا قسم کا ڈیزائن کوئی نہیں بنا سکتا۔ ہم نے
اس کلکتہ میں بہت سے مکان بنوائے ہیں۔ آفس میں آکر اس کا ثبوت لے سکتے ہیں۔
پتہ:- حسن علی بلڈنگ انجینیر نمبر ۸۲/۲ چاندنی چوک
اسٹریٹ کلکتہ

E SUPPLEMENT

MISS KAJJAN BAI AS SHIRIN IN SHIRIN FARHAD

بزمِ مدیر

فلم یا متعلقات فلم کے بارے میں دریافت کرنیوالے قارئین کیلئے یہ صفحہ مخصوص ہے

عبدالحمید رڑکی۔ مس زبیلو کا اصلی نام زلیخا ہے وہ پونا کی رہنے والی ہیں۔

جمیل احمد کلکتہ۔ مستقل سنیما کے لئے کم از کم دس ہزار روپیہ چاہیے اس وقت نارکل ڈانگہ بلیہ ہٹہ کا حلقہ بہتر ہے۔

گل خانم کشمیر۔ آپ اپنی تعلیمی حالات اور تصویر بھیجدیں اور اس کے ساتھ یہ بھی تحریر کریں کہ آپ یورپ جا سکتی ہیں یا نہیں۔

عباس علی ڈیرہ دون۔ سیتا دیوی اور سیتا دیوی دو نام ہیں میں نے اپریل کے پرچے میں غلطی سے نہیں لکھا۔

سورج رام لاہور۔ ماسٹر وٹھل کو ان کے دوستوں نے انڈین ڈگلس خواہ مخواہ مشہور کر رکھا ہے۔

عبدالرحیم خاں دہلی۔ آغا حشر صاحب کاشمیری کی تصویر آپ دفتر نیرنگ خیال لاہور سے حاصل کر سکتے ہیں۔

ایک طوایف کلکتہ۔ سیتا دیوی فلم میں آنے سے پہلے امپایر تھیٹر کلکتہ کے اسٹیج پر سیتا کا پارٹ کر چکی ہیں اور اس وقت سے سیتا دیوی مشہور ہوئیں۔

عبدالجلیل بھوپال۔ خواجہ حسن نظامی صاحب کا ایک تعلیمی فلم بنانے کا ارادہ ضرور تھا اب یہ معلوم نہیں کہ اس کے متعلق کوشش بھی کر رہے ہیں یا نہیں۔

راقم ایک خریدار پشاور۔ فلم ایکٹر بننا آسان نہیں۔
ابھی آپ کو تعلیم کی ضرورت ہے ابھی آپ اس ارادے سے کلکتہ ہرگز نہ آئیں۔

محمد اسحاق لدھیانہ۔ کلکتہ کے ایک فلم ساز کو ایکٹریس کی ضرورت ہے ایکٹر کی نہیں اپریل کا فلم ریویو آپ غور سے پڑھئے۔

یعقوب علی عدن۔ اس رسالے میں صرف فلم کے متعلق مضمون شایع کئے جا سکتے ہیں اس میں ہندو مسلمان دونوں کا حق برابر ہے۔

عبدالحلیم بی اے۔ لائبریریوں کو فلم ریویو مفت دیا جا سکتا ہے بشرطیکہ اس کی کافی ثبوت ہو۔

نجم النسا بمبئی۔ شانتی دھارا بدہضمی دور کرنے کے لئے بیحد مفید ہے۔ میں نے خود استعمال کیا۔

MISS. KAJJAN BAI
AS SHIRIN IN SHIRIN FARHAD.

SPECIAL-PRESS, 128-B, BAITAKKHANA ROAD, CALCUTTA.

MISS. SULOCHANA.
IN
"LOVE IMMORTAL,,
A Maharashtra Picture Distributer by Famous Pictures

SPECIAL PRESS, 128-B, BAITAKKHANA ROAD, CALCUTTA.

مس سلوچنا کا عروج

مس روبی میئرس جن کا فوٹو آپ اس مرتبہ کی فلم ریویو میں دیکھ رہے ہیں بمبئی کی ایک غریب ٹیلی فون گرل تھی ان کی جائے پیدائش پونا ہے۔ لیکن حسن خداداد سرخ و سفید چہرہ سڈول جسم۔ سُرمگیں آنکھیں اور موزوں قد نے ان کو کچھ سے کچھ بنا دیا۔ ایک روز یہ غریب لڑکی ٹیلی فون کی ہلو! ہلو! کو خیرباد کہکر مسٹر دیورلے فوٹو گرافر کے پاس آموجود ہوئی مسٹر موصوف اس وقت حال ہی میں جرمنی سے فوٹو گرافی کی تعلیم حاصل کرکے آئے تھے۔ اور اس وقت کوہ نور فلم کمپنی نے ڈائرکٹری کے خدمات آپ کے سپرد کر رکھا تھا اور یہ انجام دے رہے تھے مسٹر موصوف نے امتحان کے لئے مس سلوچنا جو اس وقت مس روبی میئرس کے نام سے پکاری جاتی تھیں اس نے ایک مالن کا لباس پہنا کر فوٹو لیا۔ مس روبی میئرس کا یہ فوٹو ہر مذاق تعلیم فنون لطیفہ سے دلچسپی رکھنے والوں کو پسند آیا یہ واقعہ سنہ ۱۹۲۵ء کا ہے اس وقت ان کی عمر سترہ اٹھارہ سال کے درمیان تھی سب سے پہلا فلم ان کا ویر بالا Veer Bala ہے بعض لوگوں نے اس وقت یہ خیال کیا تھا کہ صرف یہ انہی فلموں میں کامیاب ہو سکتی ہیں جن میں جذبات کا مظاہرہ کیا جاتا ہے بعد میں ان کے خیالات غلط ثابت ہوئے مس روبی میئرس کہتی ہیں کہ ایک مرتبہ معلوم ہوا کہ آج مجھے سخت زمین پر ۱۵ منٹ اونچے سے کودنا پڑیگا میری طبیعت گھبرانے لگی اور کمزوری محسوس ہونے لگی لیکن جب کام کا وقت آیا تو میں یہ سب باتیں بھول گئی اور مجھ میں ایک خاص قسم کا جوش پیدا ہوا اور میں کامیاب ہوگئی۔ انکو اپنے سب سے زیادہ سینما کوئین نامی فلم کا کام پسند ہے۔ فلم میں آنے کے بعد مس روبی میئرس نام کے بجائے مس سلوچنا کے نام سے مشہور ہوئی۔ کوہ نور سے علیحدہ ہوکر اورنٹل پکچر اور اورنٹل پکچر سے علیحدہ ہوکر امپیریل اور امپیریل سے علیحدہ ہوکر رنجیت فلم کمپنی میں شریک ہوگئیں اور اب تک ہیں رنجیت فلم کمپنی میں ان کا پہلا فلم نور عالم ہے اسوقت بمبئی میں دکھایا جارہا ہے جسطرح وہ جذبات کے سین میں محبت کی دیوی بن سکتی ہیں اسیطرح باوجود نازک اور حسین ہونیکے وقت پر کودنا پھاندنا اور دوڑدھوپ بھی کرسکتی ہیں۔

نامہ نگار

فلم کی خبریں

سنیما فلم کی تیاری
ایکٹرس کی موت کا حادثہ

ہولی وڈ ۲۵ر جنوری۔ ایک نئی فلم کی تیاری کرتے ہوئے مس لینا وچرٹ مس ایلڈر کی جگہ کام کرتی ہوئی اغواہ کندہ سے بچنے کے لئے اتفاق سے جہاز سے گرگئی۔ جہاز نے اس کو بچانے کی ناکام سعی کی اور مس مذکور جاں بحق ہوئی۔

الحیٹ سنیما میں آتشزدگی
آٹھ ہزار پونڈ کا باجہ جل گیا

لندن۔ ۲۶ر جون۔ الحیٹ سنیما میں تماشہ کے قت آگ لگ گئی ڈیڑھ ہزار سامعین کو اپنی جانیں بچانے کے لئے کمرہ چھوڑنا پڑا۔ ایک باجہ قیمتی آٹھ ہزار پونڈ کا جل گیا۔

اشیاٹک فلم کارپوریشن لمیٹڈ

ہمارے خریدار یہ معلوم کر کے خوش ہونگے کہ پنڈت شیدا پر مسرز ایم ایل شاہ نے جو دھوکہ دہی کا مقدمہ کیا تھا اس میں آپ کو باعزت رہائی ملی ہے اور آپ اس وقت اپنی تمام توجہ "شانتی لیشن" نامی فلم پر دے رہے ہیں۔ یہ فلم اچھوت اقوام کے متعلق ایک پروپگنڈا کا فلم ہوگا۔ ہماری دعا ہے کہ یہ فلم کامیاب ثابت ہو۔

ننھی دلہن۔ کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ صوبہ بہار اور صوبہ متحدہ میں نہایت کامیابی کے ساتھ چل رہا ہے۔ حالانکہ بنگال میں کوئی زیادہ کامیاب نہیں رہا۔

نمبر ایک اور دو اولڈ پوسٹ آفس اسٹریٹ میں ایک نئی کمپنی بنام نیو تھیٹر لمیٹڈ کا افتتاح کیا گیا ہے جس کے مینیجنگ ڈائرکٹر مسٹر جی این سرکار مالک چترا سینما ہیں۔ اس نے اپنا نگار خانہ دم دم میں قائم کیا ہے اور ٹوکی فلم کا سامان عنقریب آنیوالا ہے۔ ابھی صرف اس قدر معلوم ہوا ہے کہ سب سے پہلے یہ مسٹر سرت چندر بوس کے ایک افسانہ کا ٹوفلم لیا جاوے گا۔

پرل سینما میں سب سے پہلے ٹوکی فلم کرشنا فلم کمپنی کا چھ جون کو گھر کی لکشمی نامی فلم کھیلا گیا

بنگال یونائیٹڈ فلمس کا پہلا فلم آگرہ کی کھلاڑن عنقریب دکھایا جانیوالا ہے اس کے ایجنٹ ڈسٹیبوٹنگ مانسٹا فلم ہائی رینگ سروس ہے۔

مس سلوچنا اس وقت امپیریل میں کام کر رہی ہیں۔ امپیریل فلم کمپنی کا دوسرا ٹوکی فلم

دولت کانفرنس اس وقت بمبئی میں دکھایا جا رہا ہے اس میں مسٹر خلیل احمد اور مس زیلو نے کام کیا ہے۔

انڈین کینما آرٹ کٹیہار کے بعد قسمت کی دیوی نامی فلم تیار کر رہی ہے اس میں ہیرو ہیروئن مسٹر درگا داس بنرجی اور مس سیتا دیوی ہے۔

مس سلطانہ کا معاملہ میڈن سے طے نہیں ہوا اور وہ بمبئی واپس چلی گئیں۔

رنجیت فلم کمپنی اس وقت بدقسمت نامی فلم تیار کرنے میں مصروف ہے۔

گورنمنٹ بہار اڑیسہ نے فلم آف فلیشن نامی فلم کو بہار اڑیسہ کے لئے ممنون قرار دیا ہے۔ اس فلم میں علاء الدین خلجی اور مہارانہ چیتوڑ کی لڑائی ہے اس میں مسلمانوں کے حملوں کو نہایت ذلیل طریقے پر دکھایا گیا ہے۔

سورت ۲۶ رمئی وہ بولنے والی فلم جس میں مسٹر گاندھی نے پارٹ کیا تھا اور کھدر کا پیام ملک کو دیا تھا دور ورتک نکشمی سنیما میں اس کی نمائش ہوتی رہی دفعتہً اس کی نمائش ممنوع قرار دیدی گئی ہے۔ اور یہی فلم ۱۳ رجون کے بعد سینما کلکتہ میں دیکھایا جا رہا ہے۔

ملتان ۱۴ رمئی ایمپائر سینما میں جو رجب

تماشہ دیکھایا جا رہا تھا کہ آگ لگ گئی اور فلم کا ایک حصہ جل گیا اس واقعہ سے سینما میں کھلبلی مچ گئی اور لوگ بھاگ گئے اس کوشش میں دو لڑکے خفیف طور پر مجروح ہوئے۔

سری رنجیت فلم کمپنی بمبئی

مس مادھوری دو فلموں میں جو دو مختلف ڈائرکٹروں کے ماتحت ہیں۔ کام کر رہی ہیں پہلے فلم کا نام "رنگین فرشتہ" ہے اس میں مسٹر انعام خلاف میں کام کیا ہے اس کے ڈائرکٹر نندلال جسونت لال ہیں۔ دوسرے فلم کا نام "سیاہ نگاں" ہے ڈائرکٹر مسٹر م۔ مدار ہیں۔

مس شانتا کماری اور ڈی بلی مور یا جنہوں نے محبت کے ڈھول میں شہرت حاصل کی ہے "دوشیزہ صحرا" میں کام کر رہی ہیں اس کے ڈائرکٹران وکیل ہیں۔

ڈاکٹر ایس۔ اے خان کا ایجاد کردہ
"روغنِ نو بہار"
جو کہ بالوں کو بڑھاتا ہے دماغ کو قوت دیتا ہے۔ گرتے ہوئے بالوں کی جڑوں کو مضبوط کرتا ہے بالوں کو قبل از وقت سفید ہونے سے بچاتا ہے۔ خوشبو ایسی مست اور بھینی بھینی ہے جس کے لگانے سے دماغ ہر وقت معطر رہتا ہے قیمت فی شیشی ۱۲ر تین شیشیوں کی قیمت ۲ر علاوہ محصول
پتہ:۔ عرفانی میڈیکل ہال — (گورنمنٹ رجسٹرڈ)
نمبر ۳۲۰ بلی لیس روڈ — ہوڑہ (کلکتہ)

سنا گیا ہے کہ مدن تھیٹر لمیٹڈ میں شیریں فرہاد کے بعد سورداس ڈراما کا ٹوکی فلم لیا جاوے گا۔ سورداس کے لئے ماسٹر نواب اور چنتامنی کے کام کے لئے مس کوپر کا انتخاب ہوا ہے۔

وسنت سینا فلم جو کہ امپیریل سنیما کلکتہ میں دکھایا جانیوالا تھا۔ سنسر نے روک دیا۔

مس زبیدہ اور مس سلطانہ نے دو مشہور فلموں "نادرہ" اور "قسمت کے اوزار" میں کام کیا ہے۔ بمبئی ویسٹ اینڈ میں بہت جلد کام شروع ہوگا۔ اس کمپنی نے دیوداسی جیسی فلمیں تیار کرکے بڑی شہرت حاصل کی ہے۔

نرنجن پال کی تصویریں

"پجاری" ایک معاشرتی افسانہ ہے جس کو اوروا فلم کارپوریشن نے زیر ہدایت مسٹر نرنجن پال منفعت منانہ فلم کے لئے تیار کیا ہے۔ مسٹر منی گھوش نے نمایاں کام کیا ہے اور خلاف میں مس سوشیلا دیوی نے کام کیا ہے ہم اس فلم کی تیاری کا بیچینی سے منتظر ہیں۔

رادھا فلم کمپنی

رادھا فلم کمپنی کی یہ خصوصیت ہے کہ اس میں بنگالی وضع کے پارٹ کرنے والے تمام غیر بنگالی ہیں۔ "گیتا" میں مسٹر کاپور نے مس للتا دیوی کے خلاف کام کیا ہے۔ اور ڈایرکٹر رتن کوڑی چکرورتی ہیں۔

مسٹر کاپور نے اندرا میں جو مدن کمپنی نے تیار کیا تھا کام کیا ہے لیکن وہ یاس انگیز ہے ہم کو توقع رکھنی چاہئے کہ وہ آیندہ سے متغیر فضا میں ترقی کریں گے۔

انڈین کینما آرٹ

انڈین کینما آرٹ نے "قسمت کی دیوی" کے مناظر بیرونی مقام جیسی ڈیہہ دنغال پرگنہ میں تیار کر لئے ہیں مسٹر کے پی گھوش مسٹر درگا داس بنرجی جو ہیرو اور ڈائرکٹر علی الترتیب ہیں اور مس سیتا دیوی اور دیگر کام کرنے والے ابھی واپس آئے ہیں وہ لوگ اب اندرونی مناظر کی درستگی میں مصروف ہیں اور امید کرتے ہیں۔ موسم برشگال کے قبل کام ختم ہو جائیگا۔

قرینہ ہے کہ یہ کمپنی ایک لمیٹڈ کمپنی بنا دیجائیگی اور اس کا سرمایہ بڑھا دیا جائے اور ہر سال بہتر تصاویر کی تیاری کا انتظام ہو۔ مسٹر جی ڈی چوکھانی ملک التجار جو اس کمپنی کے مالک ہیں اور ڈایرکٹروں میں ان کو شامل کیا جانیکا قرینہ ہے کہ ڈایرکٹروں کی جماعت میں وکلا اور تاجروں کی جماعت ہوگی۔

افواہ ہے کہ مسٹر جارارائے بھی اس کمپنی میں فلم ڈائرکٹر ہو کر شامل ہونگے جب یہ کمپنی لمیٹڈ کمپنی بنا دیجائیگی۔

فلم آف دی ایسٹ لمیٹڈ

کہا جاتا ہے کہ اس کمپنی کا دوسرا فلم ابابیا ہوگا جس میں قدیم روایات میں سے ایک قصہ لے لیا گیا ہے اسی کے مناظر پہلے البرٹن فلم سنڈیکیٹ میں مسٹر ابندر جو دھری نے جو

بنگال اسٹیج میں شہرت رکھتے ہیں تیار کئے گئے تھے۔ وہ کمی اب بند ہو گئی۔ قرینہ ہے آیا تو مسٹر چودھری یا مسٹر جاروراؤ اس فلم کے ڈائرکٹر ہونگے۔

امپیریل اسٹڈیو

بمبئی سنسر بورڈ نے بالآخر فلم "تحفہ" کو جن ترمیمات کے بعد منظور کر لیا۔ "تحفہ" بہت جلد بمبئی کے ایک مشہور سینما میں دکھایا جائیگا۔

"غلام" میں ایک لاجواب منظر ہے وہ اس وقت کا ہے کہ جب حرم میں رقاصیاں ناچ رہی ہیں جس کے لئے بیس ہزار گلاب کے پھولوں کی ضرورت ہوئی ہے۔ چند مناظر نہایت موثر ہیں اور مسٹر گڈوانی نے سخت کوشش کی ہے ان کی تصویروں میں کوئی کمی نہ رہ جائے کہ ان کو مکمل کامیابی حاصل نہ ہو سکے۔

مسٹر نارنی واپس آگئے اور "دلاور" کی تیاری میں مصروف ہیں۔ بیرونی مناظر کے لئے بقرائن غالب وہ پالن پور جائینگے۔

"بیداری" جو سارے کا سارا بنگالی گانے اور بولنے پر مشتمل ہے اور خاص صوبہ بنگال کے لئے تیار کیا گیا ہے وہ اب مکمل ہو گیا ہے۔ مسٹر بی گھوش نے اس کو لکھا ہے اور ڈائرکٹر بھی وہی ہیں۔ یہ ایک اور ڈرامہ بھی تیار کر رہی ہے۔ اور اس کے لئے اور مصنفین اور ایکٹروں کی خدمات حاصل کی گئی ہیں۔

آگرہ میں اپنا کام ختم کرنے کے بعد مسٹر عذرا میرا ودے پور گئے ہیں مجھکو معتبر ذرایع سے خبر ملی ہے کہ اس فلم میں یہ کمپنی آواز اور ناچ کا بھی انتظام کریگی۔ امید کی جاتی ہے کہ مسٹر میر کے امریکہ میں جو تعلقات و مراسم ہیں ان کی بنا پر یہ فلم بین الاقوامی بازار میں آجائے اس وقت بیرونی مناظر کی تصویریں لینے کے لئے سیکڑوں خیمے، گھوڑے، بیسیوں اونٹ اور ہاتھیوں کے ساتھ انتظامات ہو رہے ہیں۔ بہت ممکن ہے کہ امپیریل فلم کمپنی کا یہ فلم نہایت شاندار ہوگا۔ جس میں مشرقی شان و شوکت کے دلفریب مناظر ہونگے۔

مسٹر ریڈی نے پالن پور میں میران کا کام ختم کر دیا وہ بہت جلد واپس آئیں گے اور فلم میں شریک ہوں گے۔ بمبئی کے کسی سینما میں دکھانے کے لئے اس کو مکمل کر رہے ہیں۔

قمر الزماں مسٹر شاہ آغا۔ ایم۔ اے ال۔ ال۔ بی کے زیر ہدایت اچھی طرح کام کر رہے ہیں۔

کینما آرٹ نے اپنا دوسرا فلم کا کام شروع کر دیا جس کا نام گاڈس اوف فارچون یعنی قسمت کی دیوی ہے امید ہے کہ یہ فلم جولائی تک تیار ہو کر بازار میں آجاویگا۔ سیتا دیوی اس وقت بیک وقت دو فلم میں کام کر رہی ہیں دوسرے کمار بی سی بوروا کے فلم اپاردھی میں اور دونو میں ہیروئن ہیں۔

اچھا

آپ کے سینما تھیٹر میں اب زیادہ لوگ نہیں آتے آپ کی آمدنی کم ہوگئی ہے سوچئے تو سہی، اس کی وجہ کیا ہے؟ اوہو! آپ کے یہاں فلم اچھا نہیں دکھایا جاتا کرشنا

فلم کمپنی کا فلم دکھائیے

ٹکٹ گھر کے سامنے روزانہ دو چار کے ہاتھ پاؤں ٹوٹ جائیں۔ تو پھر مزا کیا ہے۔

لیجئے اس فہرست سے فلم چن لیجئے اب

نمبر	نام فلم	کام کرنے والے ایکٹر اور ایکٹرسیں
۱	چندر کانتا	مس گلاب، مس آرمن، مسٹر نند رام پہلوان
۲	فورچون اینڈ فول یعنی تقدیر اور بیوقوف	مس گلاب، مس آرمن، مس گوہر
۳	برادر لوٹ برادر	مس گلاب
۴	ڈریم لینڈ (خانساماں)	مس گلاب مس رام پیاری
۵	والینٹ	مس رام پیاری پہلوان اور حیدر شاہ
۶	یاسمینہ	،، ،، ،، ،،
۷	بکاولی	مس گلاب رام پیاری اور سردار
۸	میجک ہورس یعنی میجک کا گھوڑا	مس آرمن، مس گلاب اور نند رام پہلوان

یاد رکھئے

حاطم طائی کا فلم بھی تیار ہوگیا ہے

بک کرنے کے لئے نوٹ کر لیجئے (پتہ)

دی کرشنا فلم کمپنی نمبر ۱۲-۱ دھرمتلہ اسٹریٹ کلکتہ (تار کا پتہ)

حاطم طائی کلکتہ

لغمت

مشہور بات ہے کہ ایک تندرستی ہزار نعمت ہے اور یہ حکما کی متفقہ رائے ہے کہ ایک معدے کی خرابی سے صدہا اقسام کی بیماریوں کا انسان شکار ہو جاتا ہے لہذا ایک دوا اسم بامسمیٰ یعنی **لغمت** کے نام سے بڑی جستجو تلاش اور کافی تجربہ کے بعد ہومیو پیتھک سپلائی کارپوریشن میں تیار کی گئی ہے۔ جو معدہ جگر طحال کی ہر شکایت کو رفع کرتی ہے۔ اس میں کسی قسم کی کھار یا سوڈا وغیرہ نہیں ہے بلکہ صرف مخصوص پھلوں کے عرقیات کی روح ہے۔

اس لئے

اس میں نہ کسی قسم کی بو ہے اور نہ بد ذائقہ ہے جس وجہ سے بچے بھی بلا تکلف اور خوشی سے پی لیتے ہیں۔

خوراک: صرف ۵ قطرے سے ۱۰ قطرے تک۔ کھانے کے بعد یا وقت ضرورت۔ متلی۔ کھٹی ڈکار۔ درد شکم قبض و بدہضمی وغیرہ میں بے حد مفید ہے۔ قیمت ایک اونس کی شیشی جو ایک ماہ سے زیادہ کے واسطے ہوتی ہے صرف ایک روپیہ چار آنہ (عہ) ۔

ملنے کا پتہ:-

حسین اینڈ کو نمبر ۲۹۔ زکریا اسٹریٹ کلکتہ

فیمس پکچرس بمبئی

برانچ:- بنگلور۔ کلکتہ۔ بمبئی

نمبر ۸۳۔ دھرمتلہ اسٹریٹ کلکتہ

اچھے قسموں کے تاریخی اور معاشرتی فلموں کی فہرست

آرین براجات مہا راشٹر

پرنس ٹھگ سین	گوپال کرشنا	کرنا
سورڈ چمپین	مائی کوئین	میڈ نائٹ گرل
پرتھوی راج سنوگیتا	تھنڈر آف دی ہل	لیجنڈ آف لاسٹ سٹی
بمبئی دی ایکٹی	(چندرا سینا)	والی آف امپورٹلنس
(اجانہ بی بی)	(فیوچرنگ مس پیلے)	نائٹ آف دی رٹرز
(فیوچرنگ مس سلطانہ دیوی)		(روپ امپورٹل)
		(فیوچرنگ مس سلوچنا)

ایکٹر

فلم میں اس قدر کیوں حسین معلوم ہوتے ہیں۔ وہ اس قدر مشہور کیوں ہیں؟ ہزاروں لوگ ان کی زندگی پر کیوں رشک کرتے ہیں؟ اسلئے کہ وہ نہایت ہی فیشن کا کپڑا زیب تن کرتے ہیں، آپکو تو کوئی بتانیوالا نہیں کہ کس کاٹ چھانٹ کا لباس آپکے لئے بہت زیادہ موزوں ہے عبدالرحمن ٹیلر ماسٹر اس میں کافی تجربہ رکھتے ہیں آپ ان سے ضرور کپڑا سلوائیے۔ نہایت ہی خوش اخلاق ہیں اور طرفہ یہ ہے کہ بموجب وعدے کے وقت کی پابندی کیساتھ کپڑا تیار کر دیتے ہیں جس سے آپ کو کوئی موقعہ شکایت کا نہیں رہتا۔ پتہ نوٹ کر لیجئے!

نمبر ۱۸ الور چیت پور روڈ کلکتہ

ٹھیک مسجد ناخدا کے سامنے تشریف لائیے!

ہماری بیگم!

کا اصرار ہے کہ وہ آگرہ کی بھکارن ضرور دیکھیں گی اور جب تک دیکھ نہ لیں گی۔ دانے گھاس پر ہرگز نہ آئینگی۔ ان کا بیان ہے کہ بھکارنیں تو انہوں نے ہزاروں دیکھی ہیں لیکن

بنگال یونائیٹیڈ فلمس کمپنی کا بنایا ہوا فلم

آگرہ کی بھکارن

قابل دید ہے!

ہماری رائے ہے کہ بیگم کا تعلق جنس لطیف سے ہے اور ہمارے لئے دنیا میں یہ اتنی دلچسپ چیز ہے کہ ہم اپنی بیگم کا کہا ضرور مانیں گے۔ ورنہ وہ اگر ماندی پڑ گئیں تو ہم پھر کیا کریں گے۔

اس لئے

اپنی بیگم کو بھی آگرہ کی بھکارن دکھلایئے بچوں کو بھی دکھایئے اور آپ بھی اپنے احباب کے ساتھ اس فلم کو ضرور دیکھیے

نہایت تجربہ کار اور مشہور ڈائرکٹر ماسٹر تنکو بابو اس فلم کے ڈائرکٹر ہیں!!!

June 1931. Regd. No. C. 1904. Vol 2. No. 6.

THE FILM REVIEW

PREMIER ILLUSTRATED URDU MONTHLY JOURNAL.

Patron :—
SHAIKH IFTEKHAR RASOOL.

Inland	Rs. 2-8-
Foreign	,, 5-0-
Single copy	,, -4-

Office :-
12.13, Patwar Bagan Lane,
CALCUTTA.

MISS. LAXMI
IN
KINGDOM OF LOVE
D. S. by Aurora Film Corporation.

Advertisement Rate for Film Review.

				Full Page.	Half Page.	Quarter Page.
One Month	...	...	Rs.	15	8	5
Three Months	...	...	,,	42	22-8	12
Six Months	...	...	,,	72	37-8	19-8
One Year	...	...	,,	120	72	49

Speeial Concession for over one year.

COVER PRINTED BY SPECIAL PRESS.

فلم ریویو

A SCENE FROM "KING BHOJE."

COVER PRINTED BY SPECIAL PRESS.

June 1931.

FI

PREMIE

Patron :—

SHAIKH IFTEKHAR RASO

Inland	Rs.	2
Foreign	,,	5
Single copy	,,	

Office :-
12.13, Patwar Bagan Lan
CALCUTTA.

One Month ...
Three Months ...
Six Months ...
One Year ...

عمارت

اکثر ایسے دیکھے گئے ہیں کہ کمرے میں روشنی یا تازہ ہوا نہیں آتی۔ اس لیئے اسمیں کرایہ دار بھی نہیں آتے۔ اور مالک مکان کو نقصان اٹھانا پڑتا ہے اس لیئے امتحان کے طور پر میرے پاس بھی صرف ایک مرتبہ مکان کا ڈیزائن بنوا کر اور اسٹیمٹ لیکر ضرور آزمایئے۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ مجھ سے کم قیمت اور نئے قسم کا ڈیزائن کوئی نہیں بنا سکتا۔ ہمنے اس کلکتہ میں بہت سے مکان بنوائے ہیں۔ آفس میں تشریف لاکر اسکا ثبوت لے سکتے ہیں۔

پتہ

ایس حسن علی بلڈنگ انجینیر

۲۲؍ چاندنی چوک اسٹریٹ۔ کلکتہ

"NIAMAT" "نعمت"

مشہور بات ہے کہ ایک تندرستی ہزار نعمت ہے!

اور یہ حکمار کی متفقہ رائے ہے کہ ایک معدے کی خرابی سے صدہا اقسام کی بیماریوں کا انسان شکار ہوجاتا ہے۔ لہٰذا ایک دوا اسم بامسمّٰی یعنی **نعمت** کے نام سے بڑی جستجو تلاش اور کافی تجربہ کے بعد ہومیو پیتھک سپلائی کارپوریشن میں تیار کی گئی ہے۔ جو معدہ جگر طحال کی ہر شکایت کو رفع کرتی ہے۔ ہمیں کسی قسم کی کھار یا سوڈا وغیرہ نہیں ہے۔ بلکہ صرف مخصوص پھلوں کے عرقیات کی روح ہے۔

اس لیئے! اسمیں نہ کسی قسم کی بو ہے اور نہ بدذائقہ ہے جس وجہ سے بچے بھی بلاتکلف اور خوشی سے پی لیتے ہیں **خوراک** صرف ۵ قطرے سے ۱۰ قطرے تک کھانیکے بعد یا وقت ضرورت متلی گھٹی ڈکار۔ درد شکم قبض و بدہضمی وغیرہ میں بیحد مفید ہے قیمت ایک اونس کی شیشی۔ جو ایک ماہ سے زیادہ کے واسطے کافی ہوتی ہے۔ قیمت ایک روپیہ چار آنہ۔

ملنے کا پتہ:- **حسین اینڈ کو ۲۹؍ زکریا اسٹریٹ۔ کلکتہ**

فیمس پکچرس بمبئی

برانچیں:- بنگلور - کلکتہ - بمبئی
۳۰ دھرمتلہ اسٹریٹ کلکتہ -

اچھے قسموں کے تاریخی اور معاشرتی فلموں کی فہرست

آرین	پربھات	مہاراشٹر
پرنس ٹھاک سین	گوپال کرشنا	کرنا
سورڈ چیمپین	بانی کوئین	ٹرنایٹ گرل
پرتھوی راج سنجوگیتا	تھنڈر آف دی	لینڈ آف لارڈ لنکا
بھیم سین دی مائیٹی	ہیل	والی آف ایمورٹلنس
چاندنی بی	چندرا سینا	نائٹ آف دی ہیرا
فیوچرنگ مس	فیوچرنگ مس	لوپ ایمورٹل
کملا دیوی	لیلی	فیوچرنگ مس سلوچنا

سیکڑوں موقعہ پر کام آنیوالی بہترین ورلاثانی دوا
شانتی دھارا

[illegible]

دواخانہ شانتی دھارا نمبر ۲ کولوٹولہ اسٹریٹ کلکتہ

کل مجھے برات میں جانا ہے

ابھی تک میں نے اس کا انتظام نہیں کیا۔ نہ اس قابل گھر میں کوئی کپڑا موجود ہے۔ نہ جانے پر شکایت کا خوف ہے سخت پریشانی میں ہوں کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی

ایک دوست

اس میں گھبرانے کی کون سی بات ہے ابھی تم سیدھے عبدالرحمن ٹیلر ماسٹر کے یہاں چلے جاؤ وہ اس معاملے میں بہت ہی زیادہ ہوشیار ہیں اور کافی تجربہ رکھتے ہیں۔ ان کے یہاں کا انتظام نہایت اعلیٰ ہے وہ آپکو ایک روز میں آپ کے پسند کے موافق کوٹ قمیض۔ کرتہ۔ پاجامہ۔ شیروانی۔ غرضکہ آپ جو کچھ بھی سلوانا چاہیں ایک روز میں نہایت صفائی کے ساتھ وہ آپکو سی کر دیدیں گے۔ قیمت بھی دوسری دوکان سے زیادہ نہیں لیتے۔ ان کا پتہ یہ ہے:- نمبر ۱۱۸ محمد علی روڈ (سابق چیت پور روڈ) مسجد ناخدا کے سامنے

جریان احتلام شرطیہ بند ہوجاتا ہے؟

اگر آپ خدانخواستہ اس منحوس مرض میں گرفتار ہوں روزانہ یا دوسرے تیسرے روز احتلام ہوجاتا ہو یا پیشاب کے قبل یا بعد میں سفید سفید دھات گرتی ہو، سر چکر کھاتا ہو۔ دل دھڑکتا ہو امساک کی قوت جاتی رہی ہو تو آپ خدا کا نام لیکر معجون بیجبند پاک اور حب احسانی کا استعمال شروع کردیں۔ جو کہ بہت جلد کل شکایتوں کو دور کرکے کامل مرد بنادیگا قیمت دونوں دواؤں کی ۲۵ روز کیلئے ۳ روپے علاوہ محصول

ملنے کا پتہ:- عرفانی میڈیکل ہال گورنمنٹ رجسٹرڈ ۳۲۰ F بیلی لیس روڈ۔ ٹکیاپاڑہ۔ ہوڑہ

مشرقی ہند میں صنعت فلم کا واحد اُردو بالتصویر ماہوار رسالہ

چندہ سالانہ:- دو روپیہ آٹھ آنہ (عہ۸)
ادارۂ تحریر:-
عبدالرؤف
اے-ایم-ناشاد (بی-اے)

قیمت فی پرچہ:- چار آنہ (۴)
سرپرست:-
شیخ افتخار الرسول بار ایٹ لا مقیم لندن
(مالک):- عبدالرؤف-

"فلم ریویو"

جلد ۲ | ماہ جولائی سنہ ۱۹۳۱ عیسوی | نمبر ۷

فہرست مضامین

نمبر	مضمون	مضمون نگار	صفحہ
۱	شذرات	عبدالرؤف	۳
۲	ہندوستانی ڈائرکٹر اور اُمیدوار ایکٹر	بی-کے-مجوزر قمر	۹
۳	عالم آرا	شگفتہ وارثی لکھنوی	۱۲
۴	جاپانی بابو کے حالات	(ترجمہ) محمد کمال احمد راد	۱۷
۵	دنیائے فلم کا جوپانیہ ایکٹر	اقتباس	۱۹
۶	ڈاروتھی میکیل کے عشق کی کہانی	آتمانند خرّم	۲۰
۷	فلم ریویو کا افتخار نمبر	مینیجر	۲۶
۸	بزم مدیر	مدیر	۲۷
۹	فلم ریویو کی حیرت انگیز کامیابی	اے-کے-شیر رامپوری	۲۸
۱۰	اشتہارات	ناشر	۲۹

عبدالرؤف صاحب پرنٹر پبلشر نے عصر جدید پریس کلکتہ میں چھپوا کر اپنے دفتر فلم ریویو ۱۲/۱۳ ٹبوار بگان لین سے شائع کیا

تقریباً عبث اور مبرّا ہو
لیکن دولت
علاوہ عشق و محبت، زندگی
دکھایا گیا ہے۔ غالباً اس
ہم نے اس فلم کو بغور دیکھا
بہ دل و دماغ کی جو حالت
عبرت انگیز ہونے کا ہمارا
ایک ایسا آدمی
اس نتیجے کو دیکھ لے تو غا
اعمال و افعال کا تارک
کے عیوب کا سبب بن

ایک بیاہتا بیوی
ہے۔ اس نتیجہ خیز ڈرامے
جسے پانچ لاکھ کی کافی
غلط دوستوں کی صحبت
کے ڈھرّے پر جس طرح
انجام ہونا چاہیے۔ اس
کریں گے اور اگر آپ بھی
تائب ہو جائیں گے۔

مس
مس جلّو، پنجاب
حسین اور لائق خاتون
انہوں نے پہلے پہلے ایک
معصوم بچے کی ماں کا پار

شذرات

فلم ریویو کے گذشتہ نمبر کے لیے ایک ٹاکی پر نہایت اہم مضمون لکھا گیا تھا۔ لیکن بعض مصلحتوں کی وجہ سے احباب کے مشورے سے ہم اس کے التوا پر مجبور ہو گئے، اس لیے پچھلے نمبر کے شذرات رنگینی اور معلومات کے اعتبار سے بہت پھیکے رہے۔ ہمیں اس کا قلق ہے۔ خدا آپ کو حوصلہ کی طاقت دے کہ آپ ہمارے اس صدمہ کو برداشت کریں۔

افتخار نمبر

جو اس پرچہ میں افتخار نمبر کے متعلق ہم ایک قطعی اور فیصلہ کن اعلان کر چکے ہیں۔ کہ وہ شائع ہو گا۔ لیکن وہ اعلان آخری نہ تھا۔ اور در اصل ہمیں اپنے خط کے جواب میں پھر بھی افتخار صاحب کے ایک خط کا انتظار تھا۔ اتوار کے دن ولائتی میل میں افتخار صاحب کا ایک طویل خط ہمیں مل چکا ہے۔ جسمیں امید دلائی گئی ہے کہ ممدوح ہمیں اس خاص نمبر کے لیے بعض خاص موضوعوں کی اہم "تصاویر" "اپنی زندگی کے حالات" "یورپ کا روزنامچہ" "ڈائری" "وہاں کی فلمی زندگی" "کن کن فلموں میں کام کیا ہے" وغیرہ کے علاوہ اور بہت سے مضامین وہ ہمیں بھیجیں گے۔

پورا خط اسی قسم کی حوصلہ افزائیوں سے پُر ہے۔ لیکن افسوس بعض مصالح کی بنا پر اسے مفصل شائع نہیں کیا جا سکتا، ہم ممدوح کی خدمت میں ان مہربانیوں کا شکریہ پیش کرتے ہیں اور اعلان کرتے ہیں کہ

فلم ریویو کا اگست نمبر شائع نہیں ہو گا!

اور اس کی بجائے ستمبر کے مہینہ میں ایک خاص اور ضخیم نمبر افتخار نمبر کے نام سے چھاپا جائے گا۔ جسکی تعداد پانچ ہزار ہوگی اور قیمت فی پرچہ آٹھ آنہ ہوگی۔ باقی خصوصیات کے لیے کسی دوسرے صفحہ پر منیجر صاحب کا اعلان ملاحظہ فرمائیے!

"دولت کا نشہ"

(ایک ٹاکی فلم)

کلکتہ کے مشہور اور معزز پرل سنیما میں امپیریل فلم کمپنی کا نیا ٹاکی "دولت کا نشہ" گذشتہ دو ہفتوں تک مسلسل ہوتا رہا۔ بلا شبہ اس ٹاکی نے کافی خراج تحسین حاصل کیا ہے، اور اب یہ کہے بغیر نہیں رہا جا سکتا کہ اگر آواز کا سوال درمیان نہ ہو تو ابتک اردو کے جس قدر ٹاکی کلکتہ میں دکھائے گئے ہیں، انکی نسبت "دولت کا نشہ" ہر اعتبار سے کامیاب ہے۔

اس فلم میں جسقدر سین ہیں قدرتی اور نیچرل معلوم ہوتے ہیں۔ اندازہ ہوتا ہے کہ کمپنی نے اسکی تیاری پر بہت کافی دولت اور وقت صرف کیا ہے۔ تمام کاموں سے قطع نظر کر کے اگر ڈرامے کے نتیجہ پر بحث کی جائے تو صفحات [illegible] ہو سکتے ہیں۔ ایسے ڈرامے جو آجکل ہندوستانی فلموں خصوصاً ٹاکی میں دکھائے جا رہے ہیں، نتیجہ کے لحاظ سے

inches 1 2 3 4 5 6 7 8
cm 1 2 3 4 5 6 7 8 9 10 11 12 13 14 15 16 17 18 19
Kodak Color Control Patches
© Kodak, 2007 TM: Kodak
Blue Cyan Green Yellow Red Magenta White 3/Color Black

تو رہنا عبث اور بیکار ہوتے ہیں۔

لیکن "دولت کے نشہ" میں دولت کی کارستانیاں، غلط عشق و محبت، رنڈی بازی اور شراب خوری کا جو انجام دکھایا گیا ہے۔ غالباً اس سے بہتر نہیں دکھایا جا سکتا۔ ہم نے اس فلم کو بغور دیکھا ہے اور ختم ڈرامہ کے بعد ایک ہفتہ تک دل و دماغ کی جو حالت رہی، وہ اس کے کامیاب اور عبرت انگیز ہونے کا ہمارے نزدیک بیّن ثبوت ہے—

ایک ایسا آدمی جس کے پہلو میں حسّاس دل ہو، اگر وہ اس تماشے کو دیکھ لے تو غالباً عیاشی، شرابخوری اور ان تمام اعمال و افعال کا تارک بن جائے گا۔ جو اچھی معاشرت کے تخریب کا سبب بن جاتے ہیں—

ایک بیوفا بیوی اپنے شوہر سے کس درجہ محبت کر سکتی ہے۔ اس نتیجہ خیز ڈرامے میں موجود ہے۔ ایک بے اصولا آدمی جسے پانچ لاکھ کی رقم ترکہ میں یکایک مل جاتی ہے— غلط دوستوں کی صحبت سے شراب کے چسکے اور رنڈی بازی کے ڈھرے پر جس طرح لایا جاتا ہے۔ اور اس کا جو عبرتناک انجام ہونا چاہئے۔ اس تماشے میں دیکھ کر آپ افسوس کریں گے اور اگر آپ بھی ایسے ہی ہیں تو شاید خبردار ہو کر تائب ہو جائیں گے۔

مس جلّو

مس جلّو، پنجاب کی رہنے والی ایک اچھی خاصی حسین اور لائق خاتون معلوم ہوتی ہیں۔ اس تماشے میں انہوں نے پہلے پہلے ایک غریب شوہر کی غریب بیوی اور ایک معصوم بچے کی ماں کا پارٹ کیا ہے۔ افلاس سے تنگ آ کر کرشن بھگوان سے آپنے دولت کی طلب کی ہے۔ اس کا پارٹ شروع سے آخر تک خوب نباہا ہے۔

اس کے بعد انکی دولت مندی کا زمانہ شروع ہوتا ہے۔ اور شروع ہوتے ہی شوہر کی آوارگی سے جن مصائب میں ایک شریف اور نیک چلن بیوی کو مبتلا ہو جانا چاہئے، وہ سب کے سب یکے بعد دیگرے ان پر نازل ہو جانا شروع ہو جاتے ہیں—

بیوی سے شوہر کی نفرت، دیوالی کی آتش بازی میں جل جانے کے بعد بچے کی تکلیف، شوہر کی لاپروائی، ماں کی ممتا، یہ تمام واقعات ایک ہی وقت میں صرف پلاٹ کی کامیابی کے اعتبار سے نہیں۔ بلکہ مس جلّو کے عمدہ پارٹ کی وجہ سے بیحد دردناک ہو گئے ہیں——

بہرحال آج یہ طے کر لینا چاہئے کہ مس جلّو ایک مصیبت زدہ عورت کا پارٹ خوب کرتی ہیں۔ یقین ہے کہ بمبئی کی فلم ساز کمپنیوں میں مس موصوفہ کی قدر و عزت ان کے اس پارٹ کے بعد سے اب بہت زیادہ ہو گئی ہوگی،

ماسٹر خلیل

بمبئی کے فلموں میں ماسٹر خلیل ایک مشہور آدمی ہیں، اور انہوں نے اکثر پارٹ اچھے کئے ہیں۔ لیکن دولت کے نشہ میں ماسٹر خلیل کا پارٹ ہمیں کچھ زیادہ پسند نہیں آیا۔ ایک غریب آدمی کی معاشرت ان کے اس پارٹ سے زیادہ اچھی دکھائی جا سکتی ہے۔ اور ایک دولتمند شرابی، جواری اور طوائف باز کا پارٹ اس سے بہت اچھا کیا جا سکتا ہے۔ کثرت کے مقابلہ میں اقلیت کا سوال اگر سامنے رہے اور اسکی کچھ اہمیت بھی ہو تو اس فلم میں ماسٹر خلیل نے بعض پارٹ

اچھے بھی کیے ہیں۔

دولت اور شراب کے نشے میں ایک طوائف کے بالاخانہ پر نشہ کی حالت میں اپنے دوست (ڈاکٹر) سے جو تخاطب انہوں نے کیا ہے وہ خوب ہے۔

یہاں "شرافت" اور "آوارگی" کی یہ معرکہ آرائی صرف خلیل کی وجہ سے کامیاب ہوتی ہے۔ ایک شریف دوست کی دوستی اور دوسرے دوست کی آوارگی کا جو تصادم اس سین میں واقع ہوا ہے، اس کا منظر پارٹ کے لحاظ سے دلچسپ اور نتیجہ کے لحاظ سے خوب ہے۔

ان دو ایک سینوں کے علاوہ ماسٹر خلیل کا کام اس ڈرامے میں عبث معلوم ہوتا ہے۔ زبان میں لکنت ہے اور اسی وجہ سے شاید وہ ٹاکی میں زیادہ کامیاب نہیں ہو سکے۔ تاہم ع:۔

عمرت دراز باد کہ این ہم غنیمت است

ڈاکٹر کا پارٹ

دولت کے نشے میں ڈاکٹر کا پارٹ بالکل قدرتی ہے اور اس قدر لاجواب ہے کہ اس کی تعریف نہیں کی جا سکتی۔ واقعی نیچرل کام پھر بھی نیچرل ہوتا ہے۔ اور اس کی قدر ہوتی ہے۔ اس کیرکٹر کی نسبت ہم زیادہ لکھنا نہیں چاہتے البتہ اتنا ضرور کہیں گے کہ جس ایکٹر نے یہ پارٹ ادا کیا ہے اسے اس کے اصلی نام سے آئندہ ہرگز نہ پکارا جائے اور بجنسہ ڈاکٹر صاحب کے نام سے مخاطب کیا جائے کہ اس سے زیادہ ان کے اس نیچرل کام کی کوئی داد نہیں ہو سکتی۔ اور نہ اس کے علاوہ اس سے زیادہ اس کام کا کوئی انعام و صلہ ہو سکتا ہے۔"

بچہ کا پارٹ

مصیبت زدہ عورت کے بچہ کا پارٹ اس لڑکے کی طرح کے لحاظ سے جس نے یہ کام انجام دیا ہے۔ قابل صد تحسین و آفرین ہے۔ اس کی حوصلہ افزائی ہمارے ایک مقامی اور نکالی معاصر "چوبیج" کے ایڈیٹر نے خوب کی ہے۔ انہوں نے وعدہ کیا ہے کہ جب وہ بمبئی جائیں گے تو اس بچہ کو اس کے اس کام کے صلہ میں ایک تمغہ ضرور عطا کریں گے۔

ہم اس بچہ کے عمدہ پارٹ کی کامیابی کے لئے اے ایڈیٹر چوبیج کی ہمت افزائی کی اس دوسری کامیابی پر مبارکباد دیتے ہیں ـــــ خدا کرے یہ بچہ گل دستہ میں پھولے، پھلے اور بڑا ہو کر افق فلم پر تارا بنکر نہیں آفتاب بنکر روشن ہو۔"

ماسٹر ہادی

کلکتہ کا یہ ماسٹر آجکل بمبئی میں ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ ماسٹر ہادی نے اب فلمی زندگی کو اپنا مستقل بنا لیا ہے اور دولت کے نشے میں ان کا یہ پہلا کام ہے۔ اور پہلا ہی کام اتنا کامیاب ہو گیا ہے کہ اب انہیں شہرت حاصل کرنے کے لیے غالباً زیادہ محنت اور دوسرے ذرائع کی ضرورت نہیں ہوگی۔ اب وہ اگر یہ کام چھوڑ بھی دیں تو دنیا انہیں فلم اسٹار ہی کے نام سے یاد کرے گی ـــــ

ہادی نے ایک چلتے پرزے شہدے جیب کا پارٹ جس حسن و خوبی سے انجام دیا ہے۔ اس کی تعریف اس سے زیادہ نہیں ہو سکتی کہ ہادی موسیقی کے فن کا ایک بہترین ماسٹر ہے۔ اور اس مقابلہ میں وہ اتنا آگے بڑھ گیا ہے کہ اس کا ہر قدم، ہر حرکت، ہر ایکٹنگ

ہر بچاؤ اور ہر موشن بالکل قدرتی ہوتا ہے۔ تصنع کا ذرا نام نہیں۔ گویا یوں کہنا چاہیے کہ ہادی ایک ایسی مشین کا نام ہے، جسے امپیریل فلم کمپنی نے ایجاد کیا ہے۔ اور وہ ضرورت کے وقت الیکٹرک سے نہیں بلکہ قدرتی پاور سے چلتی ہے۔“

وقت کے تنگ پر یہ مضمون زیادہ طویل ہوتا جا رہا ہے اس لئے آئندہ کسی اشاعت میں مسٹر ہادی پر ایک مستقل مضمون لکھنے کا ہم وعدہ کرتے ہیں۔“

نائکہ کا پارٹ

جن تماشبینوں نے طوائفوں کے بالا خانوں کی سیر کی ہے، انھیں نائکاؤں سے بھی ضرور واسطہ پڑا ہوگا۔ اس ذلیل پیشہ کی وجہ سے قدرتی طور پر انکی صورت جس درجہ مسخ ہو جاتی ہے۔ اور انکی صورتوں پر جو پھٹکار برستی ہے۔ وہ قدرت کا ایک انتقام ہے۔

اگر غیب کے منتقم ہاتھوں کے اس انتقام کا مشاہدہ کرنا ہے تو آپ اس تماشے میں امپیریل فلم کمپنی کی اس نائکہ کو ضرور ملاحظہ فرمائیے —— لیکن اس نائکہ کو دیکھنے کے بعد اگر آپ دلی کے چاوڑی بازار، آگرہ کے جوہری بازار۔ کلکتہ کے بہو بازار اور بمبئی کی سفید گلی میں تشریف لیجائیں تو اس نائکہ سے اچھی کوئی نائکہ آپکو نظر نہ آئیگی۔ معلوم یہ ہوگا کہ ہندوستان بھر میں نائکہ صرف ایک ہی پیدا کی گئی ہے جو نمائش کے لیے بمبئی کی امپیریل فلم کمپنی میں رکھدی گئی ہے۔ اور ہندوستان کی باقی تمام نائکائیں اس نائکہ کا صرف پارٹ ادا کرتی ہیں۔ اب آپ ہی بتائیے کہ آپکی اس نائکہ کی اس سے زیادہ اچھی بھی کوئی تعریف ہو سکتی ہے؟ جواب یہ ہے کہ نہیں اور ہرگز نہیں!

ملازم کا پارٹ

اس تماشے میں ایک چھوٹا سا پارٹ ایک ملازم کا ہے۔ جو معمولی کیرکٹر کے لحاظ سے زیادہ توجہ کا شاید محتاج نہ ہو لیکن چونکہ اس ملازم نے خادم کے کیرکٹر کو خوب نبھایا ہے۔ اس لیے اگر اس کا تذکرہ نہ کیا جائے تو اس ضعیف آدمی کے لیے ہمارا یہ فعل ایک ناقابل معافی جرم سمجھا جائے گا۔ ان تمام ملازمت پیشہ حضرات کو جنھیں گھر گرہستی کے کاموں سے سابقہ پڑتا ہے، اس بوڑھے آدمی کا کام ضرور دیکھنا چاہیے۔

ایک طرف رذیل و ذلیل آقا کی فرعونی حکومت اور اُسکی نمک خواری کا خیال ہے تو دوسری طرف اپنی مالکہ اور اُس کے بیمار بچہ کی انتہائی مصیبت اُسے خون کے آنسو رُلا رہی ہے۔

ڈیوٹی، فرض شناسی، انسانی اخلاق، خادمانہ محبت، اپنی ضعیف العمری وغیرہ کی کشمکش کو اس بوڑھے آدمی نے عینک لگا کر جس پیارے انداز میں انجام دیا ہے ایک حد تک "سلور کنگ" کے تحسین کی یاد دلا دیتا ہے —— بہرحال اس بوڑھے ایکٹر کا یہ بوڑھا پارٹ بھی قابل تحسین و داد ہے۔“

ایک گذارش!

فلم ریویو کی اشاعت سے ہماری غرض "فن" کی خدمت ہے۔ اس لیے جہاں کیرکٹروں کی تعریفیں کی گئی ہیں، وہیں اگر تماشے کی بعض خامیوں پر بھی روشنی ڈال لی جائے تو تنقید کی صحیح خدمت انجام پا جائیگی۔ خامیاں حسب ذیل ہیں:—

(۱)

ٹاکی مشین کی آواز صاف نہیں ہے۔ لیکن اتنی زیادہ خراب بھی نہیں ہے کہ اس پر انگشت اعتراض اُٹھائی جائے۔

(۲)

مس جلو کا چرخہ والا گانا جو اُردو ہے۔ جلو کے ہندوانہ کیرکٹر کے ساتھ فٹ نہیں ہے۔ لیکن جلو نے اپنے افلاس کی زندگی میں چرخہ چلا چلا کر جس انداز میں گایا ہے۔ اور سمان باندھ دیا ہے۔ یہ انداز بھی اتنا پیارا ہے کہ اعتراض کرنیکو جی نہیں چاہتا۔

(۳)

ڈرامے کے اندر کہیں ہندی زبان کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔ اور کہیں اُردو زبان کو شرف قبولیت بخشا گیا ہے۔ یہ خامی ایسی ہے کہ نہ اسے ہندی ڈراما کے نام سے یاد کیا جاسکتا ہے۔ اور نہ اُردو ڈراما کہا جاسکتا ہے۔"

بہر حال تماشا خوب ہے۔ اور اسکی کامیابی پر ہم امپیریل فلم کمپنی کی خدمت میں اپنی محبت اور تہنیت پیش کرتے ہیں۔"

مس شانتی گپتا یا مس شانتا کماری

مس شانتی گپتا کا نام فلم کے پردون پر موجود ہے۔ زیادہ عرصہ نہیں ہوا جب مس موصوفہ نے اپنے سوانح حیات لکھتے ہوے حسب ذیل تحریر شائع کی تھی :۔

" میں مدن تھیٹرس کے علاوہ بمبئی کی متعدد فلم کمپنیون میں کام کر چکی ہون۔ اور لگ بھگ ہر جگہ مجھے یہ معلوم کرنا پڑا ہے کہ جب تک کوئی ایکٹریس فلم کمپنی کے مالک اور ڈائرکٹر کی خدمت میں اپنی "ناچ ٹکٹ" اور "ہلنگ ڈیوٹی" پیش نہ کرے۔ اُسے کامیابی نہیں ہوتی۔

مجھے خود بھی ان حضرات کے یہ ارمان پورے کرنے پڑے ہیں۔ میں ان شرمناک حالات کی وجہ سے اس دنیا سے تنگ آگئی ہون۔ اور اب سنیما کے لیے توبہ کرتی ہون اس وقت میرے اخراجات مسٹر سوامی چند۔ پورے کر رہے ہیں، جنکی میں ممنون ہون۔"

اس واقعہ کو اُردو اخبارات نے بمبئی کی فلم ایکٹریس مس شانتا کماری کی طرف منسوب کر دیا ہے۔ حالانکہ اس اصلیت کو مس شانتا کماری سے ذرا بھی تعلق نہیں ہے اور نہ مس شانتا کماری نے کبھی مدن تھیٹرس لمٹیڈ میں کوئی ملازمت کی ہے۔ اور نہ کبھی زیادہ عرصہ تک وہ کلکتہ میں مقیم رہیں۔ البتہ راؤ ہا فلم کمپنی نے اپنے بنسری کا ناز فلم کے لیے اُن کا انتخاب کیا تھا۔ اور کام ختم ہو جانے کے بعد وہ فوراً واپس چلی گئیں۔

اب آپ یہ معلوم کر کے متحیر ہو جائیں گے کہ مس شانتی گپتا نے اپنی توبہ توڑ ڈالی ہے۔ اور وہ پھر فلم کی دُنیا میں تشریف لے آئی ہیں۔ اُنکی یہ توبہ شکنی جس قدر حیرت انگیز ہے، اُتنی ہی دلچسپ بھی ہے۔ ہمیں انکی اس دوبارہ زندگی کے دلچسپ ترین حالات براہ راست خود مس موصوفہ سے معلوم ہوئے ہیں، قلت گنجائش کیوجہ سے اس نمبر کی زینت نہیں بن سکے۔ لیکن ہم وعدہ کرتے ہیں کہ مس شانتی گپتا کی تصاویر، اور

ہندوستانی ڈائرکٹر اور امیدوار ایکٹر

ضرورت ہے ایکٹرس و ایکٹرسس کی جو فن ایکٹنگ (Screen test) میں اچھی مہارت رکھتے ہوں تعلیم یافتہ۔ قوی الجسہ۔ اور خوبصورت بھی ہوں۔ اگر کسی فلم کمپنی کا کام کر چکے ہوں تو انکو ترجیح دیجائیگی۔ درخواستیں مطلوب ہیں۔ جن کے ساتھ فوٹو کا ہونا لازمی ہے۔ المشتہر "نامعلوم فلم کمپنی"

یہ تھا وہ اشتہار جس کو حیدرآباد کی کسی ایک فلم کمپنی نے اخبار میں شائع کیا تھا جس کو پڑھتے ہی نوجوان شوقین سینما جن کے دماغ میں فلم ایکٹر بنے اور "اسٹار" (Star) کا خطاب حاصل کرنے یا کم از کم انڈین ڈگلاس بننے کا بلا سے لیکن حیدرآباد ڈگلاس کہلانے کا خیال۔ بھنگوڑی[1] کی طرح بھن بھنا رہا تھا۔ پھر کیا تھا بلی کی قسمت سے چھینکا ٹوٹ پڑا۔ فوراً اپنا لباس بدلے بہترین سے بہترین سوٹ زیب تن کیا اور "بیاض فوٹو کمپنی" کی راہ لی۔

چنانچہ دوسرے تیسرے ہی دن تصویریں تیار ہوچکیں کسی نے چھ چھ تصاویر تیار کروائے حتی الامکان کوشش بھی کی گئی۔ کہ ایک دوسری سے ملتی جلتی ہو۔ دیکھتے ہی ان کی روح تڑپ اٹھے۔ بیری تیل بھی کانپ اٹھے۔ کسی نے چارلی چیپلن کا نقشہ ثابت کیا کسی ہیرالڈ لائیڈ کا جائزہ لینے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا البتہ ایکٹرسس کی کوئی تصویر نظر نہ آئی۔ غرض ہر ایک آیندہ ہونے والا ہیرو۔ اپنی اپنی تصویریں بغل میں دبائے فلم کمپنی کے ایجنٹ سے بالمشافہ ملنے کی ٹھانی۔ وہاں جاکر۔ یہ سنتے ہی کہ ہر ایک امیدوار بفضل وکرم کو دو مہینے تک بغیر کسی تنخواہ کے کام کرنا ہوگا۔ مابعد قابلیت کے لحاظ سے تنخواہ مقرر کی جائیگی! گویا پہلی ہی امید پر پانی پھیر دیا گیا۔ اب کیا کرتے۔ لگے سوچنے" اول۔ چلو کیا مضائقہ کسی دن" اسٹار" تو ہوجائیں گے۔ ابتدا میں ہر ایک کام مشکل ہی سے ہوتا ہے کئی دشواریں درپیش رہتی ہیں۔ دہلی کالج۔ بی اے پاس کرکے بھی اتنا نہ کماؤں گا جتنا کہ مسٹر ڈھل یا مسٹر جانی بابو کماتے ہیں۔ دوسرے نے خیال کیا "کسی صورت سے فلم کمپنی میں داخل ہونا ہی ایک بڑی بات ہے پھر ترقی ہمارے ہاتھ ہے۔ جب مشہور ہوجائیں گے تو ہر سو ہماری مانگ رہے گی۔ رہی والدین کی ناراضی! جب ان کو معلوم ہوجائیگا کہ ہم بھی کچھ ہیں تو خود بخود آؤ بھگت کرنے لگیں گے" قصہ مختصر ہر ایک نے اپنے اپنے خیال میں پہلے پہل امیدواری کرنی ہی مناسب تصور کیا۔ اور اقرارنامہ لکھدیئے۔ کہ دو مہینے تک مفت کام کریں گے برابر دو تین ہفتے تو یوں ہی گذر چکے "ہرج" نہیں "کل" سہی شوٹنگ (Shooting) تو ضرور شروع ہوجائیگی۔ خدا وہ دن بھی لایا۔ ڈائرکٹر صاحب برجس وغیرہ ڈھٹائے ایکٹرس روم میں داخل ہوئے۔ اور سگریٹ کو ہونٹوں میں ایک طرف پکڑے ہوئے کہنے لگے "ہلو (Hello Gentlemen) یس۔ کل ٹھیک ساڑھے سات بجے صبح آپ سب کو یہاں موجود رہنا چاہیئے۔ ہم ٹھیک سات بجے بغیر کسی کا انتظار کئے جنگل سین ( ) لینے چلے جائیں گے" حکم کی تعمیل ہوچکی سب ایکٹر بیٹھے انتظار کرتے ہیں کہ ڈائرکٹر صاحب وہ آئے یہ آئے۔ لے دے کے ٹھیک ساڑھے آٹھ بجے ڈائرکٹر صاحب سر کھجاتے ہوئے داخل ہوئے" ہلو۔ فرینڈس۔ میں نہایت افسوس کرتا ہوں کہ آج تک

ص ۱ ایک قسم کا چھوٹا سا اُڑنے والا کیڑا ہوتا ہے۔ جو بھن بھن آواز کرتے ہوئے اُڑتا ہے!

E SUPPLEMENT

ican Film Company.

ہمارے کیمرہ مین کا پتہ ہی نہیں۔ براہ کرم کل ٹھیک ½۶ بجے آپ سب تشریف لائیں۔ انشاءاللہ کل چل کھڑے ہوں گے۔ لہٰذا آپ لوگ اپنا غازہ دھو ڈالیں۔"

دوسرے دن خدا خدا کرکے ٹھیک ۹ بجے "تصویر گھر" اسٹوڈیو (studio) سے لاری روانہ ہوئی۔ یہ جادہ جا منزل مقصود پر جا ٹھہری۔ کیمرہ مین نے اپنا کیمرہ تیار کیا فوکس قائم کئے۔

ڈائرکٹر نے ہر ایک ایکٹر کو اس کے کام سے آگاہ کیا۔ ریڈی (ready) "کرانک" (crank) کے ساتھ سین شروع ہوگیا ڈائرکٹر تو ڈائرکٹر۔ ہر ایک ایکٹر کے دماغ میں اپنے آپ کو دوسرے پر سبقت لیجانے کی آرزو "اسٹار" بننے کا خیال اس پر سے تیا جوش۔ اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ ہر ایک اپنی جان پر کھیلنے لگا" مارا ماری" والا سین تو قابل دید تھا۔ حقیقت میں وہ مار دھاڑ کا منظر نظر آرہا تھا کہ دیکھنے والے کے چہرہ پر خوف طاری ہو رہا تھا۔ اسٹنٹ (stunts) سین طائفہ کسی کا گھٹنا سرک گیا کسی کا ہاتھ ضائع ہوگیا کسی کی آنکھ درد کرنے لگی۔ اس میں شک نہیں کہ قارئین فلم ریویو لفظاً لفظاً مبالغہ سمجھتے ہوں گے۔ یہ مبالغہ نہیں۔ بلکہ یہ میرا چشم دید واقعہ ہے کہ ایسی پرجوش موثر ایکٹنگ تو شاید ہی میں نے کہیں دیکھی ہو۔ انسانی فطرت کا تقاضہ ہے کہ جب انسان کسی کام میں ہمہ تن محو ہو جاتا ہے تو اس کو دنیا و ما فیہا کی خبر نہیں رہتی جب وہ کسی مخصوص سے مخصوص امر کو مصمم ارادہ کے ساتھ اپنے ہاتھوں لیتا ہے تو اس کو پورا کرنے تک نہیں چھوڑتا۔ چاہے شکست ہو یا فتح۔ علیٰ ہذا۔

ہمارے ان نونہال ایکٹروں کا بھی وہی حال تھا۔ گرچیکہ صرف دو چار ہی سین کھینچے گئے۔ مگر وہ لطف آگیا کہ جس کو قلم بند کرنے کے لئے قلم بھی یاری نہیں دیتا۔ مغربی فلموں میں کیمرہ ٹرکس کے ذریعہ بہت سے تعجب خیز کمالات دکھائے جاتے ہیں۔ مگر یہاں ایک دو ایسی سین بھی نظر آئیں۔ جو شاید ہی کسی ہندوستانی فلم میں دیکھنے کا موقع ہوا ہو۔ اگر ایسا اسٹاف (staff) کسی مالدار فلم کمپنی کو نصیب ہوتا اور اس طرح کا بے پایاں جوش و خروش ایکٹروں کے دلوں میں بھرا ہوا پائی ہوتی تو روپیہ پانی کی طرح بہا دیتی۔ غرض ہر ایک سین سینا ٹوگرافی کی ہر ایک نکتہ نگاہ سے کامیاب رہی۔ رہا فیس موشن (face motion) یعنے چہرہ کی بناوٹ وا کٹنگ اس کے لئے فطرت کے سوا پریکٹس کا ہونا بھی لازمی ہے۔ اس میں شک نہیں ہر ایک ایکٹر نیا تھا۔ مگر تھیٹر کا کلیجہ اپنے سینہ میں لیا ہوا۔ تو مطلب یہ ہے کہ کوئی دو چار سو فیٹ فلم کھینچی گیا۔ افسوس تو اس بات کا رہا کہ ہر ایک سین کی ابتدا میں کیمرہ میاں اور ڈائرکٹر میں کچھ کرکری سی پیدا ہو جاتی۔ یہاں تک کہ "ہم تم" کا مسئلہ بھی چھڑ گیا۔ یہ کوئی گول میز کانفرنس تو تھی نہیں۔ جو موسم کے لحاظ سے ملتوی کردی جاتی۔ مہینہ بھی تیرہ کا تھا۔ آٹھ دن تک تو صرف فوٹوگرافی اور ڈائرکٹنگ (Directing) کی خرابیوں پر بحث ہوتی رہی آخر کار دونوں میں چلی۔ اور اچھی طرح چل گئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ نویں روز ڈائرکٹر صاحب اپنے پینٹ میں ہاتھ ڈالے ذرا تیزی کے ساتھ پھر وہی ایکٹر روم (actor room) میں داخل ہوئے۔ اور کچھ غمگین لہجہ میں فرمانے لگے" بائیس۔ میں آپ کی اس خیر خواہی۔ ہمدردی اور رضا سکر آپ کے ان بیش بہا خدمات کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور آپکو۔ آپکی زندہ دلی۔ اعلیٰ ہمت و شجاعت پر مبارکباد دیتا ہوں کہ آپ صاحبین نے میری توقع سے بڑھکر کام کیا۔ مگر میں نہایت ہی افسوس صد ہزار افسوس کے ساتھ یہ عرض کردینے پر مجبور ہوتا ہوں کہ چند وجوہات کی وجہ سے مجھے اسٹوڈیو کا دروازہ بند کرنا پڑا۔ اگر زیست باقی رہی تو انشاءاللہ میں بذات خود اپنی ایک فلم کمپنی ایجاد کرکے آپ حضرات کو پھر اسی جوش و خروش میں پاؤں گا۔

لیجئے اب اسٹوڈیو کا دروازہ بھی بند ہو گیا۔ بنا بنایا کھیل نا مکمل رہ گیا۔

جو کچھ میں نے عرض کیا ہے۔ یہ صرف اس کمپنی کی حد تک ہے۔ جو پرائیوٹ (private) طور سے ایک دوسرے کی شرکت میں قائم ہوتی ہے۔ اب ذرا آگے سنئے (limited) لمیٹیڈ کمپنی کا حال۔ یعنے وہ کمپنی جو سرکار میں رجسٹری شدہ اور محدود حصص ہے جس میں ہر کس و ناکس شریک ہو سکتا ہے۔

ھ۔ موسم گرما۔

A SCENE FROM "VAGABOND LOVER."

Distributors Indo American Film Company.

SPECIAL PRESS, 128-B, BAITAKKHANA ROAD, CALCUTTA

FAREBI JAL
FORTHCOMING INDIAN TALKIE DRAMA
Distributed by Dosani Film Corporation.

A SCENE FROM "PORAN BHAGAT."

مسٹر مینجنگ ایجنٹ ایک زمانہ سے اِس بات کا اشتیاق رکھتے تھے۔ کہ کسی صورت سے ایک فلم کمپنی ایجاد کی جائے۔ جو محدود بہ حصص ہو۔ چنانچہ دوست احباب کے سامنے عرض بھی کیا۔ جن کی مالی حالت بہت اچھی تھی۔ غرض اون دوستوں نے بھی ان کی ہاں میں ہاں کی یہاں تک کہ یادداشت شراکت پر اپنی اپنی دستخطیں بھی ثبت کر دیئے۔ کمپنی رجسٹرڈ ہوگئی۔ مسٹر مینجنگ ایجنٹ اپنے جیب سے ابتدائی اخراجات اپنے ذمہ لئے کل دو چار سو روپیہ خرچ کرنے کے بعد کمپنی لمیٹڈ کی صورت اختیار کی۔ اب لگے اشتہارات پر۔

اشتہارات دینے سے پبلک کو بہت فائدہ ہوگا۔ اگر وہ اس کے حصص خرید فرمائیں گے۔ لیکن پبلک کی کان پر جوں تک نہیں رینگتی۔ یہاں تک کہ چھ ماہ گذر گئے۔ مسٹر موصوف کل ڈائرکٹران یعنے شرکائے کمپنی کو نوٹس دیتے ہیں کہ کمپنی کا ششماہی جلسہ فلاں دن فلاں تاریخ میں منعقد ہوگا۔ سب کو تشریف لانا چاہئے۔ ڈائرکٹرس کیوں آنے چلے اُن کا کام صرف اتنا تھا کہ ہتھیلی میں جنت دکھائیں۔ اور حصص خرید فرمانے کا اقرار کر دیں۔

یہ تو ہو چکا۔ رہا عملی طور پر کام کرنا یعنے رقم ادا کرنا۔ یہ کیوں کرتے۔ مبلغ علیہ السلام کے لئے ہر ایک دروازہ بند کر دیا گیا۔ ادھر سرکار تقاضہ کرنے لگی کہ اگر قانون کے خلاف ہوا تو چارہ جوئی کیجائیگی اور عدالت میں حاضر ہونا پڑیگا۔ ادھر مسٹر مینجنگ کئی نوٹس دینے کے بعد بھی شرکا نہ آنا تھا نہ آئے تو چہ کنم ہوگئے۔ کریا اللہ میں کیا کروں۔ آخر سوجھی تو یہی کہ کمپنی مسدود کر دی جائے۔ اور اتنی بڑی کمپنی ایک دو سو فیٹ فلم بھی تیار نہ کر سکی۔ مسٹر موصوف کو اس اسٹوڈیو کا دروازہ بھی بند کرنا پڑا۔

اب خود قارئین فلم ریویو خیال فرما سکتے ہیں۔ کہ ایسی فلم کمپنیں کہاں تک کامیاب ہو سکتی ہیں۔ ہاں ایک دو فلم کمپنیس جو محدود بہ حصص ہیں چند نئے نئے ڈائرکٹروں نئے نئے ایکٹروں کے ساتھ اپنا کاروبار انجام دے رہی ہیں۔ کچھ دس بارہ فلم بھی بورڈ آف سنسرس (Board of Censors) میں پاس بھی ہو چکی ہیں۔

دکن کی خوشنما قدرتی مناظر۔ سر بفلک پہاڑ۔ ایلورا یرجنٹہ کے غار۔ عادل آباد کا گھنا جنگل کا ثانی سرزمین ہند میں دیگر مقامات پر ملنا بہت دشوار ہے۔ باوجود ان تمام سہولتوں کے یہاں کی فلم کمپنیں ترقی نہیں پاتیں۔ اس کا اصلی سبب یہی ہے کہ:۔

جن حضرات کو اس فن میں دخل ہے ماہرین فن ہیں سب کچھ ہے لیکن پیسہ نہیں۔ جن حضرات کے پاس کافی رقم ہے وہ اس فن میں دلچسپی نہیں لیتے۔ اگرچہ وہ جانتے ہیں کہ دن دونی رات چوگنی یہی فن ترقی کر رہا ہے۔ لیکن وہ بھولے سے بھی اس میں دخل دینا پیسہ خرچ کرنا نہیں چاہتے۔ فلم تیار کرنا کرشان۔ ذلیل پیشہ تصور کرتے ہیں۔ حقیقت میں یہ ذلیل ہرگز نہیں ہو سکتا۔ آخر یہ بھی "آرٹ" ہے فن ہے۔ کیا "فن" یا ہنر بھی کہیں ذلیل ہو سکتا ہے اگر ایسا ہی ہے تو اس ذلیل فن سے جو "چیز" تیار ہوتی ہے۔ اُس کا ملاحظہ کرنا۔ اپنے کام کاج چھوڑ کے اُس "چیز" کے ملاحظہ کے لئے جوق جوق تشریف لیجانا۔ اس کو کیا کہہ سکتے ہیں۔ ہندوستان کوئی ایسی عریاں تصاویر جو تہذیب کے خلاف ہوں جیسا کہ مغربی دنیا پیش کر رہی ہے آج تک نہیں پیش کیا اور نہ کریگا۔ جتنے بھی ہندوستانی ڈرامے تیار ہوتے ہیں البتہ وہ غلط سلط یا فوٹوگرافی۔ ایکٹنگ، وغیرہ کی نکتہ نگاہ سے ٹھیک نہ ہوں گے مگر تہذیب کے خلاف ہرگز نہیں۔ فلم تیار کرنا۔ یہ وہ فن ہے جس کی باعث ہزارہا مفلس متمول بن گئے۔ (جیسا کہ امریکہ) وغیرہ۔ وغیرہ مشرقی و مغربی حسن معشرت میں تمیز کر سکے۔ وغیرہ۔

مرفع الحال مالدار حضرات کو چاہئے کہ وہ بجائے اس کے کہ اپنا پیسہ راگ رنگ لہو لعب و دیگر نفسانی خواہشات میں اسراف خرچ کریں۔ اس "فن" کو ترقی دینے کے لئے اکان فلم

کی امداد کریں۔ پبلک کو توجہ دلائیں اور اس فن کو کمال عروج پر پہونچائیں۔ جب ہی حیدرآباد کی فلم کمپنیاں دیگر فلم کمپنیوں کا مقابلہ ضرور کر سکیں گی۔

الراقم
سی۔ کے۔ ایس۔ منجو قمر
ڈرامہ نویس

متکلم تصویر
عالم آرا

(از شعلہ لکھنوی)

ہندوستان کا تیار شدہ سب سے پہلا متکلم فلم ۲۔ جون کو عالم آرا کے نام سے پردہ فلم پر رائل سینما لکھنؤ میں پیش کیا گیا۔ میرا خیال تھا کہ اس ڈرامہ میں وہی بلند ترین تخیل اور تعلیم یافتہ طبقے کے لوگ کثرت سے جائیں گے جو سینما سے ایک خاص دلچسپی رکھنے کے علاوہ اس کو فن کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ باقی رہے عوام الناس۔ تو وہ اپنے اپنے گھروں میں اطمینان سے بیٹھیں گے۔ لیکن یہ خیال ہمارا ایک حد تک غلط ہی ثابت ہوا۔ حالانکہ یہ ہم جانتے تھے کہ لکھنؤ میں بھی بدمذاقوں کی کوئی کمی نہیں ہے۔ چنانچہ منجر تک میں مثر و تخیل کا نام معلوم کر بیچے (جن کو عرف عام میں "انڈین ڈگلس" کہا جاتا ہے) وہ غیر تعلیمیافتہ پبلک جو ان کے کارہائے نمایاں پر نہایت جوش و خروش کے ساتھ آزادانہ طریقہ سے تبصرہ کرتے ہوئے یہ کہہ دینا روا رکھتی ہے۔ کہ "بغداد کا چور" (Thief of Bagdad) والے ایکٹر کی کوئی حقیقت ہی نہیں ہے اس طرح امنڈ پڑتی جیسے برسات میں حشرات الارض۔ غرضکہ تین روز تک سینما جانے کی اس ہڑبونگ میں ہمت ہی نہیں ہوئی۔ اور خدا خدا کر کے چوتھے روز ٹکٹ خرید کر نہایت خاموشی سے ایک کرسی پر بیٹھ گئے۔

سینما ہال میں آج بھی معمول سے زیادہ چہل پہل نظر آرہی تھی۔ اور تھوڑی ہی دیر میں تمام کرسیاں سینما ہال کی تماشائیوں سے پر ہو گئی تھیں۔ کہ یکایک برقی قمقموں نے بے نور ہو کر سینما ہال کو سیہ خانہ بنا دیا۔ فلم نہایت تیزی کے ساتھ چک چک کرنے لگا۔ اور افراد ڈرامہ کی فہرست گذرنے کے بعد ہی مسٹر ایرانی اپنے اس شاندار کارنامے کو پبلک کے سامنے پیش کرتے ہوئے دکھائی دیئے۔ جب پبلک کے سامنے فلم کی کمزوریوں اور خامیوں کو قطع نظر کراتے ہوئے انہوں نے سب سے پہلے اس "متکلم تصویر" کو بطور ہندوستانی صنعت کے پیش کیا ہے تو تالیوں کے شور سے ایک ہنگامہ برپا ہو گیا۔ اور سینما ہال گونج اٹھا۔

حقیقت یہ ہے کہ ہمیں ہندوستانی فلمسازوں سے اتنی توقع نہ تھی کہ وہ ایک متکلم فلم کو غیر متکلم فلم سے بہتر صورت میں پیش کریں گے۔ اس میں شک نہیں کہ فلم عالم آرا بحیثیت مجموعی ایک کامیاب فلم ہے۔ لیکن پھر بھی وہ خامیاں جو ہندوستانی فلمس کی جزو لازم ہیں اس میں بھی کثرت کے ساتھ موجود ہیں۔ اور آواز کے مدوجزر کو اگر نظرانداز بھی کر دیا جائے تو بھی انھیں کسی صورت سے معاف نہیں کیا جا سکتا مثلاً:۔ ("میک اپ" (make-up) اور ڈریسنگ وغیرہ) گو میک آپ اور ڈریسنگ کی خوبیوں اور نقائص کے ذمہ دار

تو ایکٹر ہیں اور نہ ڈائرکٹر۔ اس لئے کہ فن دوسرے لوگوں سے تعلق
تعلق رکھتا ہے جو ایکٹر کو بنا سنوار کر فلم کیمرے کے سامنے پیش کر دیتے
ہیں۔ "میک اَپ" ایکٹنگ کی خوبیوں میں خوبصورتی پیدا کرنے
کے لئے خاص اہمیت رکھتا ہے۔ کیونکہ فلم کی مقبولیت اور کامیابی
کا تقریباً بعض انحصار "میک اپ" ہی پر ہوا کرتا ہے۔ نیچرل
"میک اپ" سے نہایت بدصورت اور کریہہ منظر انسان بھی جمیل
وشکیل معلوم ہوتا ہے۔

عام طور سے لوگوں کا یہ خیال ہوتا ہے کہ سینما کے ایکٹرس
اور ایکٹر بہت خوبصورت ہوتے ہیں۔ حالانکہ یہ ایک حد تک غلط
ہے۔ بہت کم ایسی عورتیں ہوں گی۔ جو حسین کہلانے کی مستحق ہیں۔
چنانچہ ہندوستان کی فلمساز کمپنیاں یہ سمجھتے ہوئے کہ یوروپ کے
عموماً ایکٹر اسی "میک اَپ" کی وجہ سے فلم کے درخشندہ ستارے بنے
ہیں۔ اس طرف کافی غفلت اختیار کئے ہوئے ہیں۔ اسی طرح ڈریسنگ
بھی، چنانچہ تماشۂ ہذا میں

(بادشاہ اور سپہ سالار کا لباس)

ملاحظہ فرمایئے۔ کہ اسی ایک عدد چوڑی دار پاجامہ۔ اور ایک
کرتہ اور واسکٹ میں اٹھارہ سال تک بادشاہ کا گذر کرنا۔ اور
اٹھارہ سال کے گذر جانے کے بعد بھی شباب کا ایک حالت پر قائم رہنا
تعجب خیز ہی نہیں بلکہ مضحکہ انگیز بھی ہے۔

اگر یہی فرض کر لیا جائے کہ کمپنی کی سرمایہ کی وجہ سے دوسرا
ڈریس نہ بنوا سکی تو کیا بادشاہ سلامت کو بھی اپنے بڑے ملک کی
بادشاہت" کا ثبوت دینا ضروری تھا؟ کاش وہ اپنے پرائیویٹ
ہی کپڑے پہن کر جشن سالگرہ میں کیمرہ کے سامنے کھڑے ہو جاتے۔
اب رہی میک اپ کی غلطی۔ یعنی "چہرہ کے خدوخال کا اٹھارہ
سال ایک حالت پر قائم رہنا"۔ تو ہم اسکو یہ سمجھکر بھول جانیکی
کوشش کریں گے کہ شاید بادشاہ نے کسی دوا فروش سے (ہمیشہ
جوان بنے رہنے کی دوا) خرید کر استعمال کر لی تھی جس کی وجہ
سے ان کے شباب کی ایک ہی حالت قائم رہی چنانچہ بادشاہ سلامت
کی بیگمات کے لئے بھی اسی قسم کے تصورات قائم کئے جا سکتے ہیں۔

"مسٹر پرتھوی راج۔ بی۔ اے"

کو قید خانہ میں ملاحظہ فرمایئے۔ کہ شروع سے آخر تک انہوں نے
کسی حسین دیوی کی محبت کو ٹھکرا لینے کے صلہ میں ایک مصیبت زدہ
قیدی کا کام کیا اور جو کچھ کیا وہ اچھا کیا۔ لیکن یہ دیکھکر ہمیں
افسوس بھی کرنا پڑا کہ جیل خانہ میں تھوڑے دن گذرنے کے
بعد وہ ایک مصیبت زدہ قیدی نہ تھے بلکہ ایک سیاسی قیدی
تھے جو نمک سازی کے جرم میں گرفتار ہو کر قید کی مصیبتوں کو
نہایت استقلال کے ساتھ برداشت کر رہے تھے۔

آپ فرمائیں گے "یہ کیسے"؟

سنیئے! افسانہ کوئی تاریخی تو ہے نہیں۔ لیکن اسلم
اور اس کے ساتھیوں کو نیم عریاں دیکھکر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ
یہ قصہ اس وقت کا ہے کہ جب ہندوستان کی تہذیبی حالت
اچھی نہ تھی۔ اور لوگ اپنی برہنگی کا احساس نہ رکھتے تھے۔
تو کیا گیارہ انچ لمبی اور پانچ انچ چوڑی کھدر کی گاندھی کیپ
اس وقت بھی موجود تھی۔؟ اور اگر نہ تھی تو اس مصیبت زدہ
سپہ سالار قیدی کے سر پر کیسے پہونچ گئی۔؟

(فسانہ)

اسی طرح فسانہ بھی نہ تو سبق آموز ہے اور نہ نتیجہ خیز ہے۔
علاوہ اس کے کئی جگہ گفتگو کے موقعہ پر شاید وہ الفاظ فسانہ
نویس کو نہ ملے جو محبت کی ترجمانی کرکے جذبات کو ابھارتے
اور سننے والے کو متاثر کر دیتے۔ چنانچہ جب عادل سپہ سالار
ملکہ دلبہار کے پاس آتے ہیں اس وقت ملکہ نے اظہار محبت کیلئے
جو الفاظ استعمال کئے اور عادل نے جو کچھ جواب دیا وہ الفاظ
ذرا بھی موثر نہ تھے جو دلوں پر اثر کرتے۔

(میرے خیال سے اگر ذیل کے مکالمہ کی طرح ہوتا تو بہت بہتر تھا)
ملکہ دلبہار۔ پیارے عادل! کیا تمہارے سینہ
میں فطرت نے دل کی جگہ پتھر کا ٹکڑا چھپا دیا ہے۔ کیا
تم نے رحم و کرم کی تعلیم نہیں پائی۔ کیا محبوبوں کی یہی صفت
ہوتی ہے، کہ وہ سخت سے سخت مظالم کر سکتے ہیں۔

> عادل کتنے ستم کا مقابلہ ہے کہ ایک عورت اپنی زبان سے اظہار اُلفت کرے اور تمہارے قدموں پر گر کر تم سے محبت کی بھیک مانگے اور تم اُسے ٹھکرا دو۔ ایک دُکھے ہوئے دل کو توڑ دو۔ اور رہا سہی کی ستم آرا تیغ سے پاش پاش کر دو۔
>
> آہ رحم! عادل رحم کرو۔
>
> عادل۔ آہ مجھے مجبور نہ کیجیے۔ مجھے الزام نہ دیجئے۔ میں آپ کی ہر قسم کی امداد کرنے کو تیار ہوں۔ لیکن افسوس میں اقرار محبت نہیں کر سکتا۔ میرے دل کا شہنشاہ کوئی اور ہے۔ اس لئے میں اُس کی امانت میں خیانت نہیں کر سکتا۔
>
> یہ ہیں وہ الفاظ جو اُس کی محبت کی کچھ نہ کچھ ترجمانی کر سکتے تھے)

اس کے بعد سب سے بڑی غلطی تو پلاٹ کی تھی کہ جس کی وجہ سے ڈرامہ ختم ہونے کے بعد یہ معلوم نہ ہو سکا کہ اس فلم میں ہیرو کا کون سا کام کر رہا ہے۔ اس سلسلہ میں بظاہر ایکٹر اور ڈائرکٹر کی کوئی غلطی نہیں ہے۔ کیونکہ ڈائرکٹر کا صرف ڈائرکشن سے تعلق ہے اور ایکٹر کا پارٹ ادا کرنے سے۔ لیکن میں یہ ضروری عرض کروں گا کہ ڈائرکٹر کو فسانہ کے عیوب پر ایک تنقیدی نظر کم از کم ضرور ڈالنا چاہئے یہ اس لئے کہ فلم کی کامیابی اور ناکامی کا سہرا صرف ڈائرکٹر ہی کے سر رہتا ہے۔ نہ کہ افسانہ نگار کے سر۔

یہ ایک ایسی غفلت ہے کہ جس سے ہندوستانی فلم غیر ملکوں میں کامیابی حاصل کرنے کے بجائے مضحکہ خیز ثابت ہوتے ہیں اور خود ہندوستانی بھی مضحکہ اُڑاتے ہیں۔

افسوس کہ فسانہ کا پلاٹ غلط ہو جانے کے سبب سے فلم میں ہی بڑا نقص باقی رہ گیا جو نہ معلوم کتنی غیر مستقل تصاویر میں موجود ہے اور اس کے ذمہ دار بلا شرکت غیرے صرف افسانہ نویس ہوتے ہیں۔ اگر یہی غفلت رہی تو ہندوستانی ہندوستان کے فلموں سے کوئی سبق حاصل نہیں کر سکتے اور نہ ہندوستانی فلمس دوسرے ملکوں میں کبھی کامیاب ہو سکتے ہیں +

میرا دعویٰ ہے

کہ یہی افسانہ نتیجہ خیز۔ سبق آموز۔ ہو سکتا ہے۔ اور ہیرو کا نام بھی معلوم ہو سکتا ہے۔ دوسری خوبی یہ ہے کہ فلم میں کسی قسم کا کوئی تغیر و تبدل کرنے کی بھی ضرورت نہیں اور نہ کسی پارٹ اور سرمایہ کی۔ صرف ایک دن کی کوشش اور چند فیٹ فلم کا خرچ ہے۔ لیکن بجائے "عالم آرا" کے فلم کا ایک دوسرا نام رکھنا پڑے گا۔ جو میں بتا سکتا ہوں۔ اگر

مسٹر ایرانی صاحب

مجھ سے دریافت کرنا چاہیں تو جا کمی پس وپیش کے دریافت فرما سکتے ہیں۔

میں اُمید کرتا ہوں کہ میرے اس دعوے کو مبالغہ نہ تصور فرمائیں گے اور کم از کم تصدیق فرما کر میری ہمت افزائی فرمائیں گے۔

اسی سلسلہ میں میں ایرانی صاحب کی خدمت میں مؤدبانہ "سلکشن، جوائنٹنگ اور کٹنگ"

کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں :-

عالم آرا میں مسٹر وٹھل نے ۱۸ سالہ نوجوان لڑکے کا پارٹ کیا ہے۔ جو اپنی جسامت کی وجہ سے بالکل غیر موزوں تھے۔ علاوہ اس کے ڈرامہ میں اُن کی چنداں ضرورت بھی نہ تھی۔ میری سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ ایرانی صاحب نے ان کا انتخاب کیوں کیا جبکہ ایک دوسرا اٹھارہ سالہ خوبصورت نوجوان کام کر سکتا تھا۔ اور وٹھل کے بغیر فلم کامیاب بھی ہو سکتا تھا۔

کیا اس خیال کو مد نظر رکھکر کہ یہ "کافی شہرت حاصل کر چکے ہیں۔ اور فلم کی زیادہ آمدنی ہو گی"۔؟

اگر اس سبب سے ان کا انتخاب کیا گیا ہے تو اس کا اثر یہ ہو گا کہ مسٹر وٹھل کی شہرت پر پانی پھر جائے گا۔ اور آئندہ ان کی ایکٹنگ کامیاب نہیں ہو سکتی۔ اس لئے کہ تعلیم یافتہ اور بلند ترین تخیل کے طبقہ میں اُن کی اتنی وقعت نہیں ہے جتنی کہ غیر تعلیم یافتہ پبلک میں۔ اور یہ صرف اُن کے "خود ساختہ خطاب" انڈین ڈگلس سے ہے۔

اُن کو تو وہی گوں گی فلموں میں جب میں گدعم ٹپکنا۔ گتھم گتھی ۔کود پھاند۔ دشمنوں سے بیجا مقابلہ ہوتا ہے اگر دکھایا جائے تو بہتر ہے۔ کیونکہ غیر تعلیم یافتہ پبلک ایسے کاموں سے بہت دلچسپی رکھتی ہے۔ اور یہی وجہ اُن کی شہرت کی بھی ہے۔

میری تنقید اُن کی تعریف کرنیوالے اصحاب کو غالباً اچھی نہیں معلوم ہوگی۔ حالانکہ یہ ایک اظہار حقیقت ہے اور مسٹر و ٹیچل خود غور کرکے اندازہ کرسکتے ہیں کہ یہ کہاں تک صحیح ہے۔ مجھے افسوس کے ساتھ تو یہ کہنا پڑتا ہے کہ مسٹر و ٹیچل نے اس ڈرامہ میں کوئی نمایاں کام نہیں کیا۔ جس پر میں کچھ تنقید و تبصرہ کرتا اور جب اُنکا کوئی نمایاں کام نہیں ہے تو ظاہر ہے کہ ڈرامہ میں اُن کا وجود اور عدم دونوں برابر ہے۔

(عالم آرائی جو ائٹنگ اور ٹکنیکنگ بھی قابل توجہ ہے)

کئی جگہ پر فلم کو قطع کرکے اس طرح تصویر کا دوسرا رُخ دکھایا گیا ہے یا دوسرے مختلف مناظر دکھائے گئے ہیں جس سے قصہ کا سمجھنا ذرا دقت طلب ہوگیا ہے اور قصہ کی خوبیاں بھی کم ہوگئی ہیں۔

جب عالم آرا نے ٹیلہ پر بیٹھکر غزل شروع کی اور آستائی کے بعد انترہ ختم ہوتے ہی شاہ صاحب کی آواز نے اُس کو چونکا دیا اور حیرت زدہ ہوکر کھڑی ہوگئی تو یہاں اس قدر جلدی کی گئی ہے کہ گانا عذاب جان سمجھکر ٹالدیا گیا ہے۔ اگر غزل میں دو ہی شعر تھے تو کم ازکم آستائی اور انترہ کی تکرار کرنے کے بعد شاہ صاحب رونق افروز ہوتے تو اُس مغنیہ کی فنی معلومات کا بھی کافی اندازہ ہوجاتا اور فلم میں ایک خوبی بھی پیدا ہوجاتی۔

اسی طرح سے کئی جگہ پر گانیوالوں یا کلام کرنے والوں کے ہونٹ علیحدہ حرکت کرتے نظر آتے تھے اور آوازیں علیحدہ سنائی دیتی تھیں جو بہت بُری معلوم ہوتی تھیں۔

خصوصیت کے ساتھ متکلم فلم میں صحیح زبان اور با محاورہ فقرے اور صحیح تلفظ کا استعمال بھی نہایت ضروری چیز ہے۔ اس کیلئے ملک کے بہترین ادیب اور قابل اہل زبان کی خدمات حاصل کریں ورنہ عوام غلط الفاظ سن کر مذاق اُڑائیں گے۔ مثلاً شاہ صاحب ملکہ نوبہار کے حسن عالم افروز سے مرعوب ہوکر فرماتے ہیں "تمھیں لڑکا نہیں ہے" یہ تھا وہ فقرہ جس کا خوب مذاق اُڑایا گیا۔

گفتگو کرتے وقت اگر ایکٹر اسی طرح غلط فقرے یا الفاظ استعمال کریں گے تو یقیناً فلم کی ایک خوبی کم ہوجائیگی۔

میں اُمید کرتا ہوں کہ آیندہ اس کی طرف خاص توجہ کیجائیگی اور اُردو کو کُند چھری سے نہ ذبح کیا جائیگا۔ فلم میں شروع سے آخر تک گفتگو کا طرز و طریقہ اور لہجہ بالکل اسٹیج ایکٹنگ سے تعلق رکھتا تھا۔ وہ غیر معمولی فطری تھا اور تصنع سے کام لیا گیا تھا۔ حالانکہ فلم ایکٹنگ میں بالکل اُس کے برعکس ہونا چاہیے اور ایکٹر سے وہی حرکات و سکنات سرزد ہونا چاہیئیں جو بالکل فطری ہوں اور تصنع سے ذرا بھی کام نہ لیا گیا ہو۔

اس میں شک نہیں کہ فلم خامیوں سے مبرّا کہلانے کی مستحق نہیں ہے۔ لیکن پھر بھی پہلی متکلم فلم ہونے کے سبب ایک کامیاب تصویر ہے اور بہت سی غیر متکلم تصاویر کی طرح ایک حد تک عیوب سے پاک ہی ہیں۔

مسٹر ایرانی صاحب

کی خدمت میں سب سے پہلے اس بیش بہا کارنامہ پر ہدیہ مبارکباد پیش کرتے ہوئے اتنا مکرر عرض کروں گا کہ وہ انتخاب ایکٹرس نیز اسٹیج ایکٹنگ اور فسانہ کا خیال ضرور رکھیں گے۔

"مس جلّو یا زلیخا"

میں ان کے کئی ڈرامے اور بھی دیکھ چکا ہوں جس میں مس صاحبہ نے اچھا کام کیا ہے لیکن افسوس کے ساتھ یہ عرض کروں گا کہ اس وقت تک انھوں نے دنیائے سینما میں کوئی نمایاں ترقی نہیں کی۔ میرا خیال ہے کہ مس صاحبہ ٹریجڈی کام نہایت دلچسپی سے کرسکتی ہیں۔ اور اکثر اُن سے وہ غیر فطری موشنس جو کام کرتے وقت سرزد ہوجاتے ہیں قابل قدر ہونگے

ہیں۔ چنانچہ اس فلم میں بھی مس موصوفہ نے چہرے سے نہایت عمدگی کے ساتھ بہت سی اُن باتوں کو ظاہر کیا ہے۔ جو ہر ایک عورت ذرا مشکل سے کر سکتی ہے۔ علاوہ اس کے اُن میں وہ بہترین خوبی بھی موجود ہے۔ جو ہر کس و ناکس میں نہیں ہے۔ ان میں ہر کام کے سمجھنے کی قابلیت موجود ہے۔ وہ جو کچھ کرتی ہیں اُس پر تنقیدی نظر ڈالکر اُس کو درست کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔ اور یہی ایک طریقہ اس لائن ترقی کرنے کا ہے۔ اگر میرا یہ قیافہ غلط نہیں ہے تو ڈائرکٹر صاحبان کی معمولی توجہ کے بعد یہ ایک بہترین انجمستان فلم کی اکٹرا ایکٹرس ہو سکتی ہیں۔

چنانچہ اس فلم میں یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ اُنکی ایکٹنگ بیحد قابل تعریف ہے۔ اور میں تو مس موصوفہ کو اُس فقرے کی فصاحت و بلاغت کی بھی داد دیتا ہوں جو اُنھوں نے شاہ صاحب سے فرمایا تھا کہ "مجھے اولاد نہیں ہے" ذرا ملاحظہ فرمایئے۔ کس قدر فصیح ہے۔

اور ہاں بھئی! خوب یاد آیا وہ تو باقی رہی جاتی ہیں جن کا نام آشنا قیمتی ہونے کے باوجود سینما کے شائقین نہیں سمجھ سکتے ہیں بلکہ :-

"قدر جوہر شاہ داند یا بداند جوہری"

جنھوں نے ایک سپہ سالار سے اپنا عشق جوڑکر شاہ کی امانت میں خیانت کرنا چاہی تھی اور یہ صرف آسی دوا کا اثر تھا۔ جو "نوجوان بنے رہنے" کے لئے استعمال کی گئی تھی۔ لیکن خیریت ہوئی کہ موتی کی آب نہ اُتری۔ بہرحال یہ بھی تعریف کی ضرور مستحق ہیں۔ کیونکہ اُنھوں نے ہر ممکن طریقہ سے اپنی سوت کو نقصان اور تکلیف پہونچانے کی کوشش کی اور اپنے پارٹ کو نہایت خوبی سے انجام دیا ہے۔

(مسٹر ولی محمد خان)

اُنھوں نے فقیر کا پارٹ کیا ہے اور خوب کیا ہے اور سب سے زیادہ اُن کی یہ صدا آمائی ہیں

"دیدے خدا کے نام پہ پیارے، طاقت ہے گر دینے کی"

بڑا لطف دیرہی تھی اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی مصنوعی فقیر نہیں بلکہ واقعتاً فقیر ہی ہے۔ لیکن افسوس جب کوئی ایک ٹیلہ پر رونق افروز ہو کر گانے میں مشغول تھا تو ان کے بلائے آسمانی کی طرح یکایک آجانے سے ہم اتنی زور سے "شاہ جہاں" آگے بڑھئے" کہا کہ ممکن ہے ہماری آواز بمبئی میں امپریل فلم کمپنی کے اسٹوڈیو سے جاکر ٹکرائی ہو اور اُنھوں نے سُن بھی لی ہو۔

میں اُمید کرتا ہوں کہ ولی محمد خان صاحب آئندہ فلموں میں بھی اتنی ہی کوشش اور انہماک کے ساتھ کام کریں گے۔

جیسا کہ عالم آرا میں کیا ہے۔ ساتھ ہی اس کے ایک دوستانہ مشورہ بھی پیش کروں گا کہ وہ ہر کام کرنے کے قبل اور بعد ایک گہری نظر ڈالکر اُس کو سمجھنے کی بھی کوشش کریں گے کہ وہ کہاں تک فطری اور غیر فطری ہے۔

(مس زبیدہ)

ان کے متعلق میں زیادہ نہیں لکھنا چاہتا کہ مجھے خوف ہے کہ خدانخواستہ "کسی زاہد نماز آہد کی طرح میں بھی کہیں انگشت نما نہ ہو جاؤں" جو اخبار کے کالموں اور رسالوں کے صفحات کو جا و بیجا تعریف و توصیف میں سیاہ کرنے اور کامل دو سال تک کسی کی "بارگاہ" پر جبہ سائی کرنے کے بعد جب ٹھکرا دیا جائے تو ایک بے گلوب لیمپ کی روشنی میں کسی عورت سے سخت انتقام لینے کے لئے آمادہ ہو کر پھر کچھ دنوں تک اپنی لغزش کے اعتراف میں سیاہ کرنے لگے"

ہاں! .... تو کسی حسین اور ....

کافر ادا نازنین کا .... اپنے خمدار گیسوؤں کو ....

اِردگرد منتشر کئے ہوئے .... آہستہ خرامی کیسا تھ ....

مکان سے باہر نکلنا .... اور زمین کے .... سبز مخملی فرش کو

پاؤں سے پامال .... کرتے ہوئے .... ایک ....

پہاڑی نما ٹیلہ پر .... پاؤں پھیلا کر بیٹھ جانا ....

.... غزل .... گانا .... ایک حشر برپا کرنے والے سین سے کسی طرح کم نہ تھا۔

(بقیہ مضمون صفحہ ۲۵ پر ملاحظہ کیجئے)

A SCENE FROM CHIVALRY

A SCENE FROM SAROJINI

Distributors DOSSANI FILM CORPORATION.

A SCENE FROM
FLOGGED INTO LOVE

Distributors AURORA FILM CORPORATION.

مسٹر جانی بابو کے حالات

مترجمہ محمد کمال احمد راز برہ پورہ بھاگلپور

مسٹر جانی بابو کا نام تو کوئی سینما کے دلدادوں کے لئے محتاج بیان نہیں۔ یہ الہ آباد میں ۱۹۰۵ء میں پیدا ہوئے۔ صاحب موصوف کے والد کے انتقال کے بعد ان کا کوئی سرپرست نہیں رہا صرف ایک بیوہ ماں تھی جو ان کی پرورش کرتی رہی۔ جب صاحب موصوف ایک دن تھیٹر دیکھنے کے لئے گئے اس وقت ان کی عمر دس برس کی تھی۔ اس روز "چندراولی" کھیل کا پروگرام بندھا تھا۔ جوں ہی کہ انہوں نے چندراولی ڈراما دیکھا اس کی سین سینریز اور کارنامے کو دیکھکر ان کے دل میں ایک جوش پیدا ہوگیا۔ اور خیال کیا کہ میں بھی ایکٹر ہو جاؤں اور ناموری حاصل کروں۔ یہ تھیٹریکل کمپنی کلکتہ سے آئی ہوئی تھی۔ اور بہت دنوں تک یہاں رہی۔ اور جب صاحب موصوف کے دریائے دل کے کنارے امنگ کی موج آکر ٹکرائی۔ یہ صاحب تھیٹر دیکھکر موج کو کم کر لیتے۔ جب یہ تھیٹریکل کمپنی کلکتہ واپس جانے لگی۔ یہ صاحب موصوف بغیر کسی کے کہے سنے پوچھے اس کمپنی کے ساتھ چلدیے۔ اور کلکتہ جاکر پروپرائٹر صاحب سے ملاقات کی۔ اور بہت جلد اپنے ارادے میں کامیاب ہوئے۔ لیکن ان کی قسمت کی چال اچھی نہ تھی ایک ہی دو برس کے اندر ہی کمپنی فیل ہو گئی اور سب ایکٹر اور ایکٹریس بے خانماں ہو گئے۔ ان کو بھی اس بلا میں گرفتار رہنا پڑا۔ آخر کار کسی شخص کی صلاح سے حضرت آغا حشر صاحب کے پاس پہونچے اور ان کے سامنے جاکر گریہ وزاری کی۔ حضرت آغا حشر صاحب کو ترس آیا۔ اور اپنی کمپنی داخل کر لیا۔ لیکن کرنا کیا تھا۔ قسمت سے لڑنا تو نہ تھا۔ اس نے پھر صاحب موصوف کو دھوکا دیا۔ اور آغا حشر صاحب کی کمپنی بھی کسی وجہ کر فیل کر گئی۔ ان بچارے کو پھر اسی بلا میں گرفتار ہونا پڑا اور در بدر مارے پھرے۔

اسی طرح ان کو کلکتہ میں کئی برس گذر گئے اور عمر بھی بیس سال سے تجاوز کر گئی تھی۔ ایک دن ان کو بمبئی کے باشندے سے ملاقات ہوئی۔ اس نے صاحب موصوف کو بمبئی جانے کی صلاح دی۔ مگر بمبئی جاتے تو کس طرح جاتے ان کی جیب اس وقت احسان تھی کہ پاس ایک پائی تک نہ تھا۔ آخر بہزار وقت و حیل۔ پلیٹ فارم پر پہونچے اور بمبئی جانے والی ٹرین پر سوار ہوئے۔ راستے میں تو آپ جانتے ہیں بغیر ٹکٹ والوں کی کیا حالت ہوتی ہے۔ کتنی تکلیفیں اٹھانی پڑتی ہے۔ کتنی مصیبتیں جھیلنی پڑتی ہے۔ ان بچارے پر بھی وہی گذری۔ آخر خدا خدا کرکے کسی طرح سے بری طرح کی تکلیفوں کو برداشت کرکے بمبئی پہونچے تو رہنے کو گھر ندارد۔ یہ بالکل اس جگہ ایک نئی دنیا میں تھے۔ کوئی پرسان حال نہ تھا۔ انہوں نے قریب دو ہفتے کے فٹ پاتھ (foot path) پر رات بسر کی۔ ایک دفعہ ان کو ڈونگری جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں انہوں نے ایک اسٹیم ٹرنک فیکٹری دیکھی۔ اوس فیکٹری کے مالک خواجہ بھائی تھے انہوں نے فوراً ان سے ملاقات کی اور بہت منت و سماجت کے بعد اس فیکٹری میں مزدوری کرنے لگے۔ مزدوری کل چھ آنے روزانہ ملتی۔ رفتہ رفتہ انہوں نے اس لائن میں بہت ترقی کر لی اور اب چھ آنے کے بجائے چار روپے روزانہ پانے لگے۔ لیکن یہ اپنی بیوہ ماں کو نہیں بھولے تھے۔ ہمیشہ ملاقات کرتے۔ ماں نے جب دیکھا کہ یہ اب بیوی کی پرورش کر سکتا ہے ان کی شادی کردی۔ شادی کے بعد یہ اپنے بیوہ ماں کے ساتھ اور بیوی خوشی خوشی زندگی بسر کرنے لگے۔ مگر قسمت نے ابھی

UPPLEMENT

یکبعد تکالیف آ نعاقی باقی تھی۔ کہ پھر بلا نازل ہوئی یورپ کی جنگ عظیم شروع ہوگئی۔ اور اس کا بہت برا اثر ان کی فیکٹری پر پڑا۔ فیکٹری کا دیوالہ نکل گیا۔ اور ساتھ ساتھ کارخانان کو بھی جدا ہونا پڑا۔ مگر یہ زمانہ دوسرا۔ یہ دن دوسرا۔ یہ گھڑی دوسری تھی جب کہ خود تو خود دوسروں کے سر پہ بھی غم کا پہاڑ گرانا پڑا۔ پھر بچارے بیکار ہوگئے۔ اور جو کچھ چیزیں گھر میں تھیں دوسروں کے گھر جانے لگیں۔ یہ گھڑی کس طرح گذری بیان سے باہر ہے۔ یہ صاحب ایک دوست کے پاس گئے جن کا نام نور محمد تھا۔ یہ کوہ نور فلم کمپنی میں کام کرتے تھے۔ انہوں نے اُن سے مدد چاہی مگر اُن کا دل پتھر کی مانند تھا۔ نہ نرم ہونے کو تھا نہ ہوا۔ اُن کو اپنے مفلوک الحال دوست پر ذرا رحم نہ آیا۔ ان کی حالت پر ذرا ترس نہ کھایا۔ اس سخت مصیبت کی گھڑی میں انکو بمبئی سے دادر پیدل جانا پڑتا تھا۔ کیونکہ ان کے پاس ٹریم تک کا خرچ نہ تھا۔

ایک دفعہ انہوں نے ایک دوست سے کہتے سنا تھا کہ کوہ نور فلم کمپنی کا ایک برنچ (Branch) کھلا ہے اگر پروپرائٹر صاحب سے جاکر ملے تو کچھ ہو سکتا ہے۔ انہوں نے جاکر ملاقات کی مگر ابھی انکی قسمت کے ستارے پر تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ نہ چمکنے کو تھا نہ چمکا۔ پروپرائٹر صاحب نے (no vacancy) انکار کر دیا

یہ غم کے مارے تھے ہی اور بھی تازیانۂ غم کھا کر چلے آئے۔ آخر ایک روز ایک رحمدل شخص سے ملاقات ہوئی۔ ان کی حالت کو دیکھ کر رحم آگیا انہوں نے اپنے گذرے ہوئے واقعات و حالات کہہ سنائے۔ اس شخص نے کہا کہ شاردھا فلم کمپنی حال ہی میں کھلا ہے۔ تو وہاں جاؤ۔ اور اپنی قسمت آزمائی کرو۔ یہ دوسرے ہی روز پروپرائٹر صاحب سے ملنے گئے۔ جب کمپونڈ کے گیٹ پر پہونچے تو گیٹ کیپر سے پالا پڑا۔ گیٹ کیپر نے کمپونڈ کے اندر جانے کی اجازت نہ دی۔ اسی اثناء میں ایک شخص آئے اور وزیٹنگ کارڈ دیا۔ گیٹ کیپر اُس شخص کے ساتھ ساتھ گیا۔ انہوں نے موقع پاکر کمپونڈ کے اندر گھس جانا چاہا مگر گیٹ کیپر نے ان کی ہمت کا دروازہ بند کر دیا۔ جب صاحب موصوف نے کوئی موقع داخل ہونے کا نہ پایا تو عاجزی و انکساری ظاہر کرنی شروع کی۔ آخر اس شخص کو راضی کرکے داخل ہوگئے۔ اور پروپرائٹر صاحب کے سامنے پہونچے۔ اور فتیا حوصلہ ظاہر کیا۔ پروپرائٹر صاحب نے پوچھا کیا تم نے کسی فلم کمپنی میں کام کیا ہے؟ کیا تم رائیڈنگ جانتے ہو۔ مگر انہوں نے سب سوالوں کا جواب نہیں سے دیا اور کہا کہ میں نے صرف دو تھیٹریکل کمپنی میں کام کیا ہے۔ پروپرائٹر صاحب نے چالیس روپیہ تنخواہ مقرر کی اور انکا نام ایکٹروں میں شمار کر لیا۔

اب ان کی قسمت نے آخری فیصلہ کر دیا۔ تاریکی غائب ہوگئی قسمت کا ستارہ چمکنے لگا۔ چاند کی ٹھنڈی ٹھنڈی شعاعیں ان کی قسمت کو چمکا رہی تھیں۔ جب شام کو گھر واپس آئے۔ اپنی بیوی کو گریہ وزاری میں مصروف دیکھا اور کہتے سنا کہ وہ ابھی تک نہیں آئے۔ معلوم ہوا ہے انہوں نے بیکار رہنے کی سبب سے خودکشی کر لی۔ صاحب موصوف نے بیوی کی نہ رکنے والے آنسوں کو خشک کیا اور تسلی و تشفی دی۔ دن کے گذرے ہوئے واقعات کہہ سنائے۔ اور یہ بھی کہا کہ دیکھا جائے میں اس لائن (line) میں ترقی کر سکوں گا یا نہیں۔ "ہاں" اور "نہیں" دونوں کے شعلے ان کے دل میں بھڑک اٹھتے تھے۔ لیکن انہوں نے جان توڑ کوشش کی اور ایسے کارنامے دکھائے کہ پہلے ہی ڈرامے میں مقبولیت حاصل کر لی۔ پروپرائٹر صاحب کو خوش کر دیا اور ان کے اقلیم دل کے بادشاہ ہوگئے۔

پروپرائٹر صاحب نے خوش ہو کر ان کی تنخواہ میں بیس روپیہ اضافہ کر دیئے۔

جانی بابو کا اصلی نام جان محمد خان ہے جوں ہی کہ انہوں نے دنیائے فلم میں قدم رکھا جانی بابو کے نام سے مشہور ہوگئے۔ یہ ایک خوبصورت جوان ہیں عمر اس وقت تک قریب پینتیس ۳۵ سال کی ہے۔ ان کی بڑی بڑی سیاہ آنکھیں جب یہ گھور گھور کر دیکھتا ہے تو عجب رعب طاری ہو جاتی ہے۔ اس وقت یہ اپنی بیوہ ماں۔ بیوی اور چھ سال کے لڑکے کے ساتھ زندگی ہنسی خوشی سے کاٹ رہے اور تقریباً ۲۶ فلموں میں کام کیا ہے۔ تنخواہ اس وقت ۳۵۰ روپیہ ماہوار ہے۔ اور آپ بڑے ہمدرد مالک کے سرپرستی میں کام کر رہے ہیں +

(راز بھاگلپوری)

MISS. MONICA MAY AS SHE APPEARS
IN
MEEDLE'S EYE

SPECIAL PRESS. 128-B. BAITAKKHANA ROAD. CALCUTTA.

A SCENE FROM "HUSNA ARA."

MISS HANSI
IN
HUSNA ARA

Krishna Production.

SPECIAL PRESS, 128-B, BAITAKKHANA ROAD, CALCUTTA.

دُنیائے فلم کے چوپائے ایکٹر

دنیا میں بے شمار انسان جانوروں کو پالتے ہیں۔ لیکن کبھی یہ بھی سنا ہے کہ کوئی انسان جانوروں کی کمائی پر پلتا ہو۔ مگر فی الواقع دنیا میں بہت سے لوگ ایسے ہیں۔ جن کو ان کے سدھے ہوئے جانور پالتے ہیں۔ اس قسم کے لوگوں میں سے سب سے امیر شخص ہالی ووڈ میں رہتا ہے۔ جس کے سدھے ہوئے جانور فلم گاہوں میں ملازم ہیں۔ اور جو کچھ کماتے ہیں۔ وہ مالک کو لا کر دیتے ہیں۔ اور اس آمدنی پر یہ شخص مزے سے زندگی بسر کر رہا ہے۔

اس ضمن میں ایک کہانی مشہور ہے۔ جسے ہم قارئین کی ضیافت طبع کے لئے ذیل میں درج کرتے ہیں۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ دو لڑکیاں ہالی ووڈ میں اس غرض سے پہنچیں کہ کسی فلم گاہ میں ایکٹرسوں کے طور پر نوکر ہو سکیں۔ لیکن ایک عرصہ تک کوشش کرنے اور انتظار کی تکالیف جھیلنے کے باوجود ان کو کہیں بھی ملازمت نہ مل سکی۔ آخر کار حالت یہاں تک مایوس کن ہوئی کہ ان کے لئے گذارہ مشکل ہو گیا۔ اور فاقوں پر نوبت آ پہنچی۔ اسی اثناء میں کسی شخص نے دیکھا کہ ان کے پاس ایک ہوشیار اور سدھی ہوئی بلی ہے۔ وہ اس بلی کو ایک فلم کمپنی کے ڈائرکٹر کے پاس لے گیا۔ ڈائرکٹر نے فوراً اس بلی کو اپنی کمپنی میں ملازم رکھ لیا۔ اور اس کی تنخواہ مقرر ہو گئی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لڑکیاں بلی کی تنخواہ پر بہت اچھی طرح سے گذارہ کرنے لگ گئیں۔

اسی طرح کی ایک اور کہانی ہے کہ ایک اطالوی کے پاس ایک سدھا ہوا بندر تھا۔ اس اطالوی نے روزگار کی جستجو میں بہتیری خاک چھانی لیکن کبھی بھی کوئی سبیل نہ نکلی۔ آخر جس وقت اس کے پاس کھانے تک کو کچھ نہ رہا۔ تو اس نے مجبور ہو کر اپنے بندر کو فروخت کرنے کا ارادہ کر لیا۔ اس غرض کے لئے بندر کو ایک مارکیٹ میں بیچنے کے لئے لے گیا جس وقت وہ ایک دکاندار کے سامنے بندر کی خوبیاں بیان کر رہا تھا۔ تو ایک فلم کمپنی کے ڈائرکٹر کی گاڑی اس کے قریب آ کر رکی۔ اور تھوڑی دیر کے بعد ڈائرکٹر نے اطالوی سے ساتھ بندر کا سودا کر لیا۔ اور اطالوی کو صرف چند روز ہی کیلئے کھانے کو نہیں ملا۔ بلکہ اس کی تمام عمر کی روزی کا سامان ہو گیا۔ کیونکہ وہ بندر اب تک اس کمپنی میں ایکٹ کرتا ہے

حیوان فلم اسٹار

فلم گاہوں میں فی الحقیقت بعض ایسے حیوان ہیں۔ جو فلم اسٹار انسان ایکٹروں کی طرح بیش بہا تنخواہیں پاتے ہیں اور بعض ان کے کمالات کے اظہار کے لئے کہانیاں تیار کی جاتی ہیں جن میں وہ سب سے نمایاں پارٹ کرتے ہیں۔ اور ان میں سے بہت سے جانور بعض اوقات تیس پونڈ روزانہ تک کما لیتے ہیں۔ حیوان فلم اسٹاروں میں سب سے زیادہ مشہور ایک کتا رن ٹن ٹن نامی ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سے مشہور جانور ایکٹر ہیں۔

ان جانوروں میں ایک کتا حکم ملنے پر فوراً قلابازیاں لگانی شروع کر دیتا ہے اور یہ امر کتوں کی فطرت کے خلاف ہے۔ کہ وہ ایسے ایسے کرتب کر سکیں۔ لیکن انسان بہت کچھ سکھا سکتا ہے۔ مسٹر کیٹن مشہور مذاقیہ ایکٹر ایک تصویر تیار کر رہا ہے جس میں اس کی بلی پارٹ کرے گی۔ بلیوں کا سدھانا ذرا مشکل کام ہے۔ لیکن جب کوئی سیکھ لیتی ہے تو دوسرے جانوروں کی نسبت بہت زیادہ خوش اسلوبی سے سر انجام دیتی ہیں۔ بندر بہت تھوڑی محنت سے اچھے ایکٹر بن جاتے ہیں۔

درندوں اور وحشی جانوروں کو سدھانے کا بہت اہتمام کرنا پڑتا ہے۔ اور ان کے رام کرنے کے لئے بہت محنت کی جاتی ہے

جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وحشی سے وحشی شیر تک کو سدھا لیا جاتا ہے۔ جس کی رفاقت میں ایکٹریس بخوشی پارٹ کرنا منظور کر لیتی ہیں۔ تاہم احتیاط کے طور پر شیروں کے سدھانے والے بھی کیمرا کی لائن کے ساتھ ساتھ رہتے ہیں۔ اور جب وقت پارٹ کرنے میں کبھی کسی شیر میں وحشت کے آثار پاتے ہیں تو فوراً اس پر حملہ کو تیار ہیں۔ ہاتھیوں کو اگر سدھایا جائے تو نہایت عمدگی کے ساتھ کام کرتے ہیں۔ قصہ کوتاہ یہ بے زبان ایکٹر بھی سینما کی خوبیوں میں ایک گرانقدر اضافہ کا موجب ثابت ہوئے ہیں۔

ڈارو تھی میکیل کے عشق کی کہانی

اس کی اپنی زبانی

انجمنستانِ سینما کی مشہور اور دلفریب حسینہ ڈارو تھی میکیل نے اپنے واقعاتِ عاشقی کی داستان اپنی سہیلی روتھ بیڑی سے اس طرح بیان کی ہے۔

محبت! محبت کے احساسات کبھی دو آدمیوں کے دلوں میں یکساں پیدا نہیں ہوتے۔ بلکہ میں تو یہاں تک کہوں گی کہ ایک شخص کے دل میں بھی محبت دو دفعہ یکساں جذبات پیدا نہیں کر سکتی۔ موت کی طرح محبت بھی بالکل غیر متوقع طور پر آتی ہے۔ اور تیاریاں اور پیش بندیاں کوئی کام نہیں دیتیں۔

ایک شخص کی داستان عشق دوسرے کے لئے بے انتہا دلچسپی کا سامان ہوتی ہے۔ عورت کسی آپریشن کی تفصیلات یا تربیت اولاد کے بعض طریقوں کی کہانی اپنی ہمسائی کی زبانی سننا پسند نہ کرے۔ لیکن یہ داستان سننے کے لئے ہر عورت تیار ہوگی کہ بی ہمسائی پر کتنے آدمی عاشق ہوئے۔ اور ان واقعات عشق کی تفصیل کیا ہے۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ ہر عورت کو دوسری عورت کی داستان عشق میں اپنے واقعات محبت کی کوئی نہ کوئی یکسانی مل جاتی ہے۔ کسی کو کلارا ؤ کی عاشقی کے واقعات میں کوئی دلچسپ چیز مل جاتی ہے۔ کوئی ایلس وائیٹ کی داستان محبت سن کر کسی ایک واقعہ کو اپنے آپ پر منطبق کر لیتی ہے۔ غرض ہر عورت اپنے اپنے مذاق کے مطابق اُن حکایات عاشقی کے مختلف حصوں سے دلچسپی لیتی ہے۔ "میری پریوو سٹ" کا خیال ہے کہ ایک عورت صرف ایک یا دو مردوں سے محبت کر سکتی ہے لیکن مجھے اس خیال سے اتفاق نہیں ہے۔ میرا تجربہ بھی اس سے مختلف ہے۔ میرا عقیدہ یہ ہے کہ ممکن ہے بعض عورتیں ایک ہی دفعہ محبت کرتی ہوں۔ لیکن وہ بالکل شاذ ہیں۔ اوسط درجہ کی ہر عورت اگر موقع ملے تو غیر محدود تعداد کے مردوں کے ساتھ عاشقی کے تعلقات پیدا کر سکتی ہے۔ یہ ہو سکتا ہے کہ تم اپنی زندگی میں پانچویں مرد سے محبت کرو اور پھر بھی تمہیں پہلے چار عاشقوں کی حیات معاشقہ کے لمحاتِ مسرت اور اوقات اندوہ برابر یاد ہوں۔ میرا عقیدہ ہے کہ ایک عام عورت جس شخص سے ایک وقعہ محبت کر لیتی ہے۔ اس کو عمر بھر نہیں بھول سکتی۔ گو اس کے بعد اور بہت سے مرد اس کی زندگی میں دخل پا جائیں۔ آخر زندگی کیا ہے؟ میرے نزدیک زندگی نام ہے یاد ماضی اور اُمید مستقبل کا پھر یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ ہم زندگی کے ان لوازم میں کسی ایک چیز کو بھی فراموش کر سکیں۔ ماضی کے واقعاتِ محبت عورت کے دل اور اُس کی روح کی بنیاد ہیں۔ جس طرح الف بے کا

سبق ساری تعلیم کی بنیاد ویں ہے اور کوئی پڑھا لکھا انسان تا دم مرگ الف بے کے سبق کو بھلا نہیں سکتا۔ اسی طرح پرانے واقعات محبت عورت کے دل سے کبھی فراموش نہیں ہوتے۔

جب میں بارہ سال کی تھی اس زمانے میں میں نے ایک مرد کو اپنا دل دیا تھا۔ ہم انگلستان کے شہر ہل کے ایک معمولی کوچے کے ایک معمولی مکان میں رہا کرتے تھے۔ لڑکے کا نام ڈینس وائیٹ سائیڈ تھا۔ کشیدہ قامت۔ گورا چٹا نوجوان تھا۔ اس کی عمر مجھ سے کئی سال زیادہ تھی اور وہ ایک کسی قدر بہتر کوچے کسی قدر اچھے مکان میں ہمارے گھر سے ذرا دور فاصلے پر رہا کرتا تھا۔ میرا خیال ہے کہ آغاز میں غالباً اس کی کسی قدر بہتر حیثیت ہی نے مجھے اس پر فدا کر دیا تھا۔ عورت چھوٹی سی عمر ہی میں خود بخود ایک ایسے شخص سے محبت کرنے لگتی ہے۔ جو اوس کی دنیاوی حیثیت کو کسی قدر بہتر بنانے کی قابلیت رکھتا ہو۔ ممکن ہے کہ وہ بعد میں اس سے حقیقتاً محبت ہی کرنے لگے۔ لیکن دلچسپی اور لگاؤ کا جو پہلا شرارہ پیدا ہوتا ہے وہ یقیناً دنیاوی حیثیت ہی کا شرمندۂ احسان ہوتا ہے کوئی کچھ کہے میں تو ضرور یہی کہوں گی کہ کسی ہوٹل کے سگار بیچنے والے کے مقابلے میں رولز رائس موٹر کار کا مالک عام عورت کی توجہ کو زیادہ جلدی اپنی طرف مبذول کر لیتا ہے۔

یہ واقعہ عشق بے انتہا دلفریب تھا! مجھے اس کا ایک ایک لمحہ یاد ہے۔ میں اس نوجوان کے لئے گلیوں میں پھر پھر کر سگریٹ کی ڈبیوں کی تصویریں جمع کرتی تھی۔ کیونکہ انگلستان میں جو شخص اس قسم کی بہت سی تصویریں جمع کرے اس کو بعض چیزیں بطور انعام مل جاتی ہیں۔ میرا عاشق ان تصویروں کے جمع کرنے کا بے حد شوقین تھا۔ اور میں مکانوں کے گوشوں اور کوڑے کرکٹ کے ڈھیروں سے تصویریں تلاش کر کے بلکہ بعض اوقات چرا کر بھی اس نوجوان کو دیا کرتی تھی۔ ہم دونوں اکثر کھیتوں میں سیر کرنے جایا کرتے تھے جی تو چاہتا تھا کہ اس وقت کھیتوں کی بجائے " جنگلوں " کا ذکر کروں۔ کیونکہ اس لفظ میں بہت پر اسرار دلفریبیاں نہاں ہیں۔ لیکن بات یہ ہے کہ وہاں آس پاس کوئی جنگل نہ تھا۔ صرف کھیت ہی کھیت تھے۔ جن میں کوئی درخت یا جھاڑی تک نہ تھی۔ اور میں چاہتی ہوں کہ سارے واقعات صحیح صحیح بیان کر دوں۔ رنگ آمیزی سے داستان عشق کو دلفریب بنایا جا سکتا ہے۔ لیکن غلط بیانی اس داستان کو نفسیاتی حیثیت سے بالکل بے قدر و قیمت کر دیتی ہے۔

بعض لوگ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ان کو اپنی پہلی محبت بالکل طفلانہ سی معلوم ہوتی ہے۔ لیکن یہ غلط ہے۔ میں اس پر یقین نہیں کرتی۔ میں صرف بارہ سال کی تھی۔ لیکن اس کے باوجود میرے دل میں ایک نئی سنسنی ایک نئی آرزو اور ایک انوکھی تڑپ پیدا ہو رہی تھی۔ جس کو میں اپنی یاد سے کبھی محو نہیں کر سکتی۔ میں ڈینس کو کبھی نہیں بھولی دس سال ہوئے اس کی شادی ہو چکی ہے۔ اگر میں اسٹیج کی زندگی اختیار نہ کرتی اور ہل ہی میں سکونت رکھتی تو کون کہہ سکتا ہے کہ . . . .

جب میں تیرہ سال کی ہوئی تو لندن پہنچ کر ستھارن اکاڈمی میں رقص کی تعلیم حاصل کرنے لگی۔ میں وہاں بھی سگریٹ کی تصویریں اپنے دلبر کے لئے جمع کرتی رہی۔ اور ہر روز خط لکھتی رہی۔ آخر میری سالگرہ کے دن اس کا ایک خط آیا جس میں لکھا تھا کہ اگر میری تمہاری شادی ہو گئی تو میں تمہیں ایکٹرس بننے کی اجازت دیدوں گا۔

یہ آیندہ زندگی اور شادی میں تصادم تھا۔ کیا مرد اور عورت کبھی اتنے مہذب نہ ہوں گے کہ ان دونوں چیزوں کو ملا دیں جو زندگی کے لئے اس قدر لازم و ملزوم ہیں؟ میں اس امر پر بے انتہا متاسف ہوں کہ ہم ابھی تک تہذیب کے اس درجے تک نہیں پہونچے جس میں ہم اتنے وسیع الخیال ہو جائیں۔ کہ اپنے خیالات اور اپنے جذبات میں یک آہنگی پیدا کر سکیں۔

اس کے بعد مجھے یکایک یہ احساس پیدا ہوا کہ اسکول

میں رہ کر میں کچھ زیادہ نہیں سیکھ سکتی۔ چنانچہ میں اسکول چھوڑ کر تھیٹر میں نوکر ہو گئی۔ میں نے ناچنے والی لڑکیوں میں ابھی تو ہی ہفتے کام کیا تھا کہ ایک دن میں اسٹیج کے پہلو میں کھڑی تھی کہ مجھے اپنے سامنے ایک ماہر رقص نظر آیا۔ وہ کشیدہ قامت شکیل و وجیہ اور دنیادار سا آدمی تھا اور میرے لئے اس کی ہستی اس سے بھی زیادہ تھی۔ اوائل عمر میں ایک لڑکے کو اور اس کے بعد اس شان کے آدمی کو دیکھکر میرے دل میں فوری خیال آیا "آہ! اگر اس قسم کا کوئی شخص مجھ سے محبت کرتا تو زندگی بہت ہی دلفریب ہوتی"

لیکن اُس نے مجھ سے محبت کی میری اس کی کبھی ملاقات نہ ہوئی لیکن میں اُسے کبھی بھولی بھی نہیں میرے دل میں ہمیشہ یہ آرزو رہی کہ کاش وہ کسی وقت مجھے اپنے ساتھ لیجائے اور مختلف مقامات کی سیر کراتا پھرے وہ پہلا شخص تھا جکو دیکھکر میرے دل میں یہ خیال آیا کہ "خدا کرے وہ میری طرف ایک دفعہ دیکھ ہی لے"

اگرچہ اس شخص سے میری کبھی ملاقات نہیں لیکن اسکو دیکھکر میرے دل میں جو جذبات پیدا ہوئے وہ میں نے بلاکم و کاست لکھدیئے ہیں۔ کیونکہ یہ بھی میری داستانِ عشق کا ورق ہے گو نا تمام ہی سہی۔

اس کے بعد میں پیرس چلی گئی۔ اور مارس کیولیر کے ساتھ کام کرنے لگی۔ یہ شخص حال ہی میں ہالی ووڈ آیا ہے۔ لیکن اُس سے مجھے عشق نہ تھا۔ سچ یہ ہے کہ عشق تو مجھے صرف ڈنیس ہی سے تھا۔ اُس زمانہ میں میں اُسے خطوط لکھتی تھی۔ کیونکہ میں اپنے باپ کے وہاں سے بھاگ کر آئی تھی۔ اور وہ ہل سے لندن آرہا تھا۔ کہ مجھے واپس لیجائے۔ لیکن میں لندن سے کھسک کر پیرس چلی آئی۔ میرا خیال تھا کہ امریکہ چلی جاؤں اور وہاں جا کر اس قدر شہرت حاصل کروں کہ واپسی پر خود ڈنیس مجھ سے شادی کی درخواست کرے۔ میں جانتی تھی کہ امریکہ بہت دور ہے لیکن یہ نہ سمجھی تھی کہ اتنی دور ہے۔ میں بہت سے واقعات چھوڑتی چلی جاتی ہوں کیونکہ مقصود سوانحعمری بیان کرنا نہیں۔

صرف داستانِ عشق کا اعادہ منظور ہے۔ اس لئے میں بیچ کے واقعات کو ترک کرکے جیفرسن میکا کا تذکرہ سناتی ہوں۔

یہ شخص اخبار نویس تھا۔ پہلا امریکن تھا۔ جس نے میرے دل میں گھر کر لیا۔ وہ روز میرے ہاں آتا۔ اور مجھے اپنے گھر لے جاتا۔ کبھی کبھی وہ اپنے اخبار میں میرا ذکر بھی کر دیتا۔ میں اس کی پرستش کرتی تھی۔ میں ایک ایسے بحری مسافر کی مانند تھی جس کا جہاز بحرالکاہل کی کسی چٹان سے ٹکرا کر ٹوٹ گیا ہو۔ اور وہ شخص ایک ناپیداکنار سمندر میں میرے لئے ایک جزیرہ تھا۔ اس وسیع ملک کے اندر اسی کی ذات میرے لئے سہارے اور اطمینان کا موجب تھی۔ میری والدہ اس وقت تک میرے پاس پہونچ چکی تھی اور وہ ہم دونوں کو شادی نہ کرنے دیتی تھی۔ ان ہی دنوں مجھے سب سے پہلے فلم کے لئے کام کرنے کا موقع ملا۔ اور مجھے فلوریڈا جانا پڑا۔ جیفرسن مجھے ریلوے اسٹیشن پر چھوڑنے گیا۔ وہاں ہم نے ایک دوسرے کی محبت کا اظہار و اقرار کیا اور پیمانِ وفا مضبوط باندھا۔

"ہفتے کے بعد میں واپس آئی لیکن جیفرسن نے میرے استقبال کے لئے ریلوے اسٹیشن پر آیا۔ نہ اُس نے مجھے ٹیلیفون کیا۔ اور نہ مجھ سے ملنے کی کوشش کی۔ میری سمجھ میں نہ آتا تھا کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ میری اس کی نسبت ہو چکی تھی۔ پھر یہ بے توجہی کیوں؟

میری ماں کو سب کچھ معلوم تھا۔ اُس نے مجھ سے کچھ عرصے تک تو نہ بتایا لیکن آخر ضبط نہ کر سکی اور کہنے لگی۔

"بیٹی۔ جیفرسن کو ایک دن گولف کے میدان پر ایک لڑکی نظر آئی تھی۔ ایک ہفتہ کے بعد اس نے اس لڑکی سے شادی کر لی۔ اب وہ ماہِ زفاف منا رہے ہیں۔

میں حیران رہ گئی وہ مجھ سے یقیناً محبت کرتا تھا۔ پھر اسے کیا ہو گیا؟ چندروز تو مجھپر ردِّ عمل کا دورہ رہا۔ لیکن چندروز کے بعد میں پھر مردوں سے نفرت کے بجائے محبت کرنے لگی۔ میرے دل میں ہمیشہ یہ خواہش پیدا ہوتی ہے۔ کہ کاش میں مرد ہوتی۔ میری زندگی کا دردناک ترین واقعہ یہ ہے

کہ خدا نے مجھے مرد پیدا نہ کیا۔ میرے دل میں بے اختیار یہ خواہش پیدا ہوئی کہ اگر میں مرد ہوتی تو میں بھی اسی طرح کسی عورت سے محبت کرکے اس کو چھوڑ کے چل دیتی۔ مجھے عمر بھر کوئی سہیلی نہیں ملی جب یہاں آکر ایک میریان ڈیوس سے ملاقات ہوئی ہے اس لئے اب تک مرد ہی میرے دوست اور مداح اور عاشق رہے ہیں۔

چونکہ میرا شغل زندگی تجویز ہوچکا تھا۔ یعنی میں اپنے آپ کو فلمی دنیا کے لئے وقف کرچکی تھی اس لئے میں بچ گئی۔ ورنہ خدا جانے ایسی حالت میں مجھ سے کیا کچھ سرزد ہوجاتا۔ میں دیوانی ہوجاتی یا خودکشی کرلیتی۔ لیکن نئی زندگی کی دلفریبیوں نے مجھے اپنی طرف کھینچا اور مجھے اپنے مستقبل کی شانداری نے مرنے نہ دیا۔

اس واقعہ کے ایک سال بعد جب میں نے جیفرسن کو ایک تھیٹر میں بیوی سمیت دیکھا تو مجھپر کوئی اثر نہ ہوا۔ میرے دل سے اسکی یاد محو نہ ہوئی تھی لیکن اس کے لئے جذبہ قطعاً باقی نہ رہا تھا۔ میں نے دل میں کہا کہ اگر اس جذبہ پر ایک ہی سال کے اندر فتح پائی جاسکتی ہے تو پھر عورتیں اوس کے لئے رویا کیوں کرتی ہیں۔

اس کے بعد ایک دفعہ مجھے ڈگ بار تھلمس کے ساتھ کام کرنے کا اتفاق ہوا۔ اس شخص کے ساتھ کام کرنیوالی لڑکیاں اکثر اس پر فریفتہ ہوجایا کرتی ہیں۔ لیکن میں بالکل نہیں ہوئی۔ جس ڈرامے میں وہ اور میں دونوں کام کررہے تھے۔ سب لڑکیاں خواہش کرتی تھیں کہ ڈگ ان کے ساتھ بات چیت کرے لیکن میری طبیعت کچھ ایسی ہے کہ میں ایکٹروں کے ساتھ مجھے کام کرنا ہو ان پر میرا دل کبھی نہیں آتا۔ میں اس سے بہت مانوس تھی۔ اوس کے اوصاف کی مداح بھی تھی۔ لیکن وہ بہرحال میرے کام کا ایک حصہ تھا۔ میری طبیعت عشق پسندی میں بالکل لاعلاج ہوچکی ہے میں ہمیشہ نئی فتوحات کے تصور میں رہتی ہوں یہی وجہ ہے کہ شادی شدہ عورتیں علی العموم بیتاب و مضطرب رہتی ہیں۔ ان کا تخیل ہمیشہ آوارہ رہتا ہے اور وہ تجربات عاشقانہ میں تنوع چاہتی ہیں

اس زمانہ میں مجھے ایک شادی شدہ مرد سے محبت ہوگئی۔ جو تصاویر میں کام نہ کرتا تھا۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ محبت کیونکر ہوئی ہے۔ ہم دونوں کسیوقت اکٹھے سیر کو نہ جاسکتے تھے۔ کبھی کبھی دوپہر یا شام کے کھانے ہی پر ملاقات ہوتی تھی۔ میں پہلے ہی دن سے جانتی تھی کہ اس کی بیوی بچے ہے۔ اس نے مجھ سے خود بھی کہہ دیا تھا۔ اگر اس کی پچاس بیویاں بھی ہوتیں تو میں بدستور اس سے محبت کرتی رہتی۔ لیکن ایک دن مجھے اسکی بیوی کو دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ تو بے حد بیزار ہوئی۔ میں نے سوچا کہ جو مرد اس قسم کی عورت کو اپنی بیوی بنانے کیلئے منتخب کرسکتا ہے وہ ہرگز قابل اعتماد نہیں۔ چنانچہ اس کے بعد میں نے اس شخص سے ملنا قطعاً ترک کردیا۔

جب میں ہالی وڈ میں آئی تو یہاں صورت بالکل دگرگوں تھی۔ میں تنہائی کی مصیبتیں جھیل رہی تھی۔ لیکن فلمستان کے لوگ مجھے کچھ زیادہ پسند نہ آتے تھے۔ اس زمانہ میں جان ہارون سے ملاقات ہوئی۔ یہ پہلا موقع تھا کہ مجھے ایک نہایت متحمل اور بے نظیر مرد دوست نصیب ہوا۔ ہم ہر جگہ اکٹھے جایا کرتے تھے۔ جب وہ میرے ساتھ نہ ہوتا تھا تو میں اسے ہرگز یہ نہ پوچھتی تھی کہ تم کہاں رہے۔ اور یہی حالت اسکی تھی۔ ہمارے درمیان رشک کے جذبات بالکل موجود نہ تھے۔ اور جہاں رشک نہ ہو وہاں محبت ہی نہیں ہوتی۔ غرض دو سال تک یہ تعلق قایم رہا جو گو "عاشقانہ" تھا لیکن اس میں محبت نہ تھی۔ اگر آج سے بیس سال بعد بھی میں اس سے ملوں تو وہی جذبات پیدا ہوں گے جو پہلے دن ہوئے تھے۔

میں اسی بات کو ثابت کرنے کے لئے نیویارک چلی گئی۔ مرد عورت شادی شدہ ہوں یا نہ ہوں ان کی محبت کا صحیح اندازہ زمان جدائی ہی میں کیا جاسکتا ہے۔ نیویارک میں میری ایک ڈائرکٹر سے ملاقات ہوئی۔ تین مہینے یوں گزرے۔ اس کے بعد میں فلوریڈا کو روانہ ہوئی واشنگٹن کے مقام پر میں نے ٹرین سے اترکر اخبار خریدا تو اس میں جان ہارون کے انتقال کی خبر درج تھی! شاید اگر وہ زندہ رہتا تو میں کبھی اس سے اس قدر محبت نہ کرتی۔ اس کی موت نے مجھے اسقدر صدمہ پہونچایا کہ میں بالکل بیتاب ہوگئی۔ اس کے بعد "پام بیچ" میں دو ہفتے جو میں نے گذارے ان میں خدا جانے مجھ پر کیا کیا عالم گذر گئے۔

لیکن جب میں وہاں سے واپس آئی تو میرے دل کی حالت

SUPPLIMENT

بالکل مختلف تھی۔ جان ہارون کی موت نے مجھے یہ احساس دلا دیا تھا کہ میں اس سے محبت کرتی تھی۔ اور میری محبت اس کے ساتھ ہی دفن ہو چکی ہے اب میں نے یہ قرار دیا کہ کسی سے محبت نہ کروں گی۔ ہمیشہ تین چار مردوں کے ساتھ پھرا کروں گی تاکہ کسی ایک کے ساتھ وابستگی پیدا نہ ہو سکے۔ اور کسی کے متعلق یہ فیصلہ نہ کر سکوں کہ وہ دوسروں کی نسبت زیادہ دلفریب ہے۔

سوال یہ ہے کہ آیا کوئی عورت اس قسم کا رویہ اختیار کرنیکا حق رکھتی ہے؟ میں نے اس مسئلہ کی اہمیت کو محسوس نہ کیا۔ میں اپنی فراموشی میں اس قدر مستغرق تھی کہ میں نے ایک آدمی سے بے رخی کر کے اُسے مایوس کر دیا وہ شخص مجھ پر عاشق ہو چکا تھا۔ لیکن میرا دل بالکل جذبات سے خالی تھی۔ میری طرف سے کامل بیرخی دیکھکر اُس نے جی میں یہ فیصلہ کر لیا کہ زندگی بالکل بیکار ہے۔ چنانچہ اس جان ہار نے خودکشی کر لی۔ یہ ایک ایسا تجربہ تھا جس نے میرے دماغ میں سکون پیدا کیا۔ اور مجھے یہ احساس دلایا کہ زندگی ہر کیف ایک حقیقت ہے کوئی بے معنی شئے نہیں۔

میں اس فلم کے سلسلے میں واشنگٹن گئی۔ لا تھر مینڈیز ڈائرکٹر تھا۔ چند ہی روز میں میرے دل نے پھر کروٹ لی اور لا تھر میری نگاہوں میں دیو معلوم ہونے لگا۔ وہ ایک ممتاز شخصیت کا مالک تھا۔ اسمیں یوروپ کی بہترین حاضر جوابی اور خوش کلامی موجود تھی۔ کچھ عرصے کے بعد مالکوں نے اس کو علحدہ کر کے کسی اور شخص کو ڈائرکٹر بنا دیا۔ بس اُس سے اس تصویر میں میرا جی نہ لگتا تھا۔ جب میں واپس نیویارک پہونچی تو میں نے وہ کام کیا جو غالباً کسی لڑکی نے آج تک نہ کیا ہوگا اور اس پر سب سے زیادہ حیرت خود لا تھر کو ہوئی۔ میں نے لا تھر کو ایک خط لکھا جس میں اس سے استدعا کی کہ وہ مجھ سے شادی کر لے۔

ماگیری کے مقام پر لا تھر میرے ہاں کہا نا کہا رہا تھا جب اس نے میری استدعا کے جواب میں "ہاں" کہا تو مجھے یقین نہ آیا۔ اُس پر اُس نے ہنس کر کہا۔ اگر تمھیں یقین نہیں آتا تو ابھی کسی اخبار کے نامہ نگار کو ٹیلیفون پر بلا کر اس سے کہدو تاکہ صبح تک ایک دنیا اس بات کی تصدیق کر دے کہ میں سچ مچ ہاں کر چکا ہوں۔ میں نے فوراً ٹوئیلا پارسنز کو بلا کر یہ خبر لکھوا دی۔ دو دن کے بعد ہماری شادی ہو گئی۔ اور یہ واقعہ میری زندگی کا سب سے بڑا اندوہناک واقعہ تھا۔

ہم ساحل بحر پر زمانۂ زفاف بسر کرنے چلے گئے۔ اور آخر جس نے شادی کی درخواست کی تھی اُسی نے طلاق کی استدعا کر دی۔ میں نے اُس سے صاف صاف کہہ دیا کہ میں شادی بیاہ کے تعلق کو پسند نہیں کرتی۔ لا تھر نے انتہائی مردانگی سے کام لیا۔ اور فی الفور طلاق دے کر مجھے ممنون کیا۔ میں نے اس کا دل نہ توڑا وہ ابتک میرا سچا دوست ہے۔ میں نہیں کہہ سکتی کہ میں نے اس سے اچھا سلوک کیوں کیا۔ میرے دل میں یہ خیال آ رہا تھا کہ ممکن ہے کسی دن اور شخص سے میری شادی ہو جائے۔ اور چونکہ میں شادی نہ چاہتی تھی اس لئے میں نے لا تھر جیسے بہترین انسان کی دوستی کو اپنے ہاتھوں سے کھونا گوارا نہ کیا۔ میں نے بلا وجہ اس سے طلاق لی۔ اس کا باعث محض ایک عورت کی مضطرب اور غیر مطمئن طبیعت تھی۔ اس کے سوا کچھ نہ تھا۔ میں سمجھتی ہوں کہ ایک عورت کو صرف اس وجہ سے شادی کی زنجیروں کا پابند نہ رہنا چاہئے کہ اسکی شادی ہو چکی ہے ہاں میں بارہا بعض دوسرے نوجوانوں کے ساتھ سیر سپاٹے کو گئی ہوں۔ وہ ایسے اچھے دوست تھے کہ ان کے ساتھ ہنسنا کھیلنا ایک خاص لطف کا باعث ہوتا تھا۔ اور ان کی یاد ہمیشہ میرے محبت پرور دہ دل کے لئے سرمایۂ راحت رہی ہے۔ مثلاً ہیری کراکر اور میری ڈارسٹ ایسے لڑکے ہیں۔ جن کا کام ہی کھیلنا کودنا ہے وہ ہر لڑکی کے ساتھ نہایت معصومانہ انداز سے ہنستے کھیلتے پھرتے ہیں۔ اور چونکہ ان کی دوستی محبت کی سرحد تک کبھی نہیں پہونچتی اس لئے ان کی رفاقت کی دلچسپیاں کبھی کم نہیں ہوتیں۔ یہ خیال رہے کہ یہ نوجوان ایکٹر نہیں ہیں ہاں کبھی کبھی ڈائرکٹر کا کام ضرور کرتے ہیں۔

میں محسوس کرتی ہوں کہ میری حیات معاشقہ ابھی ختم نہیں ہوئی۔ اور سچ یہ ہے کہ عورت کی عاشقانہ زندگی کبھی ختم نہیں ہوتی۔ وہ مجبور ہے کہ تادم مرگ کسی نہ کسی سے محبت کرے۔

ناظرین فلم ریویو سے التماس ہے کہ پتہ اور نام صاف تحریر کریں۔

MISS SULOCHANA
IN
SWORD TO SWORD

MISS VILOCHANA
IN
ROSE OF RAJASTHAN
D. B. AURORA FILM CORPORATION.

MISS MALTI

IN A SCENE FROM RADIO GIRL

بدلہ دلوائے گا یارب تو ستمگاروں سے
تو مدد پر ہے تو کیا خوف جفاکاروں سے

کتنا دل سوز نغمہ تھا...... کس قدر پُر درد رسیلی آواز تھی۔ جو جذبہ اور رقت میں ڈوبی ہوئی تھی۔ جس نے تمام سینما ہال پر ایک سحر کر دیا تھا۔ چاروں طرف خاموشی طاری تھی۔ اور اس سناٹے میں بہت رسیلی اور خواب انگیز آواز۔ لاؤڈ اسپیکر سے برابر آ رہی تھی۔ میں خود اس قدر متاثر ہو گیا تھا کہ تھوڑی دیر کے لئے مجھے یہ خیال نہ رہا کہ میں کہاں ہوں۔ یکایک شاہ صاحب کی آواز نے چونکا دیا اور میں موصوفہ کی فنی معلومات کے متعلق بالکل اندازہ نہ کر سکا کہ یہ آشا اتنا سوہنی تھی یا کچھ اور۔

مس صاحبہ ہر طرح قابل تعریف ہیں۔ میں اس ڈرامہ کے علاوہ ان کے کئی ایسے بہترین فلم دیکھ چکا ہوں جس میں انہوں نے حقیقتاً قابل تعریف کام کیا ہے۔ لیکن افسوس کہ اس ڈرامہ میں مس موصوفہ کا کوئی نمایاں پارٹ نہ ہونے کی وجہ سے میں ان کی خدمت میں صرف اتنا ہی عرض کروں گا۔ کہ یہ کام ان کی پوزیشن کے خلاف تھا۔ اس سے تو بہتر تھا کہ وہ اس ڈرامہ میں کام ہی نہ کرتیں۔

اس فلم کے مختلف مناظر اور اسٹوڈیو کی سٹنگ بھی قابل تعریف ہے۔ نیز وہ حضرات کہ جنہوں نے ڈرامہ میں چھوٹے چھوٹے پارٹ کئے ہیں وہ بھی مبارکباد کے مستحق ہیں۔ اور تقریباً ہر شخص نے اپنا اپنا پارٹ کامیابی کے ساتھ کیا ہے۔ آخر میں میں اپنے ہندوستان کی مایۂ ناز

امپیریل فلم کمپنی بمبئی

کو اس معظم تصویر کے پیش بہا تحفہ پر اور ڈائرکٹر مسٹر ایرانی کی خدمت میں اپنی طرف سے شکریہ اور اپنے احباب نیز پروپرائٹر و منیجر رائل سینما لکھنؤ کی طرف سے تحفۂ مبارکباد پیش کرتے ہوئے یہ عرض کروں گا کہ

(دیکھئے)

یہ کمپنی کی مسیں کب تک ناکتخدا رہتی ہیں اور کب مسٹر بجاتی ہیں۔ خدا ان دلہنوں کے ماتھوں کو اس کار خیر سے سبکدوش کرائے +

(شعلہ وارثی) لکھنؤ

"ناظرین فلم ریویو"

کے لئے کیا یہ خوشی کی بات نہیں کہ آئندہ سے فلم ریویو کے ادارۂ تحریر میں ہندوستان کی دو مشہور اور مقتدر ہستیوں کا اضافہ ہو رہا ہے۔ جن کے اسمائے گرامی اور مضامین آئندہ اشاعت میں پیش کئے جائیں گے۔

فلم ریویو کی تدریجی ترقیوں کو دیکھئے اور اپنے تساہل کو ملاحظہ فرمائیے۔ کیا یہ ممکن نہیں کہ فلم ریویو کا ہر خریدار صرف ایک سالانہ خریدار دیکر ہماری ان محنتوں کا شکریہ ادا کرے۔ دیدہ باید!

"ریویو":۔ بہت سی کتابیں اور رسائل دفتر میں لغرض تبصرہ پہونچ چکے ہیں۔ انشاء اللہ آئندہ اشاعت میں ان پر ریویو کیا جائے گا۔ وہ لوگ مطمئن رہیں جنہوں نے یہ چیزیں ہمیں بھیجی ہیں۔ (اڈیٹر)

کلکتہ کا مشہور ظریف الدہر ہفتہ وار اخبار

"چونچ":۔ ہر اتوار کو کلکتہ سے شائع ہوتا ہے۔ پڑھنے کے بعد ہنستے ہنستے پیٹ میں بل نہ پڑ جائیں تو ہمارا ذمہ۔ اگر آپ نے ابتک ملاحظہ نہیں فرمایا تو صرف پانچ پیسے کے ٹکٹ بھیجکر نمونہ ملاحظہ فرمائیے!

اور فوراً ہی بیشتر اس کے خریدار ہو جائیے۔

رعایت:۔ دو ہفتہ کے اندر خریدار ہو جانے پر بجائے پانچ روپیہ کے سالانہ چندہ خریداران و ناظرین فلم ریویو سے صرف تین روپیہ لیا جائے گا۔ اس رعایتی موقعہ کو ہاتھ سے نہ دیجئے۔ رقم بذریعہ منی آرڈر آنی چاہئے۔ (پتہ)

منیجر چونچ نمبر ۲۶۱ بو بازار اسٹریٹ کلکتہ

ان کے حالات کی اشاعت افتخار نمبر کے بعد سے شروع کر دی جائیگی۔"

جانی بابو کے حالات!

جانی بابو کے حالات فلم ریویو کی اسی اشاعت میں شائع ہو رہے ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ مضمون بالکل غلط ہے۔ اور ہمیں اس کی اصلاح اور کتابت کے اغلاط کی تصحیح کا موقعہ نہیں مل سکا۔ جس کا ہمیں انتہائی قلق ہے۔ آپ بھی صبر سے کام لیجئے۔"

"عالم آرا" کی یاد!

"شعلہ صاحب وارثی کا ایک تنقیدی مضمون "عالم آرا" پر اسی اشاعت میں شائع ہو رہا ہے۔ چونکہ "عالم آرا" کی نمائش مدت ہوئی ختم ہو چکی ہے۔ اس لئے یہ مضمون لعد از وقت سمجھا جائے گا۔ لیکن چونکہ وارثی صاحب نے اسے بڑی محنت اور قابلیت سے لکھا ہے اور پھر پورے مضمون کے اندر مغز بھرا ہوا ہے۔ اس لئے ہمارے لئے اس کی اشاعت اور آپ کے لئے اس کا مطالعہ ضروری معلوم ہوتا ہے۔"

"لیلیٰ مجنون"

کرشنا فلم کمپنی کا لیلیٰ مجنون تیار ہو کر بمبئی سے کلکتہ آ گیا ہے اور معلوم ہوا ہے کہ بڑی دھوم دھام سے یہ ٹاکی مارچ لائی سے ترل سنیما میں دکھایا جا رہا ہے۔ ابھی تک چونکہ اسے دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ اس لئے آئندہ اشاعت تک ہماری رائے محفوظ سمجھی جائے۔"

فلم ریویو کے سرپرست
مسٹر افتخار الرسول بار ایٹ لا (مقیم لندن) کی
تشریف آوری ہند کی تقریب پر

فلم ریویو کا افتخار نمبر

انشاءاللہ ستمبر کے مہینہ میں شائع ہو جائے گا۔

یہ خاص نمبر مضامین کے اعتبار سے دلچسپ معلومات کے لحاظ سے غیر معمولی اور ظاہری محاسن کے اعتبار سے دلکش اور جاذب نظر ہوگا

ہاف ٹون بلاک کی سادہ اور رنگین تصاویر دو درجن سے زیادہ ہونگی

عمدہ کاغذ اور نفیس کتابت سے مزین ہوگا!

اس میں افتخار صاحب کی زندگی کے حالات، ان کی ڈائری یا ان کا روز نامچہ، ان کے متعدد مضامین، مختلف خطوط، خاص موقعوں کی کھچی تصاویر شائع کیجائینگی۔ ان چیزوں کے علاوہ دوسرے مضامین بھی نہایت اہم اور غیر معمولی ہوں گے۔ یہ خاص نمبر بڑی محنت سے تیار کیا جا رہا ہے۔ ٹائٹل سہ رنگی ہوگا۔

اکثر تصاویر ولایت سے چھپکر آئیں گی!

ضخامت ۷۰ صفحات سے زیادہ ہوگی

اس خاص نمبر کی قیمت باوجود اس قدر ظاہری اور معنوی محاسن کے فی پرچہ آٹھ آنہ ہوگی اور پانچ ہزار شائع ہوگا مشتہرین اور ایجنسیان ابھی سے معاملات طے کریں!

افتخار نمبر کے متعلق، جب تک وہ شائع نہ ہو جائے مقامی اخبارات میں برابر اعلانات شائع ہوتے رہینگے

مینیجر فلم ریویو

نمبر ۱۲-۱۳- پٹوار بگان لین- کلکتہ

بزم مدیر

انعام الٰہی کلکتہ] ہندوستان میں فن ایکٹری حاصل کرنے کے لئے کوئی تعلیم گاہ نہیں ہے۔ البتہ کلکتہ میں ایک بورڈ کے ماتحت اس کا انتظام ہونیوالا ہے۔ لیکن ابھی دیر ہے۔

شیخ کلو میاں کلکتہ] جناب حکیم محمد یوسف صاحب نے ایڈیٹر نیرنگ خیال کے لئے کوئی افسانہ لکھا ہے یا فلم میں پارٹ کرنے والے ہیں اس کی مجھے اطلاع نہیں آئی۔ معلوم ہونے پر بتا دیا جائیگا۔

دلاور خاں پشاور] اس قسم کے سوالات آپ مس لجن سے کیجئے۔ ہمیں کسی سے پرائیوٹ باتوں کے کہنے کا حق نہیں۔ ہم ان کی اور ان کے طلاق دینے والے شوہر کے مقدمے تفصیل آیندہ کسی اشاعت میں لکھیں گے

حمیدہ بانو میرٹھ] آپ کی تصویر آپ کے حسب مرضی کمپنی نے پسند کر لیا وہ آب عنقریب اب آپ کو کام دینے والی ہے دوسرے خط کا انتظار کیجئے۔

اختر علی بروان] مس جیا لاپنی جن کی تصویر مئی کے فلم ریویو میں شائع ہو چکی۔ اس نے پہلی مرتبہ فلم میں کام کیا ہے۔ یہ قرت بازاری عورت بنی ہوئی ہے۔ اس لئے اس کا تعلق کس خاندان سے ہے نہ لکھنا ہی اچھا ہے۔

مس لچھمی کانپور] آپ کے سوالوں کا جواب بزم مدیر کے صفحے کے ذریعے نہیں دیا جا سکتا اس کے لئے آپ چار آنہ کا ٹکٹ روانہ کریں!

سید ممتاز احمد آرہ] آپ فلم ایکٹر بننے کے شوق میں ہرگز کلکتہ نہ آئیں۔ اس وقت یہاں کے بڑے بڑے رئیس زادے اس مقصد کے لئے کثیر رقم خرچ کرنے کیلئے تیار ہیں۔ کلکتہ کے ایک بڑے زمیندار کے لڑکے نے اپنے شوق کو پورا کرنے کی غرض سے ایک فلم کمپنی بھی کھول لیا ہے۔ ان کے پاس اس وقت کلکتہ کی ایک حسین ایکٹریس دو ہزار روپے پر ملازم ہے

عبد الحفیظ جالندھر] مس سلطانہ کے مقدمے کی تفصیلی حالات اب تک مجھے معلوم نہیں ہوئے اس لئے میں اس کے متعلق اپنی رائے کا اظہار نہیں کر سکتا۔

قدسیہ بیگم کانپور] آپ کی تصویر دفتر میں موجود ہے آپ چاہیں تو واپس لے سکتی ہیں۔ آپ کی کامیابی کے لئے میں کوشش کر سکتا ہوں لیکن آپ کی کامیابی کا آپ کو یقین نہیں دلا سکتا۔

محمد ضمیر مارکل ڈانگہ] جناب آغا حشر صاحب نے عورت دہرم چتر نامی فلم میں دہرم دیپ کا پارٹ کیا ہے۔ جس کو ہوئے عرصہ ہوا۔ ان کے یہ کیرکٹر کا فوٹو ہم کسی خاص نمبر میں شائع کریں گے+

رسالہ کی توسیع اشاعت آپ کا قومی فرض ہے! (منیجر)

فلم ریویو کی حیرت انگیز کامیابی

اے۔ کے۔ شیر (رام پور)

میرا بھی شبستان شہر کی مستقل خریداری کا ارادہ کر ہی رہا تھا (شاید ہمارے فاضل دوست کو معلوم نہیں کہ شبستان بند ہو گیا) کہ مجھے فلم ریویو کے استقبال کا مسرت خیز موقع ملگیا۔ شروع شروع اپنی اوائل عمری میں رسالہ فلم ریویو نے بھی دیگر رسائل کی تقلید میں ہندوستانی فلموں کی توصیف وثنا میں اپنے قیمتی کالم سیاہ کرنا شروع کر دیئے تھے جس کا حقیقی مقصد شائقین سینما کی تعداد میں توسیع کرنے کا اور انکے ذوقِ سلیم کو ہندوستانی فلموں کی طرف مراجعت کرانے کا تھا۔ گو اس جد وجہد اور غیر معمولی خدمت کے صلے میں رسالہ مذکور کو خراج تحسین حاصل ہوتا۔ مگر میری ذاتی رائے سے اسکو دوسرے شاہراہ پر لے جانے سے بھی اس کا مقصد فوت نہیں ہو سکتا تھا۔ میں چاہتا تھا کہ رسالے کو ایک دوسری راہ سے معراج مقبولیت نصیب ہو تو مناسب ہے اور اسیکا متمنی تھا کہ دیسی فلم سازوں کو انکے شاہکاروں کی خامیاں بتائی جائیں کہ جو فلموں کی راہِ مقبولیت میں افسوسناک مقاومت پیدا کر رہی ہیں۔ مگر متفقہ طور پر ان مدارج کو طے کرنے کی ضرورت لابدی تھی اور ایک ہی مقصد کی تکمیل میں مختلف انواع کے مباحث اس عقدۂ لاینحل کی چارہ گری کر سکتے تھے۔ چنانچہ میں نے رسالہ کے مذاق کیخلاف فلموں کے چندان نقائص کو عریاں کرتے ہوئے پروڈیوسروں اور دیگر ذمہ دار اصحاب سے التجا کی کہ اگر یہ خامیاں دور کرنے کی کوشش کیجائے تو یقیناً یہ دیسی ساخت مقبول عام ہو سکتی ہے۔

مجھے یہاں معزز مدیر کا شکریہ ادا کرنا لازمی ہوا کہ موصوف نے اُن چند بے معنی اور لغو حروف کو شرف قبولیت بخشتے ہوئے اہل قلم اصحاب سے اسکے متعلق آرائے طلب فرمائیں۔ مجھے اس سے زیادہ اور کیا مسرت ہو سکتی ہے کہ آج میں خود رسالے کو اپنے خیالات سے متفق دیکھتا ہوں۔

حضرت تمکین صاحب کاظمی (دکن) کی فاضلانہ و تنقیدی بحث نے ایسا خاطر خواہ تائیدی اضافہ فرمایا کہ اور جناب مدیر صاحب نے دیسی فلموں کے تمام رازہائے پنہاں کو افشا کرتے ہوئے۔ اُن کی خلیقی خامیوں کو عریاں کر کے سامنے رکھدیا اب اگر ہمارے دیسی فلم سازان مفت کے مشوروں اور جناب شیخ افتخار رسول صاحب سرپرست رسالہ مذکور کے انمول نسخہ جات سے فائدہ نہ اٹھائیں اور اس بے میعاد بیماری کا جو کہ تپ دق

کی طرح چھٹی ہوئی ہے۔ اور جس بیمار کے تیمار دار بھی اُس سے عاجز آ رہے ہیں۔ علاج نہ کریں تو ہم شائقین کی اس سے زیادہ بدنصیبی اور کیا ہو سکتی ہے۔؟

مجھے جس طرح رسالہ ہذا کی محیر العقول کامیابی و روز افزوں مقبولیت سے مسرت ہی۔ اگر اسی طرح دیسی فلم بھی مقبول عام ہوتے تو میری مسرتوں کی انتہا نہ ہوتی۔

میں حیران ہوں کہ آخر اسکا ذمہ دار کسے ٹھہراؤں آیا افسانہ نگار کو، پروڈیوسر کو یا ڈائریکٹر کو۔ یہ کیوں اسقدر غلط شلط فسانے کہ جن کی کوئی تاریخ شاہد نہیں ہوتی عملی جامے سے نمائش کئے جاتے ہیں یہ دوسری بات ہے کہ ایکٹنگ آرٹسٹنگ اور ڈائرکشن پروڈیوسنگ یا میک اپ وغیرہ وغیرہ کی ترمیم و تنسیخ میں سرمایہ کے مصارف ہوں۔ مگر اسمیں تو کوئی خرچ نہیں ہے کہ ایسے فسانے نمائش کئے جائیں کہ جو تاریخی اعتبار سے صحیح ہوں۔ اور جگر خراش نہ ہوں۔ یا وہ کہ جو ہر طبیعت سے مناسبت لئے ہوئے ہوں۔

ہمارے یہاں سینما ہال میں چند روز قبل پُر اضطرابی سے انتظار کیا جا رہا تھا۔ آخر وہ دن آ ہی گیا کہ کوہ نور فلم پروڈکشن گلناسا نامی نمائش کیا گیا۔ ابھی مشکل سے دو یا تین ریل دیکھنے پایا تھا کہ طبیعت اُکتا گئی باہر آیا تو دیکھتا ہوں کہ ½ حصہ سینما ہال کے آڈینس باہر ہیں اور فلم کی تعریف کر رہے ہیں۔

اسکا ماحصل یہ تھا کہ خدا بخش صنّاع جسکو آذر ثانی سے خطاب کروں تو بیجا نہ ہوگا۔ حالانکہ آذر سے زیادہ خطاب کا مستحق ہے۔ آذر محض کافر تھا۔

فنِ بُت تراشی میں ید طولیٰ رکھتا تھا اور یہ مولانا ریش فرشتہ رو تہجد گذار انسان ہر وقت قال اللہ وقال الرسول کا ورد رکھتے ہیں! ور تلاوت کلام الٰہی اور وظائف کے پکے عامل ہیں۔ خیر سے ان کا ایک شاگرد رشید گلرو نامی بھی بغلی گھونسا تھا۔ جس کی خوبروئی پر ان کی دختر نیک اختر ہزار جان سے فریفتہ تھی۔ بدنصیبی سے اِن کے ایک بھتیجے یعقوب نامی بھی تھے کہ جو اس نام نہاد چہیتی بیٹی پر دل و جان نثار کرنے کی تاک لگائے ہوئے تھے۔

ان مولانا رو صنم ساز نے جنکی صورت سے شیطان بھی مغالطہ کھا جاتا اپنے شاگرد نما داماد کو فنِ بُت تراشی کی تعلیم میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا تھا اتفاق وقت دیکھئے کہ خوش قسمتی سے ایک اسٹیچو (بُت) گلرو نے ایسا تیار کیا کہ حکومت وقت کے محلات میں پیش ہو گیا۔ اور اُس کے معاوضہ میں زرِ سرخ جو اُس اُٹھنی کے ٹھاٹ کے ہاتھ لگی تو مستقبل زریں نظر آنے لگا۔ لالچ کی رال جو ٹپکی تو جھٹ سے گلرو کو اپنی دامادی کے خلعت سے سرفراز کر دینے کا مصمم وعدہ کر بیٹھے اور آزادی سے یکجائی کی قبل از وقت اجازت بھی دے بیٹھے جل ہی گلرو کیف ہم آغوشی سے دارو گریبان کی مصداق ہوتا ہے۔ رقابت و فرقت اپنا عمل شروع کر دیتی ہے۔ یعقوب اپنے چچا کے پاس آرزوئیں لیکر آتا ہے۔ مگر مایوس کن جواب سے گلرو کا دشمن ہو جاتا ہے۔ پھر کیا کیا نہیں کر گذرتا۔ اسکا اندازہ جناب خود لگا لیں۔ گو نتیجہ گلرو کے حق میں خوش کن ہوتا ہے۔ مگر رقابت کے جھٹکوں میں یہ اصنام گر صاحب بھی کافی حصے دار ہوتے ہیں۔ ایک جگہ جبکہ یہ تلاوت کلام الٰہی میں بعد نماز اشراق مصروف

ہوتے ہیں۔ تو ان کی دختر شب فرقت سے بمشکل چھوٹ کر بیتابانہ آکر اپنے باپ سے ہونیوالے آشنا نما شوہر گرو کا مطالبہ کرتی ہے کہ جس کا مطلب یہ ہوتا ہے!۔

تم کہتے تھے خدا پر بھروسہ کرو خدا اُس کے حق میں بہتر کریگا۔ خلاف اس کے وہ زندانِ مصیبت میں گرفتار کیا گیا اور ابھی کیوں نہیں آیا۔ اس طعن کے بعد وہ مضطرب و گستاخ عورت فراق یار میں اُس کو پچ یا پلنگ پر کہ جہاں خدا بخش تلاوت کرتا ہے گر پڑتی ہے۔ خدا بخش بھی اُسکی تسکین و اطمینان کرانیمیں سرگرمی دکھاتا ہے اور کلام الٰہی کو یونہی رحل پر غیر محفوظ اوراق میں کھلا چھوڑ دیتا ہے جس کے آداب کا نہ تو اس مصنوعی اولیا کو اور نہ اسکی بیٹی کو لحاظ رہتا ہے۔

مزید براں اُسی گوشۂ عبادت میں یعقوب کے آور دے اُسے گرفتار کر لیتے ہیں۔ یہاں تک کہ یہ سین یونہی اختتام پاتا ہے۔

معاذ اللہ! ایک تہجد گذار فرشتہ رو انسان کا عہد پیری میں اپنے ربّ آفریدگار کے کلام کیساتھ اسقدر ترک آداب!

ناممکن ہے! کوئی مسلمان خواہ کتنا ہی جاہل کیوں نہو اُسے اپنے خدائے بزرگ و برتر کی کلام اور احکام شریعت کا احترام ہوتا ہے! اور وہ کسی حالت میں بھی ان کے آداب کو فراموش نہیں کرسکتا! مسلمان جہالت کی حالت میں بھی عہد پیری تک علماء کی صحبت سے پچاس فیصدی مسائل سے بہرہ اندوز ہو جاتا ہے۔ چہ جائیکہ تعلیم یافتہ ہو آپ ہی انصاف فرمایئے کہ ایسے فلم پسندیدگی کی نظروں سے دیکھے جاسکتے ہیں۔ یا نفرت کی نظروں سے میرے خیال سے ہر طبقے کا منصف مزاج شخص ایسے رویئے کو تعصب سے ضرور تعبیر کرے گا جس کا دفعیہ ہونا دیسی فلموں کی مقبولیت کا جزوِ اعظم ہے۔ اگر سنسر بورڈ میں ہر فرقے کے ماہر تاریخ بینوں کی ایک ایک جماعت کا اضافہ کر دیا جائے تو یقینی ہے کہ ہندوستانی فلم سازوں کے دلوں سے اس مہلک مرض کا خاتمہ ہو جائے گا۔

ایک ضروری تصحیح!

ماہ جون کے فلم ریڈیو میں صفحہ ۲۸ پر وسنت بنگالی کی جگہ غلطی سے وسنت سینا چھپ گیا ہے۔ قارئین تصحیح کرلیں۔ "ایڈیٹر"

اُردو دنیا میں ہلچل

اُردو کی نشر و اشاعت اور بقاو ترقی کے لیئے ملک کے مشہور ادبا جناب ڈاکٹر اسد مولانا قمر فردوسی اور مسٹر ظفر احمد تبریزی کی ادارت میں ایک علمی، ادبی، اصلاحی، اور تنقیدی، ماہوار رسالہ "نقاد" انقلابی پروگرام کے ساتھ شایع ہو رہا ہے۔

گونا گوں خوبیوں کے باوجود سالانہ قیمت صرف تین روپیہ ششماہی ۱۲ عہ فی پرچہ چار آنے۔ نمونہ کے لیئے ۳ کا ٹکٹ آنا چاہیئے۔

مینجر نقّاد

۲۵ A مچھوا بازار اسٹریٹ کلکتہ

دی ولایتی

S S S S

جن وِن کلاک کمپنی کے گھنٹہ آدھا گھنٹہ بجانیوالے ہفت روزہ چابی والے کلاک

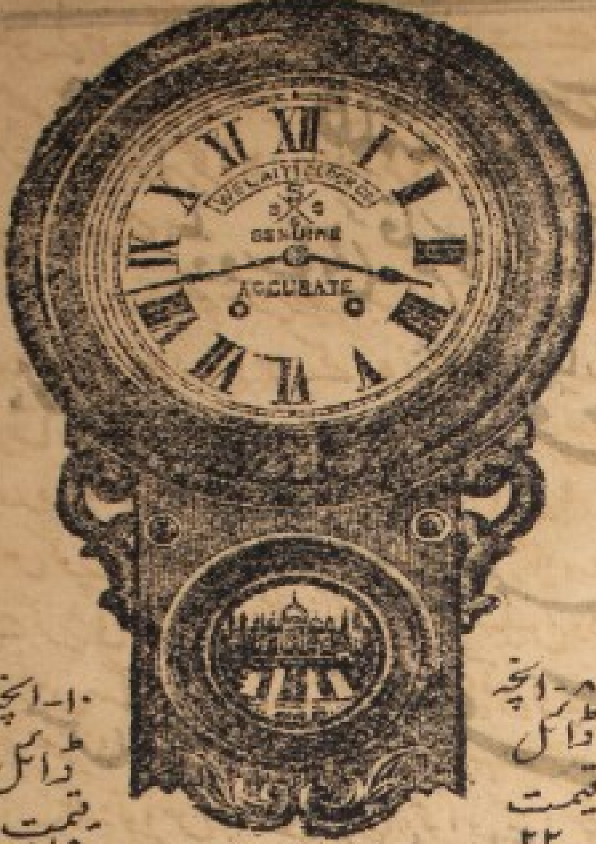

۸-انچ ڈائل قیمت ۲۲ روپیہ

۱۰-انچ ڈائل قیمت روپیہ

ہر کلاک کے ہمراہ گارنٹی پانچ سال دی جاتی ہے-!

بازار سے سستی اور ناپائیدار گھڑیاں خرید کر اپنے وقت و روپیوں کو نہ برباد کیجیے

S S S S ہمیشہ

جن وِن کلاک استعمال کیجیے

تمام مشہور دوکاندار اسکو فروخت کرتے ہیں-

مکمل گھڑیوں کی فہرست طلب کرنے پر روانہ کیجائیگی-

۸-انچ ڈائل قیمت ۱۷ روپیہ

۱۰-انچ ڈائل قیمت روپیہ

دی لمٹن واچ کمپنی ۱۲۵ رادھا بازار اسٹریٹ کلکتہ (ٹیلیفون نمبر ۱۰۹۰ کلکتہ)

فون ۴۱۱۳

تار کا پتہ
ڈھل ڈھل

کلکتہ میں سب سے بڑے فلم ایجنٹ

ڈوسائی فلم کارپوریشن نمبر ۵۵ کیننگ اسٹریٹ کلکتہ

بنگال - بہار - اڑیسہ - آسام - برما کا سب سے بڑا

فلمی ذخیرہ

ہندوستان کا سب سے عمدہ اور پہلا بولنے والا فلم

مس زبیدہ

عالم آرا

ماسٹر وٹھل

امپیریل مووی ٹون کی بولنے والی فلموں کے حقوق بھی اسی کمپنی نے خریدے ہیں۔ عالم آرا کی تعریف زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں یہ ہندوستان کا بہترین اور پہلا بولنے والا فلم ہے جسمیں ناچ۔ گانا اور آواز سب موجود ہے امپیریل مووی ٹون کا دوسرا بولنے والا کامیاب فلم

دولت کا نشہ

جسمیں مس جیلو۔ مسٹر خلیل نے جان توڑ کر کام کیا ہے اسی کمپنی کے زیر نگرانی ہے ان کے علاوہ اور بہت سے فلم ذخیرہ میں موجود ہیں۔

یونائیٹڈ پلیئرس کارپوریشن کے فلم

بہادر دل - فریبی شہزادہ - ذخیرہ میں تیار ہیں

اس کمپنی کے بہت جلد آنیوالے فلم

نقاب پوش ڈاکو - سنہری خنجر - لالہ رخ - معشوقہ - قیدی - خونی پھول - سنہری مندر وغیرہ -

ڈوسائی فلم کارپوریشن مندرجہ ذیل کمپنیوں کی ایجنٹ ہے!

امپیریل فلم کمپنی - سموریہ فلم کمپنی - نوجوان فلم کمپنی - یونائیٹڈ پلیئرس کارپوریشن - یونائیٹڈ پکچرس سنڈیکیٹ - کوہ نور یونائیٹڈ آرٹسٹ - جگدیش فلم کمپنی - رائل آرٹ اسٹوڈیو - وکٹوریہ فاطمہ فلم کمپنی -

متعلقہ اطلاعات کیلئے مینجر کو تحریر فرمایئے!

July 1931. Regd. No. C. 1904. Vol 2. No. 7.

THE FILM REVIEW

PREMIER ILLUSTRATED URDU MONTHLY JOURNAL.

SHAIKH IFTEKHAR RASOOL.
Patron of Film Review.

Patron :—
SHAIKH IFTEKHAR RASOOL.

Inland	Rs.	2-8-
Foreign	,,	5-0-
Single copy	,,	-4-

Office :-
12.13, Patwar Bagan Lane.
CALCUTTA.

Film Review, Iftekhar Number.

Readers are not unaware of the name of Sk. Iftakhor Rasool the Patron of the Film Review who is staying in England with a view to promote the Indian Film Industry and to prove that the Indian Brain is in no way inferior to the European Brain if not superior.

Sk. Iftakhar Rasool is a suitable example in support of this declaration not with regard to political ability but as regards his fitness for the Film Technique. This is an admitted fact that he has gained success and fame there in the art of Film producing and acting. His latest film "SHAHRZAD" has been very successfull there.

Now you will be pleased to hear that Sk. Rasool is starting for Home to meet his friends an[illegible] and the Film-Producing Companies of this country as well.

Under the circumstances, it would be sheer ingratitude on the part of the Film Review if it does not show its full appreciation of the works which Sk. Rasool ha done for the Indian Film Industry, during his stay in Europe by publishing a special Edition in his honour.

With this two in view the staff of the Film Review has decided to publish an "IFTEKHAR No." of the Film Review in which his occasional articles, his idea, his golden sayings, his advices, his different pictures and his life will be published.

مشرقی ہند کا واحد باتصویر فلمی رسالہ

ماہوار

"فلم ریویو"

خاص نمبر

قیمت فی پرچہ
سات آنہ
۷ر

سالانہ چندہ
دو روپیہ آٹھ آنہ
عہ۸

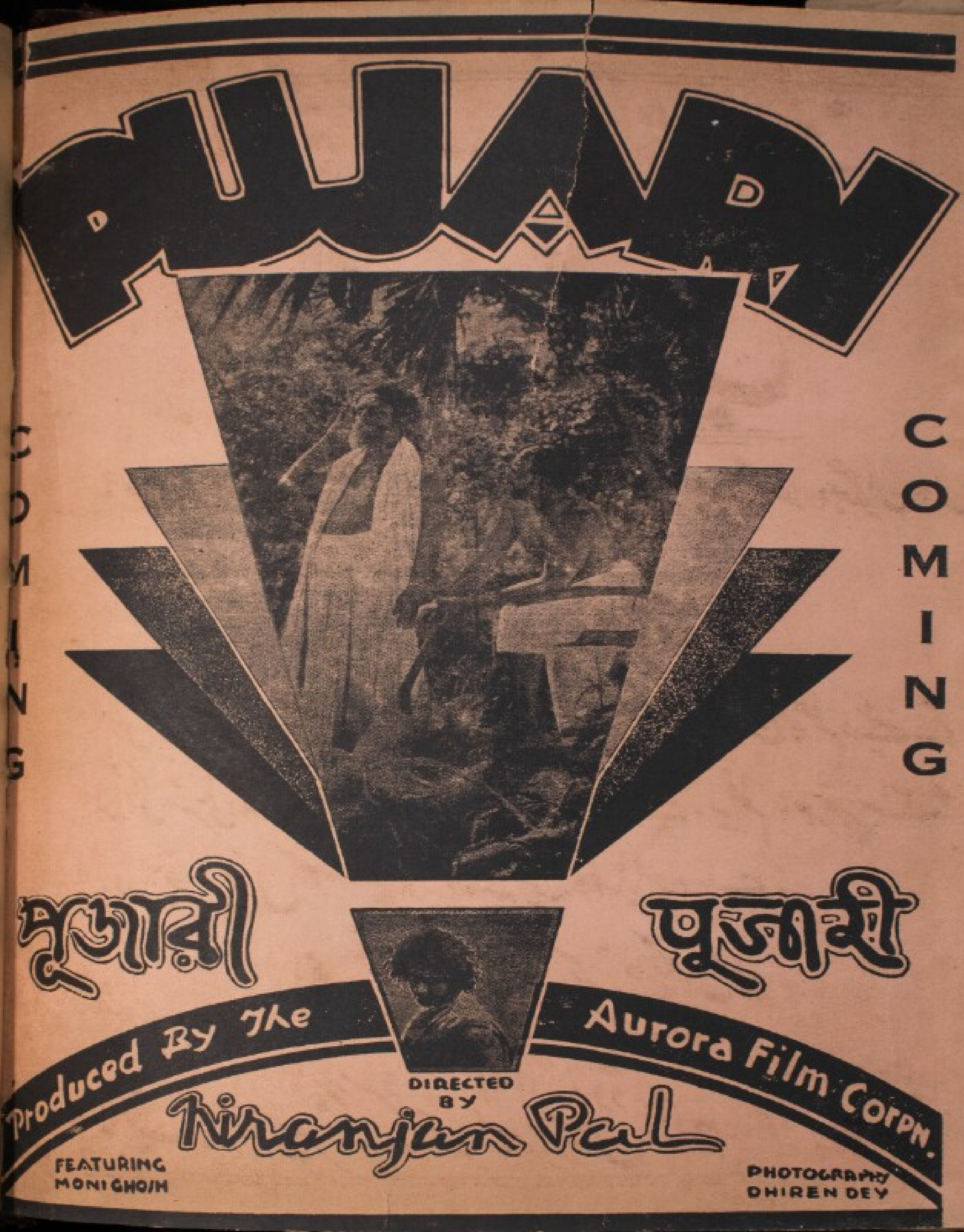
PUJARI
COMING
COMING
पुजारी
Produced By The Aurora Film Corpn.
DIRECTED BY
Niranjan Pal
FEATURING
MONI GHOSH
PHOTOGRAPHY
DHIREN DEY

رنجیت فلم کمپنی کا پہلا بولنے والا فلم

دیوی دیوی یانی

جسمین ہندوستان کی مقبول عام موہنی ایکٹرس مس گوہر کے علاوہ بھگوان داس اور بلی موریا نے پارٹ کیا ہے۔

جس طرح آپ ہمیشہ

مس گوہر کے جمال و کمال کی تعریف کرتے رہتے ہین اسی طرح آج یہ فلم دیکھنے کے بعد انکی سُریلی اور دلکش آواز کی بھی آپ تعریف کرینگے۔ یہ فلم ۲۶ ستمبر سنہ ۳۱ء روز سنیچر پرل سینما کلکتہ میں دکھایا جا رہا ہے۔

اِس فلم کے سول ایجنٹ کا پتہ

مانستا فلم ہیرنگ سروس ۱۶۱ ہیریسن روڈ کلکتہ

ٹیلی گرام ایڈریس:- ’’بھیمانستا‘‘
فون ۱۔۲۸۶ بڑا بازار

ٹیلیفون
پارک:- ۱۴۴۷

تار کا پتہ
"قینچی"

گارنٹی فلم کمپنی مدراس کا تیار کردہ ڈرامہ

گیارہ سنسنی خیز ریل کا حیرت انگیز اور دلکش فلم

لُووالن!

یا

زَوال سلطنت پنڈرن

یہ وہ دلچسپ فلم ہے جسمین بے شمار ہاتھی - اونٹ - اور بے گنتی دوسرے جانوروں کا کام - روح پرور مناظر اور نظر فریب سینریون کے ساتھ دکھایا گیا ہے۔

فلم بک کرنے کیواسطے حسب ذیل پتہ پر گفتگو کرین

کراؤن فلم کمپنی

۹۲ رپن اسٹریٹ کلکتہ

(جو)

بنگال - آسام - اوڑیسہ - بہار - ممالک متحدہ - حدود ریاست حیدرآباد اور برما کیواسطے:-

سول ڈسٹری بیوٹر ہین

”فلم ریویو“

مشرقی ہند کا واحد باتصویر فلمی رسالہ

جون نمبر

سرپرست
شیخ افتخار رسول صاحب بدرؔ

مالک و مدیر
عبدالرؤف

سالانہ چندہ
دو روپیہ آٹھ آنہ

قیمت فی پرچہ
سات آنہ

جلد ۲ | بابت ماہ اگست و ستمبر سنہ ۱۹۳۱ع | نمبر ۸ و ۹

پروگرام

نمبر شمار	مضمون		مضمون نگار	صفحہ
۱	شذرات		عبدالرؤف (مدیر)	۵
۲	سوانح بدر		جمال صابری علیگرین (مدیر معاون)	۷
۳	بخدمت افتخار	(نظم)	صدیق رسول انصاری	۹
۴	سیارۂ مشرق	(نظم)	جمال صابری علیگرین (مدیر معاون)	۱۰
۵	بیجی باتیں	(")	از شعلہ لکھنوی	۱۱
۶	شیخ افتخار کی مراجعت وطن اور ہمارا فرض		پروفیسر شبلی ابراہیمی پروفیسر کرشنا ناتھ کالج برہمپور بنگال	۱۳
۷	افتخار صاحب سے ہماری توقعات		سید تمکین کاظمی - (منشی فاضل)	۱۶
۸	فلم کی منزل ارتقا اور مشرق قریب		ایم - ایس - چودہری فانشل سکرٹری فلم آرٹ پرموٹوز کلب لاہور	۱۸
۹	فلم اور ہم		ایک فلم زدہ کے قلم سے	۲۰
۱۰	اردو ڈرامہ پر ایک تنقیدی نظر		شیخ افتخار رسول صاحب بدرؔ	۲۴
۱۱	میرے روزنامچہ کا ایک ورق		"	۲۵
۱۲	شہید آرزو (افسانہ)			۲۸
۱۳	کیا سینما تہذیب کے لئے مفید ہے		ایسٹرن فلم آرٹ پرموٹوز کے زیر اہتمام ایک دلچسپ مباحثہ	۳۱
۱۴	مغربی ایکٹروں کے معاہدے		(اقتباس)	۳۳
۱۵	ماڈرن تھیٹرز لمیٹڈ کلکتہ اور اسکے فلمی کارنامے		ایک واقف حال کے قلم سے	۳۴

نوٹ :- صفحہ ۲۴ کا ترتیب اس طرح پر ہے ۲۴-۲۳-۲۲

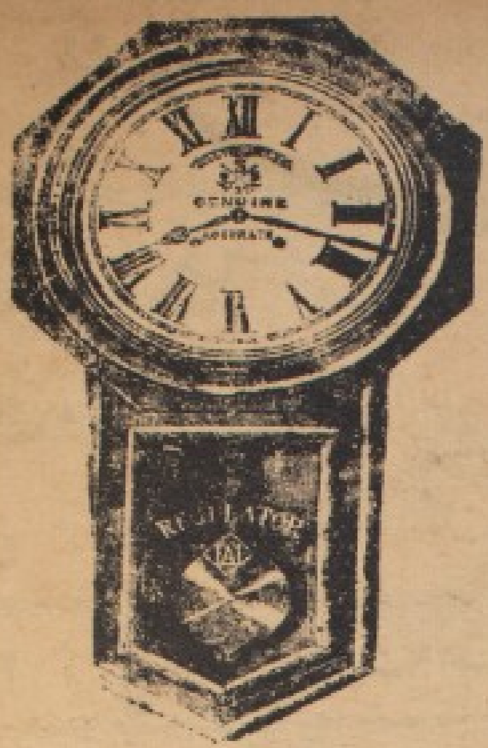

لمٹن واچ کمپنی

کے بیان سے "جن ون" کلاک کمپنی کے بنے ہوئے گھنٹے اور آدھا گھنٹہ بجانے والے ہفت روزہ چابی والی گھڑی خریدو۔ ہر کلاک کیلئے پانچ سال کی گارنٹی دی جاتی ہے نقلی سے بچنے کیلئے یہ مارک دیکھ کر خریدو یہ کمپنی کا اصلی مارکہ ہے۔

فسٹ پرائز سنہ ۱۹۲۹ء۔ ماسکو
فسٹ پرائز سنہ ۱۹۰۳ء امریکہ

ڈائل ۸ انچہ سائز کلاک ۱۲ x ۲۲ انچ۔ قیمت ۱۸ روپیہ
ڈائل ۱۰ انچہ سائز کلاک ۱۴ x ۲۶ انچ قیمت ۲۲ روپیہ
ڈائل ۱۲ انچہ سائز کلاک ۱۷ x ۳۰ انچ قیمت ۲۶ روپیہ

لمٹن واچ کمپنی نمبر ۱۴۵ رادھا بازار اسٹریٹ کلکتہ
ٹیلیفون ۱۸۹۸ کلکتہ
نوٹ مکمل گھڑیوں کی فہرست مفت طلب کیجیے

شذرات

"فلم ریویو" کا یہ نمبر دوسرے سال کا نواں نمبر ہے جس کو ہم جناب فضیح افتخار رسول صاحب کے نام نامی و اسم گرامی سے منسوب کرنے کا ارادہ تھا۔ مگر اب ہم خاص نمبر کے نام سے شائع کر رہے ہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ اس نے مجھ جیسے ناچیز ہستی سے ایک ایسے رسالے کو کامیاب بنایا جو کہ اردو دنیا کے لئے اگر ناممکن نہیں تو مشکل تو ضرور ہے جس وقت اس رسالے کا اجراء کا ارادہ کیا جا رہا تھا تو ہمارے کئی دوستوں نے اس راستے کے پرخطر وادیوں کا ذکر کرتے ہوئے ہم کو اس میں گامزن ہونے سے روکنا چاہا لیکن وہ ناکامیاب اور ہم کامیاب ہوئے۔ انجام کار وہی لوگ آج اس نمایاں کامیابی پر ہم کو دلی مبارکباد دے رہے ہیں۔ لیکن خدا کا شکر ہے کہ آج ہم اپنی اس درخشاں کامیابی پر مغرور نہیں صرف خوش ہیں کیونکہ ہمارا ایمان احکامات قدرت پر ایک سچے سپاہی یا دیانتدار امین کی طرح راضی برضا رہتا ہے۔ قدرت نے فلم ریویو کی کامیابی و مقبولیت کا فیصلہ پہلے ہی سے کر لیا تھا ورنہ ہرگز ایسا نہ ہوتا۔ آپ یقین مانئے کہ یہ واقعہ ہے کہ جس قدر فلم ریویو کے مخلص اور دوست نواز قدردانوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے اسی قدر اس کے حاسد اور کینہ پرور دشمن اپنے تبرا کن بیانات اور مغیر پروپیگنڈوں سے اسے غارت کر دینے میں کوشاں ہیں۔ لیکن میں اپنے ان ہمدرد دوستوں کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ شکایتی خطوط لکھ کر یا ڈاک پر ڈاکہ ڈال کر اپنے ذلیل مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔

اس ماہ ہمارے پچھلے وعدے کے مطابق "فلم ریویو" کے عملۂ ادارت میں دو قابل قدر دوستوں کا اضافہ ہوا جن کا تعارف کرانا میں اپنے قارئین سے نہایت ضروری سمجھتا ہوں۔

(۱) جناب جمال صابری صاحب علیگرین

آپ علی گڑھ کے مشہور و مقبول عام اخبار "علی گڑھ پنچ" کے ایڈیٹر و پروپرائٹر ہیں۔ آپ کے متعلق صرف اس قدر ہی لکھنا کافی نہیں کہ آپ ایک کامیاب اخبار نویس ہیں بلکہ یقین کے ساتھ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ آپ ایک ہندوستان کے قابل ادیب بھی ہیں آپ کی بلند اور پاکیزہ نظمیں دیکھ کر یہ ماننا پڑتا ہے کہ قدرت نے آپ کو فطرتاً شاعر اور نیچرل شاعر بنایا ہے۔ آپ کی سادہ اردو سلیس نثر پاک اور شستہ ظرافت نگاری نے ملک کے اہل علم سے ہزاروں بار خراج تحسین وصول کیا ہے۔

(۲) جناب شفیع الرحمٰن صاحب شرر

ناظرین یہ وہی بزرگ ہیں جنہوں نے فلم ریویو کے اجراء کے وقت اپنی پوری مستعدی سے ساتھ دینے کا وعدہ کیا تھا لیکن پہلے ہی نمبر کے بعد کسی وجہ سے ایک سال تک بالکل غیر کی طرح دور سے ہماری پریشانیوں کا تماشا دیکھتے رہے اور میں بھی گاندھی جی کی طرح ترک موالات کی اسکیم پر عمل کر رہا تھا پورے ایک سال کے بعد انکو شاید دوستی اور وعدے کا خیال آیا اور آپ یہ کہہ کر شامل ہو گئے کہ میں تو صرف تمہاری ہمت اور طاقت کا امتحان کر رہا تھا انہوں نے مجھے بیحد تکالیف پہنچائی ہیں اس لئے رسمی طور پر تعارف کرا رہا ہوں ورنہ ان کی تعریف میں بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے انکی ہستی بھی عجیب ہستی ہے یہ دنیائے فلم میں مختلف بہروپ اور مختلف اشکال میں ظاہر ہو چکے ہیں اس لئے ان کو اس دنیا کے اچھے اور برے راستے کی پوری واقفیت ہے اور آپ اس دنیا میں عرصہ دراز سے کوشاں ہیں اگرچہ یہ پھر شامل ہو گئے ہیں اور میں نے شامل بھی کر لیا ہے لیکن اس کے باوجود بھی ڈر ہے کہ کہیں ان کو ہمارے طاقت اور ہمت آزمائی کا دوبارہ شوق پیدا نہ ہو جائے ——— اور ہمارے ساتھ بیٹھنے کے بجائے تماشائیوں کی صف میں نظر آ جائیں۔

ماہ اگست اکثر حضرات کے لئے بہتر ثابت ہوا ہوگا لیکن اگر میں اپنے لئے اس کو منحوس کہوں تو بالکل بجا ہوگا یہی وہ مہینہ ہے جس میں میرا پیارا بچہ عزیز الرحمٰن عرف قیصر جس کی عمر اس وقت دو سال سے کچھ زیادہ ہے چبوترے کی بلندی سے گر گیا اس کے گال اور پاؤں زخمی ہو گئے بوجہ شدید درد کے وہ سخت بے چین ہے۔ اسی مہینے میں فلم ریویو کے ڈاک پر ڈاکہ ڈالنے کے لئے کئی مہذب سارق پیدا ہو گئے اسی مہینے میں مجھے اپنی ناظرین کے سامنے افتخار نمبر اپنے وعدے کے مطابق نہ نکالنے پر شرمندہ ہونا پڑا۔ اسی مہینے کی چھ تاریخ تھی اور اتوار کا دن تھا میں دفتر میں اپنے بچے کی تکلیف کے غم میں دلگیر بیٹھا تھا اور سوچ رہا تھا کہ افتخار نمبر کو کامیاب بنا کر اپنے دلی رنج کو دور کر سکوں گا۔ اور ان کی تشریف آوری کے وقت ان کا شاندار استقبال کروں گا کہ بدنصیبی ہوائی ڈاک افتخار صاحب کا ایک خط آیا وہ خط کیا تھا میرے لئے ایک بم تھا جو پھٹا اور پھٹ کر خاک و خون میں لتھڑی ہوئے لاش کی طرح میری خوشی اور دلی تمناؤں کو رنج اور مایوسی میں مبتلا کر دیا خط کا لفافہ ... ہی پڑھنے پایا تھا کہ ایک جھٹکا سا مجھے لگا اور سارا جہان اندھیرا نظر آنے لگا غم کے سیاہ بادل امنڈ آئے اور میں تاریکی میں گھبرانے لگا میری تمام خوشیاں پامال میرے تمام منصوبے خاک ہو گئے اور تمام ارمانوں پر پانی پھر گیا پروگرام کا کاغذ جو ابھی چند منٹ پہلے میز کی زینت تھا ردی کی ٹوکری میں پھینک دینے کے قابل ہو گیا مجھکو اس کا اعتراف ہے کہ اس کے بعد میں نے ہزارہا کوششیں کیں کہ افتخار نمبر وعدے کے مطابق وقت پر تیار ہو جائے لیکن نہ ہو سکا افتخار نمبر میں جو خوبیاں ہونی چاہئے تھیں اور میں نے جس شکل میں نکالنا چاہا تھا وہ بالکل نہ ہو سکا اب اس کا نام افتخار نمبر نہیں۔ خاص نمبر ہے۔ اپنے مفاد کے لئے کسی کے خط کو شائع کرنا میں عیب سمجھتا ہوں لیکن اس ناکامیابی کے سبب سے بڑے سبب کو آپ صاحبان پر ظاہر کر دینا مناسب سمجھتا ہوں جو اس خط کے ایک ناتمام حصہ سے روشن ہو جائیگا کہ میں نے افتخار نمبر کیوں نہیں نکالا

ناظرین کو معلوم ہے کہ میں نے شیخ افتخار رسول صاحب کے کامیاب لوٹنے کی خوشی میں افتخار نمبر کی اشاعت کا اعلان کیا تھا۔

نقل خط بیالیسویں سطر کے بعد!

میرا ارادہ تھا کہ اگست میں عازم ہندوستان ہو جاؤں۔ اگرچہ اس وقت مجھے فرصت ہے تاہم بہت سی باتیں سوچنے والی ہیں۔ میرا خیال ہے کہ اگر میں اپنی روانگی دو ایک مہینوں کے لئے اور ملتوی کردوں تو نہ صرف میں رسالہ کی بلکہ اپنے ملک اور قوم کی بھی کچھ خدمت کر سکوں گا۔ میرا مطلب اس سے ٹوکی بیز کا نوٹس ہے۔ یہاں بہت سے جتنے بھی ٹاکیز آرہے ہیں میں انہیں اچھی طرح جانتا ہوں۔ میرے دوست ہیں۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ یہاں رہ کر ان کی توجہ فلم انڈسٹری کی طرف مائل کروں۔

خدا نے چاہا تو ہم اس کمی کو اپنے سالگرہ نمبر میں پورا کر دینگے ہم اپنے قدردانوں کے جنھوں نے اپنے قلم اور دماغ کے ذریعے مجھے مدد پہنچائی ہے عدم گنجائش کے بنا پر بغیر کسی شکریہ کے آئندہ اشاعت کے وعدہ پر رخصت ہوتے ہیں خدا نے چاہا تو ہم اکتوبر میں اپنے معزز دوستوں کا اپنے قارئین سے مفصل طریقے پر تعارف کرا دینگے۔

ایک گذارش اور ہے میں نے ابتک کسی غیر موزوں افسانہ یا بحث کو شائع کرنے سے پرہیز کیا ہے اور جہانتک مجھے یاد ہے سوائے بازارت بج بج گئے اور کوئی مضمون ایسا شائع نہیں ہوا" اس نمبر میں ایک غیر موزوں افسانہ بنام "شہید آرزو" شائع ہو رہا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ اس شخص کے بچپنے کی طرز تحریر ہے جس کے نام نامی اسم گرامی سے ہم یہ ناچیز تحفہ منسوب کرنا چاہتے تھے۔

خدا حافظ

سوانح بدر

مشرق کے چاندکی مغرب مین جلوہ ریزیان

فخر شیخ افتخار رسول بدر بار ایٹ لا زندہ باد

از جناب جمال صابری صاحب علیگڑہ۔

جمال { لے آئی خود نمائی انجمن بزم عام مین
آیا نہ چین انجمن آرائے بغیر

مقام و سن ولادت۔ مسٹر افتخار رسول ۱۹۰۵ء مین صوبہ پنجاب کے تاریخی شہر ملتان مین پیدا ہوئے آپ کی عمر اس وقت ۲۶ سال کی ہے۔ مبارک ہے وہ سرزمین جس نے افتخار جیسا فرزند پیدا کیا اور مقدس ہے وہ گھر جسمین بدر جیسا ماہتاب کمال طلوع ہوا آپ کی پیدائش پر ہر طرف ملتان مین شادیان رچائی جارہی تھیں اور ادھر جمال و جلال کی دیوی شیخ صاحب کی صبیح و سلیم پیشانی پر شہرت و عزت کے بوسے ثبت کر رہی تھی۔

خاندان۔ آپکے والد بزرگوار شیخ رسول بخش صاحب انصاری مرحوم کا شمار ملتان کی معزز ہستیون مین کیا جاتا تھا زمیندار اور رئیس ہونے کے علاوہ آپ ڈسٹرکٹ و سیشن جج کے چیف ریڈر بھی تھے شیخ افتخار رسول کا خاندان پنجاب کے معزز خاندانون مین تصور کیا جاتا ہے آپ کے تمام افراد خاندان اعلیٰ اعلیٰ عہدون پر ممتاز ہین اس وقت آپکا شجرہ پیش کیا جاتا ہے۔

شیخ رسول بخش صاحب انصاری مرحوم

صاحبزادہ	شیخ صدیق رسول	شیخ نیاز رسول	شیخ ظفر رسول	شیخ فیض رسول
	عمر ۔۔ سال	عمر ۱۶ سال	عمر ۱۸ سال	مینیجنگ ڈائرکٹر
	طالب علم	طالب علم	طالب علم	اکیڈمی [illegible] ملتان
				عمر ۲۵ سال

شیخ عزیز رسول — منتظم جائداد رئیس — عمر ۔۔ سال

شیخ افتخار رسول بیرسٹر — عمر ۲۶ سال

زمانہ طفولیت۔ شیخ افتخار صاحب اپنے بھائیون مین سب سے بڑے ہین۔ آپکا بچپن نہایت آرام و راحت کے ساتھ گذرا۔ آپ کی تربیت اسی طرح ہوئی جس طرح تعلیم یافتہ اور معزز گھرانون کے بچون کی ہوا کرتی ہے۔ بچپن ہی مین آپ کی پیشانی کے جلوے اور آپکے تیور کا جلال شہادت دیتا تھا کہ یہ دنیا کے بڑے آدمی ہون گے آخر ایسا ہی ہوا قدرت نے آپ کو شہرت و عظمت کی آخری منزل مین لاکر کھڑا کردیا۔

ابتدائی تعلیم۔ اوائل عمر مین شیخ صاحب نے اپنے والدین اور مختلف استادون سے مذہبی تعلیم حاصل کی اسکے بعد آپنے انگریزی تعلیم کی طرف قدم بڑھایا۔ گورنمنٹ کالج ملتان کی زندگی عجیب پرکیف رہی۔ اس زمانہ میں بھی آپ کی شوخ طبیعت اور فطری قابلیت کے چرچے تھے ایف اے کا امتحان پاس کرنے کے بعد آپ کو بیرسٹری کی طرف رجحان ہوا اور اس کی ڈگری حاصل کرنے کے لئے یورپ روانہ ہوگئے

شاعری اور ادبی ذوق۔ آپ شاعر بھی ہین بدر تخلص فرماتے ہین افسوس نمونہ کلام موجود نہین شاعری کے علاوہ شیخ صاحب موصوف کو افسانہ نگاری مین بھی کمال حاصل ہے مسٹر موصوف کا ایک افسانہ بنام شہید آرزو ان کے طالب علمی کے زمانہ کا شریک اشاعت ہے جو کہ بھائی فیض کے ذریعہ عبد الرؤف صاحب تک پہونچا ہے۔ جس کو عبد الرؤف صاحب کی قدر دانی اور شیخ صاحب کی شوق علم و ادب کا اندازہ ہو سکتا ہے آپ کو بچپن ہی سے علم و صنعت کے ذوق کے علاوہ موسیقی سے بھی بیحد

شوق تھا۔ چنانچہ اس فن میں بھی آپ نے انتہائی کوشش کے بعد کمال حاصل کیا آپ شہسواری اور تیراکی وغیرہ وغیرہ میں بھی کامل ہیں۔

ہندوستانی فلم سے مایوسی۔ اس وقت جبکہ آپ تعلیم پا رہے تھے ملتان میں ایک ہندوستانی فلم "شاہی سوار" دکھایا گیا جسے آپ بھی دیکھنے کے لئے گئے۔ اس فلم کو دیکھ کر شیخ صاحب کو اس قدر کوفت ہوئی کہ چار ریلیں دیکھ کر ہی آپ کو سینما ہال چھوڑنا پڑا۔ "شاہی سوار" فلم دیکھ کر آپ ہندوستانی فلم سازی کی طرف سے بڑی مایوسی ہوئی یہی وقت تھا جبکہ آپ کے جذبات میں ٹھیس لگی آخر ادہر خیالات کا سمندر امڈا اور ادہر قدرت نے فوراً اپنی رحمت کی بارش برسادی۔

بغرض تعلیم یورپ کو روانگی۔ چونکہ آپ کی آزاد طبیعت نے بیرسٹری کو پسند کیا تھا اس لئے آپ ۱۹۲۳ء میں ہندوستان کو خیرباد کہہ کر یورپ روانہ ہوگئے اور وہاں پہنچکر امتحان کی تیاریاں شروع کردیں۔

رقص کے کمالات اور اسکی مستیاں۔ مسٹر افتخار رسول مشرقی رقص میں بھی کمال رکھتے ہیں آپ نے یورپ میں اس فن کو ایک باکمال کی حیثیت سے پیش کیا اور عرصہ تک پیرس۔ بوڈاپسٹ۔ پراگ۔ لندن اور وائنا کے اوپیرا گھروں میں آپکے دلفریب رقص کی نمائش ہوتی رہی۔ آخر اس کی کیف آفرین دلچسپیوں اور پُراسرار دلنوازیوں نے ہلچل ڈالدی۔ مشرق کے اس محسور کن فن کے لطیف اثرات یورپ کی اعلیٰ سوسائٹی پر چھاگئے اور اس طرح شیخ صاحب کی مقبولیت اور کامیابی زیادہ سے زیادہ مستحکم ہوگئی گو آپ دنیا کے مشہور ترین ایکٹر ہیں مگر درحقیقت آپ کی تمامتر مقبولیت اور کامیابی کا راز آپکے رقص میں مضمر ہے۔

فلم کی دنیا میں پہلا قدم شیخ صاحب گرمی کی تعطیلات کسی خوشگوار مقام پر گذارنے کے لئے فرانس تشریف لے گئے اس ملک کے مشہور شہر نائس کو آپ نے پسند کیا جو ایک ساحلی اور نہایت پُرفضا جگہ ہے یہیں سے آپ کی فلمی زندگی کی پہلی کڑی شروع ہوتی ہے۔ یورپ کے مشہور عالم ڈائرکٹر ریکس انگرام جو عربی معاشرت اور اسلام کی مقدس تعلیم سے متاثر ہوکر حلقہ بگوش اسلام ہوچکے تھے[1] اپنے نایاب شاہکار "گارڈن آف اللہ" کے بعض مناظر کی تصویرکشی کے لئے یہاں قیام فرما تھے۔ ایک دن مسٹر افتخار رسول اپنے دل میں فلمی شوق کی چنگاری لئے ہوئے وہاں پہنچ گئے اور مناظرکشی کا تماشا دیکھنے میں محو ہوگئے۔ پہلے ہی سے ان کو فلم اسٹار بننے کا شوق تھا اور اس سے پہلے اس کام کیلئے بہت سی کمپنیوں کو خطوط لکھ چکے تھے۔

مسٹر انگرام کی نظر آپ پر پڑی۔ صاحب موصوف نے افتخار صاحب سے تھوڑی دیر گفتگو کی اور آخر آپ کو اپنے فلمی گروہ میں شامل کرلیا۔ شیخ صاحب کو معمولی سا پارٹ دیا گیا۔ اس پارٹ کو دیکھ کر مسٹر انگرام بہت ہی متاثر ہوئے۔ اس فلم میں فوراً آپ کو دوسرا پارٹ بھی دیدیا اور اس طرح مشرق کے مایہ ناز فلم اسٹار کی فلمی زندگی شروع ہوئی۔

مسٹر افتخار رسول کا حیرت انگیز ایکٹ اور یورپ میں ہلچل

جس زمانہ میں "باغ اللہ" فلم کی مناظر بندی ہورہی تھی فرانس کی ایک بہت بڑی کمپنی کا ڈائرکٹر مسٹر ریکس انگرام کے نگارخانہ کی سیر کو آیا جب آپ کے ایک جذبات انگیز ایکٹ کی تصویر اتاری گئی تو فرانس کی کمپنی کا ڈائرکٹر حیرت زدہ ہوکر رہ گیا۔ اس نے شیخ صاحب کا ایکٹ بیحد پسند کیا اور اسی وقت آپ کو The Serpent of the Nile "دی سرپنٹ آف دی نائل" فلم میں چیف پارٹ کے لئے منتخب کرلیا چنانچہ فروری شرائط طے ہوجانے پر مسٹر افتخار رسول فلم مذکور میں ہیرو کا پارٹ ادا کرنے کے لئے پیرس روانہ ہوگئے

اس فلم میں شہزادہ حسن کے پرجذبات اور محبت بھرے پارٹ کی وجہ سے تمام دنیا میں دھوم مچ گئی اور آپ ایموشنل (جذباتی کریکٹر) تسلیم کرلئے گئے۔ اب آپکی شہرت کا بے پایاں دریا شوخ و چنچل لہروں کی آغوش میں تیزی کے ساتھ رواں تھا اور زندگی کی ہر منزل مثل زندگی اور حصول مقصد کی شاداب دنیا بن گئی "دی سرپنٹ آف دی نائل" فلم میں آپ کا کام اس قدر پسند کیا گیا کہ جرمنی۔ امریکہ اور فرانس کی دیگر کمپنیوں کے دعوت نامے آنے شروع ہوگئے یورپ کے تمام اخبارات نے آپ کو مشرق کا "ولینٹنو" کے خطاب سے یاد کیا۔

جب فلم کے ساتھ اسٹیج پر آپ کا انٹروڈیوس کرایا گیا تو پندرہ منٹ تک تالیاں بجتی رہیں اور پبلک نے نہایت جوش کے ساتھ مرحبا کے

بقیہ حصہ صفحہ ۴۱ پر ملاحظہ کیجئے

[1] ان کے مسلمان ہونے کے تفصیلی حالات فلم ریویو کے پچھلی اشاعت میں شائع ہوچکے ہیں۔

بخدمت افتخار

جناب صدیق رسول انصاری صاحب کے قلم سے

اے کہ تو ہے فخر قوم و نازش ہندوستان
اے کہ تو جس سے ہوئی تجارت کی دنیا قدردان

اے کہ تو ہے مظہر حسن و جمال یوسفی
اے کہ تو ہے آئینہ دار کمال یوسفی

اے کہ تجھ سے مل گئی صنعت کو شان ارتقا
اے کہ تو جس سے ہوئی ہے شوکت فن انتہا

اے کہ تجھ سے مٹ گیا مغرب کا پندار کمال
اے کہ تو مشرق کا جس سے بڑھ گیا جاہ و جلال

اے کہ تو جس سے بڑھا عزّ و وقار مرز بوم
اے کہ تجھ سے مچ گئی ملتان کی کل عالم میں دھوم

اے کہ تجھ سے مل گیا عظمت کو سرمایۂ ناز
اے کہ تو جس سے ملی رفعت کو شان امتیاز

لائی ہے دامن میں اپنے عید پیغام نشاط
چھا گیا ہے ہر طرف عالم میں کیف انبساط

گونجتے ہیں نغمہ ہائے عیش و بہجت بخش جہات
چہرۂ گیتی پہ دوڑا پھرتا ہے خون حیات

مے و مینا و رباب و چنگ و ساقی حسین
ہر جگہ ہیں آج یہ سامان حبا تو بالیقین

بادۂ جوش طرب سے ہر بشر سرشار ہے
عیش رنگیں سے فضائے دہر جلوہ راز ہے

آہ! لیکن مجھ کو دیکھو زہر غم کھاتا ہوں میں
آتش درد نہانی سے جلا جاتا ہوں میں

ولولے مردہ ہیں افسردہ تمنائیں مری
پھونک دیتی ہیں سرور عید کو آہیں مری

حسرتوں کے اڑتے ہیں میرے تنفس سے شرار
دل میرا ہے حدّت ناکامیوں سے شعلہ زار

آہ! خواب زندگی کی بدنما تعبیر ہوں
ہوں فغان غم فزا یا نالۂ دلگیر ہوں

حسرت و ارمان و یاس و درد کی تصویر ہوں
مختصر یہ ہے کہ میں بگڑی ہوئی تقدیر ہوں

ہے تبسم عید کا برق فنا میرے لئے
چھیڑ ہے اس کی بہت کلفت فزا میرے لئے

آہ! مجھ سا بھی نہ دنیا میں کوئی ہو یوں مزار
عید کے دن ہوں میں مرہون فراق افتخار

اہل عالم کے لئے بے شک مبارک عید ہے
عید میری تو مگر پیارے تمہاری دید ہے

(مرسلہ نیض رسول انصاری)

سیّارۂ مشرق

شیخ افتخار رسول صاحب کی تصویر دیکھکر

(از جمال صابری آنریری ایڈیٹر فلم ریویو)

اے بہارِ کائنات، اے افتخارِ کائنات
ہے بہاروں پر ترے دم سے بہارِ کائنات

مفتخر ہی ذات سے تیری یہ فن اے افتخار
ذی شرف ہے لالۂ رنگیں سے سارا لالہ زار

اہلیت مشرق کی تیرے دم قدم سے زندہ ہے
تو سپہرِ فلم کا اک اخترِ تابندہ ہے

اِرتقا تمثیلِ تصویری کا تیرے دم سے ہے
سَر کی زینت خوبصورت گیسوئے پرخم سے ہے

محفلِ مغرب ترے اوصاف کا گہوارہ ہے
ہم تو یوں خوش ہیں کہ تو مشرق کا اِک سیّارہ ہے

SHAIKH IFTEKHAR RASOOL.

SPECIAL PRESS, 128-B, BAITAKHANA RD, CAL

SHAIKH IFTEKHAR RASOOL.
Rudolf Valentino of the East. "Patron of the Film Review" He is now directing the First Urdu Talkie. in London and has left for the continent to play the lead in the first Arabian night's musical extravaganza "The Black Slave"

SPECIAL PRESS. 128-8, BAITAKHANA RD CAL.

سچی باتیں

از:- جناب شعلہ لکھنوی

افتخارِ خانداں فخرِ مسلمانانِ ہند   آفتابِ چرخِ مسلم اے مہِ تابانِ ہند
اے کہ تو خلق مجسم اے کہ تو فخرِ جہاں   اے کہ تجھ پہ ناز کرتا ہے تمام ہندوستاں
اے کہ تو ہے ہندیون کیواسطے پہلی مثال   فلم کی دنیا مین تونے کرلیا پیدا کمال
اے کہ تیری ذات سے جذبہ نیا پیدا ہوا   ہند بھی اب لعبتِ تصویر پہ شیدا ہوا
اے کہ تونے ملک یورپ مین قیامت کی بپا   ہندیون کے جوہرِ نہاں کو ظاہر کردیا
اے کہ تونے ساری دنیا کو مسخر کرلیا   مختلف پھولوں سے تونے اپنا دامن بھرلیا
اے کہ تونے غیرقومون سے لیا کیسا خطاب   "مشرقی" تو ہے "ولنٹینو" ہوا تیرا خطاب
اے کہ رگ رگ مین تری خونِ محبت ہی بھرا   نام تونے عشق کی دنیا مین بھی پیدا کیا
اے کہ تونے سینکڑون طعنے سُنے اور اُف نہ کی   سچ ہی تونے ہر طرح کی ہجر مین آفت سہی
اے کہ تیری زندگانی ہجر مین پُر غم رہی   تجکو ہی معلوم لطف بیکسی اور بے بسی
چاہتا ہی دل کہ تیرا حال بھی لکھون ذرا   اب بہت بیچین ہی میرا یہ قلبِ مبتلا
تیرا مولد شہر ملتاں تو شریف اور تو نجیب   ہموطن کا تیری افسانہ ہے اک قصہ عجیب
ہند مین جب ابتدائی علم حاصل کرچکا   تیرے دل مین مغربی تعلیم کا اک شوق اٹھا

واسطے قانون کے یورپ روانہ ہوگیا
تونے کی قانون کی تکمیل ! یہ اچھا ہوا
تونے سوچا فلم کی دنیا مین بھی اب جاؤن مین
تو برابر چھمون پر چٹھیاں لکھتا رہا!
گو بہت سی کمپنیاں بن گئین ہمت شکن
آخرش ایکدن ستارہ جگمگا اٹھا ترا
تو ملاقی ہوگیا اس "رکس" عالیشاں سے
تجھ مین جو، جوہر نہاں تھا وہ سمجھ اسکو گیا
پارٹ گو چھوٹا تھا لیکن وہ نکو انجام تھا
تیرا پہلا کھیل جس کا نامِ نامی "مارنیل"
اپنی ہمت کی بدولت تو ہوا مشہورِ دہر
اپنے ہم قوموں پہ بھی ہاں اک نگاہ مہر کر
ہند مین آ۔ ان کو دے تعلیم اپنے کام کی

ہر جگہ پر دور تیرا عالمانہ ہوگیا
تیری قسمت کا ستارہ اوج پر چمکا گیا
تجھ مین جو جوہر نہاں ہین سبکو وہ دکھلاؤن مین
ناامیدی کے مصائب قلب پر سہتا رہا
پر ترے دل مین نہین پیدا ہوئے رنج و محن
سچی امیدون کا مزرعہ لہلہا اٹھا ترا
جو کہ سچا ہے مسلماں دین سے ایمان سے
اس نے تجکو ایک چھوٹا پارٹ آخر دے دیا
ہم نے یہ دیکھا کہ سب کے لب پہ تیرا نام تھا
آخرش وہ بنگیا تیری ہی شہرت کی دلیل
اپنی ہی تابندگی سے بنگیا تو نورِ دہر
ان کے خالی دامنون کو مختلف عنواں سے بھر
صورتین اِن کو بھی سمجھا دے نمود و نام کی

اب دعائیں بھی ذرا سن شعلۂ بیچارہ کی
رنجِ ہجراں سے فسردہ عشق کے آوارہ کی

تو رہے قائم جہاں مین اور تری عزت بڑھے　　　فائدہ لوگوں کو تجھ سے ہو تری شہرت بڑھے

ہالی وڈ آ کر بنا دے تو ہمارے ہند کو
فلم کا دیوانہ کر دے شیخ کو اور رند کو

خاص فلم ریویو کے لئے

شیخ افتخار کی مراجعت وطن اور ہمارا فرض

— از —

پروفیسر شبلی ابراہیمی - پروفیسر کرشناتھ کالج برہمپور (بنگال)

اس متبرک موقع پر جبکہ بھارت کا ایک سپوت فرزند مادر وطن کے دامن کو چومنے کے لئے انگلستان سے واپس آرہا ہے ضروری ہے کہ جذبۂ قومی کا پورا اظہار کیا جائے۔ میں ایڈیٹر فلم ریویو کو مبارکباد دیتا ہوں کہ انھوں نے اس فرض کو محسوس کیا اور اپنی بساط کے مطابق خیر مقدم کا سامان کیا۔ خیر مقدم میں شرکت کی مجھے بھی دعوت دی گئی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ باوجود بیحد مصروفیت اور مشغولیت کے مجھے لبیک کہنا پڑا۔

ڈراما نویسی اور فن تمثیل ہندوستان کے لئے نئی چیزیں نہیں ہیں قدیم ہندوستان میں ڈراما اور فن تمثیل نے جو ید طولیٰ حاصل کیا وہ اظہر من الشمس ہے اگر ہندوستان کے قدیم فن تمثیل کا نمونہ دیکھنا ہو تو آج بھی تم ہندوستان کے جنوب میں دیکھ سکتے ہو۔ میری مراد مالابار کی اس معمولی سی جماعت سے ہے جو ہندوستان کے عہد قدیم کے فن تمثیل کی زندہ یادگار رہے۔ ڈراما نویسی بھی گرچہ اس پایہ کی نہیں لیکن پھر بھی یہ ذوق ملک سے کبھی فنا نہیں ہوا اور آج بھی انڈین شکسپیر حضرت آغا حشر کاشمیری جیسے لوگ ہم میں موجود ہیں یہ سب کچھ ہے لیکن عام طور پر ملک کا مذاق بگڑ چکا ہے اسکی وجوہات کیا ہیں؟ کیوں ایسا ہوا؟ ان سوالات کے جواب کا یہ موقع نہیں اور اس بحث کو میں کسی دوسری صحبت کے لئے اٹھا رکھتا ہوں۔

ہندوستانی متحرک تصویروں میں یوں تو بے شمار نقائص ہیں اور ان میں سے ہر ایک کو گنانا ضروری نہیں ہے مگر ہاں چند مخصوص عیوب کا تذکرہ ناگزیر ہے۔ سب سے پہلی خرابی پلاٹ کی ہے۔ جن قصوں، ڈراموں اور افسانوں کو پردۂ فلم پر دکھلایا جاتا ہے اُن میں عموماً کوئی ربط یا تسلسل نہیں ہوتا بلکہ افسانہ نگار جس زمانہ کی تصویر کھینچتا ہے اُس زمانہ کی خصوصیات سے اس کو کما حقہ واقفیت نہیں ہوتی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ قدم قدم پر ٹھوکریں کھاتا ہے دوسری خرابی یہ ہے کہ ڈائرکٹر صاحبان کبھی غور و فکر کی زحمت گوارا نہیں فرماتے اور میرا تو یہ خیال ہے کہ ان میں غور و فکر کی صلاحیت ہی نہیں ہے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ یورپ کی اندھی تقلید ہوتی ہے۔ اور بجز اس کے کچھ نہیں، مگر حقیقت یہ ہے کہ کورانہ تقلید بھی ہم سے کما حقہ ادا نہیں ہوتی۔ ایک ہی لباس شروع سے لیکر آخر عمر تک کافی سے زیادہ سمجھا جاتا ہے چاہے مدت ساٹھ ہی سال کی کیوں نہ ہو مگر لباس تبدیل کرنا ستم ہے۔ آپ آج سے چار سو سال قبل کے تماشے میں دیکھیں گے کہ کمرہ بالکل جدید ساز و سامان سے سجا ہوا ہے حد یہ ہے کہ برقی پنکھا بھی چل رہا ہے۔ بہروپ اور لباس کے متعلق تو ڈائرکٹر صاحبان کو کسی تحقیق کی ضرورت ہی نہیں وہ رام اور کرشن کو موجودہ زمانہ کا ہندوانہ لباس پہنا کر پردۂ فلم پر پیش کرتے ہیں اور اس مضحکہ انگیزی پر ایک لمحہ کے لئے بھی غور نہیں کرتے داخلی مناظر کے متعلق تو گفتگو ہی فضول ہے۔ کون شخص کسی کام کے لئے موزوں ہے؟ اس سے ان کو مطلق بحث نہیں بلکہ اکثر تو ایسا

PLEMENT

Role of
-ka-Shikar.

چاہے سو بنائے

ہوتا ہے کہ جس مسئلہ پر ڈائرکٹر صاحب کی نظر التفات ہوئی بس وہ ہیرو ئن بن بیٹھی - یہی حال مشلون کا ہے جس نے زیادہ خوشامد کی بس وہ جو چاہے سو ہو جائے۔ فلم جائے بھاڑ مین -

تیسری خرابی یہ ہے کہ خدایان فلم چاہتے ہین کہ خرچ تو کم ہو اور نفع زیادہ ہو - یہ ایک ایسی ناپاک ذہنیت ہے جس سے فن کو شدید نقصانات پہونچ رہے ہین - چوتھی خرابی فوٹو گرافی کی ہے نہ معلوم کیوں ؟ ممکن ہے کہ ہندوستان کی آب و ہوا کو بھی اس مین دخل ہو - لیکن اس بیسوین صدی مین مشکلات کے مقابلہ مین اعتراف شکست از حد درجہ کی کمزوری، بزدلی، اور جہالت ہے اگر تمام ماہرین فن سر جوڑ کر سچے دل سے کوشش کرین تو کوئی وجہ نہین ہے کہ کامیابی کی راہ ہا سے ہم آغوش نہ ہون -

پانچوین خرابی مخل اور مسئلہ کی جہالت ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ اس مین ان غریب بے زبانون کا قصور نہیں ہے اگر ان کو باضابطہ تربیت دی جائے تو کیا وہ کام چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوں گے ؟ حقیقت یہ ہے کہ ان کی ساری ذمہ داری خدایان فلم پر عائد ہوتی ہے - اور اصل مین یہ بے زبان مخلوق جرم سے بری ہے مین اپنے ملک کے مشلون کی طرف سے بالکل مایوس نہین ہون مجھے کامل یقین ہے - کہ ان ہی مین سیکڑون ہین جن مین ڈوگلس چارلی چپلن - ہیرلڈ لائیڈ - لان چنی انتخار رسول میری پکفورڈ الائن ٹیری اور للین ہارے - بننے کی صلاحیت موجود ہے - مگر غارت گری کی ایک منظم طاقت ہے جو فن کو اور فن کے ساتھ ان بے زبانون کو کچل رہی ہے چھٹی خرابی یہ ہے کہ اخبارات و رسائل اور تنقید نگار حضرات ان ناقص فلموں کی بیجا مدح سرائی کرتے ہین نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ عوام کا مذاق بگڑ جاتا ہے پھر یہ کہ خدایان فلم اور مشلون کو ایسا دہوکا پیدا ہو جاتا ہے کہ وہ سمجھنے لگتے ہین کہ اب وہ ترقی کے اس نقطہ پر پہونچ گئے ہین جس کے اوپر پرواز کی مطلق ضرورت نہین لیکن انصاف یہ ہے کہ اب بہت زیادہ احتیاط سے کام لیا جانے لگا ہے اور مجھے یقین ہے کہ اگر وہ ہمت عقل، اور سنجیدگی کو کام مین لائین گے تو بہت حد تک ان

خرابیون کا سد باب ہو جائیگا اس حقیقت کو ہمین فراموش نہ کرنا چاہئے کہ پریس ایک عظیم الشان طاقت ہے اور اگر وہ چاہے تو انقلاب پیدا کر سکتا ہے -

یہ امر بے حد فرحت بخش ہے کہ اب ملک کا تعلیم یافتہ گروہ بھی اسکی طرف توجہ کر رہا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ ہمارے ہزارون تعلیم یافتہ نوجوان مشل بننے کی تمنا کرتے ہین مگر چونکہ ان پر تمام دروازے بند ہین اس لئے ان کو اپنے ولولہ انگیز جوش و خروش اور تمثیلی جذبات کے اظہار کا موقع نہین ملتا - نسوانی طبقہ بھی اس ذوق مین برابر کا شریک ہے - چنانچہ شریف گھرانے کی معزز خواتین مثلاً مسز کملا دیوی چٹو پدھیا - اناکشی راما راؤ - مس تمینی ترقد - مس کملا وغیرہم نے ہندوستانی فن تمثیل مین ایک نئے شاندار باب کا اضافہ کر دیا ہے -

جب ہم ہندوستانی شعبہ جات فلم سازی کی پستی کی طرف نظر کرتے ہین تو مایوسی ہو جاتی ہے مگر ساتھ ہی ساتھ جب ہم اپنے نوجوانون اور مس اہل ذوق کی طرف نظر کرتے ہین تو یہ مایوسی امیدی کو بدل جاتی ہے اور یہ امید یقین کے حد تک پہونچ جاتا ہے انقلاب کے سارے سامان موجود ہین اب صرف ایک قائد کی ضرورت ہے جو اراکین انقلاب کو منظم کر سکے اور اس دور استبدادیت کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ کر دیا -

خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے ہم مین انتخار رسول کو بھیجدیا ہے جو غیر ملکون سے فتح کا ڈنکا بجاتا ہوا مادر وطن کی خدمت کے لئے واپس آ رہا ہے - آؤ ہم ہندوستانی فن تمثیل کے قائد اعظم کا کامل جوش و خروش، ولولہ، محبت، عقیدت اور رقص انگیز مسرت کے ساتھ استقبال کرین -

انتخار کو برادران وطن سے شکایت ہے لیکن انکو بہت جلد اسکا ثبوت مل جائے گا کہ یہ شکایت غلط فہمی پر مبنی ہے ہان البتہ یہان ان کی عزت نہ ہوگی ان کا احترام نہین کیا جائیگا ان کے سامنے خراج عقیدت نہین پیش کیا جائیگا ان سب کی جگہ ان کو سچی محبت، سچا پریم، اور رس بھرے پیار کا

MISS. SHAREEFA.
Indians most famous and best stage Actress who has acted the Role of Phool Kumari in Madan's Second Urdu and Hindi Talkie Film Samaj-ka-Shikar. Her Present Age is about 40 Years.

SPECIAL PRESS 128-B, BAITAKHANA RD. CAL.

MISS. GOHAR

In Devi Devyani.

D. B. Mansata Film Hering Service.

اتھاہ ساگر لہرین مارتا ہوا نظر آئیگا۔ ایسا کیون ہوگا؟ ایسا اس لئے ہوگا کہ یہ فطرت کا قانون ہے جس مین کبھی تبدیلی نہین ہوتی لڑکا کتنا ہی لائق کتنا ہی فائق اور کتنا ہی بڑا کیون نہ ہوجائے مگر ماں اس کو ہمیشہ بچہ ہی سمجھتی ہے۔ یہی حال افتخار کا ہے۔ افتخار اپنی عظیم الشان فتوحات کے ساتھ واپس آرہے ہین یاد رکھیاری ماں فاقون سے چور ماں جس کے فرزند قحط، آلام، مصائب اور ناقابل ہاتھ پھیلائے ہوئے کھڑی ہوئی ہے کہ اسے سپوت بیٹے کو گود مین لے لیا بھائی خوش ہین کہ میرا لائق بھائی آرہا ہے اور اب تمہارے مصائب مین شریک ہوگا کیا یہ روح پرور نظارہ یورپ کی دماغ پرور قدرد انیون کو بھلا دینے مین کامیاب نہین ہوگا؟

—— بھائی افتخار جواب دو۔

بھائی افتخار کو یہ یقین کرنا چاہئے کہ جہانتک برادران وطن کا تعلق ہے ان کو کوئی شکایت کا موقعہ نہ ملے گا۔ ساری برادری اس کی آواز پر لبیک کہنے کو تیار ہے۔ اور اب یہ انکا کام ہے کہ برادری کے منتشر افراد کو منظم کرکے انقلاب پیدا کردین لیکن ہاں ایک جماعت برادران یوسف کی بھی ہے جن سے غالبًا افتخار کو امید نہین رکھنی چاہئے یہی نہین بلکہ اگر ان کو موقع ملا تو وہ افتخار کو یا تو کنوئین میں گرا دین گے۔ یا بھیڑ الین گے لیکن مایوسی بہر حال حرام ہے اس لئے مین یہ امید کرنے پر مجبور ہون کہ کچھ بھی ہو آخر بھائی ہی ہیں—— اور غالبًا افتخار کو وہ بھی شکایت کا موقع نہ دین گے۔

آخر میں۔ مین بھائی افتخار سے نہایت مودبانہ عرض کرونگا کہ وہ کلکتہ ضرور آئین اور جلد آئین۔ موصوف کے یہان آنے پر شائقین فلم کی ایک چھوٹی سی کانفرنس منعقد کی جائے اور تمام مسائل پر غور و خوض کے بعد ایک انقلابی پروگرام مرتب کیا جائے اور اس کے بعد ہم چل کھڑے ہون۔

میرے خیال مین اس چھوٹی سی کانفرنس کا ایجنڈا حسب ذیل ہو

(۱) ہندوستانی شعبہ جات فلم سازی کے انحطاط کے اسباب پر غور و فکر۔

۲۔ ایک "فلم اکیڈمی" (ادارۂ تمثیلی) کی تشکیل پر غور و خوض۔

نوٹ:۔ "فلم اکیڈمی" ماہرین فن۔ فسانہ نگار۔ اور ڈرامانویس حضرات کی ایک جماعت ہوگی جسکا کام یہ ہوگا کہ ملک مین مذاق سلیم پیدا کرے۔ ایسے فسانے تیار کرے جن کے فلم کرنے سے فن تمثیل اور عالم انسانیت کی بھی خدمت ہو اور دوسری ایسی تدابیر کو عمل مین لائے جو باہمی مشاورت کا نتیجہ ہون۔

۳۔ مذکورۂ بالا امور کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک مرکزی لائبریری کے قیام پر غور و فکر۔

۴ ایک فلم ساز کمپنی کی تشکیل پر سوچ بچار

نوٹ۔ اس کمپنی کا مقصد یہ ہوگا کہ ایسے فلم تیار کرے جو فن کا اعلیٰ نمونہ ہون اور دوسری فلم ساز کمپنیون کے لیے مشعل ہدایت کا کام دیں۔

۵ ممثلون کے لئے ایک تربیت گاہ کی اسکیم کے متعلق مشورہ۔

۶ دیگر ضروری امور باجازت صدر

صفحہ ۱۷ کا بقیہ حصہ۔

یہ نہ صرف میرا اپنا بلکہ ہر مہذب تعلیم یافتہ شخص کا خیال ہے اور ہر وہ شخص جو ہندوستانی فلم سے دلچسپی رکھتا ہے۔ افتخار صاحب سے یہی توقع رکھتا ہے۔ کہ

شیخ برپردہ" برون آید و کارے بکند

خدا کرے اس کا احساس افتخار صاحب کو بھی ہو اور وہ اس مضحکہ انگیز ہندوستانی فلمی صنعت کو سدھارنے کی طرف متوجہ ہون

ایں دعا از من۔ و از جملہ جہاں آمین باد

افتخار صاحب سے ہماری توقعات

(از)

ادیب فاضل۔ سید تمکین کاظمی، منشی فاضل۔ ایم۔ اے۔ ایس۔ بی۔ ایم۔ آر۔ اے۔ ایس، حیدرآباد دکن

اوڈیٹر صاحب "فلم ریویو" سے ریمن کر افتخار نمبر کے لئے کچھ نہ کچھ لکھو متواتر ایک مہینے سے اصرار ہو رہا ہے اور ادھر میں حیران ہوں کہ آخر لکھوں تو کیا لکھوں۔ افتخار صاحب سے میں ذاتی طور پر واقف نہیں ایک آدھ ڈرامے میں ان کا کام دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے مگر اسے نہ تو تنقیدی نظر سے دیکھا اور نہ کبھی غور ہی کیا کہ وہ کس طرح کام کرتے ہیں اور نہ ان کے تفصیلی حالات اور خصوصیات ہی مجھے معلوم ہیں جو انہیں کے متعلق کچھ لکھنے میں مدد دیسکیں۔ البتہ مجھے افتخار صاحب کا مستقبل نہایت شاندار نظر آتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر افتخار صاحب اپنے وطن (ہند) میں مستقل طور پر کام کرنے لگیں تو ہماری موجودہ فلمی کمزوریاں دور ہو جائیں گی چنانچہ یہ چند سطری پیام افتخار صاحب کو پہنچ جائے تو ممکن ہے کہ ان کے "جذبات وطنیہ" میں جوش پیدا ہو اور وہ مقصد وطن کریں۔"

(تمکین کاظمی)

ہندوستان کو ریس کی عادت ہو گئی ہے اور وہ ہر ایک کی ریس کرتا ہے۔ تقلید ہندوستانی خمیر کا خاصا ہو گیا ہے۔ جدت تو خدا کے فضل سے پاس پھٹکنے نہیں پاتی۔ چنانچہ ہر چیز میں ہندوستان ریس کرتا ہے ناٹک (تھیئٹر) کی طرف ہندوستانی توجہ منعطف ہوئی تو وہ کمال کئے کہ واقعتہً جی پھڑک گیا۔ پارسی بھائیوں نے اسٹیج کو اس قدر بھونڈا بنا دیا کہ تھیئٹر کے نام سے اختلاج پیدا ہونے لگا ابھی زمانے میں یورپ نے سینما کی طرف توجہ کی تو ہندوستان نے بھی ریس شروع کی اور "فلمی صنعت" کا شوق ہوا جس کی وجہ سے ناٹک کی طرف توجہ کم ہونے لگی اور اب بفضلہ تعالیٰ ناٹک کا شوق تقریباً مٹ رہا ہے یہ اچھا ہی ہوا مگر خدا بھلا کرے اس ریس اور بھونڈی تتبع کا کہ سینما کی فلمی صنعت بھی اس کی نذر ہو رہی ہے تقریباً ہر بڑے شہر میں فلم ساز کمپنیاں کھل گئیں اور سیکڑوں فلم تیار ہو گئے مگر کوئی ایک فلم بھی ایسا نظر نہیں آتا جو حقیقی معنی میں فلم کہلانیکا مستحق ہو۔

اسٹیج ڈائرکٹر سے لیکر مصور تک اور ڈرامہ نویس سے لیکر ٹائٹل نویس تک یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابھی ابھی کسی آسام کے عظیم الشان جنگل سے پکڑے ہوئے چلے آئے ہیں اور خواہ مخواہ ان لوگوں سے ایسے کام لئے جا رہے ہیں جن کا انہیں قطعاً سلیقہ نہیں۔ ڈرامہ یا قصہ انتخاب ہوگا تو حد درجہ بیہودہ اور بیہدہ، تاریخی واقعہ کو لیں گے تو اس میں اس قدر کتر بیونت اور اتنی زیادتیاں کرینگے کہ قصہ ہی بدلجائیگا لباس اور مقام کی تو پوچھئے نہیں۔ دنیا بدل گئی مگر ہماری فلم ساز کمپنیاں جب کسی بادشاہ کو پیش کرینگی تو اسی ڈریس میں جو بارنگی الفریڈ ناٹک کمپنی "کا خون ناحق" کے لئے بنایا ہوا ہوگا۔ یا جدت کرینگی تو اتنی بھونڈی جدت کہ ایک ململ کا کرتا اور سفید ہرک کا پاجامہ پہنا کر چھ آنے والی نئی بنائی خریدی ہوئی ویسٹ کوٹ پہنا دیں گی اور بادشاہ جہاں پناہ بس۔ بمبئی کے "موالی" ہوکر رہ جائیں گے۔

جب کبھی کسی ڈاکو کا قصہ بیان ہوگا تو ہماری کمپنی والے فوراً میکسیکو ڈریس کو پیش نظر رکھ کر ایک ایسا ڈریس تیار کرلین گے جے کسی زمانے مین یا تو بنجارے پہنا کرتے تھے یا آجکل دکن مین لمباڑے" پہنا کرتے ہین۔

کیمرہ مین کے کمالات گو ان حضرات کے کرامات کی ٹکر کے نہین ہوتے مگر وہ بھی اپنے فن سے بڑی دور نکل جاتے ہین۔ ٹائیٹل لکھنے والون کا تو پوچھنا ہی کیا ہے غریب اردو کو تو مٹیا میٹ کر دیا۔ سنجیدہ شخص ایک سطر بھی پڑھنا گوارا نہین کرتا۔ قصہ نویس ایسے درجہ سوم کے انتخاب کئے جاتے ہین کہ داد نہین دی جاسکتی نہ تو پلاٹ مین دلچسپی نہ کیرکٹر مین دلکشی نہ قصہ مین دلفریبی نیا نے قصہ نویسی قصہ گوئی اور قصہ نگاری مین کمال کو ختم کرکے دو چار قدم اور آگے بڑھا دئے ہین مگر ہمارے قصہ نویس ابھی لیلےٰ مجنون" شیرین فرہاد" علی بابا" ہی مین گم ہین اور اگر ذرا جدت کی تو بس کسی متمول نوجوان کا تعشق کسی طوائف سے بتا دیا اور "بیرے" پرزندی کے کوٹھے کی تفصیلات ظاہر کردین چلو قصہ نویس کے نتھے گھٹ ہوگئے۔ بی جان کا اشتہار ہوگیا۔ کمپنی کا ڈرامہ تیار ہوگیا اور دیکھنے والے پہلو بدل کر رہ گئے۔

ناطق فلم کی صنعت مین بھی یہی ہونا ہورہا ہے اور خدا جانے کب تک ہوتا رہا۔ پارسی۔ ہندو۔ مسلمان سب ملکر بولتے فلم" بنانے مصروف رہے ہین" یہ فلم بھی ساکت فلمون کی طرح ستیاناس ہورہے ہین کیونکہ ساکت فلم ساز حیوان مطلق" ہین تو بولتے فلم" ساز" حیوان ناطق" چلو چھٹی ہوئی۔

رہ گئے ہندوستانی ایکٹر اور ایکٹرس سو ان کا حال بھی یہی ہے جہانتک سنا گیا ہے ایکٹرس کے اخلاق ذرا مشتبہ بھی پائے گئے مگر یہ دوسری چیز بھی پردے پر یہ لوگ بالکل خوبصورت ملائے تماشے" مین کام کرنے کی کوشش کرتے ہین شروع سے آخر تک اسٹیج ایکٹنگ ہوتی ہے اور بس کوئی ایکٹرس ہی نیچرل ایکٹ کی کوشش کرتا نہ ایکٹرس ہی اب اس کمزوری کو چاہے ڈائرکٹر کے سر تھوپنے کی کوشش کیجئے یا ایکٹر کے۔ مگر ہے سب سے بڑی اور عظیم الشان کمزوری۔

یہ ایک طائرانہ نظر تھی جو ہندوستانی جامد ناطق فلم" پر ڈالی گئی اگر اس کی تفصیل لکھنے بیٹھئے تو بس غضب ہی ہوجائے گا ان کمزوریوں اور حماقتوں کو دور کرنے کے لئے ایک ایسے شخص کی ضرورت ہے جو فلمی تجربہ رکھتا ہو اور خود کام کرکے ایسے ڈرامے بتائے جو کہ حقیقی طور پر ڈرامے ہوں' پبلک کا ذوق سدھر جائے گا۔ تو یہ موجودہ ڈرامہ خود بخود پبلک کی نظروں سے گر جائین گے اور مجبوراً ان نام نہاد فلم سازوں کو سنجیدگی اختیار کرنے پڑے گی۔ ورنہ نہ تو پنجاب والے ہی اس فلمی بدحواسی کو دور کرسکیں گے اور نہ حیدرآباد والے ہی۔

شیخ افتخار رسول مدت سے فلمی کام کر رہے ہین فلم کا خاصا تجربہ ہوگیا ہے اور ایک کامیاب ایکٹر کہلاتے ہین ایسی صورت مین وہ نہ صرف ریئیل کو ڈائرکٹ کرسکین گے بلکہ بہترین قصہ نویس بھی ثابت ہونگے گو وہ جس سرزمین پر کام کر رہے ہین اس زمین سے انہین سونا ملے گا اور خوب ملیگا اور شہرت و عزت بھی ہوگی اور خاصی ہوگی مگر ہندوستان بھی آخر ان پر کچھ حق رکھتا ہے جنم بھوم اور بھارت ماتا کو تو آخر وہ بھولے نہ ہونگے اگر وہ ہندوستان آکر کام کرنے لگین تو یقیناً ان کی فلمین حد درجہ کامیاب ثابت ہوں گی اور ان کی نگرانی مین بہترین فلمین تیار ہوسکین گی اور یہ جو "روکھ" نہ ہونے کی وجہ سے "ارنڈ" سر چڑھ رہی ہے کسی کھانے مین پس کر رہ جائین گی اور ہندوستانی فلم ترقی کرنے لگیگا یہ جو وحشت آج ہندوستانی فلمون پر طاری ہے اور اس بدحواسی کا جو ہر ڈائرکٹر شکار ہے اور یہ خرافات جو آج ہندوستانی پردے پر رونما ہوتے ہین اور یہ نفرت جو برادران وطن کو پیشہ ایکٹنگ سے متعلق ہے یقیناً بہت جلد دور ہوجائیگی کہ یورپ اور امریکہ کے تصویر گھرون" مین دکھائی جاسکین۔

اگر افتخار صاحب صرف چند روز کے لئے ہندوستان آجائین اور ہندوستانی فلم دیکھین تو یقیناً انہین سخت تکلیف۔ کوفت اور رنج ہوگا اور وہ ضرور یہ فیصلہ کرلیں گے کہ ہندوستان میں رہ کر یہاں کی فلمی صنعت کو سدھارین۔

فلم کی منزل ارتقا اور مشرق قریب

خاص "فلم ریویو" کے لیے

از جناب ایم ایس - چودھری صاحب فنانشل سکرٹری ایسٹرن
فلم آرٹ پروموٹرز لاہور

کون نہیں جانتا کہ صنعت فلم سازی نے دورِ حاضرہ میں ایک وسیع الاثر انقلاب پیدا کر دیا ہے اور مہذب دنیا تو کیا عوام میں بھی ایک عالمگیر دلچسپی ظاہر ہو رہی ہے۔ متحرک تصاویر پردۂ سیمین پر جلوہ گر ہوتی ہیں جو دنیا والوں کو ایک ہی وقت میں ہم آہنگ و ہمنوا بنا کر مختلف اقوام کے مختلف الطبائع افراد کے لئے یکسان لطف انگیز اور سبق آموز ثابت ہوتی ہیں۔ سلسلۂ ٹلگراف، ٹیلیفون لاسلکی اور ریڈیو نے وقت اور فاصلہ کی قیود کو دور کر کے اقوام عالم کو وابستہ کر دیا تھا مگر پردۂ فلم نے بلا امتیاز رنگ و نسل، مذہب و ملت قوموں کے افراد کو ایک ہی وقت میں ایک ہی سٹیج پر اتحاد و یکجہتی کا وہ سبق دیا کہ جو ہزاروں بلکہ لاکھوں افراد کی لگاتار کوششوں کو میسر نہیں ہو سکتا تھا۔

کچھ مدت نہیں گذری کہ امریکہ نے میجک لینٹرن واقعات کو ساکت تصاویر کی صورت میں دنیا کے سامنے پیش کیا تھا مگر اس کے بعد متحرک تصاویر نے وہ کارہائے نمایاں انجام دیئے جو پیشتر ازین انسانی فہم و فراست سے کوسوں دور اور ناممکن تھے گو مغربی تہذیب و تمدن کچھ ان سے وابستہ نہ تھا مگر دورِ جدید میں سنیما نے ہر پہلو سے ان معلومات کو جو علمی مقاصد کے لئے ضروری تھیں مکمل اور واضح طور پر ظاہر کر دیا ہے کبھی تاریخ کے وہ واقعات سامنے رکھے جو تعلیمی طبقے کا ایک جزو لاینفک تھے اور جس کی مدد سے ان کے اس حصہ کو دشوار سے سہل اور مشکل سے آسان کر دیا۔ کبھی تبلیغ مذہب کو ایسے موثر پیرایہ میں پیش کیا جس نے مختلف مذاہب میں ایک تہلکہ مچا دیا اور کبھی اپنے ملکی رواج و رسم کو دنیا کے سامنے تہذیب و تمدن کا آئینہ دار بنایا - اور اگر کبھی جغرافیہ کے نقطۂ نگاہ کو واضح کرنا چاہا تو وہ مناظر پیش کئے جو کسی کے وہم و خیال میں بھی نہ آ سکتے تھے۔

غرض مغرب اس فن کو پایۂ تکمیل تک پہنچا کر اس کے انتہائی مناظر پیش کرنے میں کامیاب رہا اور آج ہمارے سامنے صوتی متحرک تصاویر کو ایک نئے رنگ میں پیش کر رہا ہے۔

آخرکار مغربی تجدید رنگ لائی - دنیا کو اس ساحرانہ کشش کے ساتھ مسحور کر کے ہر ملک کو اپنی تقلید پر آمادہ کیا - شوق عمل کے رنگ میں نمودار ہوا اور مشرق قریب خصوصاً ہندوستان نے اس میں نمایاں حصہ لینا شروع کیا ملک کے مختلف حصص میں فلم ساز کمپنیاں سرگرم کار نظر آنے لگیں اور آج تک اپنی جانفشانی کے مختلف نظرے ہمارے سامنے پیش کر چکی ہیں۔

گو واقعات ہمارے سامنے نہیں ہیں اور ہر وہ شخص جس کو مشرقی اور مغربی فلم دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے بلا خوف و خطر اپنی رائے آزادانہ مغرب کی حمایت اور مشرق کی مخالفت میں ظاہر کر دیگا یہ درست ہے کہ ہر شخص جذبۂ وطن میں سرشار ہوتا ہے اور وہ ہر اس امر کی برداشت نہیں کر سکتا جس میں اس کو وطن کی مخالفت نظر آتی ہو مگر حق یہ ہے کہ جہاں مغرب ایک آرٹ کو اوج ثریا تک لیجا رہا ہے

وہاں مشرق جس نے اس کی تقلید کو روا اور جائز سمجھا اسکو تحت الثریٰ لے جارہا ہے۔ مگر آجتک جیسا کہ مغرب اپنی تاریخ مذہب، و تمدن کو مختلف رنگوں میں ہمارے سامنے پیش کرچکا ہے مشرق ابھی تک اس سے کوسوں دور نظر آتا ہے مغرب نے ہمارے سامنے اپنے دیرینہ واقعات بالکل صحیح معنوں میں کبھی تو "ابن ہٹ" کی شکل میں اور کبھی "بین حور" کی صورت میں ظاہر کئے اور اگر جغرافیائی معلومات میں اضافہ چاہا تو افریقہ کے صحرا (Africa Speaks) ایک نایاب مرقع ہمارے سامنے پیش کردیا۔ مگر ہندوستان "سسی پنوں" "ہیر رانجھا" "شیریں فرہاد" وہی پرانے اور فرسودہ قصوں تک محدود رہا۔ اور وہ بھی صحیح شکل میں نہیں۔ وہ اس قدر بگڑی ہوئی صورت میں کہ کوسوں دور۔ نہ مشرقی تہذیب واضح ہوتی اور نہ اصلی معنوں میں واقعات پیش ہو سکے۔ مشرق اور مغرب کو خلط ملط کرکے ایسا رنگ چڑھایا جو معیوب اور تضیع اوقات کے سوا کچھ نہ تھا کہاں مغرب کہ اگر وہ لارڈ لٹن کا تحریر کردہ ڈرامہ (Last days of Pompeii) پیش کرتا ہے تو ہزار سال پہلے واقعہ کو بالکل مصنف کی منشا کے مطابق اسی وقت کے لباس میں ملبوس کرکے بعینہٖ وہی سماں آنکھوں کے آگے باندھ دیتا ہے مگر یہاں ہندوستان ہیر رانجھا جیسا معتدر واقعہ ایک لائق مصنف سید وارث شاہ کا پیش کرتا ہے تو مصنف کے ایما سے دور ہٹ کر مغربی معاشرت کو وابستہ کئے بغیر نہیں دکھا سکتا۔

خدارا۔ انصاف! کہ واقعات اگر توڑ مروڑ کر پیش کئے جائیں تو گو قابل نفرین نہیں مگر قابل اعتراض تو ضرور رہیں گے ہر حال اصلی مقصد جو تہذیب و تمدن کو ظاہر کرنا تھا۔ فوت ہوچکا اور آج ہماری کمپنیاں نہ مغربی تقلید میں کامیاب ہو سکیں اور نہ صحیح مشرقیت ہی دکھا سکیں۔ معاملہ ظاہر اور حالات ہمارے سامنے ہیں کہ ان فلم کمپنیوں نے اپنی جداگانہ حیثیت سے صرف روپیہ حاصل کرنا ایک اہم مقصد سمجھا اور غریب طبقے کے گاڑھے پسینے کی کمائی کو بٹورنے کے لئے مغرب اخلاق تہذیب کو ہمارے سامنے پیش کیا گیا یہی نمونہ آرٹ ہے۔ کہ ایک فلم کمپنی صرف محدود اسٹوڈیو اور چند ایکٹروں پر مشتمل ہمارے سامنے من گھڑت واقعات پیش کرے جو نہ سبق آموز ہوں اور نہ مذاق آشنا۔ اور آج تک بیرونی دنیا تو کیا۔ ہندوستان بھی ہمارے سامنے پیش کرنے سے قاصر رہیں۔ قدرتی مناظر یا تاریخی معلومات سے بہرہ اندوز ہونا یا ان کو پیش کرنا آرٹ کے نقطۂ نگاہ سے دور رکھا گیا اور صرف محدود اسٹیج پر کسی آرٹسٹ کے بنے بنائے پردوں اور سینیریوں کا دکھانا! واقعات کی اصل تفصیل قرار دی گئی کیا ہمارے سامنے امریکہ نے "نوٹرڈیم" کے گرجا کو صحیح شکل میں پیش نہیں کیا تھا؟ کیا یہ واقعہ نہیں کہ فرنچ گورنمنٹ نے گرجا کی متبرک حیثیت کو ملحوظ رکھتے ہوئے وہاں فلم اتارنے کی اجازت نہیں دی تھی اور کیا ہمیں معلوم نہیں کہ امریکہ نے واقعات کو اصل رنگ میں پیش کرنے کے لئے گرجا کا صحیح مرقع پیش کیا تھا؟؟؟ پھر کہاں وہ آرٹ کے واقعات بغیر اصلی رنگ کے پیش نہ ہو سکیں اور کہاں یہ بدذوق کہ "ہیر رانجھا" کا ظلم "مرقد ہیر" کا اصلی منظر پیش نہ کرسکے۔

افسوس صد ہزار افسوس۔ کہ ہم علمبردارانِ تہذیب مشرق آج اپنے تمدن کو مکمل اور صحیح رنگ میں واضح کرنے سے قاصر رہیں۔ اور مغرب جو اس سے شاید آشنا نہیں ہمارے سامنے "ستیہ وان ساوتری" "عربی شہزادہ" وغیرہ نایاب فلموں میں اسکا پورا نمونہ پیش کردے تو کیا اس سے بیشتر کہ ہم اپنی تہذیب و تمدن کو تباہ ہوتے دیکھیں ہم میں ہر شخص کا فرض نہیں کہ وہ اسکے جامعہ کا استحقاق اور پبلک کے مفاد کو مدنظر رکھتے ہوئے ان مشرقی فلم کمپنیوں کو ایک اصول ایک طریقہ اور ایک راہ پر گامزن کرنے کی کوشش کرے اور ان خداوندان فلم سے درخواست کرے کہ وہ کم از کم اس آرٹ کو مشرقی تہذیب و تمدن کے زیر اثر صحیح طور پر پیش کریں۔

نمونہ کیلئے چار آنہ کا ٹکٹ آنا چاہیے۔

فلم اور ہم

(ایک فلم زدہ کے قلم سے)

جدید تہذیب کی ترقیوں میں سے ایک چیز "صنعت فلم سازی" بھی ہے۔ جدید تہذیب کا ذکر سنتے ہی یہ بات بھی ذہن نشین ہو جاتی ہے کہ صنعت مذکورہ ایجادات مغرب میں سے ہے۔ اس کے موجد کا خیال خواہ کچھ ہی ہو لیکن عمیق نظر لوگوں نے اس کو فن تبلیغ و اشاعت" (پروپگنڈا) کی ترقی یافتہ صورت ہی قرار دیا ہے ہم بھی سطور ذیل میں اسی نظریہ کے ماتحت بحث کریں گے

ہندوستان میں مغربیت کی عمر ڈیڑھ سو سال سے زیادہ نہیں ہے جب رفتہ رفتہ ہم (غلامان ہند) مغربیت اختیار کرنے پر مجبور ہو گئے تو مسلمان اسکو شجر ممنوعہ سمجھ کر علحدہ رہو جالانکہ یہی مغربیت ان کے مستقبل کو تباہ کرنے والی تھی ایسی مغربیت سے مسلمانوں کے خلاف بطور حربہ کام لیا جانے والا تھا اگر مصلحت وقت۔ کے پیش نظر شروع ہی سے "سرسیدیت" اختیار کرتی جسے بہر حال اختیار کرنا پڑا تو سیاسی دور میں آج ہمیں اپنی خامیوں کا رونا نہ ہوتا۔

صنعت فلم سازی" بھی اسی مغربیت کا ایک اہم جز تھی ہم فلم دیکھنے کی بحث جواز و عدم جواز" اور میں مبتلا رہے اور ہمارے مذہبی رقیب۔ اغیار یعنی برادران وطن کی ایک جماعت نے جسے اسلام کے روشن مستقبل کا خطرہ" اندر ہی اندر پریشان کر رہا تھا فلم سازی کو اسی نظریہ کے ماتحت اختیار کر لیا۔ اب اسلامیان ہند کو پرانے دشمن (مغرب) اور جدید مشرقی بلکہ ہندی رقیب کا مقابلہ درپیش ہے اور ان کے پاس اس خطرناک پروپگنڈا کا کوئی جواب نہیں جو فلم کے پردہ میں ان کے خلاف جاری ہے۔ کیا اس حقیقت سے انکار کی گنجائش ہے کہ تمام موجودہ فلم کمپنیوں کے تیار کردہ ہر فلم میں مسلمانوں کے تمدن

ان کے معاشرت۔ ان کی تہذیب۔ ان کی تعلیم۔ ان کی تاریخ اور ان کے مقدس مذہب پر وہ گم جو تیں کی گئی اور کی جا رہی ہیں کہ ہمارے لئے مستقبل قریب میں ایک خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔

راقم الحروف صدہا ایسے فلموں کے نام لے سکتا ہے جنمیں ہر اچھے کریکٹر کے لئے غیر مسلم اور ہر برے مذموم اور قابل نفرت کیریکٹر کے لئے "مسلمان" کو منتخب کیا گیا ہے۔ آخر ہمیں کیوں روزانہ قابل اعتراض اور مسلم آزار فلموں کی روک تھام کے لئے گورنمنٹ کا دروازہ کھٹ کھٹانا پڑتا ہے۔

غیر ملکی فلم تو بنائے ہی اس لئے جاتے ہیں کہ ہماری تہذیب کو تباہ کر دیا جائے۔

کیا ہمارے ہادیان دین اس ضرب کاری کا جو پیہم مسلمانوں پر لگائی جا رہی ہے کوئی جواب تجویز کریں گے۔ زمانہ بہت آگے نکل چکا ہے اور مسلمان بہت پیچھے ہیں بڑی مشکل تو یہ ہے کہ ہم نہ تو اپنی اس حالت میں ہیں جو اب سے چودہ سو سال قبل تھی نہ زمانہ کی رفتار کے ساتھ ہیں اس حالت میں کہ ہم معلق ہیں۔ زمانہ آگے کھینچا جاتا ہے اور ہمارے علمار چودہ صدی قبل کے زمانہ میں لیجانا چاہتے ہیں عجب کشش و پیچ کا معاملہ ہے۔

خدا کا شکر ہے کہ "مسلم گناہ گاروں" کی ایک جماعت ایسی ہے جسکے ذریعہ کبھی کبھی ہمارے علمار کو شہر میں "مسلم آزار فلم" دکھائے جانے کی خبریں مل جاتی ہیں اور وہ اس قابل ہو جاتے ہیں کہ اپنے حجروں سے احتجاج کی ایک اس قدر کمزور آواز بلند کریں جو زیادہ سے زیادہ اس شہر کی چار دیواری میں گونج اٹھے۔ ہم نے نہیں سنا کہ آجتک کسی مسلم آزار فلم کی نمائش تمام دنیا نہیں تو ہندوستان ہی کے لئے قطعی طور پر روک دی گئی ہو۔ وہی فلم جو دنگوں میں قابل

اغراض ہے کلکتہ مین آزادی سے دکھایا جا سکتا ہے - کیا سبب ہے ؟ کہ ہم اپنے مستقبل کے تحفظ کا فکر نہ کرین -

مسلمانون کے سامنے دو اہم امور اصولِ حیات کے بطور پیش کئے گئے ہین " حفاظت و اشاعت اسلام " کیا ہم اِن فرائض کو جدید تہذیب کی روشنی مین انجام دے سکتے ہین ؟ " حفاظت " ـــــ کے لئے واحد راہ عمل یہ ہے کہ ہم پوری یکجہتی اور ہم آہنگی کے ساتھ طاقت مسلط کو ایک مضبوط سنسر بورڈ جو صرف مسلمانون پر مشتمل ہو قائم کرنے پر مجبور کرے - جو ہر فلم پر جاری ہونے سے قبل احتساب کرے اور اس کی رائے پر فلم کو قطعی طور پر ممنوع قرار دیدیا جائے - گورنمنٹ کا سنسر بورڈ اب بھی قائم ہے لیکن اگر ہمارے مفاد کی کافی حفاظت ہو سکتی تو یہ شکایت ہی پیدا نہ ہوتی -

دوسری چیز تبلیغ ہے - اِس کے لئے ہمارے علماء کی رائے کا استصواب ضروری ہے اگر انگریزی تعلیم کی طرح ایک خالص اسلامی اور تبلیغی فلم کمپنی کا اجراء اب سے پچاس سال بعد بھی " جائز " اور ضروری ہو سکے فالحمد للہ - اس سے انکار نہین ہو سکتا - کہ تبلیغ بذریعہ فلم بہرحال تبلیغ بذرائع قدیم سے زیادہ کامیاب نہ ہوگی تو اس کی کسی حالت مین کم بھی نہ ہوگی کہ پبلک کا ذہنی رجحان اسی طرف ہے - بہرکیف ایک رائے ہے اگر شائستہ اعتنا سمجھی جائے -

راقم

(ایک فلم زدہ - رنگون)

انتقالِ پُر ملال

جناب منشی سید محمد نظیر حسن صاحب برق رقمی کی اہلیہ نے بمقام لکھنؤ بتاریخ ۵ اگست سنہ ۳۱ء کو انتقال کیا خدا مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے -

انا للہ و انا الیہ راجعون

خداوند کریم منشی صاحب ممدوح و موصوف کو صبر عطا فرمائے - آمین

"NIAMAT"

" نعمت "

مشہور بات ہے - کہ ایک تندرستی ہزار نعمت ہے !

اور یہ حکما کی متفقہ رائے ہے

کہ ایک معدے کی خرابی سے صدہا قسم کی بیماریون کا انسان شکار ہو جاتا ہے - لہذا ایک دوا آسم با مسمی

" نعمت "

کے نام سے بڑی جستجو تلاش اور کافی تجربہ کے بعد ہومیو تھیک سپلائی

کارپوریشن مین تیار کی گئی ہے جو معدہ - جگر - طحال - کی ہر شکایت کو رفع کرتی ہے - اسمین کسی قسم کی کھار یا سوڈا وغیرہ نہین ہے - بلکہ صرف مخصوص پھلون کے عرقیات کی ترکیب ہے -

اس لئے

اسمین نہ کسی قسم کی بو ہے اور نہ بد ذائقہ ہے جس کی وجہ سے بچے بھی بلا تکلف اور خوشی سے پی لیتے ہین - **خوراک** صرف ۵ قطرے ہے - ۱ قطرے تک کھانے کے بعد یا وقت ضرورت متلی کھٹی ڈکار - درد شکم قبض و بدہضمی وغیرہ مین بیحد مفید ہے -

قیمت ایک اونس کی شیشی

جو کہ ایک ماہ سے زیادہ کے واسطے کافی ہوتی ہے

صرف ایک روپیہ چار آنہ

ملنے کا پتہ

اسنس سپلائی ایجنسی نمبر ۲/۵۷ کولوٹولہ اسٹریٹ کلکتہ

امرا و غربا کے مختلف معاشرتی و اخلاقی مرقعے اس طرح پیش کیے کہ اپنے لیے شہرتِ عام اور بقائے دوام کی سند حاصل کر لی۔

ڈرامانویسی اہلِ مغرب کی چیز ہے

پرانے لٹریچر کے مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ ہماری ہندوستانی زندگی ڈراما کی مقتضی نہ تھی۔ ہمارے ملک میں شرفا کے رہنے سہنے کا طریقہ۔ رسموں کے قیود۔ قومی روایات، نظریۂ زندگی ہمیں عشق و حسن کی پرستش کی طرف نہیں لیجاتے، اور نہ ہم میں صنفوں کے ارتباط و اختلاط میں وہ آزادی ہے، جو اہلِ مغرب کو ہے۔
معلوم ہوتا ہے کہ ۱۸۵۷ء کے غدر کے بعد انیسویں صدی کے آخری حصے میں جب مغربی تہذیب و تمدن کا رنگ ہماری معاشرت پر چڑھنے لگا تو ہمارے افسانہ نویسوں نے یورپ کی کورانہ تقلید کو خضرِ راہ بنالیا۔ اور تب سے افسانہ نویسی کی نیا وڈالی۔ جسے بیشک اب ایک کمال حاصل ہے ——

اس موقعے پر میں بے اختیارانہ شکسپیرِ ہند جناب آغا حشر صاحب کاشمیری کا ذکر کیے بغیر نہیں رہ سکتا جن پر ہندوستان کو ناز ہے۔ آغا صاحب اردو کے بہترین ڈرامانویس ہیں اور سچ تو یہ ہے کہ خیال کی جدت، طرزِ بیان کی ندرت، زبان کی آمد اور فقروں کی برجستگی جو آغا صاحب کے ڈراموں میں ہے۔ میں نے اب تک کسی اور ہندوستانی ڈرامہ نویس میں نہیں دیکھی —— یہ امر مسلمہ ہے کہ ڈرامہ کی کامیابی کا راز اس کے مکالمہ میں پنہاں ہوتا ہے۔ اور اس میں جناب آغا صاحب کو جو کمال حاصل ہے۔ وہ محتاجِ بیان نہیں ——"

آپ کو اکثر
عمارت بنوانے اور دیکھنے کا اتفاق ہوا کرتا ہے لیکن ہمارا اصول ترکیب اور ہے۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم کم سے کم خرچ پر جدید اور اعلیٰ قسم کی عمارت بنا سکتے ہیں آپ امتحان کرکے دیکھ لیجئے
ہمارے یہاں مکانوں کے ڈیزائن بھی بنائے جاتے ہیں
کلکتہ کے اکثر مکانات ہمارے انتظام میں بنائے گئے ہیں
ایس حسن علی۔ بلڈنگ انجنیئر نمبر ۴۲ چاندنی چوک اسٹریٹ کلکتہ

اس کے علاوہ جب تک وہ کشادہ دل، آزاد خیال، عالی حوصلہ، بلند نظر، مستقل مزاج نہ ہو، وہ اپنے تخیل اور بلند پروازی سے سامعین کے دلوں پر اثر نہیں کر سکتا۔

شکسپیر کے متعلق نقادوں کا [illegible] ہے کہ اس کا کلام صداقت، اصلیت، دلسوزی اور دلپذیری کا روشن ترین مرقع تھا۔ اور اس کی زندگی نرالا پن، جدت، انسانی عظمت کی ایک زندہ تصویر تھی۔ یہی وجہ ہے کہ اسے دنیا میں ایک بلند مرتبہ انسان سمجھا جاتا ہے۔

ڈرامہ کا منتہا ہے کمال نظر فریبی پیدا کرنا ہے۔ جب تک ان کے حرکات و سکنات میں اصلیت کی روح پیدا نہیں ہوتی۔ وہ کامیاب نہیں۔

اس کی دو قسمیں ہیں:—

ایک ٹریجڈی۔ اور دوسرا کامیڈی۔

ٹریجڈی

ٹریجڈی انسانی زندگی کے اس پہلو کو بے نقاب کرتی ہے۔ جس میں وہ تنازع للبقا کی الجھنوں میں پھنسا ہوا ہوتا ہے۔ یا ان دردناک مناظر کا نقشہ کھینچتی ہے جسے دیکھ کر تماش کار کی آنکھوں سے آنسو نکل آتے ہیں۔ اس کے دیکھنے سے انسان کے دل میں جذبات رحم پیدا ہو جاتے ہیں۔ جس سے دوسرا آدمی سبق سیکھتا ہے۔ ٹریجڈی کے معتقد سے ہمیں یہ بھی بتلانا ہوتا ہے کہ دنیا مصیبتوں کا گھر ہے۔ یہ ایک تغیر پذیر، متضاد، اشکال رکھنے والی چیز ہے۔ اس کے جملہ فروعات ہیچ ہیں۔ اصل مدعا اہم ہے جس کی طرف کل مظاہر حیات اشارہ کرتے ہیں۔ اس میں خوشی کم اور رنج زیادہ ہے۔ بے وفائی اور ناقدر شناسی کا بازار گرم ہے۔ حیات انسانی ایک مجبوری ایک کلفت ہے۔ جو انسان کے پیچھے لگا دی گئی ہے۔

"کل نفس ذائقۃ الموت"

ہر ایک کے لئے آیا ہے۔"

کامیڈی

کامیڈی کا مقصد انسان کو ہنسانا اور انسانی زندگی کے ان مضحکہ خیز افعال کا خاکہ کھینچنا ہے۔ جس سے ہر ایک فرد بشر بیساختہ ہنس پڑے۔

یہ ایک فطری امر ہے کہ دن بھر کی محنت و مشقت کے بعد ہر ایک شخص کا جی چاہتا ہے کہ وہ کہیں بیٹھ کر چند لمحوں کے لئے روحانی مسرت حاصل کرے۔ موسیقی، ناچ رنگ میں محو ہو کر غم فردا اور زندگی کی کشمکش کو تھوڑی دیر کے لئے بھول جائے۔ اور ایسے رویئے اختیار کرے جو اسے تفکرات اور اثرات رنج و غم سے بے نیاز کر دیں اور وہ اپنی زندگی کو اس شعر کے مصداق بنا دے۔

"بابر بعیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست"

پرانے زمانہ کی قصہ گوئی اور ماڈرن ڈرامانویسی

زمانہ ہمیشہ رنگ بدلتا رہتا ہے۔ اور تبدل و تغیر قانون فطرت ہیں۔ جس طرح چند سال پہلے ریل، تار برقی، ہوائی جہاز اس زمانہ کے لوگوں کے لئے پرواز تخیل تھے اور آج مہذب دنیا کے ضروری عناصر ہیں۔ اسی طرح دنیائے ادب نے بھی ترقی کی۔ نظریۂ زندگی منقلب ہوا۔ تحقیق و تجسس کی بنیادیں پڑیں۔

نتیجہ یہ ہوا کہ زمانہ نے فیلڈنگ اور رچرڈسن جیسے ماہر نفسیات اور شکسپیر جیسے ڈرامانویس پیدا کر دیئے۔ جنہوں نے

RE SUPPLEMENT

AD"

ta Film Hiring Service.

اُردو ڈرامہ پر ایک تنقیدی نظر

از افتخار رسول صاحب بدر بار ایٹ لا مقیم لندن

(خاص فلم ریویو کے لئے)

اُردو لٹریچر میں کئی بار اس موضوع پر بحث کی گئی ہے کہ ڈرامہ کی ابتدا کیسے ہوئی۔ مگر بہت کم موقعوں پر یہ بتلانے کی کوشش کی گئی ہے کہ ڈراما کہتے کسے ہیں۔ اور اُردو لٹریچر سے اس کا تعلق کیا ہے۔

ارسطو ڈرامہ کی تعریف کرتے ہوئے یوں کہتا ہے:۔ "وہ کسی مکمل روداد کی ایسی نقل ہے۔ جیسے حرکات و سکنات سے ادا کیا جائے۔ یہ ضروری نہیں کہ وہ نثر میں ہو، مگر یہ ضروری ہے کہ وہ عملاً کر کے دکھائی جائے۔ اور تماشائیوں کے سامنے (۲) اسٹیج پر (۳) افعال کے ذریعہ انسان کی معاشرت، تمدن یا طریق کار کی تصویر اُتاری جائے۔

یہ ایک امر فطری ہے کہ انسان اپنے خیالات کا اظہار، اشارات و سکنات یا گفتگو سے کرتا ہے۔ اُسے بچپن ہی سے نقل و حرکت کرنے کی عادت ہوتی ہے۔ یعنی جس طرح چلنا، پھرنا، کھانا، پینا، سونا، جاگنا وغیرہ لوازم حیوانی ہیں جو بغیر کسی زحمت و تکلیف کے خود بخود قدرتی طور پر عمل میں آتے ہیں۔ ٹھیک اسی طرح نطق و گویائی بھی انسان کا فطری خاصہ ہے۔ جس کی تخلیق انسانی دماغ سوزی و جگر کاوی کا نتیجہ نہیں۔ زبان قدرت کی ودیعت کردہ نعمت ہے۔ جس میں انسان کے صنع و اختراع کو کچھ بھی دخل نہیں۔ یہ ڈرامہ کی پہلی منزل ہے۔ جوں جوں انسان ترقی کرتا ہے۔ اس کے خیالات بھی وسیع ہوتے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ گفتگو کرتے وقت اپنے ہاتھوں، آنکھوں کے اشاروں سے یہ کوشش کرتا ہے کہ انھیں اچھی طرح سمجھادے یہ اس کی دوسری منزل ہے۔ اسی طرح آہستہ آہستہ اس کے خیالات میں بلند پروازی پیدا ہو جاتی ہے۔ ان تخیلات اور احساسات کے اثر سے جو پیداوار ہوتی ہے۔ اس کا نام لٹریچر ہے۔ یہ ڈراما کی منزل مقصود ہے۔

ڈرامہ میں چند اُصول کی پابندی نہایت ضروری ہے، اول یہ کہ اُس میں تسلسل اور ہمواری ہو۔ یعنی حالات، تاریخی واقعات اور بندش کا سلسلہ ایسا ہو کہ وہ خیالات کی بہتی ہوئی ایک تیز ندی کے مانند ہوں۔ اس کا زیادہ تر انحصار ڈراما نویس کے زورِ قلم پر نہیں ہے۔ دوسرا یہ کہ وہ اپنے کیرکٹرز کو پبلک کے سامنے اس طرح پیش کرے کہ ان کی بڑائی اور چھوٹے پن میں امتیاز ہو سکے۔

برنرڈ شا کا قول ہے:۔

"ایک ڈراما نویس کے لئے کوئی خصوصیت اس قدر باثر، وسیع الاختیار اور حیرت افزا نہیں ہو سکتی۔ جتنی اس کی بلند نظری اور رفعت تخیل ہے۔"

MISS MADHURY.
IS SEEN ABOVE IN THE "SIREN OF BAGDAD"

D. B. Mansata Film Hiring Service.

SPECIAL PRESS 128 B, BAITAKKHANA ROAD, CALCUTTA.

Miss. PANNA Seems to be looking eagerly to the doorway expecting some one He must be the dacoit who robbed her of her mind. The above pose is taken from her Film Dacoit, a Kohinoor United Artist Picture.

SPECIAL PRESS. 128-B BAITAKKHANA RD. CAL

میرے روزنامچہ کا ایک ورق

عالیجناب افتخار الرسول صاحب بدؔ

(خاص فلم ریویو کے لیے)

کئی بار چاہا اور بے اختیار چاہا کہ بیٹھکر اپنے روزنامچہ کے چند اوراق نقل کر ڈالوں، مگر اس یورپ کا برا ہو، جسکی مصروفیت والا بالی زندگی میں اس بات کی مہلت ہی کم ملتی ہے کہ کوئی کام حسب خواہش ہوسکے۔ رقص وسرود کی بزم آرائیاں تو لنڈن اور پیرس میں بہت دیکھی ہیں۔ مگر مدت سے آرزو تھی کہ اسپین کے ان شکستہ و ریختہ آثار اسلامی کا بھی نظارہ کروں، جہاں مسلمانوں کی سلطنت کو مٹے ہوئے بھی اگرچہ صدیاں گذر گئی ہیں۔ مگر ایسے آثار اب تک بھی موجود ہیں، جن کے دیکھنے سے .... ہر مسلمان کا دل غم میں سوگوار ہو جاتا ہے۔ اور جن کا زخم جگر خیر الامم کے کارناموں کے بھولے ہوئے افسانوں کو سنکر پھر تازہ ہو جاتا ہے۔ یہ وہ ہیں جن کے متعلق علامہ اقبال نے کہا ہے ؎

اے گلستان اندلس وہ دن ہیں یاد تجھکو
تھا تیری ڈالیوں میں جب آشیاں ہمارا

جب کبھی بھی مجھے موقعہ ملا، میں نے فلم کمپنیوں کی توجہ اس بات کی طرف منعطف کرائی کہ دیار مغرب میں ایسی عمارتیں بھی ہیں، جہاں ایک مشرقی فلم اور اس کے خارجی مناظر نہایت کامیابی کے ساتھ تیار ہوسکتے ہیں۔ مگر کسی نے نہ سُنی۔ ہاں اب میری آرزو بر آئی۔ "دی بلیک سلیو" میری ان کوششوں کا نتیجہ ہے۔ یہ حالات اور مشاہدات میں نے اس وقت قلمبند کیے تھے، جب میں کمپنی کے ساتھ وہاں کے دیہات وقصبات، دیار و امصار، مساجد و مقابر کے دلکش اور دلفریب مناظر کے تیار کرنے کی خاطر چند دن کے لیے وہاں گیا تھا۔ میں ان اوراق پریشاں کو نہایت ادب و احترام کے ساتھ ناظرین فلم ریویو کی نذر کرتا ہوں اور بس!

گر قبول افتد زہے عز و شرف

(افتخار الرسول)

FILM

Miss. PANNA
one He m
pose is tak

SPECIAL PRESS. 128-

۲۱ر فروری

پیراپیلیس ہوٹل - غرناطہ

آج ایک گھنٹہ خوب سیر ہوئی - جہاں سے گذر ہوا - شہر کے بیکروں کو اکثر سانڈ اور کبوتر بازی میں مشغول پایا - انگلینڈ فرانس جرمنی میں بہت بڑی بڑی مارکیٹیں دیکھی ہیں - مگر ایسے پرندے شلاباز، کبوتر، تکرے - کہیں بھی اس کثرت سے نہیں دیکھے، جتنے یہاں ہیں - چھوٹے چھوٹے قہوہ خانے نہایت آراستگی سے سجے ہیں - ہر جگہ رقص و سرود کی محفل گرم ہے - ہر ایک بادۂ انبساط میں سرشار ہے - ایک اور نئی بات جو یورپ میں اور کسی جگہ دیکھنے میں نہیں آئی - وہ یہ ہے کہ گانے کے وقت لوگ ٹھیکیاں بجاتے ہیں - اور کشمیری طائفہ کی طرح خود اپنی داد بھی دیتے جاتے ہیں - لوگ مضبوط، توانا اور تندرست ہیں - عورتیں نہایت حسین اور اہل ہند کی طرح سیاہ بال اور سُرمگیں آنکھوں والی ہیں - لباس ان کا عربوں کے لباس کی طرح نہایت شوخ اور زرق البرق ہے -

بعد دوپہر اخباروں کے نمائیدوں اور پریس کے فوٹو گرافروں سے ملاقات کی - گفتگو ایک ترجمان کے ذریعہ سے ہوئی - چار بجے کے قریب ڈاکٹر صاحب اور ہمارے فوٹوگرافر جو چند شناخوں کی تلاش میں باہر گئے ہوئے تھے، واپس آئے اور کہا کہ چند بین کل ۱۰ بجے لیے جائیں گے - شام کا کھانا ہوٹل ہی میں کھایا -

۲۲ر فروری - ۱۱ بجے شب

دس بجے سے ۳ بجے تک ہم نے ایک پرانے قلعہ کے غار جو

مناظر نہایت کامیابی کے ساتھ لیے - دوپہر کا کھانا آج نصیب نہیں ہوا - چار بجے چائے پینے کے بعد ہم ایک "گائیڈ" کے ہمراہ شہر کی عمارتیں دیکھنے چلے گئے۔

سب سے پہلے ہمیں وہ ایک محل میں لے گیا - جہاں ادھر اُدھر پھرتے ہوئے میری نظر ایک حمام پر جا پڑی جہاں کبھی زمانے میں سلاطین اندلس کی شہزادیاں غسل کیا کرتی ہونگی - حمام کی عمارت برج نما اور اس کے گرد ایک پردے کی دیوار اور دو کوٹھریاں ہیں - ایک چھوٹا سا باغ بھی ہے - اس میں چند فوارے - ایک حوض اور ایک آبشار نہایت خوبصورتی سے کاٹ کر بنائے گئے ہیں - آہ! یہ وہ محلات شاہی ہیں، جو اپنے زمانہ میں رشکِ عالم اور لاجواب تھے - اور جن کی صفائی و آرائش پر ہزاروں خدام مامور تھے - آج وہی ایسے بے سروسامانی کی حالت میں پڑے ہیں کہ وہاں بجز ایک چوکیدار کے ان کا کوئی محافظ و خبر گیر ہی نہیں - اندر قدم رکھتے ہی مجھے خیال آیا کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں مجھ جیسی ناچیز ہستیاں اوپر کی طرف نگاہ بھی نہ اٹھا سکتی تھیں - اس وقت میں کھنڈروں پر ٹھوکریں مارتا پھرتا ہوں - وہاں اب دروازے ہیں - نہ ستون - نہ چوکھٹ ہے نہ کھڑکیاں -

واپس آئے ہوئے کئی گھنٹے گذر گئے ہیں، مگر طبیعت کو ابھی تک سکونِ قلب نصیب نہیں ہوا -

۲۳ر فروری -

اسپین میں مرغ بازی کے قصے بہت سنتے آئے تھے، آج وہ بھی دیکھ لیے - میرا خیال ہے کہ پہلی مرتبہ ایک فلم

مین اپنے سین دکھلائے جاتے ہیں گے - جنمین علاوہ ایک قصبہ
کے لوگون کی تہذیب و تمدن کا نقشہ بھی پیش کر دیا جائے
گا - مرغ بازی مین حیرت ہے کہ اس قدر دلچسپی لیجاتی
ہے کہ ہمارے ہان عید کے تہوار پر بھی اتنا جمگھٹ نہین ہوتا
یورپ مین Boxing match کی طرح ان
کے لیے بھی ایک دنگل ہوتا ہے - گھنٹی بجنے پر فریقین
انھین چھوڑتے ہین - پانچ پانچ منٹ کے بعد انھین
دوبارہ آرام بھی دیا جاتا ہے - اور برقی پنکھے سے ان کا
پسینہ خشک کر کے انھین پھر دنگل کے اکھاڑے مین لڑنے
کے لیے ڈال دیا جاتا ہے - لوگ بڑی بڑی شرطین باندھتے
ہین اور اس قدر شور و غل ہوتا ہے - جیسے ہندوستان
کے کسی سینما ہال مین - مستورات کھڑی ہوئی تالیان
بجاتی ہین - اور بعض اوقات تو خوشی مین آکر جیتنے
والے کا منھ چوم لیتی ہین - جب طرفین مین سے ایک
ایک فریق کا مرغ بھاگ جاتا ہے - تو دوسرے کے مالک
کو انعام دیا جاتا ہے -

بعد دوپہر ہم نے محل کے چوک صحن دالان -
کٹہرون اور حویلیون کے اور بہت سے سین لیے -
شام کا کھانا ہم نے ایک اور ہوٹل مین کھایا - وہان ایک
پروفیسر صاحب سے بھی ملاقات ہوئی - ان کی عمر ۸۰ کے
قریب ہوگی - اگرچہ علوم جدیدہ اور انگریزی سے بالکل
بے بہرہ تھے - لیکن حالات حاضرہ کے متعلق ترقی اور سیاسی
پہلو پر جب گفتگو کرتے تھے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ معلومات کا
ایک دریا ہے جو ٹھاٹھین مارتا چلا آتا ہے - بات چیت ان سے
فرانسیسی مین ہوئی - مین نے جمعہ کے دن انھین کھانے پر
مدعو کیا ہے -

۲۳ فروری دو بجے شب

آج شہر کے کمشنر پولیس کے مکان پر ہمین ایک نہایت ہی
پرتکلف لنچ دیا گیا - علاوہ ہمارے (مانسلا)
کے شہر کے بہت سے رؤسا اور ان کی خوبصورت بیویان اور
بیٹیان بھی اپنے بیش بہا قیمتی جواہر زیب تن کیے وہان
جلوہ افروز تھین - آج مجھے پہلی مرتبہ اس بات کا افسوس
ہوا کہ کاش مجھے ان کی زبان آتی اور مین ان سے ہر ایک
معاملہ پر گفتگو کر سکتا - ٹوٹی پھوٹی انگریزی اور فرانسیسی
مین لوگون سے باتین ہوئین - جس قدر ملاحت ان کے حسن
مین ہے - مین نے سوائے اپنے ملک کے اور کسی جگہ نہین دیکھی -
نرماہٹ بھی ہے اور متانت بھی - کھانے کے بعد کمشنر صاحب
نے ہسپانوی زبان مین ایک مختصر سی تقریر کی اور مہمانون کو
بتلایا کہ ہمارے وہان آنے کا مقصد کیا ہے - پھر لوگون
سے میرا تعارف کرایا - لوگون نے تالیان بجائین - اس کے
بعد ہمارے ڈائرکٹر صاحب نے ان کی مہمان نوازی کا
شکریہ ادا کیا - تین بجے تک وہان رونق رہی -

رات کے بعد ہم ایک ناچ ہال مین گئے - تاکہ لوگون
کو ناچتے ہوئے دیکھین -
جیسے مین نے فرانس مین لکھا تھا - یہان نہایت پسند
کیا جاتا ہے -
دو ایک دفعہ مین نے بھی ناچ کیا - اگرچہ مشرقی
تہذیب کے لحاظ سے یہ ایک گناہ کی چیز سمجھی جاتی ہے -
مگر میرا خیال ہے کہ یہ غلط ہے -"

خدا حافظ

افسانہ

شہید آرزو

(خاص فلم ریویو کے لئے)

عالیجناب افتخار الرسول صاحب بدر

خورشید کو میں اُس وقت سے جانتا ہوں، جب بچپن میں ہم اکٹھے اسکول میں تعلیم پایا کرتے تھے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ خورشید اگر طباع نہیں تو ذہین ضرور تھا۔ شوقِ مطالعہ اگرچہ اُسے قدرت سے ودیعت ہوا تھا۔ لیکن بچپن میں ماں کی موت۔ افلاس اور ایسے ہی چند اور صدمات کی تاثیر اس کے دماغ میں ایسی جاگزین ہوتی تھی کہ وہ کسی معمولی سوال کو بھی طالب علمانہ ذوق کے ساتھ کامل توجہ صرف کرکے حل کرنے کے قابل ہو گیا تھا۔

مجھے خورشید سے ہمدردی پیدا ہوتے ہی محبت کی نوبت پہنچ گئی۔ کیونکہ نہ صرف وہ دوست نواز بلکہ دوست پرست تھا۔ اُس کا سینہ پاک جذبات سے منور تھا۔ اور اُسکی دوستی خودغرضی سے مبرا۔ خورشید اکثر باتوں میں مجھ سے ملتا جلتا تھا۔ میرا خیال ہے کہ مذاق بھی قریباً یکساں تھا۔ بہت شوخ اور چلبلے لڑکوں سے جیسے مجھے مغائرت تھی۔ ویسے ہی وہ بھی نفور تھا۔ لیکن اس کی خاموشی طبعی نہیں ہوتی تھی۔ بلکہ مخاطب کو وہ نااہل سمجھکر مہر بلب رہتا تھا۔ ہم تین سال اکٹھے رہے۔ مگر بعد میں میرے باہر چلے جانے سے ہمارے درمیان بہت عرصہ تک خاموشی رہی۔

انٹرنس کے امتحان کیوقت ہم پھر ایک دوسرے سے ملے۔ مگر میں نے دیکھا کہ اب خورشید کی طبیعت میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ لیکن میں اُس سے کوئی گہرا نتیجہ اخذ کرنے کے ناقابل تھا۔ مجھے یہی معلوم دیتا تھا کہ وہ اپنے رونے کو طعنِ اغیار کے خوف سے چھپاتا ہے۔ اور اپنے دلی ارادے کو کسی پر ظاہر کرنا نہیں چاہتا۔

امتحان ختم ہوچکا تھا۔ اور میں اکثر ملنے کی خاطر جایا کرتا تھا۔ ہم آپس میں بہت دیر تک مختلف مضامین پر بحث کیا کرتے تھے۔ اگرچہ وہ غم انگیز حکایات تو بہت دلچسپی سے بیان کرسکتا تھا۔ لیکن اس کے علاوہ بھی وہ بے ربط باتیں کرتا تھا۔ قاطع دلیل سنکر بھی اقرارِ صحت نہیں کرتا تھا۔ بلکہ نہایت شوخی سے پہلو بدل کر مجھپر واہیں باتیں سے وار کئے جاتا تھا۔ مگر ان تمام باتوں کے علاوہ وہ دوستوں کی بے مہری کا ذکر وہ شدت کیا کرتا تھا۔ اور اسی سلسلۂ گفتگو میں اس سے بعض اوقات عجیب و غریب حرکتیں سرزد

ہو جایا کرتی تھیں۔ جن پر وہ بعد میں غور کرنے پر نادم ہوا کرتا تھا۔ لیکن اُس وقت جب اس پر جنون کا دورہ ہوتا تھا۔ کوئی صلاح کارگر نہیں ہوتی تھی۔ اس حالت میں میری محبت اُسے تصنع اور منافقت معلوم ہوتی تھی۔

وہ ہر روز مجھے گوشۂ عزلت میں زندگی بسر کرنے پر لیکچر دیتا تھا۔ خود بھی وہ تنہائی پسند تھا۔ اور تنہا بیٹھکر اپنے آپکو سپرد جنون کر دیتا تھا۔ آہ، اس وقت اسکی حالت قابل رحم ہوتی تھی۔ اور میں خیال کرتا تھا کہ یہ بیچارا دُنیا میں تھوڑے ہی دنوں کا مہمان ہے۔

اب وہ کالج میں داخل ہوا۔ مگر وہاں بھی وہ کوئی شہرت نہ حاصل کر سکا۔ طالب علم کے لئے بوقت مطالعہ تمام دُنیا کے افکار سے یکسو ہو کر حصول مدعا کے پیچھے پڑ جانا چاہیے۔ مگر خورشید کے لیئے یہ مشکل تھا، وہ ہر وقت خیالات کے بے پایان سمندر میں غواصی کرتا ہوا دکھائی دیتا تھا۔ اُس کا اضطراب روز بروز بڑھ رہا تھا۔ وہ اکثر کہا کرتا تھا۔ "میں موت کو رحمت الٰہی سمجھتا ہوں۔ اگر زیست دُنیا میں سکون قلب مہیا کر سکتی ہے تو مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ میرے لیئے وہ تسکین آور نہیں ہو سکتی۔ ہم دنیا میں تعلقات اِس خیال پر قائم کرتے ہیں کہ یہ دائمی ہوں گے۔ مگر موت کے ساتھ سابقہ پڑنے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ مسلسل تحریک خون میں ایک اتفاقی سکوت تمام تعلقات دائم الخیال کو ہمیشہ کے لیے قطع کرنیکو کافی ہے۔ میں ایک ذرۂ بیمقدار ہوں جو حوادثات زمانہ کے تھپیڑوں سے فضائے عالم میں اُڑتا پھرتا ہوں۔ یہاں کہیں پہلو قرار نہیں۔ اس لیے میں ہر موت کو ہر وقت خوش آمدید کہنے کے لیے تیار رہوں۔"

ایسی ہی گفتگو وہ ہر وقت کیا کرتا تھا۔ اور ایسے ہی خیالات اس کے دماغ میں چکر لگاتے رہتے تھے۔ میں نے کئی دفعہ مشاہدہ کیا ہے کہ وہ کبھی تو قہقہہ مار کر ہنستا۔ کبھی بلبلا کر رو دیتا تھا۔ اب اسکی طاقت سلب ہو چکی تھی۔ آنکھوں میں حلقے پڑ گئے تھے۔ رنگ زرد ہو گیا تھا۔ چنانچہ ڈاکٹروں کی رائے تھی کہ خورشید چند دن کے لیئے آب و ہوا تبدیل کرے، اور بہتر ہے کہ کسی پہاڑ پر چلا جائے۔ مگر اُس کے پاس کیا تھا کہ وہ ایسا کرتا۔ آخر کار فیصلہ یہ ٹھیرا کہ خورشید چند دنوں کے لیے گھر چلا جائے۔ ممکن ہے کہ اس طریقہ سے اس کی صحت میں کچھ فرق آ جائے۔

ایک دن کا ذکر ہے کہ شام کا وقت تھا۔ میں اور خورشید اکٹھے بیٹھے باتیں کر رہے تھے کہ خورشید پر پھر وہی جنون طاری ہوا۔ آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ اُس نے اپنا سر میز پر رکھ لیا۔ اور تفکرات کے بے پایان سمندر میں ڈوب گیا۔ مجھ سے اُسکی یہ مذبوحی کیفیت دیکھکر نہ رہا گیا۔ میں نے اُس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور کہنا شروع کیا:—

"خورشید —— دیکھو مجھے تم سے کتنی محبت ہے۔ میں غیر نہیں ہوں۔ مجھے بتاؤ کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ تم اس قدر پریشان کیوں ہو۔ آخر اس اضطراب کی وجہ کیا ہے؟ —"

خورشید نے سسکیاں بھرتے ہوئے جواب دیا:—

—— "مجھ بدبخت کا حال نہ پوچھو اور مجھے اپنے حال پر ہی چھوڑ دو۔" اور رونے لگا —— میں نے بہت اصرار کیا اور کہا کہ خورشید! اس بے چینی کی ضرور کوئی نہ کوئی

وجہ ہے۔ خدارا مجھے اپنا محرم راز بناؤ۔ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں تمھیں مدد دینے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کروں گا۔ مصیبت بانٹی نہیں جا سکتی ورنہ میں کبھی اس سے بھی دریغ نہیں کرتا۔"

کچھ دیر تک تو خورشید متواتر سر میز پر رکھے روتا رہا۔ مگر جب میں نے اسے گلے لگایا۔ تو وہ پھوٹ پڑا اور اتنا رویا کہ میرے تمام کپڑے اس کے آنسوؤں سے بھیگ گئے۔

میں نے پھر پوچھا کہ خورشید بتاؤ تو سہی کہ آخر تمھیں کیا ہو گیا ہے۔ اور تم پر کیا مصیبت گذری ہے ؟ خورشید نے روتے ہوئے کہا :-

" رضیہ — پیاری رضیہ سے مجھے بے حد محبت تھی۔ وہ میری زندگی کی مونس اور غمگسار رہتی۔ آہ :- وہ چل بسی۔ اور میں چلنے کو تیار ہوں۔"

دوسرے دن علی الصباح خورشید سوہدرہ روانہ ہو گیا۔ دو سال تک بیکار پھرتا رہا۔ اور بوجہ ناکام زندگی کے اس کی حالت اب بہت مغموم رہنے لگی تھی۔ میں اس کے متعلق بہت فکر تھا۔ لیکن مجھ سے کوئی علاج بھی ممکن نہ تھا۔ میں ان ہی خیالات میں سرگرداں تھا کہ مجھے اس کا ایک خط ملا۔ جس پر مختصر الفاظ لکھا تھا :-

" میں دنیا میں چند دنوں کا مہمان ہوں اور آخری دفعہ ملنے کا خواہشمند۔ اگر ہو سکے تو مل جائیے۔" خورشید کے اس خط کو پڑھ کر جن مختلف جذبات کا تلاطم میرے دل میں برپا ہوا۔ بیان سے باہر ہے — شاید خورشید کے تکلیف سے بھرے ہوئے دن اختتام کو پہونچ رہے تھے۔ دوسرے دن میں رخصت لے کر روانہ ہوا۔ مگر جب جائے قیام پر پہونچا تو معلوم ہوا کہ خورشید میرے پہونچنے سے پہلے دم توڑ چکا تھا۔ کہتے ہیں کہ حرکت قلب رک جانے سے دم نکل گیا۔"

انا للہ وانا الیہ راجعون

خبردار!
"لاحول" نازل ہو رہا ہے!

اب شیطان لعین کو جہنم کے در سے ٹھکانا نہ ملے گا۔ اور آپ ماشاءاللہ لاحول کا ورد کرتے کرتے لوٹ پوٹ ہو جائیں گے۔ خود ہنسیں گے۔ دوسروں کو ہنسائیں گے۔ اور اگر دوست احباب کی چھینا جھپٹی کے بعد لاحول آپ کے پاس محفوظ رہا تو پھر آپ سمجھ لیں کہ آپ نے زندہ دلی کا بیمہ کرا لیا۔ بقول مستخفی ؎

زندگی زندہ دلی کا نام ہے!
مردہ دل خاک جیا کرتے ہیں!

لاحول کا سالانہ چندہ صرف دو روپیہ آٹھ آنہ ہے۔ وی پی میں پانچ آنہ زیادہ خرچ ہوں گے۔ منی آرڈر بھیجکر خرچ اور انتظار کی تکلیف سے بچ جائیں۔ نمونہ کے لیے چار آنہ کے ٹکٹ آنا چاہئیں۔ مفت خورے شیطان کی پیروی سے باز رہیں۔ — مینیجر اخبار "لاحول" لاہور

خط و کتابت کے وقت :- پتہ صاف اور خوشخط لکھیے۔ ورنہ تعمیل ناممکن ہے۔"

مینیجر فلم ریویو

کیا سینما تہذیب کیلئے مفید ہے؟

ایسٹرن فلم آرٹ پروموٹرز کے زیر اہتمام ایک دلچسپ مباحثہ

ایک دن شام کو ایسٹرن فلم آرٹ پرو موٹرز لاہور کے زیر اہتمام وائی - ایم - سی - اے - ہال میں ایک دلچسپ اور عظیم الشان مباحثہ منعقد ہوا۔

مضمون زیر بحث مندرجہ ذیل تھا۔ :-

" ہاؤس کی رائے میں سینما تہذیب حاضرہ کے ارتقا کے لیے نہایت مفید ہے "

مسٹر گوبند رام سیٹھی آف نیشنل پلیئرز کارپوریشن نے مباحثہ کا افتتاح کیا - اور مضمون زیر بحث کے حق میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ دنیا کی تہذیب و تمدن کا مقصد یہ ہے کہ انسان کو انسان کے نزدیک لایا جائے۔ اس مدعا کے حصول کے لیے سائنٹفک طریقے دریافت کیے گئے۔ گذشتہ تین سال سے سینما جادۂ ترقی پر گامزن ہو چکا ہے۔ اور ترقی کے میدان میں بہت آگے نکل چکا ہے۔ امریکہ نے تعلیمی فلموں کے ساتھ نہایت کامیاب تجربات کیے۔

جرنلزم اور سینما

کولمبیا یونیورسٹی میں جرنلزم کے طلباء کو ان واقعات کی رپورٹ کرنے کی تعلیم دی جاتی تھی - جو پردہ فلم پر رونما ہوتے تھے - فلمیں دیہات میں پروپیگنڈا کرنے کے لیے سب سے ارزان آلہ کار ہیں - اور تفریح طبع کے لیے بہترین سامان

زندگی کا غیر حقیقی نقطہ نگاہ

پروفیسر دیوان چند شرما نے مضمون کے خلاف تقریر کرتے ہوئے کہا کہ فقط ریفارمر - پیغمبر اساتذہ اور مصنف ہی دنیا کو تہذیب کا راستہ دکھا سکتے ہیں - جس قدر مہاتما بدھ اور حضرت محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تہذیب و تمدن کو زینۂ ترقی پر پہونچایا ہے - ہزاروں ڈوگلس فیئر بنکس اور لاکھوں چارلی چیپلن اس کا عشر عشیر بھی نہیں کر سکتے - مقرر نے کہا کہ سینما زندگی کا غیر حقیقی اور معکوس پہلو ظاہر کرتا ہے -

سینما کے متعلق عوام کا نظریہ

مسٹر لطف علی نے کہا کہ سینما کو غلط معنوں میں سمجھا جاتا ہے - سب سے زیادہ قابل افسوس پہلو تو یہ ہے کہ جو لوگ

SUPPLEMENT

earl Cinema"

سینما کو بطور پیشہ اختیار کرتے ہیں - عوام انھیں نظر حقارت سے دیکھنے لگ جاتے ہیں - ایک اعلیٰ النصب ہندوستانی لڑکی کے لیے سینما میں ایکٹنگ کرنا یا بطور تعلیم یا بطور پیشہ اختیار کرنا بہت مشکل ہے -

ملک برکت علی نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ سینما تارپیڈو اور دیگر تباہ کن اسلحہ جات کی مانند ایک سائنٹفک کامیابی ہے - سینما تخریبی عنصر لیے ہوئے ہے - اور اس ارزان سامان تفریح کے لیے گران بہا مایہ اعتماد کی نذر کرنی پڑتی ہے - اور سینما کا جو پہلو سوز و ساز سے بھرا ہوا ہے - وہ نہایت خطرناک ہے -

ہمیشہ نیکی کی فتح ہوتی ہے

مسٹر جنگ بہادر ایڈیٹر "ریبون" نے کہا کہ سینما کے عروج سے کوئی ملک گھاٹے میں نہیں رہا - آجتک کوئی ایسی فلم نہیں دیکھی گئی جس میں نیکی پر بدی نے فتح پائی ہو - لارڈ اروِن کے قول کے مطابق سینما نے انگریزوں کے متعلق ہندوستانیوں کے دل سے کئی شبہات دور کر دیئے ہیں - جہاں تک اخلاق کا تعلق ہے - اسمیں سینما کو موردِ الزام نہیں ٹھیرایا جاسکتا ہے - یہ فقط ان لوگوں کا قصور ہے جو فن فلم کے تاریک پہلو پر ہی توجہ مشاہدہ کو صرف کر دیتے ہیں -

کیا سینما تجارتی صنعت ہے؟

مسٹر ہومی جی رستم جی نے کہا کہ سینما ایک تجارتی صنعت ہے - اور یہ صنعت امریکہ میں بہت ترقی کر چکی ہے اس کی وجہ فقط یہی ہے کہ امریکہ والوں کے پاس سرمایہ کی کمی نہیں - ایک مغربی مصنف کے قول کے مطابق موجودہ کس و بازاری کی وجہ سینما کا شہرت پذیر ہونا ہے - کیونکہ لوگ تصویر کا حظ اٹھانے کے لیے اپنے فرائض کو بھی بالائے طاق رکھدیتے ہیں - اور سینما اسٹار بہترین سینما اسٹار نہیں ہوسکتی - جب تک کہ وہ اپنے خاوند کو طلاق نہ دے لے -

طرزِ معاشرت

مسٹر آر - ایل - سوندی نے فرمایا کہ خدا نے ہمیں اسی لیے زندگی دی ہے کہ ہم طرزِ معاشرت کو اعلیٰ پیمانہ پر پہونچائیں - مقرر نے نوجوانوں کو تلقین کی کہ قدرت کو اپنا کام کرنے دو - دقیانوسی اور ریاض طبقہ کو دنیا کے اسٹیج پر آنے کی بجائے جنگلوں میں چلا جانا چاہیئے -

مسٹر ایس - ایم - سنجندہ نے فرمایا کہ :-

جب سے سینما نے رواج پایا ہے - قتل اور ڈکیتی کے واقعات میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے -

مس نیا تا نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ سینما کی مذمت کرنا، آرٹ اور لٹریچر سے دشمنی کرنے کے مرادف ہے - سینما کی وساطت سے ہم آرٹ اور لٹریچر کی خوبیاں دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں -

مقرر نے اخلاقی پہلو پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ ایک بیوی کو طلاق دیکر دوسری سے شادی کر لینا برا نہیں - لیکن دو تین شادیاں کر لینا بہت بڑی اخلاقی گراوٹ ہے - ایک سینما اسٹار کی زندگی کئی پردہ رکھنے والی عورتوں سے اچھی ہوتی ہے -

ڈاکٹر جی - سی - نرما نے مضمون کے خلاف تقریر

MISS. GOHAR.

in

DEVI DEVYANI.

A Ranjit First Talkie Shortly to be released at the "Pearl Cinema"

SPECIAL PRESS. 128-B. BAITAKKHANA RD. CAL.

SATYA DATTA & RENUBALA
AS SATYEN & SULEKHA
AS THEY APPEAR IN THE FILM "HUSH"

A unique Pictures, first production shortly released.

SPECIAL PRESS, 128-B, BAITAKKHANA ROAD, CALCUTTA.

کرتے ہوئے فرمایا کہ:-

سینما اور تہذیب دو متضاد چیزیں ہیں۔ گذشتہ سال ۴۰ لاکھ لڑکیاں گھر سے سینما میں شامل ہونے کے لیے نکلیں۔ اور پھر آج تک واپس نہ آئیں۔

مسٹر بودھراج اررورا نے جامع دلائل سے ثابت کر دیا کہ جہاں تک اخلاق کا تعلق ہے، سینما بہت مفید ہے۔

مسٹر شانتی لال نے فرمایا کہ:-

اگر کالجوں کے کورسوں کی عشقیہ نظمیں اخلاق کو قائم رکھتی ہیں تو سینما کے متعلق ایسا خیال کرنا تعصب ہے۔

مسٹر گوبند رام سیٹھی نے مباحثہ کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ سینما ایک باغ ہے جس میں کانٹے بھی ہیں اور پھول بھی۔ اگر لوگ کانٹے چننے پھریں۔ تو یہ ان کی غلطی ہے۔ جو لوگ اس بات پر اعتراض کرتے ہیں کہ سینما میں بوسہ بازی اخلاق کے منافی ہے۔ وہ اپنے گریبان میں منھ ڈالیں اور خیال کریں کہ انہوں نے زندگی میں اپنے کسی عزیز کا بوسہ لیا ہے یا نہیں۔ اگر یہ سچ ہے تو سینما نے زندگی کے حقیقی پہلو کو ظاہر کرنے میں کون سی بڑی بات کی ہے۔

مسٹر بھولاناتھ پریزیڈنٹ نے اپنے صدارتی ریمارکس میں فرمایا کہ یہ امر واقعی ہے کہ اگر بائرن اور عمر خیام کی نظمیں نوجوانوں کے اخلاق پر برا اثر نہیں ڈال سکتیں تو پھر سینما سے بھی اخلاق کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ رائے عامہ سینما کے حق میں تھی۔" (ماخوذ)

اگر رائے عامہ کے مقابلہ میں خاص رائیں محکوم و ذلیل ہو سکتی ہیں تو ہمارا ووٹ بھی رائے عامہ کی حمایت میں ہے۔ اسی لیے ہم سینما اور فلم ریویو کی ترقی و کامیابی کے لیے دعا کرتے ہیں۔" (ایڈیٹر)

مغربی ایکٹروں سے معاہدے

متحرک تصویروں میں کام کرنیوالوں سے عجیب عجیب معاہدے کیے جاتے ہیں۔ ان کی تنخواہیں بہت زیادہ ہوتی ہیں اور عورتوں کو اپنے جسم کی دلکش ساخت اور مردوں کو ورزشی کیفیت کا خاص اہتمام کرنا پڑتا ہے۔ ایک مشہور ایکٹرس کو بروئے معاہدہ ٹھیک ۸ بجے رات کو سو جانا پڑتا ہے۔ تاکہ اسکی صحت اور دلفریبی قائم رہے۔ ایک عورت کو آٹھ گھنٹہ روزانہ سونا پڑتا ہے۔ ایک عورت کو آدھی رات کے بعد گھر سے نکلنے کے بعد گھر سے نکلنے کی سخت ممانعت ہے۔ ایک کو معاہدے کی رو سے چھریرہ بدن رکھنا پڑتا ہے۔ اسے چربی پیدا کرنے والی غذا سے پرہیز کرنا پڑتا ہے۔ اور گولف اور تناوری اور رقص سے وہ جسم کو موٹا نہیں ہونے دیتی۔ عورتوں کو ۱۲۵ پونڈ سے زیادہ وزن ہو جانے سے بچنا پڑتا ہے۔ ایک سے یہ معاہدہ ہے کہ اس کا وزن ۱۱۵ پونڈ سے کم نہ ہونے پائے۔ ایک اور عورت سے یہ شرط ہوتی ہے کہ معاہدے کے وقت اس کے بالوں کا جو رنگ تھا وہ وہی قائم رکھیگی۔ ورنہ معاہدہ فسخ کر دیا جائے گا۔

ایک اور عورت کی کھال باہر پھرنے سے زیادہ ہو جایا کرتی ہے۔ اس کا معاہدہ یہ ہے کہ وہ اپنی کھال کو ہمیشہ سفید رکھے۔ ایک مرتبہ اس کی جلد زرد ہو گئی۔ اس میں اسکی خطا نہ تھی۔ اسے ۴۸ گھنٹہ کا نوٹس دیا گیا تھا۔ کہ وہی پہلا رنگ پیدا کرے۔ ورنہ معاہدہ توڑ دیا جائے گا۔ چنانچہ اس بیچاری نے لیموں کے پانی کے غسلوں سے بمشکل اپنا اصلی رنگ پیدا کیا۔

ایکٹروں کو حادثہ کے اندیشے والی تفریحوں سے بچنا پڑتا ہے۔ مثلاً ہوائی جہازوں یا موٹروں میں سیر نہیں کر سکتے۔" (آجکل)

مغرب کے سنسنی پیدا کرنیوالے فلم

شیخ افتخار رسول صاحب کے خیالات

از بائرن ڈیوس لندن

حال ہی میں مجھ سے شیخ افتخار رسول سے ملاقات ہوئی جن کا "شہر زاد" نامی فلم جو اپنے مشرقی مناظر کی خصوصیات کی وجہ سے نمایاں ترین حیثیت سے اسوقت جلوہ گر ہے۔ اسی کی وجہ سے اس بتقریب ملاقات کی صورت پیدا ہوئی تھی۔

مینے شیخ افتخار رسول سے پوچھا کہ "نہ معلوم مشرقی طرز کی فلمیں مغربی تماشائیوں کی نظروں میں مقبول ہیں یا کہ نہیں؟"

شیخ افتخار رسول نے اس سوال کا جواب ایک مدبر سیاسی کی طرح دیا کہ "ہاں! جسطرح پارلیمنٹ میں کہا جاتا ہے۔ میں بھی یہی کہتا ہوں کہ میں اس مسئلہ پر غور کرونگا"

ایک شخص سب کے لیئے قطعاً ناممکن ہے کہ وہ ایک جملہ میں ایک قوم کے سے متعدد افراد کی خصوصیات مزاجی کو بیان کرے علی الخصوص اس حالت میں کہ ہر کا مزاج مختلف؟ ہر ایک کی پسند جداگانہ ہے لیکن میں یہ ضرور کہونگا کہ انگریزوں کی قوم مشرقی طرز کی سحر آگیں کیفیات سے اس حد تک امتاثر نہیں ہوئی جو دیگر لاطینی اقوام میں نظر آتی ہے۔ انگریزوں کی قوم ایک حد تک قدامت پرست واقع ہوئی ہے اور کل جدید لذیذ کے اصول پر ان کا عمل بہت کم ہے۔ وہ قدیم روایات قومی کے احترام کرنے میں شدید واقع ہوئی ہے۔

جس نے انگلینڈ میں دیکھا کہ یہاں افراد قوم کے دلوں میں ایک ولولہ ہے ایک جستجو ہے، ایک اضطراب ہے۔ جو امریکی قوم کے جذبہ "عجلت پسندی" سے ملتا جلتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ بہت سے لوگ "محاسن صنعت اور حسن لطافت شعر" کا صحیح اندازہ نہیں کرسکتے۔ جستجو اور یہ تلاش "ہنگامہ پروری" اس شکل میں ظاہر ہوئی ہے کہ انگریزی قوم میں ایسے فلموں کے دیکھنے کی خواہش بہت شدید ہو گئی ہے جو سنسنی پیدا کرنے والی ہوں، اور جرائم کے واقعات ہوں۔ قتل کی واردات ہوں اور اسی طرح کی دیگر چیزیں ہوں۔ آپ دیکھینگے کہ سنسنی پیدا کرنے والے واقعات کی پرستش اس حد تک ہوئی ہے کہ موقت الشیوع رسائل و جرائد میں بھی جو نوجوانوں کے لیئے لکھی جاتی ہیں۔ اسکی رنگ آمیزی سے خالی نہیں ہوتی۔ لہذا انگریزوں نے اگر مشرقی طرز کی فلموں کو پسند نہیں کیا۔ یا اسکی قدردانی میں وہ ذرا بخیل نظر آتے ہیں۔ تو یہ کوئی تعجب کی بات نہیں اور نہ کسی قسم کی حیرت یا استعجاب کا مقام ہے۔ وجہ اسکی یہ ہے کہ مشرقی طرز کے کسی فلم میں

اسی طرح کی رنگ آمیزی ہوتی ہے جو کیفیات کے اظہار جذبات کا بیان، خیالات کی سحر آگینی کا دوسرا نام ہے اور یہ طرز انگریزوں کو مطبوع نہیں۔

لیکن ساتھ ہی ساتھ ہمکو یقین ہے کہ بالآخر مشرقی فلموں کی قدردانی ہو کر رہیگی۔ اور مشرقی صنعت مغربی صنعت پر غالب ہوگی۔ ہم کو اپنی صنعت کی خوبیوں اور ان کے دلکش عناصر پر پورا بھروسہ ہے اور میں آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ مشرقی طرز کی جو فلمیں تیار ہوتی ہیں۔ ان کے دیکھنے کے لئے لوگ بیتاب رہتے ہیں۔ اور مغربی اقوام کے انتظار کا یہ نظارہ حوصلہ افزا ہے۔ میں یہاں پر خالی نقطۂ نظر سے بحث نہیں کر رہا ہوں۔ کیونکہ ہم مشرقی قوم کے افراد ہیں۔ اور ہماری خصوصیت یہ ہے کہ اس ذلیل مادی منافع کی طرف زیادہ توجہ نہیں کرتے۔ بلکہ ان چیزوں کی طرف توجہ مرکوز رکھتے ہیں جس کی ہمارے دلمیں محبت و قدر ہے۔

جیسے ہی افتخار رسول نے گفتگو ختم کی تھی کہ میں نے پھر پوچھا۔

کیا آپ مشرقی طرز کی فلموں میں "وسیع نظری" جو ہالی وڈ (امریکہ) کی فلموں میں نظر آتی ہیں۔ اور جنپر قدامت پرستی کا شبہہ کیا جاتا ہے۔ داخل نہیں کر سکتے؟

شیخ افتخار رسول نے جواب دیا کہ:-

ہاں! میں نے ایک حد تک ایسی کوشش ضرور کی ہے۔ آپ "مشرقی رقص" کو ملاحظہ فرمائیں گے تو آپ دیکھینگے کہ اسمیں وہ خصوصیت جس کا آپ نے ذکر کیا ہے یعنی "سریع الحرکتی" موجود ہے۔ مشرقی رقص عموماً طویل ہوتا ہے سب ہی لوگ اسبات کے خواہشمند ہیں کہ رقص کی خصوصیات یہ ہونی چاہئیں کہ سرعت سے قدم پڑتے ہوں، بازو دل اور ہاتھوں کی گردش ہوتی ہو اور رقاص کے قدم موسیقی کے تال و سُر پر پڑیں۔ ان کے لئے شاید اس مشرقی رقص میں کوئی سامان دلچسپی نہیں۔ سب اگر جانتے ہیں کہ مشرقی رقص کی نمایاں خصوصیات یہ ہیں کہ اسکی ابتدا آہستگی سے ہوتی ہے۔

اتنی آہستہ کہ صرف آنکھوں ہی کی گردش اور انگلیوں کی حرکت سے شروع ہوتی ہے پھر کمر اور منہ کو حرکت ہوتی ہے۔ پاؤں کی حرکت بہت دیر میں شروع ہوتی ہے۔ بلکہ بعض وقت تو اسکو کوئی اہمیت بھی نہیں دیجاتی۔ اور رقص کے اختتام تک اس طرف توجہ بھی نہیں کیجاتی۔ برخلاف اس کے ایک انگریزی رقص سریع الحرکت ہوتا ہے ایسا سریع کہ گویا ایک اچھل کود میں رقص ختم ہو گیا۔

ہوشیاری، سرعت اور آخر کے نتائج سب سے زیادہ اہمیت رکھنے والے عناصر ایک رقص میں ہیں۔ اچھی طرح سے ابتدا اور اچھی طرح سے اختتام، ایک بہتر رقص کے ضروری اجزا ہیں: بلکہ شاندار رقص کی خوبی صرف انہی دو اجزا کی خوبیوں پر موقوف ہے۔

اگر کسی چیز کو توڑا مروڑا جائے۔ تو اسکی خوبی غارت ہو جاتی ہے اور اسکی "صداقت" جاتی رہتی ہے۔ لیکن اگر ہوشیاری سے کام لیا جائے تو پھر اس توڑ مروڑ سے بھی کام لیا جا سکتا ہے اور زیادہ دقت اٹھانی نہیں پڑتی، ہماری تیار کردہ فلموں میں "مشرقی رقص" کو ملاحظہ کیجئے تو معلوم ہو جائے کہ اسمیں صداقت کی ایسی تصویریں ہیں کہ ایک شخص جسکو یہ رقص لفظ بلفظ یاد ہو

وہ بھی بمشکل اسمیں کسی قسم کے تغیر و تبدیل یا "توڑ مروڑ" کا احساس کر سکتا ہے۔ حالانکہ ایسا تغیر و تبدل کیا گیا ہے اور ایک انگریز کے دماغ میں ہندوستانی رقص کے متعلق تو خیال قایم ہے اسی کے مطابق نظر آتا ہے۔"

یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ شیخ افتخار رسول پہلے مشرقی ہیں جو مغربی دنیائے فلم میں آفتاب بنکر چمک رہے ہیں اور ایک "فلم اسٹار" کی قابل ستائش کامیابی حاصل کی ہے۔ اور یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ بہت سے دلچسپ واقعات آپ کی فلمی زندگی میں نظر آتے ہیں۔

شاید ایک دلچسپ واقعہ یہ ہے کہ جب آپ کا نام انگریزوں کی جماعت میں لیا جاتا ہے۔ تو اسکا ایک عجیب اثر پیدا ہوتا ہے۔ ساتھی اگر مبہوت و متحیر ہوجاتے ہیں۔ چونکہ آپ کی شخصیت ایسی نمایاں ہوگئی ہے کہ ایسا اثر ہونا ضروری ہے۔ وجہ اسکی یہ ہے کہ ایک انگریز کے دماغ میں لفظ شیخ جو مفہوم ہے وہ ایک ہر دلعزیز ناول نویس کی تصنیفات سے لوگوں کے دماغ میں قائم ہوا ہے۔ چنانچہ ایک چھوٹی سی خوبصورت لڑکی نے افتخار رسول سے ایک معصومانہ انداز میں پوچھا کہ کیا واقعی تمھارے شیخ سفید فام لڑکیوں کو پکڑ لے جاتے ہیں اور گھروں میں بند کر دیتے ہیں۔

حالانکہ اس لڑکی کا سن و سال اتنا تھا کہ اسکو زیادہ معلومات ہونی چاہیئے تھیں!

ایک دوسری لڑکی نے کہا! میں سمجھتی تھی کہ تم لوگ ہاتھوں میں ایک خمیدہ شمشیر رکھتے ہوگے اور اونٹوں پر سوار ہوتے ہوگے لیکن اب تو دیکھکر مجھے معلوم ہوا کہ تم فی الواقعی شیخ نہیں ہو بلکہ صرف ایک آدمی!

ایسے دلچسپ واقعات شیخ افتخار رسول کی زندگی میں بھرے پڑے ہیں۔ لیکن ان دلچسپ واقعات سے الگ ایک دوسری چیز بھی ہے یعنی روزانہ سینما کے پردوں پر ہر فلم اسٹار کی پرستش ہر شب کو بلا ناغہ ہوا کرتی ہے اسی شیخ افتخار رسول جہاں جاتے ہیں۔ ان کی شخصیت لوگوں کی توجہ کی جاذب نظر آتی ہے۔ راہ گیر چلتے ان کو دیکھنے میں مشغول ہو جاتا ہے۔ کیونکہ وہ شیخ افتخار رسول کو اس کے قد و خال سے پہچان جاتے ہیں کیونکہ فلم کی تصویروں سے وہ شیخ افتخار رسول کے چہرہ و بشرہ سے بڑی حد تک واقف ہو گئے ہیں۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ ان کو اسکا چہرہ مہرہ قد و خال پورا یاد ہے اور ایک نظر دیکھتے ہی پہچان لیتے ہیں کہ یہی شیخ رسول ہے۔ جو فلم اسٹار بنکر فلک فلمستان میں تاباں ہے۔

ایک ایسے راستہ میں جہاں ہزاروں لوگوں کا مجمع ہو۔ اگر شیخ رسول جا نکلیں تو تمام لوگ یہ کہتے ہوئے سنائی دینگے۔ کہ دیکھو یہی شیخ رسول ہے۔ ہوٹلوں، تھیٹروں، لکچروں کے کمروں اور کتب خانوں، غرض یہ کہ ہر جگہ یہی تماشہ نظر آتا ہے ہمنے کتب خانہ کا نام اسلیئے لیا کہ اگرچہ شیخ افتخار رسول کی زندگی ایک مشہور ایکٹر کی زندگی کی طرح بہت مصروف اور کثیر المشاغل ہے۔ لیکن شیخ رسول کے دلمیں تشنگی علم بھی غالب ہے اور وہ دریائے علم میں بھی غوطہ زن ہونے کے لیئے کوشاں رہتے ہیں۔

فرصت کے اوقات میں شیخ رسول کتبخانوں میں جاتے ہیں۔ اور مغربی فلسفہ کی کتابیں بڑے

مڈن تھیئیٹرس لمیٹیڈ کلکتہ

(اور)

اس کے فلمی کارنامے

مڈن تھیئیٹرس لمیٹیڈ جو اس وقت ہندوستان میں کنگ آف سینما کہلائے جانے کی مستحق ہے۔ آج اس کے ان بائیسکوپوں کا جہاں زیادہ ہندوستانی فلم دکھائے جاتے ہیں۔ ہم ذکر کرنا چاہتے ہیں۔ اور ان پر ایک سرسری نگاہ ڈال کر وہاں کے حسن انتظام کا بیان کریں گے۔ ذیل میں آپ کے اضافۂ معلومات کے لیے اس کمپنی کے چند تھیئیٹروں کا بیان کیا جاتا ہے۔ بغور ملاحظہ فرمائیے:-

البین تھیئیٹر

اس کے مالک ایک دوسرے شخص تھے۔ اور یہ تھیئیٹر اکثر ... کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔ اس میں سب سے پہلا ناٹک کی رت واری" نام سے دکھایا گیا۔ اور یہ بالکل اتفاق کی بات ہے کہ پہلے روز کے کھیل میں پہلا ٹکٹ مجھ ہی کو خریدنے کا اتفاق ہوا۔ یہ اب سے ۲۰ سال پہلے کا ذکر ہے۔ اس کے بعد یہ تھیئیٹر کئی اشخاص کی ملکیت میں تبدیل ہوا۔ اور تقریباً ۱۵ سال سے یہ تھیئیٹر مڈن تھیئیٹرس لمیٹیڈ کی نگرانی اور انتظام میں چلایا جا رہا ہے۔ تھیئیٹر کی عمارت نیو مارکیٹ اور یوروپین کاروباری مرکز کے قریب ہے۔ جہاں ہر قسم کے لوگوں کی آمد و رفت رہتی ہے۔ پہلے یہاں سیریل فلم بالاقساط دکھائے جاتے تھے۔ لیکن بعد میں ڈرامہ کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ اور اب صرف ہندوستانی فلم دکھائے جا رہے ہیں۔

اس وقت اس کے منیجر ایک پارسی ہیں۔ جو عرصہ سے اسی تھیئیٹر میں انتظامی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ ہمارے نزدیک اس میں اصلاح کی کافی گنجائش باقی ہیں۔ اور تھوڑے سے رد و بدل میں کافی منافع کی امید ہو سکتی ہے۔

سنٹرل تھیئیٹر

اس تھیئیٹر کے گرد و نواح میں زیادہ تر کاروباری حضرات کی رہائش ہے۔ سنٹرل تھیئیٹر صرف بائیسکوپ کے اغراض کی تکمیل کے لیے بنایا گیا تھا۔ لیکن بعد میں ایک عرصہ تک کلکتہ کے پرانے اور مشہور گھوڑوں کے سوداگر مسٹر اوڈلیسر جی کی نگرانی میں اس ہال سے تھیئیٹر کا کام لیا جاتا رہا۔ لیکن اب اسے تقریباً ۸-۱۰ سال سے مڈن تھیئیٹرس لمیٹیڈ نے اسے کرایہ پر لے رکھا ہے۔ یہ ملکیت کسی مارواڑی کی ہے۔ مڈن کمپنی نے پہلے پہل یہاں سیریل فلم کا سلسلہ شروع کیا تھا

اور عرصہ تک یہ سلسلہ برابر جاری رہا۔

اس کے بعد اس تھیٹر میں ہندوستانی فلموں کا سلسلہ شروع کر دیا گیا۔ جسکی وجہ سے یہاں کی چہل پہل میں بھی ترقی ہوگئی۔ لیکن خدا جانے کیوں مڈن کمپنی نے اسمیں پھر انگریزی ڈرامہ دکھانا شروع کر دیا۔ عام طور پر لوگ آجکل انگریزی ڈرامہ پسند نہیں کرتے۔ شاید اسی وجہ سے اسکی چہل پہل میں بھی فرق آگیا ہے۔ مسٹر نارائن داس آجکل اس کے مینیجر ہیں۔ اور موصوف کا انتظام ایک حد تک قابلِ داد و تحسین ہے۔"

امپیریل تھیٹر

یہ تھیٹر ایک ایسی جگہ واقع ہے۔ جہاں ہندو مسلمانوں کی آبادی صرف مشترکہ ہی نہیں۔ بلکہ گنجان ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہاں مہینہ کے پندرہ روز تک کافی ہجوم رہتا ہے۔

میں نے خود دیکھا ہے کہ محض ٹکٹ حاصل کرنے کے لیے لوگ انتہائی منت و سماجت پر اُتر آتے ہیں۔ اس تھیٹر کی زیادہ تر کامیابی کی وجہ یہ ہے کہ اسمیں شروع سے آجتک تقریباً ہندوستانی فلم ہی دکھائے جاتے رہے ہیں۔ اگر یاد غلطی نہیں کرتی تو غالباً کلکتہ کی پبلک کو اسی تھیٹر نے ہندوستانی فلموں سے روشناس کرایا ہے۔ لیکن یہ تھیٹر جس قدر مالک کمپنی کیلیے منفعت بخش ہے۔ اسی قدر شرفا کے لیے تکلیف دہ بھی ہے۔

یہ امر بھی قابلِ افسوس و تذکرہ ہے کہ اس تھیٹر میں لوگوں کی ایک شریر جماعت نے اصلی قیمت پر ٹکٹ خرید کر اسے زیادہ قیمت پر فروخت کرنیکو اپنا شعار اور ایک قسم کا کاروبار بنا رکھا ہے ——— یہ جماعت پہلے سے اس طرح ٹکٹ آفس کو گھیر لیتی ہے کہ ٹکٹ کے صحیح خریدار کو کھڑکی کے دروازے تک پہونچنا ناممکن ہوجاتا ہے۔

اس جماعت کا ایک ایک آدمی تین تین اور چار چار ٹکٹ بار بار خریدتا رہتا ہے۔ اور دوسری طرف بڑھایا جاتا ہے۔ پھر دوسرے آدمی چھ چھ آنہ اور دس دس آنہ کی آواز لگا کر آسانی سے یہ ٹکٹ بجائے چار آنہ اور آٹھ آنہ کے فروخت کر ڈالتے ہیں۔

بہت سے مینیجر یہاں آئے۔ لیکن خدا جانے کیوں ان پبلک کی اس شکایت کو رفع نہ کر سکے۔

یہ طرزِ عمل مڈن کمپنی کے کارہائے نمایاں کے لیے ایک قسم کی بدنامی ہے۔ اور کمپنی کے عمال کی پیشانی پر ایک بدنما داغ۔ جس کے علاج کی فوراً اور اشد ضرورت ہے۔ کمپنی کے کارکنوں کو فوراً اس طرف توجہ کرنی چاہیے۔ کیونکہ شرفا کی تماشہ بینی پر اس بدانتظامی کا کافی اثر پڑ رہا ہے۔ شاید وہ دن دور نہیں کہ شرفا کی آمد و رفت آہستہ آہستہ اس تھیٹر سے موقوف ہو جائیگی۔ اور کمپنی کو اس طرح سخت بدنامی کے علاوہ نقصانِ عظیم برداشت کرنا پڑے گا۔

یہاں کے مینیجر اس وقت مسٹر جتن بنرجی ہیں۔ جنہوں نے بنارس کے لنتیر تھیٹر کا افتتاح بڑی دھوم دھام سے کیا تھا۔ موصوف مڈن کمپنی کے پرانے کارکنوں میں سے ہیں۔ اور آپ نے بنارس اور کلکتہ کے علاوہ دوسرے شہروں کے سنیماؤں میں بھی بطریق احسن یہ خدمات انجام دی ہیں۔ اور شاید یہی وجہ ہے کہ باوجود بنگالی ہونے کے آپ ایک حد تک اردو بول لیتے ہیں۔ آپ کے تجربات نہایت وسیع ہیں۔ آپ کے ساتھی مسٹر مولچند ہیں۔

آپ کے والد مسٹر امرت لال مرحوم مڈن صاحب کے بہت ہی خیرخواہ تھے۔ اور شاید اسی وجہ سے کمپنی بھی موصوف کو وقعت و عزت کی نظر سے دیکھتی ہے۔"

الفریڈ ماکی ہاؤس

یہ ہاؤس پہلے ایک مستقل تھیٹر گاہ تھا — اس کے مالک مسٹر کاؤس جی کھٹاؤ کے انتقال کے بعد ان کے بڑے فرزند جہانگیر کے ذریعہ میڈن تھیٹرس لمیٹیڈ کے قبضہ میں آیا — یہاں پر کچھ دنوں سے تھیٹر کی غیر موجودگی میں بائیسکوپ بھی ہونے لگا تھا — اب اس کو مستقل طور پر ٹاکی ہاؤس بنا دیا گیا — اب یہاں زیادہ تر اردو اور ہندی ٹاکی فلم دکھائے گا۔

اس کے مینیجر اس وقت بھاری بھرکم ڈیل ڈول والے جناب راسخ محمد آشیہ صاحب ہیں — غالباً ان کا وطن سورت ہے؛ ان کے حسن انتظام کے متعلق صرف اسی قدر لکھنا کافی ہے کہ [illegible] نامی فلم انہی کے انتظام میں چل رہا تھا جس کے متعلق لوگوں کا خیال ہے کہ ایسی بھیڑ بھاڑ آجتک کبھی اور کہیں اس حلقہ کے اندر نہیں دیکھی گئی۔

راج سنہا نامی فلم کی نمائش کے وقت ان کی دور اندیشی تجربہ کاری اور محنت بہت کام آئی — ورنہ تمام طور پر مسلمان راج سنہا نامی فلم سے مشتعل ہو چکے تھے — اور سینما ہال کے اندر اور باہر کشت و خون کا خطرہ محسوس ہو رہا تھا؛ مالکوں کی نظر میں بھی ان کی محنت اور جانفشانی قابل قدر ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ ایسے لوگ مشکل سے ملتے ہیں — آپ کے ساتھ دوسرے مینیجر دنیائے فلم کے مشہور ایکٹر ماسٹر راج [illegible] ہیں — فلم ریویو بابت ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۳۰ء میں ہم آپ کی ایک تقریر پیش کر کے ناظرین کی خدمت انجام دے چکے ہیں — موصوف کے موجودہ طرز عمل سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آپ ہونہار ہیں — اگر محنت و جانفشانی کا یہی عالم رہا تو وہ اپنے لیے عزت اور مالکوں کے لیے دولت حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے —"

ریپن تھیٹر

یہ کلکتہ کا بہت ہی پرانا تھیٹر ہے — اس کی عمر ۴۰ برس کے لگ بھگ ہے — پہلے یہ گیٹی تھیٹر کے نام سے مشہور تھا۔ اس کے بعد سٹی تھیٹر کے نام سے اور پھر ماکس تھیٹر کے نام سے مشہور ہوا — اسے میڈن تھیٹرس نے لیز پر لے رکھا ہے۔

اس کے آس پاس رہنے والے زیادہ تر مسلمان ہیں — اس میں صرف تھیٹر ہوا کرتا تھا — جب سے میڈن تھیٹرس لمیٹیڈ کے قبضہ میں آیا — اس وقت سے بائیسکوپ ہونے لگا — ورنہ اس سے پہلے تھیٹر ہوا کرتا تھا —

یہاں کے شائقین زیادہ تر ہندوستانی فلم پسند کرتے ہیں — اور صرف ریپن تھیٹر میں انگریزی فلم ہوا کرتا ہے — اور یہی وجہ ہے کہ یہ کامیاب نہیں ہوتا —

اس کے تھوڑے ہی فاصلہ پر ایک دوسرا سینما ہے — نہ اس میں اتنی سجاوٹ ہے — نہ اتنا اچھا پوزیشن ہے — پھر بھی وہ اپنی نسبت آمدنی کے لحاظ سے بہت زیادہ کامیاب ہے — اس کی کامیابی اور یہاں کے باشندوں کے بڑھتے ہوئے شوق کو دیکھ کر مرزاپور کے چند صاحب ثروت حضرات نے اسی حلقہ میں "لکی سینما" کے نام سے ایک مشترکہ ملکیت کے طور پر سینما کا افتتاح کیا ہے —

اس سینما میں زیادہ محنت و جانفشانی سے مسٹر عبدالوہاب صاحب اور اصغر علی صاحب کام کرتے ہیں — اور یہی اس سینما کی کامیابی کی اصل وجہ ہے —

ہم اس کامیابی پر ان حضرات کی خدمت میں دل سے مبارکباد پیش کرتے ہیں —"

SUPPLEMENT

ریپن تھیٹر کے مینیجر کو گپتو بابو کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ ان کا پورا نام مجھے معلوم نہین۔ ان کی شخصیت بھی عجیب ہے۔ ان کی نظر مین گھر سے آکر کرسی پر بیٹھ جانے والے کا نام مینیجر ہے۔ ہم نے اکثر دیکھا ہے کہ ان کے آس پاس ان کے دوستون کا جمگھٹا رہتا ہے۔ اور یہ بیچ مین بیٹھکر نہایت اطمینان کے ساتھ خانگی اور سیاسی امور پر دلچسپ بحث و مباحثہ کرتے رہتے ہین۔

ایک دن کا واقعہ ہے:-

مین شیرین فرہاد دیکھکر واپس آرہا تھا۔ راستہ مین یکبیک خیال آیا کہ ریپن تھیٹر مین "بن حور" نامی فلم دیکھنا چاہیے۔

مین جس وقت ریپن تھیٹر پہونچا۔ اس وقت ۹ بجکر ۲۰ منٹ ہو چکے تھے۔ جیسے ہی ہم ٹکٹ گھر کے قریب پہونچے، گھنٹی کی آواز آئی۔ باہر کے لوگ گھبرا گھبرا کر اندر جانے لگے۔ ہم نے بھی ٹکٹ لینے کی غرض سے اندر کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ لیکن سخت مایوسی ہوئی جب ہم نے دیکھا کہ ٹکٹ بابو صاحب اندر موجود نہین ہین۔

سخت حیرت ہوئی، جب مین نے دیکھا کہ مینیجر صاحب پورے جاہ و جلال کے ساتھ فٹ پاتھ پر رونق افروز ہین۔ اور ایک شخص مینیجر صاحب کی بغل سے اٹھکر آیا۔ اور اس نے مجھے ٹکٹ دیدیا۔

یہ ہے مینیجر صاحب کا حسن انتظام اور ان کی مستعدی —— غالباً یہی وجہ ہے کہ یہ تھیٹر وجودار حیثیت رکھنے کے باوجود بھی گمنام ہوتا جارہا ہے۔ اور دوسرے کم لیاقت رکھنے والے سینما اس کو شکست فاش دینے مین کامیاب ہوتے جارہے ہین —— دوسرے سینماؤن کے متعلق آئندہ لکھا جائے گا ——"

صفحہ ۳۶ کا بقیہ حصہ:-

شوق و ذوق سے پڑھتے ہیں۔ شاید وہ مغربی فلسفہ سے ماہر ہو جانا چاہتے ہیں۔ مطالعۂ کتب سے جب فرصت ہوتی ہے۔ تو پھر لکھنے میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ ان باتوں سے فرصت ہوتی تو پھر پیانو بجاکر تفریح طبع کرتے ہیں۔ پیانو بجانے میں آپ کو کمال حاصل ہے۔ اور آپ کی انگلیاں پیانو پر ایسی ہلکی پڑتی ہیں کہ گویا پردہ ہائے پیانو پر روئی کے گالے یا پر گر پڑتے ہیں۔

سلور ٹوتھ پوڈر

اس منجن کے استعمال سے دانتوں کی کل خرابیاں دور ہو جاتی ہیں اور دانت مثل موتی کے چمکنے لگتے ہیں قیمت فی شیشی چار آنے

پتہ:- عرفانی میڈیکل ہال گورنمنٹ رجسٹرڈ۔ ہوڑہ

ایک ہفتہ کے لئے چوتھائی قیمت

انگلینڈ۔ امریکہ۔ جرمنی۔ جاپان کی بغیر سرمایہ کے جاری ہونیوالی نہایت قیمتی دستکاریان سکھانیوالا رسالہ دستکاری جو ۱۷ سال سے جاری ہے۔ محکمہ تعلیم ممالک دکن کے چار ہزار اسکولون مین منظور ہونیکی خوشی مین ایک ہفتہ کے لیے رسالہ دستکاری کا سالانہ چندہ پانچروپیہ کی بجائے ڈیڑھ روپیہ کردیا گیا ہے۔ اس لیے ابھی وقت چندہ بذریعہ منیارڈر روانہ کرکے اس کے ذریعہ فرصت کے وقت مین کام کرکے ڈیڑھ روپیہ ماہوار کماؤ۔ وی۔ پی۔ طلب کرنیوالون کے لیے رعایت نہین ہے۔

ملنے کا پتہ:-

مینیجر رسالہ دستکاری۔ بلیماران۔ دہلی

A Scene from "JORE BARAT"

SPECIAL PRESS, 128-B, BAITAKHANA RD, CAL

MISS. SULOCHANA.
IN
VEER BALA.
LUCKY FILMS SYNDICATE.
32-A, Dhurumtolla Street,
Calcutta.

...ں لگائے۔

...ظرح ہی یہ بھی تھی کہ فرانس کی مشہور کمپنی نے آپ سے معاہدہ کیا ...انگلینڈ چند دن رہنے کے بعد پیرس واپس تشریف لے آئیں گے ...ان کی تازہ فلم The Shadow of the Harem. ...شیڈو آن دی حرم" میں بھی ہیرو کا پارٹ کریں گے اس فلم میں ...شیخ صاحب نے عجیب و غریب حسن و خوبی کے ساتھ ایکٹ ...میں سے یورپ کی فلم کمپنیوں کو آپ کا لوہا ماننا پڑا۔

...جرمنی کو روانگی۔ مسٹر افتخار چند ماہ کے لئے جرمنی اس غرض سے تشریف لے گئے کہ وہاں فلم ...انڈسٹری کے چند اور صیغوں کا مطالعہ کریں اور انہیں باقاعدہ ...سیکھیں۔ وہاں جرمنی کی مشہور فلمی کمپنی Ufa. کے ...ڈائرکٹر سے آپ کی ملاقات ہوئی آپ نے فلم کے متعلق قریب قریب ...علوم حاصل کئے اور ساتھ ہی جرمنی کے تین مشہور فلموں میں ...ایکٹ بھی کیا جن میں سے خاص طور سے Honeymoon ...قابل ذکر ہے۔ اس فلم میں صاحب موصوف نے پہلی مرتبہ ایک ...جاپانی عاشق کا ایکٹ کیا ہے۔ یہ واقعہ سنہ ۲۷ء کا ہے اس کے ...بعد آپ انگلینڈ تشریف لے آئے تاکہ اپنے امتحان کی تیاری کرسکیں

جنیوا کانفرنس میں ہندوستانی طلبا کی نمائندگی

سنہ ۱۹۲۷ء میں آپ گورنمنٹ عالیہ کی طرف سے ہندوستانی طلباء کے ...نمائندہ بنکر طلباء کانفرنس میں شرکت کرنے کے لئے جنیوا تشریف لے ...گئے جہاں آپ نے ہندوستانی طلباء کے حقوق کے متعلق زلزلہ انگیز ...تقریر کی جس میں اور دنیا کی ساری قوموں کے سامنے یہ چیز پیش کردی ...کہ ہندوستانی طلباء کسی طرح بھی یورپین طلباء سے کم نہیں ہیں آپ ...نے اس بات پر زور دیا اور کانفرنس کے ہر فرد کو اچھی طرح متنبہ کردیا ...کہ ہندوستانی طلباء کے حقوق کو نظر انداز کرنے کی کوشش بے سود ...ہوگی۔ جنیوا سے واپسی پر آپ نے ایک رپورٹ تیار کی جو ایک کتاب ...کی صورت میں انڈیا آفس میں موجود ہے۔ شیخ صاحب صرف فلمی دنیا ...ہی کے نہیں بلکہ آپ یورپ کی اور بھی چند معزز سوسائٹیوں کے رکن اعلیٰ ہیں۔

حال ہی میں آپ نے انگلینڈ میں ایک ڈرامیٹک سوسائٹی قائم کی ہے جس کے تین سو سے زیادہ ممبر ہیں اس سوسائٹی کا مقصد ہندوستانی آرٹ کو ترقی دینا اور اہل یورپ کے سامنے اسے اصل رنگ میں پیش کرنا ہے۔ یورپ کی سوسائٹیوں میں مسٹر افتخار اس قدر عزیز اور محبوب ہو گئے ہیں کہ کوئی پارٹی اور کوئی دعوت آپ کے بغیر کامیاب نہیں ہوتی ہندوستانی آرٹ کی ترقی کے خیال کے ساتھ ہی آپ ملک و قوم کی بھی ہر خدمت کے لئے ہر وقت تیار رہتے ہیں یہی وجہ ہے کہ گول میز کانفرنس کے وقت اپنی موجودگی ضروری سمجھکر ہندوستان آنے کا ارادہ ملتوی کر دیا۔ آپ کے جذبات وطن پرستی کو دیکھ کر ہر فرقہ کے لوگ آپ کا بیحد احترام کرتے ہیں سنہ ۱۹۲۸ء ہی میں آپ کو فرانس سے پھر ایک دعوت نامہ آیا مگر ان دنوں آپ اپنے امتحان کی تیاریوں میں مصروف تھے اس لئے اسے قبول نہ کر سکے۔

شہرت و عظمت کی ارفع ترین منزل۔ اسی سال اگست کے مہینہ میں فرانس کی ایک کمپنی کے ڈائرکٹر انگلینڈ آئے اور شیخ صاحب سے ملاقات کے دوران میں کہا۔

"میرا ارادہ ہے کہ "الف لیلہ" کے مشہور افسانہ "شہزاد" کا فلم تیار کروں میری یہ بھی خواہش ہے کہ اس میں ہیرو کا پارٹ آپ قبول کریں۔"

آخر مختصر گفتگو کے بعد ان شرائط کے ساتھ معاملہ طے ہو گیا۔ افتخار صاحب خود افسانہ کے کیرکٹر اور فوٹوگرافر منتخب کریں گے اندرونی اور بیرونی مناظر بھی آپ ہی تیار کر کے اسٹیج پر کریں گے چنانچہ اکتوبر میں آپ پھر فرانس تشریف لے گئے اس فلم میں شیخ صاحب نے جس خوبی اور حسن کمال کے ساتھ شہزاد فلم کے ہیرو کا پارٹ کیا ہے اس کی مثال ملنی مشکل ہے اور نہ آج تک اس کا جواب ہو سکا ہے آپ کا یہ بےلاجواب پارٹ ہے جس پر فرانس۔ جرمنی۔ اور امریکہ کے اخبارات نے اپنے کالم کے کالم سیاہ کئے ہیں۔ امریکہ کے چند مشہور نقادوں کی تو یہ بھی رائے ہے کہ یورپ میں ابھی تک مشرقی افسانہ کا اس سے بہتر کوئی فلم تیار نہیں ہوا اور نہ ایکٹروں نے کبھی اس سے اچھا کام کیا ہے جناب شیخ صاحب کو اس پارٹ کے صلہ میں فرنچ اکاڈمی کی طرف

ایک مشرقی رقاصہ کا خیال ہے کہ انسان کو خوبصورت بننے کیلئے موزون لباس کی بھی ضرورت پڑتی ہے میں نے خود دیکھا ہے کہ بہت سے لائق اور سمجھدار لوگ ہر محکمہ پر صرف اسی لئے ناکامیاب ہو گئے ہیں۔ کلکتہ میں مین نے عبدالرحمن ٹیلر ماسٹر کو دیکھا ہے جو کہ نہایت آسانی کے ساتھ ہزار سال پیشتر سے لیکر موجودہ اور نئے فیشن کا ہر قسم کا لباس وقت کی پابندی اور ٹھیک وعدہ کے مطابق سیکر دیدیتے ہیں خصوصاً امید وار ایکٹرون کو تو ضرور ان کے یہاں کا لباس سلا ہوا پہننا چاہئے۔

عبدالرحمن ٹیلر ماسٹر نمبر ۱۰ محمد علی روڈ سابق چیت پور روڈ کلکتہ

سیکڑون موقع پر کام آنے والی بہترین اور لاثانی دوا

شانتی دھارا (رجسٹرڈ)

سر سے لیکر پیر تک جہان کہین داد ہو یا خارش پھوڑا ہو یا پھنسی اس کو لگا دیجیے بغیر اپنا اثر دکھلائے نہ رہیگا۔ یہان تک کہ سفید داغ پر کچھ عرصہ تک ملنے اور کھانے سے سفید داغ بالکل جڑ سے جاتا رہتا ہے۔

جس کے متعلق معزز ڈاکٹر و حکما نے آزما کر صدہا سرٹیفکٹ عطا کئے ہین اور ہزارون گھرون میں استعمال کی جا رہی ہے۔ یہ دوا ہیضہ۔ طاعون۔ پلیگ۔ کالرا۔ دست۔ قے۔ متلی۔ بدہضمی۔ کھٹی ڈکارون کا آنا۔ قبض۔ پیچش۔ منھ میں پانی بھر آنا۔ اور ہر قسم کے بخار۔ ملیریا۔ انفلوئنزا۔ نمونیہ۔ سرسام۔ ورم جگر۔ درد سر۔ درد کان۔ درد دانت۔ درد شکم۔ اور جوڑون کا درد۔ نزلہ۔ زکام۔ کھانسی۔ دمہ۔ وغیرہ امراض میں تیر بہدف ہونے کے علاوہ۔ بچھو۔ سانپ۔ بھڑ۔ مکھی کے کاٹنے کی اکسیر دوا ثابت ہوئی ہے۔ جوان۔ بچے۔ بوڑھے۔ مرد۔ عورت۔ سب کے لئے یکسان مفید ہے۔ صبح۔ شام۔ دن۔ دوپہر جس وقت ضرورت پڑے تو بلا سمجھے بوجھے استعمال کیجیے اور استعمال کرائیے۔ قیمت۔ بڑی شیشی ایک روپیہ (عہ) اور چھوٹی شیشی آٹھ آنہ (۸)

ڈاکٹر امجد حسین (ایچ۔ ایم۔ بی) دواخانہ شانتی دھارا نمبر ۲۸ کولوٹولہ اسٹریٹ۔ کلکتہ (علاوہ محصول ڈاک)

ے ایک سارٹیفکٹ ملا ہے جس پر آپ کا نام سنہری الفاظ میں تحریر ہے۔ سارٹیفکٹ کی زبان فرانسیسی ہے اور جس کی عبارت یہ ہے:-

"شہزاد فلم اس کے آرٹ کے کمال کا بہترین نمونہ ہے جس پر ہم معبر ہوں کو ناز ہے"۔ یہ مشہور فلم جو حال ہی میں دکھایا گیا ہے یورپ میں اس قدر کامیاب ہوا ہے کہ مہینوں دکھائے جانے کے بعد بھی پبلک اس کے دیکھنے کی مشتاق ہی رہی۔

یہی پہلا فلم ہے جس میں مسٹر افتخار نے مشرقی ناچ کی بنیاد ڈالی اور اس خوبی کے ساتھ اس فن کو پیش کیا کہ فرانس۔ جرمنی۔ ہالینڈ ویانا اور پیراگ کے ناچ گھروں میں بھی ہر جگہ دکھایا گیا۔ جناب شیخ کو مختلف ناچ گھروں سے دعوت نامے بھی موصول ہوئے پیرس کے ایک فلمی رسالہ Cinema ndl جس میں آپ کا ایک انٹرویو شائع ہوا ہے نے لکھا ہے کہ اس فلم کے دوران میں آپ کی کئی ہزار تصاویر فروخت ہو چکی ہیں۔ فرانس میں کوئی دوکان ایسی نہیں جہاں آپ کی تصویر نہ ملتی ہو اسی طرح ایک اور انگریزی رسالہ نے آپ کے حالات و تصویر شائع کرتے ہوئے لکھا ہے یہ ہیں اصل شیخ جو اس وقت اردو ٹاکی فلم بنام لالہ رخ بنا رہے ہیں۔ یورپ میں کوئی رسالہ ایسا نہیں جس میں آپ کا تذکرہ نہ ہو سنہ ۲۹ء میں جب آپ کو چند وجوہات کی بنا پر ہندوستان آنا پڑا تو جہاز کے سفر میں آپ کو ٹھامس مور کے مشہور مشرقی افسانہ "لالہ رخ" کے پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ یہ افسانہ شیخ صاحب کو بحد پسند آیا آپ نے مصمم ارادہ کر لیا کہ جلد سے جلد اس کا ٹاکی فلم تیار کروں گا۔ جب آپ ہندوستان سے واپس تشریف لے گئے تو سب سے پہلے آپ نے لئے یہی کام سمجھا کہ لالہ رخ افسانہ کا ٹاکی فلم بنانے کی تیاریاں کریں لالہ رخ فلم جس پر والیان ریاست کی مالی امداد اور دو ایک کمپنیوں کی شرکت میں تیار ہو رہا ہے اس فلم کے اندرونی مناظر بہترین طریقہ سے تیار ہو چکے ہیں بیرونی مناظر جنت نشان وادی کشمیر میں تیار کئے جائیں گے جس کے لئے مسٹر افتخار ہندوستان آنے والے ہیں "لالہ رخ" فلم فی الحال انگریزی زبان میں بنانے کا اہتمام ہو رہا ہے کہ اردو میں بھی بنا دیا جائے۔ یورپ کا یہی ایک فلم ہے جس میں مشرقی ناچ وراگ ستار اور طبلہ وغیرہ سنا جائیگا۔ اس میں چند انگریزی گانے شیخ صاحب ہی کے تصنیف کردہ ہیں۔ یہ فلم ان چند فلموں میں سے ایک ہے جو انگریزی زبان میں The mans work کہلائے جاتے ہیں۔ شیخ صاحب صرف ایک ایکٹر ہی نہیں ہیں بلکہ آپ چند یورپین فلم کمپنیوں کے ڈائرکٹر بھی ہیں مشرقی افسانہ کو فلم تیار کرنے سے پہلے آپ سے مشورہ ضرور لے لیا جاتا ہے بہت سی کمپنیوں کے آپ Oriental Director بھی ہیں اور مناظر کش بھی حقیقت تو یہ ہے کہ آج تک کسی ہندوستانی کو یورپ میں یہ عزت حاصل نہ ہوئی جو افتخار رسول صاحب کو نصیب ہوئی حال ہی میں آپ نے ایک فلم دی بلیک سلیو The Black Slave میں ہیرو کا پارٹ کیا ہے کہا جاتا ہے کہ یہ فلم عربی شبستان عشرت کا ایک واحد نمونہ ہے اس میں بھی مسٹر افتخار کو نمایاں کامیابی ہوئی ہے۔ یہ فلم پیرس میں عنقریب دکھایا جانے والا ہے بنانے والی کمپنی کی تجویز ہے کہ شب اول جناب شیخ صاحب پبلک میں خود پیش ہو کر اپنے کارناموں کی داد لیں سینما گھر کے باہر آپ کی ایک قد آدم رنگین تصاویر لٹکائی جائے گی اور بجلی کے ذریعہ لوگوں کو آپ کے مختصر حالات زندگی سنائے جائیں گے ہندوستانیوں کو فخر کرنا چاہئے کہ شیخ افتخار رسول کے جمال و کمال نے یورپ میں وہ نام پیدا کیا ہے اور وہ عزت حاصل کی ہے جو مرحوم ولینٹینو کو حاصل تھی آپ اس وقت شہرت و عظمت کی ارفع ترین منزل میں ہیں

گزشتہ بارسیلون کی نمائش میں آپ کی ایک تصویر اول رہی ہے ایک اور تازہ تصویر لندن کی آرٹ گیلری میں رکھی گئی ہے جو ایک فرانسیسی آرٹسٹ کے کمال کا نمونہ ہے انگلستان کے بہت سے مصور بھی آپ کی تصویریں تیار کر رہے ہیں۔

مسٹر افتخار رسول کی ہندوستان میں آمد

جناب شیخ عنقریب اپنی فلم لالہ رخ کے بیرونی مناظر تیار کرنے کے لئے ہندوستان آنے والے ہیں اس فلم کے ساتھ آپ کا ارادہ ہے کہ دو ایک فلم اور بھی تیار

کرین تاکہ ہندوستانی فلم ساز کمپنیوں کے دامن پر جو بدنامی کا داغ لگا ہوا ہے دھل جائے۔ آپ کا اس سے یہ بھی مقصد ہے کہ ہندوستانی فلموں کو ناکارہ سمجھنے والی یوروپین دنیا سمجھ لے کہ اگر ہندوستانی چاہیں تو اس صنعت کو بہتر سے بہتر طریقہ سے پیش کر سکتے ہیں۔

شادی

شیخ صاحب کی ابھی شادی نہیں ہوئی خبر نہیں کہ دنیائے فلم کا یہ روشن ستارہ کس ماہتاب حسن کی زینت آغوش ہوگا۔

دعا

یہ ہیں شیخ افتخار رسول کے مختصر حالات زندگی جنہیں پڑھ کر ہر شخص آپ کی خداداد قابلیت اور آپ کے حسن و کمال سے اچھی طرح واقف ہو سکتا ہے۔ مجھے قوی امید ہے کہ ملک صاحب موصوف کا نہایت گرم جوشی کے ساتھ استقبال کرے گا میرے خیال میں ہر ہندوستانی کو آپ کی تندرستی اور سلامتی کے لئے دعا کرنی چاہئے۔ شیخ صاحب کی ذات سے بڑی بڑی امیدیں وابستہ ہیں شاید آپ کی کوششوں سے ہندوستانی فلم کی یہ افسوسناک حالت سنبھل جائے۔

فلم کی یوروپین دنیا کہاں سے کہاں پہنچی مگر ہندوستانی فلم کمپنیاں ابھی تک تلوار کے دو پینترے! تھ اور آ آ آ و، ہی میں پڑی ہوئی ہیں۔

یہ واقعہ ہے کہ ہندوستانی فلم دیکھ کر تفریح تو ضرور ہو جاتی ہے مگر روح میں بیداری پیدا نہیں ہوتی جو فلم کی خصوصیت ہے میں ہندوستانی فلم سازی سے مایوس نہیں ہوں۔ مگر ہاں یہ کہے بغیر بھی نہیں رہ سکتا کہ

تو خدا رکھے ابھی فطرت شناس دل نہیں

باپ اور بیٹا

بیٹا۔ نماز کے بعد وہاں چلئے گا۔ **باپ:۔** کہاں

بیٹا (شرما کر) جہاں چلنے کے لئے آپ نے پرسوں کہا تھا

باپ۔ ہاں۔ ٹھیک تو اچھا کیا تم نے یاد دلا دیا مجھے تو خیال بھی نہ تھا۔

بیٹا۔ ابا میاں اُن کی دوکان ہے کس جگہ؟

باپ اتنی مشہور دوکان۔ تم نہیں جانتے؟

بیٹا۔ کیا چاندنی والی؟

باپ:۔ ہاں بیٹا وہی۔

بیٹا:۔ قاسم صاحب کا مزاج بہت ہی اچھا ہے۔ گاہک سے اس طرح بات کرتے ہیں۔ جیسے کوئی اپنے عزیز سے بات کرتا ہے اور ابا میاں اس روز آپ نے دیکھا تھا کہ ایک صاحب نے ان کے کتنے تھان کھلوا کر دیکھے آخر وہ یہ کہہ کر جانے لگے کہ اچھا میں واپس آ کر لوں گا تب بھی انہوں نے پان کھلایا اور کس طرح محبت سے بات چیت کی۔ اچھا ابا ان کے یہاں کیا کپڑا بکتے ہیں؟

باپ۔ لٹھا۔ ململ۔ نین سکھ۔ ٹوئیل۔ کریب۔ کوٹ پتلون۔ شیروانی کے کپڑے۔ مٹر۔ سلک۔ تھان۔ بیٹا انکے یہاں کونسا کپڑا نہیں ہے عورت اور مردوں کی ضرورت کے تمام کپڑے۔ اسکے علاوہ درزی کی ضرورت کی تمام سامان بھی موجود رہتا ہے

مثلاً۔ ریل۔ بٹن۔ سوئی۔ بکرم۔ ٹیپ وغیرہ

ملنے کا پتہ

محمد قاسم:۔ نمبر ۴۰ اسٹر چاندنی چوک اسٹریٹ کلکتہ

انڈین کینما آرٹس کی زبردست فلمیں

(۱) شنکر اچاریہ ۔ ۱۰ پارٹ ۱۱۵۰۰ فٹ لمبا فلم

سری گرو شنکر اچاریہ جنھوں نے ہندو دھرم کو دوبارہ بدھ دھرم کے ذریعہ جان دی نہایت دلچسپ پیرایہ میں ہے۔

(۲) انکارنیشن یعنی پونر جنم ۔ ۱۰ پارٹ ۹۵۰۰ فٹ لمبا فلم

(۳) نشدھ پھل یعنی شجر ممنوعہ (۶ پارٹ) ۶۵۰۰ فٹ لمبا فلم

ایک زبردست سوشل فلم جس نے ہندو دنیا میں ایک تہلکہ مچا دیا اور ثابت کر دیا کہ شادی کے وقت بچوں کی عمر کیا ہونی چاہیئے۔

(۴) بھگائی ہوئی لڑکی ۔ (۸ پارٹ) ۸۵۰۰ فٹ لمبا فلم

ایک زبردست روح میں سنسنی پھیلانے والا فلم۔ ڈاکوؤں کے ہاتھ سے بھگائی ہوئی بنگالی لڑکی کی دلچسپ داستان

(۵) کنٹھا ہار ۔ یعنے ۔ ہیرے کا ہار ۔ زبردست ڈیڈکٹیو فلم

جس کا دعوی ہے کہ اس سے بہترین فلم آج تک ہندوستان میں تیار نہیں ہوا جس میں ہندوستان کی مائیہ ناز ایکٹرس مس سیتا دیوی نے کام کیا ہے

تفصیل کے لئے پتہ نوٹ کریجئے

انڈین کینما آرٹس نمبر ۸ باغ ماری روڈ کلکتہ

تار کا پتہ :۔ کین آرٹس

ٹیلیفون ۔ بڑا بازار ۔ ۱۰۴۹

مشرقی تبسم

ضخامت
۳۰۰ صفحات

اگر مسکرانیوالے غنچون کا رازِ تبسم افشا کرنا ہی۔ اگر نمکدانِ ظرافت سی زخم خوردہ دلونکو تازہ کرنا ہی

اگر شوخ چتونون کی تیکھی ادائین دیکھنا ہین۔ اگر فصاحت و بلاغت سے لطف اندوز ہونا ہی

اگر مذاق دنیوی مین ناصح صادق کے اقوال زرین سننا ہی۔ اگر مردہ دلون کو حیات دوام دینا ہی

اگر دنیائے ادب کی رنگینیان دیکھنا ہین ——— تو۔

حضرت عنایت دہلوی ایڈیٹر "چونچ"

کے دلچسپ افسانون اور مضامین کا مجموعہ

مشرقی تبسم کی خریداری فوراً قبول فرمایئے۔ جو زیر طبع ہی اور عنقریب بازار مین آجائیگا اسکی قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ مقرر کی گئی ہی لیکن

جو حضرات قبل اشاعت قیمت پیشگی بذریعہ منی آرڈر روانہ فرمادین گے اُن سے **رعایتی قیمت** بجائے ایک روپیہ آٹھ آنہ کے **صرف عہ** ایک روپیہ لیجائے گی اس رعایت سے فوراً فائدہ اُٹھایئے۔ اور آج ہی منی آرڈر روانہ فرمادیجئے ورنہ بعد مین پوری قیمت لیجائے گی۔

ملنے کا پتہ

منیجر "عثمانیہ بک ڈپو" نمبر ۱۰۷ الونجیت پور روڈ کلکتہ

فون ۱۔۳۱۱۴ تار کا پتہ "دھل وھل"

کلکتہ مین سب سے بڑے فلم ایجنٹ

ڈوسانی فلم کارپوریشن نمبر ۵۵ کیننگ اسٹریٹ کلکتہ

بنگال - بہار - اڑیسہ - آسام - برما کا سب سے بڑا

ہندوستان کا سب سے عمدہ - اور فلمی ذخیرہ

پہلا بولنے والا فلم

مس زبیدہ ماسٹر وٹھل

عالم آرا

امپیریل مودی ٹون کی بولنے والی فلمون کے حقوق بھی اسی کمپنی نے خریدے ہیں عالم آرا کی تعریف زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں ہندوستان کی بہترین بولنے والا فلم ہے جسمین ناچ گانا اور آواز سب موجود ہے اور امپیریل مودی ٹون کا دوسرا بولنے والا کامیاب فلم۔

دولت کا نشہ

جسمین مس جیلو - مسٹر خلیل نے بینظیر کام کیا ہے اسی کمپنی کے اسٹاک مین موجود ہے

یونائیٹڈ پلیرس کارپوریشن کے فلم } بہادر دل - فریبی شہزادہ -

اس کمپنی کے بہت جلد آنیوالے فلم } نقاب پوش ڈاکو - سنہری خنجر - لالرخ - معشوقہ - قیدی - خونی بھول - سنہری مندر وغیرہ

ڈوسانی فلم کارپوریشن مندرجۂ ذیل کمپنیون کی ایجنٹ ہے!

امپیریل فلم کمپنی - سوریہ فلم کمپنی - نوجوان فلم کمپنی - یونائیٹڈ پلیرس کارپوریشن - یونائیٹڈ پکچرس سنڈیکیٹ - کوہ نور یونائیٹڈ آرٹسٹ - جگدیس فلم کمپنی - روائل آرٹ اسٹوڈیو - وکٹوریہ فاطمہ فلم کمپنی

باقی حالات جاننے کے لئے مینیجر سے خط و کتابت کیجیے

فون: کلکتہ ۳۷۳۰ ۔۔۔ تار کا پتہ :- وزیٹر

انڈوامریکن فلم ڈسٹری بیوٹنگ کمپنی

ہندوستان کی بہترین فلمون کے واحد ایجنٹ

نمبر ۱۵۷ بی۔ دہرمتلہ اسٹریٹ کلکتہ

ڈاکو۔ الک کشوری۔ شیر دل۔ دیوداسی۔ قربانی۔ ویر راجپوت۔ خوبی تقدیر۔ نند کمار۔ راٹھور کماری مدن کو کلا۔ بہاری ڈاکو۔ ظالم زلیخا۔ بیوفا عاشق۔ تمام ہندوستانی فلم ذخیرہ مین موجود ہین۔

نیا رنگ ۔۔۔ نئی ایجاد ۔۔۔ نیا ڈھنگ

فلم زنجیر عشق۔ خاموش سامن۔ ڈون مانگ

یہ سب انگریزی فلمون مین اردو۔ ہندی۔ بنگالی ٹائیٹل موجود ہین

مدراس کی کمپنیون کے زبردست سنسنی خیز فلم

راجیشوری۔ خوبصورت شیطان۔ ریڈ گرل۔ فلک نما سایہ

ان فلمون کے زرین ستارے { مس پنا۔ مس ممتاز۔ مس زبیدہ۔ مس سلطانہ۔ مس نرلسا۔ مسٹر کالے مسٹر بلبلے۔ وغیرہ نامی آرٹسٹون نے کام کیا ہے۔

ان کے علاوہ اور بھی بہت سے فلم موجود ہین۔

مفصل کے لئے پتہ نوٹ کر لیجئے

انڈوامریکن فلم ڈسٹری بیوٹنگ کمپنی نمبر ۱۵۷ بی دہرمتلہ اسٹریٹ کلکتہ

عبدالرؤف پرنٹر پبلیشر کے اہتمام سے عصر جدید پریس کلکتہ مین چھپکر دفتر فلم ریویو ٹیواریکان لین نمبر ۲ اور ۱۳ سے شائع ہوا

HULLO EXHIBITORS!

The Time has come when you are expected to use your best experience in the selection of Films.

OURS HAVE LONG STOOD THE TEST

BOOK THEM NOW!

AVOID DISAPPOINTMENT.

Films	Star
Bondage	Panna.
Veer Bala Telephone Girl Typist Girl Samrat Shiladitya	Miss. Sulochana.
Briefless Barrister Sati Jasma Shirin Ferhad Samrat Shiladitya	Miss. Gohar Sr.

BESIDES A HOST OF OTHERS.

"TUNDUN"

TELEPHONE CAL. 4589.

LUCKY FILM SYNDICATE.
32-A, Dhurumtolla Street,
CALCUTTA.

Regd. No C. 1904

THE FILM REVIEW

ضرورت ہی

ایکٹر اور ایکٹروسوں کی تصاویر کی اور اسکے ساتھ ہی اُن کی زندگی کے حالات ہم بہت جلد ایک ایسی کتاب شائع کرنے والے ہین جس مین تمام ہندوستانی

ایکٹر اور ایکٹرسون کی تصاویر

اوران کی زندگی کے دلچسپ حالات ہوں گے تصاویر ایسی ہونی چاہئے جو کسی اخبار یا رسالہ میں کبھی شائع نہ ہوئی ہو۔ مضموں صاف اور خوشخط ہونا ضروری ہے۔ معہ پتہ کے۔

مینجر فلم ریویو

ایک برس فلم ریویو مفت !

کلکتہ سے ایک ظریف اخبار چونچ ہفتہ وار باتصویر شائع ہوتا ہی اگر آپ اس کے سالانہ خریدار ہو جائین تو فلم ریویو۔ آپ کو مفت ارسال کیا جائیگا۔ چونچ کا سالانہ چندہ صرف پانچ روپیہ ہے۔

مینجر چونچ ۱۷۱ / ۲ بو بازار اسٹریٹ کلکتہ

مشرقی ہند کا سب سے
پہلا باتصویر فلمی رسالہ

"فلم ریویو"

A Scene From Bondage.

بھارت ماتا فلم ہائرنگ سروس

دنیائے فلم کے مشہور ستارے

مس گوہر - مس سلوچنا - مس زبیدہ

مس مادھوری - مس پتلی - مس شانتا

کماری - مس سلطانہ - مس جلّو

مس زیب النسا - مس لیلا - مسٹر

بلی موریا - ماسٹر وٹھل مسٹر راجہ

نندو، مسٹر انا مدار - ماسٹر خلیل

مسٹر بابو راؤ وغیرہ وغیرہ

مالکان بائیسکوپ

شاید آپ کو ہمارے اس خیال سے اتفاق ہوگا کہ مشہور ایکٹرون کی فلمین

زیادہ تر پسندیدہ نگاہوں سے دیکھی جاتی ہین ۔

اور

ہمارے پاس تمام ہندوستان کے مشہور فلم

ستارون کی شہرۂ

آفاق فلمین موجود ہین

بھارت ماتا فلم ہائرنگ سروس

۱/۱۶۱ ہیرسن روڈ کلکتہ (بانگر بلڈنگ)

بلغ بازار

اپر چیت پور روڈ

ہیرسن روڈ

ہیرسن روڈ

سیالدہ

اپر چیت پور روڈ

ہمارے یہاں نہایت عمدہ تصویر کشی و اعلیٰ کی فلمیں جو ہندوستان بھر مین مقبول ہوئین مل سکتی ہین ۔"

ہندوستان بھر کے مشہور فلم کمپنیون کی فلمین خاموش و متکلم ہم آپ کو سپلائی کرسکتے ہین

شری رنجیت فلم کمپنی کی خاموش و بولنے والی فلم ساگر کی ٹاکی - شری لکشمی پکچرس ساؤتھ

یونک پکچرس کارپوریشن - و بنگال یونائیٹڈ فلمس آف کلکتہ کی مشہور فلمین بھی تیار ہین

دھرمتلہ

تارکا پتہ "بھینتا" ۱/۱۶۱ ہیرسن روڈ کلکتہ ٹیلیفون بڑا بازار ۴۸۶

سنو

سلطانہ بیگم کیا کہتی ہین؟

مُفصلہ ذیل دونون تحفون کو پسند کیجیے - اور آزمایئے - اگر دونوں نہ سہی تو ایک کو ضرور استعمال کیجئے دونوں اشیا میرے ہاتھ کی بنی ہوئی ہین اور اپنی نظیر آپ ہین -

(۱) **میرا بالون مین لگانے کا تیل** } یہ ایک نہایت ہی میٹھی خوشبو والا حیرت انگیز تیل ہے کہ جو بالون کو مضبوط اور لانبے کرتا ہے اور ان کو گرنے سے بچاتا ہے - بالون کی سیاہی قایم رکھتا ہے - سفید بالون کی جگہ سیاہ بال پیدا کرتا ہے - زیادہ تعریف کیا کرون - اس کی قدر آزمانے سے خود ہی ہو جائے گی -

قیمت فی شیشی ایک روپیہ - محصول ڈاک و پیکنگ چھ آنہ

(۲) **میرا انمول عطر** - } یہ ایک بے مثل بھینی بھینی خوشبو والا عطر ہے جو کہ محبت پیدا کرتا ہے - اور اس کو مین نے چند نہایت بیش قیمت عطرون کے ملانے سے بنایا ہے اس عطر مین ایک کشش ہے - صبح کو ایک بوند لگانے سے شام تک آپ معطر رہین گے - آزمائش شرط ہے -

قیمت فی شیشی صرف ایک روپیہ - محصول ڈاک اور پیکنگ پانچ آنہ

مفصلہ ذیل پتہ پر خط لکھکر طلب کیجیے

سلطانہ بیگم (محکمہ مستورات) گوہر فارمیسی - امرتسر (پنجاب)

ضرورت ہے! فلم ایکٹرون اور ایکٹرسون کی ہمارے فلم مین کام کرنے کے لیئے اشد ضرورت ہے - ایک آنہ کی ٹکٹ کے ہمراہ ذیل کے پتہ پر خط و کتابت کرین اور اپنی فلمی لیاقتین اور خصوصیات مفصل لکھین -

بمبئی فلم کمپنی (انڈیا) حال بازار - امرتسر (پنجاب)

لٹن واچ کمپنی

کے یہاں سے "جن ولن" کلاک کمپنی کے بنے ہوئے گھنٹہ اور آدھا گھنٹہ بجانیوالے **ہفت روزہ چابی والا کلاک خریدو**۔ ہر کلاک کے لئے پانچ سال کی گارنٹی دی جاتی ہے۔

فرسٹ پرائز سنہ ۱۹۲۹ء	ماسکو
فرسٹ پرائز سنہ ۱۹۰۳ء	امریکہ

نقلی سے بچنے کے لئے یہ مارکہ دیکھ کر خریدو یہ کمپنی کا اصلی مارکہ ہے

ڈائل ۸ انچہ سائز کلاک ۱۲×۲۲ انچہ قیمت ۱۸ روپیہ
ڈائل ۱۰ انچہ سائز کلاک ۱۴×۲۶ انچہ قیمت ۲۲ روپیہ
ڈائل ۱۲ انچہ سائز کلاک ۱۷×۳۱ انچہ قیمت ۲۶ روپیہ

لٹن واچ کمپنی نمبر ۱۴۵ راد ھا بازار اسٹریٹ کلکتہ

ٹیلی فون ۱۰۸۹ کلکتہ

نوٹ:- مکمل گھڑیوں کی فہرست مفت طلب کیجئے۔

فلم ریویو

رہنما

ایڈیٹر ۔ عبدالرؤف

مدیر معاون ۔
جمال صابری ۔ ایڈیٹر علی گڑھ پنچ"
شفیع الرحمٰن شرر ۔ مینیجر لکی سینما

قیمت
سالانہ ۔ دو روپیہ آٹھ آنہ ؏
فی پرچہ چار آنہ ۴؍

جلد ۲ — بابت ماہ اکتوبر ۱۹۳۱ء — نمبر ۱

پروگرام

نمبر	مضمون	مضمون نگار	نمبر
۳	شذرات	عبدالرؤف (ایڈیٹر)	۱
[illegible]	مختصر واقعات زندگی مس دیملا	نوابزادہ سید محمد ہادی علی خانصاحب	
[illegible]	ہندوستانی فلم کی ترقی یا موت	از جمال صابری (مدیر معاون)	
[illegible]	ہندوستان میں تعلیمی فلموں کی ضرورت	از شفیع الرحمٰن شرر (مدیر معاون)	
[illegible]	آغا حشر کی بے	ایک تماش بیں	
[illegible]	فلم میں بوسہ بازی قانوناً ممنوع قرار دی جائے	از جمال صابری (مدیر معاون)	
[illegible]	بنگال میں صنعت فلم سازی	از شفیع الرحمٰن شرر	
[illegible]	حقیقت ناگوار	از ق ۔ ف ۔ ناحق	
[illegible]	فلم ریویو (نظم)	از عنایت حسین صاحب عنایت دہلوی ایڈیٹر "چونچ"	
[illegible]	فلم سازی کی سالانہ رپورٹ	از ضیاء الرحمٰن	
[illegible]	بزم احباب	از عبدالرؤف (ایڈیٹر)	
[illegible]	انتقادات	از عبدالرؤف (ایڈیٹر)	

عبدالرؤف پرنٹر پبلشر کے اہتمام سے عصر جدید پریس میں چھپکر ۔ دفتر فلم ریویو نمبر ۱۲ و ۱۳ ٹھوار بگان لین کلکتہ سے شائع ہوا

E SUPPLEMENT

شذرات

خدا کا شکر ہے کہ "فلم ریویو" جس شان اور رعنائی کے ساتھ نکلا تھا اب تک اس پر صرف قائم ہی نہیں بلکہ اپنے مواد جاذبیت کو زیادہ اور اپنے معیار کو بھی بلند کرتا جا رہا ہے اور اس کا خاص نمبر جو حقیقتاً خاص نمبر تھا جس کو ہم نے اپنے نقطۂ نظر سے ناکام سمجھا تھا اس نے دنیائے فلم میں خلاف توقع کشش پیدا کر دی ہے۔ ہم حیران ہیں کہ خدایا اس خاص نمبر میں کون سی بات پیدا ہو گئی ہے کہ جو آتا ہے مبارکبادی کا پیام اپنے ساتھ لیئے آتا ہے اب تک اسی قسم کے خطوں کا بھی سلسلہ جاری ہے جس میں اس قسم کے جملے نظر آتے ہیں جو ایک انسان کو مغرور بنا دینے کے لیئے کافی ہوا کرتا ہے۔

ایجنٹوں کی شکایت اس پر مستزاد کہ پرچہ دوبارہ اور جلد روانہ کیجئے لیکن ہم ہیں کہ گوناگوں ان دقتوں کے سبب ان کے مطالبہ کو پورا کرنے سے قاصر ہیں۔ یہ تو تھا خاص نمبر کا ذکر اگر ہم معمولی نمبر کے متعلق یہ کہیں کہ اس کی وجہ سے ذرہ برابر بھی مالی مشکلات کا سامنا اب تک نہیں ہوا تو ہمارے وہ بلند خیال اور عزیز دوست جو اس غلط فہمی میں پڑے ہوئے ہیں کہ محنت اور جانفشانی کے ساتھ مالی قربانی بھی کر رہا ہوں۔ خوش ہو جائیں گے مگر ان دو جملوں کا اثر ہمارے ان کرمفرماؤں پر کیا پڑیگا جن کی نظر میں یہ رسالہ کانٹے کی طرح کھٹک رہا ہے اور وہ ہر لمحہ اور ہر گھڑی اسکو مٹانے اور بدنام کرنے میں مصروف عمل ہیں ان کی سیاہ کاریوں نے ان کے دماغ کو اس قدر معطل کر دیا ہو کہ وہ اپنے اس دنیا میں پیدا اور پرورش کرنیوالے کے احسانات کو بھی بھول بیٹھے ہیں۔ کاش وہ کسی کو بلاوجہ نقصان پہنچانے اور پر فریب پالیسی سے تباہ کرنے کی بجائے سچے اور صحیح طریقے سے وسائل معاش تلاش کرتے خدا ان کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا کرے۔

فلم ریویو کی خصوصیات میں ایک سب سے بڑی خصوصیت اس کا اجوبہ پن ہے یعنی اس کی طرف لوگوں کی نگاہیں سب سے پہلے اٹھتی ہیں۔ کیا یہ تعجب کی بات نہیں کہ شروع اشاعت سے لیکر اب تک یہ اپنا آمد و خرچ آپ ہی پورا کر لیتا ہو نہ کسی دوسرے کا اس پر احسان ہو نہ کبھی تو زیر بار ہونا پڑا ہو

ہمارے مخدوم عنایت فرما جناب عنایت دہلوی ایڈیٹر "چوچ" نے فلم ریویو کی تعریف میں ایک نظم ارسال فرمائی تھی عدم گنجائش کی وجہ سے شریک اشاعت نہ ہونے کے افسوس کے ساتھ اگلی دفعہ شائع کر رہے ہیں

فلم ریویو کا افسانہ نمبر! کر رہے تھے کہ فلم ریویو کا افسانہ نمبر ضرور نکالیئے مگر میں اپنے آپ کو اس کے لیئے تیار نہ پاتا تھا اسلیئے سوائے خاموشی کے اور کیا کرتا لیکن اس خاص نمبر کی مقبولیت نے میرے دل میں ایک خاص قسم کی ہمت پیدا کر دی ہے اور اب ہمارے قارئین یہ سنکر خوش ہوں گے کہ میں نے دسمبر میں افسانہ نمبر نکالنے کا مصمم ارادہ کر لیا ہے۔ اس نمبر کی تصویروں کے لیئے بنگال کے بہترین دل و دماغ رکھنے والے مصوروں کی خدمات حاصل کر لی گئی ہیں اور انہوں نے اپنے کمالات فن کے بہترین نمونے پیش کرنے کا وعدہ کیا ہے اسلیئے اس کی ہر تصویر فن مصوری کا بہترین نمونہ ہوگی۔ ان تصویروں کے علاوہ ہندوستان کے بہت سے ایکٹروں ایکٹریسوں کی تصویریں بھی ہوں گی ضخامت اور تصویروں کی تعداد اور جن معزز ہستیوں نے اسمیں خاص طور پر حصہ لینے کا وعدہ کیا ہے ان کی مکمل فہرست ہم آئندہ اشاعت میں پیش کرینگے مگر قیمت کے متعلق یہ کہدینا نہایت ضروری ہے۔ اس افسانہ نمبر کی قیمت اتنا ہی ہوگی جتنی کہ اس کے معمولی نمبر کی ہوا کرتی ہے

Miss. SABITA DEVI
in
Kantha—Har.

SPECIAL PRESS 128 B. BAITAKKHANA RD. CAL.

Two Scenes from "FARMER'S DAUGHTER."

I. F. C.

SPECIAL PRESS 128-B, BAITAKKHANA RD. CAL.

ہے اور اس میں کوئی اضافہ نہیں کیا جائے گا

مدن تھیٹرس لمیٹڈ ۔ اس وقت چار ٹاکی اور ایک خاموش فلم بنانے میں مصروف ہے۔ سورداس۔ ہرشچندر۔ اندرسبھا۔ چترا بکاولی خاموش فلم کا نام۔ نوکا ڈوبی ہے۔ یہ بنگالی زبان کا ایک بہترین افسانہ ہے اس کا ترجمہ مقامی اخبار "عصر جدید" شائع کر چکا ہے۔ یہ فلم مسٹر راج ہنس کی نگرانی میں تیار ہو رہا ہے۔ سنا گیا ہے کہ اس میں سیلاب کا بھی ایک سین ہے جس کو ڈھاکے کے سیلاب کے موقع پر اس کے کاربردازوں نے جان کو خطرے میں ڈال کر لیا ہے۔ ٹاکی فلم کے متعلق سننے میں آیا ہے کہ سورداس کو تیار کر کے کمپنی نے رنگ آمیزی کے لئے یورپ بھیج دیا ہے راجہ ہرشچندر کے فلم سازی میں کمپنی کو ایک اچھا موقع ہاتھ آ گیا یعنی قدیم زمانے کے طرز شکار کا منظر کھینچنے کیلئے انھوں نے کلکتہ کے چڑیا خانہ سے ہاتھی منگوایا تھا جو کئی روز رہنے کے بعد اسٹوڈیو ہی میں مر گیا جس کے متعلق بعد میں معلوم ہوا کہ وہ بیمار تھا اس مردہ ہاتھی نے بھی فلم سازوں کے لئے ایک دوسرا بہترین موقع بہم پہنچایا یعنی۔ مردہ ہاتھی کے ساتھ شکار کے بعد شکاریوں کا کیا طرز عمل ہوا کرتا ہے اس کے اصلی سین لینے کا موقع مل گیا

نورجہان" اس وقت ۱۰۔ اکتوبر سے پرل سینما میں دکھایا جا رہا ہے اس فلم میں نورجہان کا پارٹ جس عورت نے کیا ہے اس کی تصویر اور مختصر حالات زندگی اسی اشاعت کے کسی دوسرے صفحے پر شائع ہوئی ہے اس فلم کو میں اپنی علالت کی وجہ سے ابتک نہ دیکھ سکا اس لئے میں اپنی رائے کو دوسری اشاعت تک کے لئے محفوظ رکھتا ہوں۔ لیکن سنا گیا ہے کہ اس کے مناظر نہایت اعلیٰ اور دلکش ہیں اس کے فلم ڈائرکٹر مسٹر عذرا میر نے نہایت محنت اور جانفشانی سے کام لیا ہے۔

ڈیوی دیویانی" یہ رنجیت فلم کمپنی کا پہلا ٹاکی فلم ہے اس کے مصنف پنڈت نارائن پرشاد صاحب بیتاب ہیں اس کے بیرونی مناظر اچھے ہیں اندرونی مناظر میں کوئی خوبی نہیں۔ مسٹر بھگوان داس ونشی کے پارٹ میں اٹیجیت زیادہ ہے۔ مس گوہر کے کمالات کو بیجا استعمال کر کے مصنف نے مس موصوفہ کے پارٹ کو بھدا کر دیا ہے اگر مصنف کی اس غلطی کو نظرانداز کر دیا جائے تو سوائے مس گوہر کے اور کسی کا پارٹ قابل ذکر نہیں پلاٹ اور زبان لکھنے میں شاید پنڈت جی صاحب نے غور نہیں کیا یا تعصب سے کام لیا ہے ورنہ اس سے زیادہ کامیاب ہوتا مجھے امید ہے کہ آئندہ سے پنڈت جی اپنے خیالات لکھتے وقت کمپنی کے مفاد کو پیش نظر رکھیں گے اور ساتھ ہی غیر مہذب الفاظ لکھنے سے بھی پرہیز کریں گے جیسا کہ اس سے پہلے گنیش جنم نامی ڈرامہ میں لکھ چکے ہیں اور دیوی دیویانی میں بھی موجود ہے۔ جو کچھ میں نے لکھا ہے کسی جذبے کے ماتحت نہیں لکھا بلکہ کمپنی اور پبلک کے مفاد کو پیش نظر رکھ کر لکھا ہے پنڈت جی کو —— میں ایک ذی علم اور ہندوستان کی ایک نازش ہستی سمجھتا ہوں

لیلےٰ مجنون" یہ میڈن کمپنی کا چوتھا ٹاکی فلم ہے (اسی نام کا ایک فلم شری کرشنا فلم کمپنی نے بھی بنایا ہے) یہ کلکتے کے علاوہ ہندوستان کے دوسرے شہروں میں اس وقت دکھایا جا رہا ہے اس کے بعض مناظر اور کیرکٹر کا انتخاب قطعاً مضحکہ انگیز ہے اس سے زیادہ اس کی وجہ سے کلکتے کے دو ڈرامہ نویسوں کو جو رنج پہنچا ہے وہ ایک دلچسپ لطیفہ ہے کم از کم ان دلچسپ لطیفے کا آغاز

رعایتی اعلان

دو روپیہ آٹھ آنہ کے بجائے ایک روپیہ آٹھ آنہ

اگر آپ ایک روپیہ آٹھ آنہ میں

ایک سال تک فلم ریویو۔ پڑھنا چاہتے ہیں۔ اگر آپ اس کا خاص نمبر مفت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ تو آج ہی بذریعہ منی آرڈر کے ایک روپیہ آٹھ آنہ بھیج دیجئے اس رعایتی اعلان سے ہر شخص آخر نومبر تک فائدہ اٹھا سکتا ہے اس کے بعد اس کی اصلی قیمت دو روپیہ آٹھ آنہ لے جائے گی۔

جو صاحب بذریعہ وی پی منگوائیں گے ان کو خاص نمبر نہیں دیا جائیگا۔ (مینیجر)

یون ہے کہ کمپنی کی جانب سے ہندوستان کے مختلف اخبارون میں اشتہارات
میں یہ اعلان شائع ہوا ہے کہ اس کے مصنف جناب آغا حشر صاحب
کاشمیری ہین۔ اس اعلان کے دیکھنے کے بعد آغا صاحب نے جو کچھ کہا ہے
مین اسکو ان ہی کے الفاظون میں پیش کرتا ہون۔ آغا صاحب کہتے ہیں
کہ کمپنی کا یہ رویہ مین اپنے لئے مضر سمجھتا ہون مجھے افسوس ہے کہ کمپنی ایک
ایسے ڈرامے کو جس میں کوئی خوبی نہ ہونے کی وجہ سے روزانہ اس کے
مناظر بدلے جا رہے ہون اور جسکو مین اپنے نقطۂ نظر سے غلطیون کا ایک
پلندا سمجھتا ہون۔ ایک ناکامیاب فلم کو کمپنی سے میرے
نام سے منسوب کرکے اپنی غیر دانشمندی کا ثبوت دے رہی ہے جس کی وجہ
سے صرف مجھے ہی نہین بلکہ کمپنی کو بھی آئندہ نقصان پہونچ سکتا ہے
دوسرے فریق جناب کاظم حسین صاحب نشتر ہین یہ کہتے ہیں کہ مین نے
یہ فلم ڈراما بڑی محنت سے لکھا ہے یہ فلم ہندوستان کے کسی دوسرے بہتر
فلم سے کسی طرح کم پایہ نہین کہا جا سکتا اسکا ثبوت یہ ہے کہ کلکتہ کے علاوہ
دوسرے شہرون میں بھی کئ مہینون سے دکھایا جا رہا ہے مگر شائقینون
کی تعداد مین ابتک کمی نہین ہوئی۔ ایک ایسے کامیاب فلم کو کارکنان کمپنی
دوسرے کے نام سے منسوب کرکے میری عزت اور شہرت جو کہ اس کی وجہ سے
ہو سکتی تھی برباد کر رہی ہے اس سے پہلے بھی کمپنی میرے مقبول عام ڈرامہ
"ویر بالک" کو پنجاب مین حشر صاحب کے نام سے منسوب کرکے میرے
ساتھ ناانصافی برت چکی ہے اس واقعے کے بعد جوش اور غصے مین منشی
کاظم حسین صاحب نے سب سے زیادہ پرلطف کام یہ کیا ہے کہ بجائے کمپنی
کے ذریعہ تردید کرانے کے دفتر روزانہ "خلافت" بمبئی مین (جس میں یہ اشتہار
شائع ہوا تھا) ایک مراسلہ لکھ بھیجا ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ اس کا اصلی مصنف
میں ہون خلافت مین شائع ہونے والے لیلے مجنون کے اشتہارون میں
آغا صاحب کا نام کیون لکھا جاتا ہے حالانکہ معمولی سا آدمی بھی یہ اچھی طرح
جانتا ہے کہ اشتہارون کے مضامین ایڈیٹر کے نہین ہوتے نہ اس کی جانب
سے شائع کئے جاتے ہین بلکہ اس کا ذمہ دار اس کا شائع کرانے والا ہے
ادھر اہل الرائے حضرات قلم دوات لئے پریشان بیٹھے ہین اس لئے کہ وہ
اپنی رائے ابتک پیش نہ کر سکے کیونکہ برابر یہی سننے اور دیکھنے مین آ رہا ہے
کہ آج یہ سین بدلا گیا ہے کل وہ سین بدلا جائیگا اور جہانتک مجھے معلوم
ہوا ہے اسی طرح تھوڑا تھوڑا کرکے ساتھ آٹھ ہزار فیٹ فلم بدلا جا چکا ہے اسلئے
میں بھی اس وقت تک اپنی رائے کا اظہار نہین کر سکتا جب تک یہ معلوم نہ
ہو جائے کہ کاٹ چھانٹ کا عمل ختم ہو چکا اور اب کسی قسم کی تبدیلی کی گنجائش
نہین ہے۔

گزشتہ اشاعت مین عدم گنجائش کے بنا پر ہم اپنے ان دوستون کا
تعارف اپنے قارئین سے کرا نہ سکے جن کے قلم اور دماغ خاص نمبر کے
کامیابی کا ضامن ہوا ہے

جمال صابری صاحب (ایڈیٹر علی گڈھ پنچ) مدیر معاون فلم ریویو

ان سے ہم اپنے قارئین سے تعارف کرا چکے ہین۔ ان کو فلم ریویو سے
بہت ہی محبت ہے۔ آپ ایک عرصے سے بیمار ہین اور بیماری کی
حالت میں بھی فلم ریویو کے لئے کچھ نہ کچھ کرتے رہتے ہین۔ یہ
ان کی محبت اور خلوص کا سچا ثبوت ہے۔
میں ان کی تندرستی کے لئے دعا کرتا ہون خدا ان کو جلد شفا دے
امید ہے کہ قارئین فلم ریویو بھی ان کی تندرستی کے لئے دعا کرینگے

سیادت مشرقی ۔ آپ کے خدمات عالیہ کا ایک روشن ترین
مرقع ہے اور سوانح بدر کی جامعیت کو فلم ریویو کے جاذبیت کے اسباب
کا ایک سبب کہنا زیادہ موزون ہوگا۔ پروفیسر شبلی ابراہیمی اہل قلم
حضرات کے صف اولین مین جگہ پانے کے مستحق ہین اگرچہ علم و ادب
کے عروج و ارتقا کا سچا درد احساس رکھتے ہین لیکن ان کی مشغولیت
و مصروفیت ان کو مضمون نگاری سے باز رکھتی ہے۔
بہرحال آپ کا مضمون احباب ادب ہمارے نقطۂ نظر سے کامیاب ہے
امید کہ پروفیسر صاحب موصوف آئندہ بھی فلم ریویو کو اپنے گرانقدر
فلمی معلومات سے بہرہ ور فرماتے رہا کرینگے۔
سید تمکین کاظمی کا اسم گرامی محتاج تعارف نہین زمانہ ہوا کہ آپ ملک

... حاصل کر چکے ہین۔ آپ ادیب ...
... ناز ظرافت نگار رہی ہین
... ایک کامیاب ترین مذاحیہ تصنیف ...
... تمام رسائل مین آپ کے مضامین کو ...
... مضمون بڑی حدتک ہماری کامیابی ...
... کا شکریہ ادا کرتے ہوئے آپ کی ذا...
... فلم ریویو" کو فراموش نہ کرینگے۔ آپ کی ...
... طرح ابتک آپ فلم ریویو کو اپنے گرانقدر ...
... آئندہ بھی مستفیض فرماتے رہین گے۔
... منزل ارتقا۔ جناب ایم۔ ایس ...
... ایسٹرن فلم آرٹ پروڈیوسرز لاہور ...
... فلمی معلومات سے تمام تر پر ہین ...
... خدا کا شکر ہے کہ ایسی ایسی بلند ...
... کی ترقی کی جدوجہد کر رہی ہین۔ اگر ...
... یہ فن اپنی فنی حیثیت سے عالمگیر ...
... ایک فلم زدہ کے قلم سے۔ ...

...
بمبئی
... صدی بولنے والا زبردست فلم ...
... ماسٹر کاشی ناتھ ...
پرل ٹاکی ...
... بائیسکوپ کو بہت ...
شری کرشنا فلم ...

...سے خراج تحسین حاصل کرچکے ہین۔ آپ ادیب ہونے کے علاوہ ہندوستان کے ایک ناز ظرافت نگار رہی ہین

تحیہ تبسم

...کی ایک کامیاب ترین مذاحیہ تصنیف ہے۔ ہندوستان کے قریب قریب تمام رسائل مین آپ کے مضامین کو نمایاں جگہ دی جاتی ہے آپکا یہ مضمون بڑی حدتک ہماری کامیابی کا ضامن ہوا جس کے لیے ہم آپ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے آپ کی ذات سے توقع رکھتے ہین کہ آپ "فلم ریویو" کو فراموش نہ کرینگے۔ آپ کی ذات سے امید رکھتے ہین اسی طرح ابتک آپ فلم ریویو کو اپنے گرانقدر مضامین سے مستفید فرماتے رہے آئندہ بھی مستفیض فرماتے رہین گے۔

فلم کی منزل ارتقا۔ جناب ایم۔ ایس چودہری صاحب فنانشل سکریٹری ایسٹرن فلم آرٹ پر موٹرز لاہور کا مضمون ہے۔ آپ کا مضمون فلمی معلومات سے تمامتر پر ہین

خدا کا شکر ہے کہ ایسی ایسی بلندپایہ ہستیان صنعت فلم سازی کی ترقی کی جدوجہد کر رہی ہین۔ اگر یہی رفتار رہی تو وہ دن دور نہین جب یہ فن اپنی فنی حیثیت سے عالمگیر حیثیت اختیار کرے گا۔

قلم اور ہم۔ ایک فلم زدہ کے قلم سے۔ یہ فلم زدہ حضرت ایک مسلم الثبوت ادیب اور بہترین سیاست داں ہین افسوس کہ انہون نے اپنے کو صیغہ راز مین رکھنے کا ہم سے وعدہ لے لیا ہے۔ آپکا مضمون معقولیت کا ایک سمندر اپنے آغوش مین لئے ہوئے ہے۔ ہماری سمجھ کا جہانتک تعلق ہے ہم نہایت وثوق سے کہہ سکتے ہین کہ آپ کا احتجاج حق و صداقت کا آئینہ اور آپ کا مطالبہ جائز مطالبہ ہے۔ آپ کے مطالبہ سے ہمین کامل اتفاق ہے۔ آج سے ہم دل آزار فلم کے انسداد کے لئے فلم ریویو کا ایک صفحہ مستقل طور پر وقف کرتے ہین جس مین ہر شخص اپنی جائز شکایت پر خواہ وہ کسی قوم سے تعلق ہو خامہ فرسائی کر سکتا ہے۔

اردو ڈرامہ پر ایک تنقیدی نظر۔ میرے روزنامچہ کا ایک ورق۔ شہید آرزو" ان عنوانات کے ماتحت جناب افتخار رسول صاحب نے خامہ فرسائی کرکے اپنی معلومات کا ثبوت دیا ہے۔ قارئین فلم ریویو سے مخفی نہین کہ فلم ریویو نے آپ کے کارنامون کی اشاعت مین کس حد تک حصہ لیا ہے اور اس بات مین فلم ریویو کہاں تک ستائش کا مستحق ہے بہرحال فلم ریویو کے بے لوث خدمات افتخار صاحب کے سمجھنے سے تعلق رکھتے ہین۔ آپ کے تینون مضمون اپنی اپنی جگہ کامیاب ہین۔

آگیا!!

ستیہ وادی راجہ ہریشچندر

بمبئی کی مشہور سری کرشنا فلم کمپنی کا.

...اول صدی بولنے والا زبردست فلم ہندوستان کی سرزمین کا مشہور قصہ جس مین مس نیلم۔ ماسٹر محمد حسین آف پارسی تھیٹریکل کمپنی ماسٹر کاشی ناتھ و مسٹر حیدر شاہ وغیرہ زرین تارون نے پارٹ کیا ہے۔

پرل ٹاکی ہاؤس۔ مین دکھائے جانیکی تاریخ کا انتظار فرمائیے

مالکان بائسکوپ کو بہت جلد اپنے لیئے اس فلم کو ریزرو کرلینا چاہیے ورنہ نمبر آنیکا انتظار کرنا پڑیگا

شری کرشنا فلم کمپنی نمبر ۱۲ دہرمتلہ اسٹریٹ کلکتہ

E SUPPLEMENT

مختصر واقعات زندگی مس وِملا

از نوابزادہ سید محمد ہادی علی خانصاحب

خاص "فلم ریویو" کے لئے

مس ایم سالومن۔ معروف بہ مس ولما جنھوں نے حال میں امپیریل فلم کمپنی کے تماشہ "نورجہاں" میں "نورجہان" کا ایکٹ کیا ہے کلکتہ کے یہود النسل اور شریف خاندان کی ممبر ہین۔ آپ کے والدین کو کلکتہ کے قدیم باشندوں مین شمار کیا جاتا ہے۔

مس موصوفہ کلکتہ مین ۲۳۔ اکتوبر ۱۹۱۶ء کو پیدا ہوئین اور بچپن ہی میں منصوری پہاڑ پر بغرض تعلیم ایک انگریزی اسکول میں بھیجدی گئین جہان آپ کی ابتدائی تعلیم کا آغاز شروع ہوا آپ پھر کچھ عرصہ بعد اپنے والدین کو کلکتہ آگئین اور یہاں پھر ایک انگریزی زنانہ مدرسہ مین سلسلہ تعلیم جاری کردیا گیا آپ جاکالیج میں گزشتہ سال سینیر کیمرج حصول تعلیم کے بعد اپنے تعلیم گاہ کو خیرباد کہا اور آپ اپنے ایک رشتہ دار بھائی مسٹر ازرا میر (مسٹر مائر) سے اتفاق طور ملیں جو اس وقت ملک امریکہ سے خاص اس فلم کے سلسلہ مین آئے ہوئے تھے۔

آپ نے مس موصوفہ کو اس خاص "نورجہان" فلم مین کام کرنے کی دعوت دی۔ ان کے دل مین ایک ارمان اور شوق تھا آپ نے اپنے والدین سے اجازت طلب کی اور آپ کا اور آپ کے عزیز بھائی کا اصرار اصرار کی حد سے گذر کر جب ضد کی نوبت پر پہنچا تو آپ کے والدین نے تو اجازت تو دے دی مگر بادل ناخواستہ۔

آپ نے فلم مین اپنے بساط کے موافق اچھا کام کیا ہے۔ . . . . آپ بیحد ذہین۔ بشاش طبع۔ خوش اخلاق۔ شائستہ۔ خوش اطوار اور انتہائی حسین ہین۔

آپکی اس ۲۳۔ اکتوبر ۱۹۳۱ء کو پورے پندرہ سال کی عمر ہوئی۔ آپ مین بڑی خوبی یہ ہے کہ آپ جس زبان کو قطعی طور پر نہین جانتی ہین ذرا سی محنت پر آپ تھوڑے اور قلیل عرصہ میں بولنے اور سمجھنے کے قابل ہوجاتی ہین۔

اس "نورجہاں" فلم کا پہلا سین کراچی مین لیا گیا اور بعد ازان دہلی۔ آگرہ اور ریاست اودے پور مین آپ نے جولائی گزشتہ میں امپیریل

امپیریل فلم کمپنی سے قطع تعلق کرنے کے بعد

اپنے وطن کلکتہ آگئی ہین

آپکا عزم یورپ کے صفر کا ہی۔ بہت ممکن ہے کہ آپ مستقبل قریب مین روانہ ہوجائین

"Miss. RAMKUVAR" in Varari the Bandit.

SPECIAL PRESS 128 B. BAITAKKHANA RD. CAL.

JAMSHEDJI & Miss. SULOCHANA
in
Kicks of Kismet.

SPECIAL PRESS 126-B, BAITAKKHANA RD. CAL.

ہندوستانی فلم کی ترقی یا موت

از — جمال صابری صاحب مدیر معاون

کس زعم میں ہے لے رہرو غم دہوکے مین نہ آنا منزل کے
یہ راہ بہت کچھ چھانی ہے اس راہ مین منزل کوئی نہین

جب میں کسی کی زبانی یہ سنتا ہوں کہ "ہندوستانی فلم ترقی کر رہا ہے" تو میری حیرت کی کوئی انتہا نہین رہتی اور میری آنکھین اس ترقی کو عملی صورت مین دیکھنے کے لئے بیقرار ہو جاتی ہین ساتھ ہی میرے دل سے آواز آتی ہے

"کاش ایسا ہوتا"

اگر ہندوستانی فلم معراج کمال حاصل کرتا اور وہ کلنگ کا ٹیکہ جو رسوائی و بدنامی کا تارا ہے دنیا مین چمک رہا ہے ہندوستان کے ماتھے پر نہ لگتا

مجھے معلوم ہے کہ اس کشمکش پر "دنیائے سنیما" کے بڑے بڑے ماہر اور کشتی فلم کے قابل ترین ناخدا عرصہ سے غور کر رہے ہیں اگر واقعی انہوں نے غور کیا ہے تو میرے خیال سے ان کی دوربین نگاہیں اس حقیقت تک پہنچ چکی ہوں گی کہ ہندوستانی فلم بالکل اس بھٹکے ہوئے کاروان کی طرح ہے جو اپنی سیدھی اور سچی راہ سے ہٹکر ایک دوسرا غلط راستہ اختیار کر چکا ہو اگر انسان کے لئے دعویٰ کرنا جائز اور موزوں ہوتا تو میں یہ بات دعوے کے ساتھ بھی کہنے کے لئے تیار ہو جاتا کہ ہندوستانی فلم کمپنیاں بربادی اور تباہی کے گھوڑے پر سوار ہیں جو انہیں موت کے ہولناک غار کی طرف لئے ہوئے اڑا چلا جا رہا ہے جس کا انجام نہ فلم کمپنیوں کو معلوم ہے آنکھین بند کر کے دوڑنے والے ترقی کے گھوڑے کو ———

غالباً ہر شخص یہ اچھی طرح جانتا ہے کہ ہر مہم اور ہر کوشش کا ایک مقصد ہوتا ہے۔ اگر مہم۔ فتح اور کوشش پوری ہو جائے کے بعد وہ مقصد حاصل نہ ہوا جسکو لیکر مہم یا کوشش شروع کی گئی تھی تو میں کہتا ہوں کہ وہ مہم بالکل بیکار رہی اور وہ کوشش قطعی بے سود بلکہ اسکو اگر شکست سے تعبیر کیا جائے تو نامناسب نہوگا۔ ترقی اسے کہتے ہیں جو اصول اور مقصد کے ساتھ ہو۔ کامیابی وہ ہے جس کے سر پر گوہر مقصود کا تاج رکھا گیا ہو۔

مثال کے طور پر عرض کرتا ہوں کہ ہندوستان میں دس گیارہ سال سے باقاعدہ آزادی کی جنگ چھڑی ہوئی ہے گو اب اس جنگ نے دوسری شکل اختیار کر لی ہے مگر خیر تھوڑی دیر کے لئے موجودہ جنگ کو بھی آزادی کی جنگ تصور کئے لیتا ہوں" مطلب یہ کہ اگر قدرت نے مدد کی' ہندوستان کو آزادی مل گئی اور ظاہراً فتح کا سہرا ہندوستانیوں ہی کے سر رہا تو کیا اسے ملک و قوم کی حقیقی فتح سمجھ لیا جائے گا

ہرگز نہین

یہ ایک زبردست عذاب کی شکل ہوگی اور ہند کی دنیا موجودہ زمانہ سے بھی زیادہ برباد ہوکر رہ جائیگی "آزادی" کے معنی ہیں زندگی کے تمام داخلی اور خارجی معاملات کی طرف سے بے فکر ہو جانا دوسرے معنی آزادی کے ہیں "اتحاد" "معیت" اور "خلوص" لہذا اگر اس وقت یا آزادی ملجانے کے بعد ہندوستان کی تمام قوموں میں اتحاد نہ ہوا ان کی راہ عمل ایک نہ ہوئی اور اس طرح کم ظرفی اور تعصب کے مظاہرے ہوتے رہے تو یہ آزادی "آزادی" کبھی نہیں کہی جاسکتی بلکہ ایک لعنت ہوگی لعنت۔ اور میں تو نہایت زور کے ساتھ یہ بھی کہونگا کہ ہندوستان نے آزادی کی جنگ میں ذلیل طریقہ سے شکست کھائی۔ اصل مقصد سے دور نکل گیا اور اس نے اپنی ترقی کی راہیں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بند کردیں۔

بس

یہی اور بالکل یہی حال موجودہ دور میں ہندوستانی فلم کا ہے گو بعض تماشائی اور حسن پرست حضرات کی نظر میں فلم کی اچھل کود اور بوسہ بازی ترقی بنکر سمارہی ہے مگر یاد رکھنا چاہیے کہ اس ترقی کی جڑیں کمزور ہیں اور اسکو فلم کی ترقی کہنا کھلا ہوا فریب ہے میرے خیال سے اگر اسے

ہندوستانی فلم کی موت

کہا جائے تو نامناسب نہیں۔
جس مقصدِ اصلی کو لیکر فلم کے موجد نے اُسے دنیا کے سامنے پیش کیا ہے یقیناً انڈین فلم کمپنی اس مقصد سے بہت دور ہیں اور دور ہوتی چلی جارہی ہیں اس پر جتنے بھی آنسو بہائے جائیں کم ہیں اس وقت مجھے اپنے اُن احباب کی سمجھ کا بھی ماتم کرنا پڑتا ہے جو فلم کی دلچسپیوں اور اس کے حسن کی مکروہ چمک دمک میں غائب ہوکر مجذوبانہ طریقہ سے ترقی ترقی پکار رہے ہیں اور فخر کے ساتھ کہہ رہے ہیں کہ "صاحب ہندوستانی فلم بڑی ترقی کر رہا ہے"۔ افسوس۔ میں سوال کرتا ہوں کہ سو کے قریب فلم کمپنیوں کا قائم ہوجانا۔ ہزار پانچسو بے معنی اور اخلاق سوز فلم تیار کر لینا۔
ایک شاندار ایکٹر اور دس بیس نوجوان اور خوبصورت ایکٹرسوں کو پردہ پر لاکر عریانی کا تماشا دکھا دینا کچھ کمال ہے؟ کیا کوئی بتا سکتا ہے کہ صرف اسی میں فلم کی ترقی کا راز ہے؟ یقیناً اس کا جواب نفی میں ہے اور اگر نفی میں نہیں ہے تو اس کا ثبوت مشکل ہی نہیں ناممکن ہے۔
مشہور ہندوستانی فلم اسٹار عذرا میر آف ہولی وڈ نے یہ الفاظ کہے:

ہندوستان میں فلم سازی کا کام پرانی دقیانوسی فیشن کا ہے

قابل غور ہیں سینما کے شوقین حضرات کو دریائے فلم کے منجدھار اور محترم ناخدا کی بھی رائے کے سامنے اپنا سر جھکانا پڑیگا۔ واقعی انڈین فلم ساز کمپنیاں فی زمانہ فلم بنانے میں اپنی پوری ناتجربہ کاری اور غیر ہوشمندی کا ثبوت دے رہی ہیں۔
میں اس مقام پر خاص طور سے اس پر بحث کرنا نہیں چاہتا کہ ہندوستانی فلم اپنے اندر حسن اور تصویر کشی کے جلوے، ایکٹنگ اور شہزوری کے کمالات رکھتا ہے یا نہیں بلکہ مجھے دکھانا یہ ہے کہ موجودہ فلم کمپنیاں ہندوستان اور غریب ہندوستان میں کیسی فضا پیدا کررہی ہیں ان سے ملک کو کیا خطرہ ہے اور قوموں کے لئے کم ظرفی اور تعصب کے ہاتھوں سے کتنا عمیق غار تیار کیا جارہا ہے کیا ہندوستانی فلم کمپنیوں کے مالکوں اور ڈائرکٹروں نے (جو قریب قریب تمام ہندو اور پارسی ہیں) کبھی اس پر غور بھی کیا ہے کہ فلم کے موجد کا اس صنعت کو پردہ پر لانے سے کیا مقصد تھا کیا سینما ایکٹروں۔ ایکٹرسوں اور ان لوگوں نے جو سینما کو اپنی زندگی کا بہترین مشغلہ سمجھتے ہیں کبھی اس پر بھی اپنے خیالات کو تکلیف دی کہ فلم کا موجد دیوانہ تھا یا ہوشیار۔ بیکار تھا یا قوم و ملک کا ہمدرد وہ غریبوں کی دولت لوٹنے کا حامی تھا یا اس کے مقدس خیال میں اتحاد و محبت کی پاک دنیا آباد تھی۔

یہ خیال ہے جو شخص ٹھنڈے دل سے غور کریگا اُسے یہ بات اچھی طرح معلوم ہو جائے گی کہ فلم کی ایجاد سے ہرگز یہ مقصد نہ تھا کہ سرمایہ دار یہی تماشے دکھا دکھا کر دنیا کو لوٹیں حسین و جمیل ہو کے رہے کر ملک کو برباد کریں۔ تند مزاج ناموس و انسانیت کی دشمن عورتیں بے پردہ پردہ پر آکر اپنے نمائش حسن سے نوجوانوں کو تباہ ہونے کی دعوت دیں اور ایک قوم دوسری قوم کو اپنی اپنی جگہ متعصب خیال کرتی ہے۔

میں کہونگا اور نہایت زور کے ساتھ کہونگا کہ اس صنعت سے اس کے موجد کا سب سے پہلا مقصد محبت و خلوص کا اشتہار تھا وہ اپنے خیال میں یہ حسرت لیکر اٹھا تھا کہ میری اس کوشش سے شاید دنیا کی ساری قومیں ایک دوسرے پر اعتماد کرنے لگیں ہر فرد اتحاد و اتفاق سے زندگی بسر کرے اور ان بیہودگیوں کا خاتمہ ہو جائے جو آئے دن دنیا میں ہوتی رہتی ہیں

اگر فلم کے موجد کے مقصدِ اعلیٰ کو پیش نظر رکھکر فلم تیار کئے جاتے اور اس صنعت کو ترقی دیجاتی تو یقیناً دنیا آرام و سکون کی زندگی بسر کرتی، ہر شخص ایک دوسرے پر اعتماد کرتا ہر مقام پر اتفاق و اتحاد کے ترانے گانے گائے جاتے۔ نہ یہ تعصب ہوتا نہ یہ مظالم۔ بس محبت ہوتی اور چاروں طرف اسکے اثرات

افسوس۔ آخر یہ کیا ہوا۔ فلم کی یہ حالت دیکھکر اس کے موجد کی روح فرود بہیں ہوگی۔ دنیا دیکھ رہی ہے کہ "فلم" فلم نہ رہا ایک تماشا ہوگیا اور محض تماشا۔ حسن کی نمائش ہوگئی اور صرف نمائش۔ اس غلطی کا فلم کمپنیوں کے مالکوں اور ڈائرکٹروں کو جواب دینا ہوگا۔ وہ بتائیں کہ انہوں نے اس صنعت سے غریبوں اور مزدوروں کی کمائی لوٹنے کے علاوہ اور کیا حاصل کیا!——

کیا

کوئی ایسا تاریخی فلم بنایا جسے دیکھکر ملک کے نوجوانوں میں بیداری اور زندگی پیدا ہوتی اور وہ اس سے کچھ سبق لیتے۔

کیا، کبھی پردے پر لاکر وہ مقامات بھی پیش کئے جو قدرت کی صناعی کے بہترین نمونے ہیں۔ جن کو دیکھنے کا غریباوہ طبقہ ہمیشہ آرزو مند رہتا ہے مگر وہ انتہائی کوشش و حسرت کے بعد بھی نہیں دیکھ سکتا۔

کیا! کبھی اتحاد و اتفاق اور محبت کے وہ مناظر پیش کئے ہیں جن سے ہندوستان کی غیر دانشمندانہ آبادی سبق اور عبرت حاصل کرتی اور وہ بھی ایسی ہی پر سکون زندگی بسر کرنے کی کوشش کرتی جیسی کہ پچھلے زمانہ کی قومیں بسر کیا کرتی تھیں۔

کیا کسی فلم کے ذریعہ گذرے ہوئے زمانے کی یاد دلا کر ہندوستانیوں کو غیرت دلائی ہے کہ پہلے یہ ہندوستان کیا تھا اور اب کیا ہے پہلے تم کیا تھے اور اب کیا ہو گئے ؟

کیا! کبھی کوئی ایسی تصویر کھینچی کی جس سے معلوم ہوتا کہ دنیا کی قومیں کس طرح ہیں، انہوں نے کس طرح ترقی کے میدان میں قدم بڑھایا اور وہ قومیں کیونکر تباہ کردی گئیں جنھوں نے اپنے افعال سے اپنے خبطی اور درندہ ہونے کا ثبوت دیا۔

کیا۔ کبھی کسی فلم میں ملک کے اخلاق، تمدن اور معاشرت کی طرف بھی توجہ کی گئی اور اس قسم کے نمونے پیش کئے

کیا۔ کبھی اس طرف بھی نظر دوڑائی کہ ملک میں جو غریب بھوکے مرتے ہیں اور جو بلا وجہ ہلاک ہو رہے ہیں وہ کس طرح بچائے جا سکتے ہیں۔ ان کو اس صنعت کے ذریعہ روٹی مل سکتی ہے یا نہیں۔

کیا۔ کبھی اس پر بھی غور کیا کہ چراغ کے نیچے اندھیرا کیوں ہے یعنی وہ وہ شریف نوجوان جو فلمی دنیا میں کس وجہ سے جکڑے ہوئے ہیں ان کی کیسی مٹی پلید ہو رہی ہے یا کی جا رہی ہے اور وہ کس طرح۔ نمائش حسن کی آگ میں اپنے کو جلا رہے ہیں۔

کیا۔ کبھی مس تماشا گیسو کے بیان پر دو آنسو بہائے ہیں۔ آخر اس کا جواب کون دیگا۔

کوئی بتا سکتا ہے کہ "نائٹ ڈیوٹی" اور "بلنگ ڈیوٹی" سے

کیا مراد ہے۔ اور خباثت وغلاظت کی اس بھٹی سے کیسے ناپاک شعلے نکل رہے ہیں۔

کیا فلم کمپنیاں صرف رنگ رلیوں کے لیئے کھولی جاتی ہیں کیا واقعی ان میں اس قسم کی اخلاق اور انسانیت سوز حرکات کرکے انسانوں کو تباہی کے غار میں ڈھکیلا جاتا ہے۔

کیا! کبھی آپ نے اس ظلم پر افسوس کیا کہ کس طرح ہندوستان کی شستہ زبان اردو کے گلے پر ناقابلیت جہالت اور تعصب کی کند چھری چلائی جارہی ہے۔

کیا کبھی اس صورت کو بھی آئینہ کے سامنے رکھ کر دیکھا کہ مرد ہو کر عورت بننے والے غریب اور بھولے ایکٹروں نئے میک اپ کا کس طرح مذاق اڑایا جاتا ہے ان کے ہمراہ اور پوشاک کی بے قاعدگی پر کیونکر قہقہے لگائے جاتے ہیں۔ ان کی ملک میں کیا پوزیشن ہے اور وہ کس نام سے یاد کیئے جاتے ہیں۔

کیا کبھی اس کا ماتم کیا کہ انڈین فلم ایکٹریسین کیا ہیں انکے متعلق پبلک اور خاص طور سے شرفا کے طبقے کا کیا خیال ہے وہ کیوں اچھے الفاظ میں یاد نہیں کی جاتیں۔ وہ کیوں عزت کی نظر سے نہیں دیکھی جاتیں۔ انہیں لوگ سوسائٹی کے لئے خطرہ کیوں خیال کرتے ہیں۔ اُن کی مستانہ چال۔ دلفریب ادائیں۔ نرم گفتگو لطیف تبسم اور ان کی محبت کو دنیا حسین اور مکروہ دھوکا کیوں تصور کرتی ہے۔ حالانکہ فلم ایکٹرس انتہائی محنت اور اپنے نازک جسم کو خطرہ میں ڈال کر کام کرتی ہے کیا کبھی اس پر غور کیا گیا۔

میں انشاءاللہ آئندہ بتاؤں گا کہ انڈین فلم کمپنیاں کیا کررہی ہیں کس کس قسم کے فلم تیار کیئے جارہے ہیں ان سے ملک کو کیا نقصان پہنچا اور نوجوانوں میں کیسی اسپرٹ پیدا ہوئی۔

اس کے علاوہ میں اُن تمام واقعات پر بھی تبصرہ کروں گا جو میں نے بیان کئے ہیں۔ میں ایکٹروں اور ایکٹریسوں کی پرلطف اور دلچسپ زندگیوں کے متعلق بھی کچھ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ میرا تجربہ ہے کہ فلم کمپنیوں میں ایکٹرس کی ہستی خاص طور سے پُر اسرار اور عجیب غریب ہستی ہے۔ جسے معمولی دماغ اور کمزور قلب کا انسان ہرگز ہرگز معلوم نہیں کرسکتا۔ ڈائریکٹروں کی ہستیاں بھی قابل غور ہیں وہ فلم ایکٹریسین جو ان کی زخم خوردہ ہیں انہیں اچھی طرح جانتی ہیں اس سلسلہ میں اگر قدرت نے میری مدد کی اور ناظرینِ "فلم ریویو" کی دعاؤں سے میں بالکل تندرست ہوگیا تو بہت جلد "دنیائے فلم" کا ایک آئینہ پیش کروں گا۔ جن میں فلم ایکٹریسوں کی محبت آمیز ہستی ان کی عیش وسرور میں ڈوبی ہوئی بے خبر زندگی اور ڈائریکٹروں کی دنیائے تخیل کا ایک ایک گناہگار ذرہ نظر آئے گا۔ ناظرین اس سے جو کچھ حاصل کریں یہ اُن کے اعلیٰ مذاق پر منحصر ہے۔

نوٹ بک کھوگیا

تو گھبرانے کی کونسی بات ہے۔ دوسرا خرید لینا۔

دوسرا تو خرید سکتا ہوں لیکن اس میں ایک ہفتہ وار اخبار کا پتہ لکھا ہوا تھا۔ جو کہ جناب قسمت فردوسی کے ادارت میں کلکتے سے ابھی حال میں نکلا ہے اس کے ترتیب مضامین اور بلند مقالات کا تو میں قائل ہوگیا ہوں خصوصاً تفریحاً تو ایسا دلچسپ ہے کہ بار بار پڑھنے کو جی چاہتا ہے۔

قیمت بھی کچھ نہیں :- صرف ایک (آنہ) فی پرچہ کلکتہ سے ہر اتوار کو شائع ہوتا ہے پھر تعریف یہ کہ ایک پوسٹ کارڈ لکھ کر ہر آدمی نمونہ مفت منگا سکتا ہے

ہاں! ہاں مجھے معلوم ہے اس اخبار کا نام

"صحافت"

ہے۔ نمبر ۲ گیس اسٹریٹ کلکتہ سے شائع ہوتا ہے۔

ہندوستان میں
تعلیمی فلموں کی ضرورت

از جناب شفیع الرحمن صاحب* نشتر۔ مدیر معاون۔

یہ واقعہ ہے کہ اکتسابِ علم کے لئے اب تک ہندوستان میں سینما سے حقیقی امداد نہیں لی گئی اور اکثریت نے اس کی اس اہم ترین ضرورت کو محسوس نہیں کیا ہے ہندوستان جیسے ملکوں میں اس صنعت کے ذریعہ تعلیم حاصل کرنے کی بیحد ضرورت ہے۔ کسی نے اس کی طرف کوئی توجہ نہیں کی۔

اس لئے اختلافِ زبان کے مسئلے نے یہاں اکتسابِ علم کی راہ میں جیسی دشواریاں پیدا کردی ہیں وہ کسی تعدیل جرح کی محتاج نہیں۔ قبل اس کے کہ ہندوستانی طلبا اپنی ابتدائی کتابوں کی اوراق گردانی کریں انہیں اپنی ذہنیت کو نصابِ تعلیم کے لائق بنانے میں بڑی بڑی دقتوں کے منہ لگنے ہوتے ہیں خصوصاً انگریزی کتابوں کے سمجھنے کے لئے انہیں اپنا خون پانی کرنا ہوتا ہے۔

اعلیٰ تعلیم کے حصول میں بھی چند ایسی دقتیں ہیں جن کے اندفاع کی کوئی صورت نہیں مثلاً سائنس کی انگریزی اصطلاحات کا سمجھنا جن کی ترجمانی کے لئے ہندوستانی زبانوں میں سے کسی میں بھی کافی ذخائرِ الفاظ موجود نہیں۔ یہ وجہ ہے کہ ہندوستانی طلباء کو موجودہ انگریزی سائنس اور ادبیات کی تعلیم حاصل کرنے میں بڑی محنت کرنا ہوتی ہے اور اس کے باوجود بھی انہیں کمال حاصل نہیں ہوتا۔

اس تمدن اور ترقی یافتہ عہد میں بھی جبکہ سائنس کے جدید انکشافات و اختراعات نے دنیا کو متحیر کر دیا ہے کوئی ایسا ذریعہ نہیں ایجاد ہوا جس سے انسانی مشکلات و محن میں کوئی کمی واقع ہو افسوس ہے کہ اس کمی کی وجہ سے ہندوستانی طلباء اپنی عمرِ عزیز صرف کرکے علم حاصل کرنے کی بجائے محض اکتسابِ علم کے ذریعہ معلوم کرتے ہیں۔ ہمارا خیال ہے کہ جدید علوم و فنون بیرونی زبان کی بجائے اگر ہندوستانی زبان میں سکھائے جائیں تو ہندوستانی طلباء کی راہِ اکتساب میں بڑی سہولیت ہوسکتی ہے کیونکہ ان کے وہ اوقات جو بیرونی زبان کے سیکھنے سے بچیں گے اپنی مادری زبان میں حصولِ علم کے لئے صرف ہوں گے میرا یہ بھی خیال ہے کہ اس سلسلے میں ہندوستان کو سینما سے بہت امداد مل سکتی ہے۔

اب تک جن ممالک میں حصولِ علم کے لئے فلموں سے امداد لی گئی ہے وہ اس کے حقائق فیوض کے قائل ہیں فلم کے ذریعہ تعلیم میں ایک زبردست آسانی یہ ہوتی ہے کہ کتاب یا معلم طلباء کو عملی طور پر ویسی تعلیم نہیں دیتے جیسی کہ طلباء خود سینما سے حاصل کرسکتے ہیں۔ ایک چھوٹے سے چھوٹے مسئلے کو خواہ کتنا ہی کیوں نہ سمجھایا جائے وہ اس قدر جلد ذہن نشین نہیں ہوسکتا جتنا جلد ایک دشوار ترین مسئلہ عملی طریقہ پر بذریعہ مشاہدہ سمجھانے سے ذہن نشین ہوسکتا ہے دنیائے علم کے تقریباً تمام افراد کو اس حقیقت کا اعتراف ہے اور وہ مانتے ہیں کہ سینما کے ذریعہ مادری زبان میں زبانی تعلیم دینے سے بدرجہا بہتر ہے کیونکہ اس طریقہ اکتساب سے علم کا کوئی پہلو تاریکی میں نہیں رہتا۔

غیر علمی زبانی ہیں تقریر یا تحریر خواہ کسی ذریعہ سے بھی طالب علم حصول علم کی کوشش کرے مگر اپنی بےحد محنت کے باوجود بھی وہ غیر زبان کے نکات اور رموز کو سمجھنے سے ضرور قاصر رہے گا۔

دوسری زبردست بات یہ ہے کہ تقریر یا تحریر خواہ وہ کتنی ہی جاذب توجہ کیوں نہ ہو اس کے الفاظ انسان کے ذہن میں گھر نہیں کر سکتے اور اگر کچھ دنوں کے لئے وہ دماغ میں محفوظ ہو بھی جائیں تو ان کا عنقریب ہی زمانے کی تبدیلی کے ساتھ فراموش ہو جانا بعید از قیاس نہیں۔ برخلاف اس کے سنیما کے ذریعہ سے اگر عملی رنگ میں حقیقت سمجھائی جائے تو یہ یقین ہے کہ دماغ پر ایک مستقل اثر پیدا ہو جائے گا میرے خیال میں اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ مشاہدہ میں دماغ فراش اور سماعت قرب ہجوم الفاظ نہیں ہوتا۔ میرا خیال ہے کہ ہندوستان میں اگر سائنس کی تعلیم فلم کے ذریعہ دیجائے تو نتیجہ قیاس سے زیادہ امید افزا ثابت ہوگا۔ تاریخ کی تعلیم کا جو طریقہ رائج ہے وہ بالکل ناقص ہے صرف الفاظ کتب یا تقریر معلم اس قدر ناکافی ہیں کہ طالب علم ان کے ذرائع سے دوسرے ممالک اور قدیم زمانوں کے واقعات تہذیب۔ سیاست اور تمدن کی صحیح تصویر اپنی آنکھوں میں کھینچ سکے۔ ضرورت اس کی ہے کہ یہ تعلیم بھی فلم ہی کے ذریعہ سے دیجائے۔ طلباء اس طریقہ تعلیم سے زیادہ مستفیض ہو سکیں گے۔ قدیم و جدید معاشرت کی تفریق اور ملکی و غیر ملکی تہذیب کا فرق اور مختلف متعدد ضروری باتیں اس طرح بہت جلد ذہن نشین ہوں گی اور فن کو بھی ترقی کرنے کا کافی موقعہ ملے گا۔

مرکزی اور صوبوں کی مجالس مقننہ کو اس بات پر غور کرنا چاہئے کیونکہ اس میں ہندوستان کی بہتری پنہاں ہے۔ آئندہ اصلاحات کے ساتھ ساتھ ارتقائے علم کے لئے یہ ضروری ہے کہ تمام تعلیم گاہوں میں سنیما کے رواج کو ناقابل درگذر حیثیت دی جائے۔

یہ بھی ضروری ہے کہ تمام اقسام علم کی فلمیں ان کے عالموں اور ماہروں کی تعلیمی نگرانی میں قابل ڈائرکٹروں کی ہدایات کے مطابق تیار کی جائیں۔ تاکہ جہالت کدہ ہند میں علوم کی ارزانی ہو اور ہر شخص خواہ وہ زبان داں ہو یا نہ ہو مشاہدہ کے ذریعہ رفتہ رفتہ بارگاہ علم تک باریابی حاصل کرے۔

آج کل جبکہ گویا فلمیں ایجاد ہو چکی ہیں تبلیغ علم کے سلسلہ میں فلموں کے ذریعہ سے پہلے کی نسبت زیادہ امداد مل سکتی ہے معاشیات کی روشنی میں اگر فلموں پر نگاہ ڈالی جاسکے تو ہر صاحب فہم اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ سنیما کے ذریعہ ہندوستانی کاشتکاری کو بھی اعلیٰ فروغ ہو سکتا ہے سائنس کے جدید آلات کاشتکاری اور ان کے طریقے استعمال کی اگر فلموں کے ذریعہ نمائش کی جائے تو یہ یقین ہے کہ کسان اور زمیندار یکساں طور پر سود اندوز ہو سکیں گے۔

ہندوستانی ریل کی کمپنیوں نے اپنی اشتہاری اور تبلیغی اغراض کی تکمیل کے لئے کسی حد تک فلموں کی تائید کی ہے علم ہیئت اور تعلیم صفائی کی توضیح کے لئے بھی فلموں سے بہت بڑی ضرورت پوری ہو سکتی ہے خواہ کوئی شعبۂ علم ہو اگر اس کے جادۂ اکتساب میں فلموں کی تائید لی گئی تو یہ میرا صحیح خیال ہے کہ اس کے فوائد خود بخود ثابت ہو کر رہیں گے۔

غنچۂ تبسّم

مشہور اور مایۂ ناز ادیب حضرت مولانا تمکین کاظمی کے (۱۹) فکاہی اور مزاحیہ مضامین کا مجموعہ جس پر مولانا نیاز فتحپوری مولانا احسن مارہروی۔ مولانا رمزی۔ مولانا سعیدی نے پر مغز اور بہترین دیباچے لکھے ہیں حضرت کاظمی ملک کے مشہور اور مقتدر انشا پرداز ہیں اور فکاہی رنگ کے مضامین بہترین لکھتے ہیں۔ لکھائی۔ چھپائی عمدہ کاغذ نفیس دو تصویریں سرورق رنگین۔ قیمت دو روپے (عہ) ملنے کا پتہ

ادارہ علمیہ ناشر و کتب فروش۔ عابد بلڈنگ حیدرآباد (دکن)

آغا حشر کی جے

اگر ڈرامہ بھارتی بالک کو نظر انداز کر دیا جائے تو آغا حشر صاحب کی بھی وہ ذات ہے جس نے ڈرامہ کی دنیا بدل دی اس میں ایک انقلاب عظیم پیدا کر دیا کہ اس کو تفریح کا ذریعہ بنانے کے بجائے ایک سبق اور نصیحت خیز معیں معاشرت بنا دیا اگر سچ پوچھے تو ڈرامہ ایک بجا ناصح ہو سکتا ہے

مجھے تعجب ہے کہ آغا صاحب کے قلم سے ایک پلاٹ پبلک اسٹیج پر آئے مگر اس میں ان کی بھی غلطی نہین ہے یہ دھرمی بالک کا حصہ چہارم ہے میں اور وہ تمام افراد جنھوں نے چاروں حصہ دیکھے ہیں اس دماغ کی داد دینگے جس نے قطرہ کو سمندر بنا دیا۔ پہلے دو حصہ ایک ایسی چیز ہین جن پر کچھ لکھنا اپنا وقت ضائع کرنا ہے پھر بھی مصنف نے اپنی لیاقت کے مطابق بہت کچھ لکھا ہے۔ بھارتی بالک کی تحریر اتنی زیادہ چیتھنک ہو گئی ہے کہ ایک پتھر دل رکھنے والا انسان بھی بلا آنسو بہائے نہین رہ سکتا۔

پلاٹ میں عام کیرکٹر اور ہیرو میں تمیز کرنا سخت دشوار ہے میں جو کچھ لکھونگا اپنی رائے کا اظہار کرونگا دوسرون کی رائے سے مجھے کوئی تعلق نہین خواہ میں غلطی پر ہوں یا راستی پر مگر جو کچھ میری عقل ناقص میں آیا وہی لکھ رہا ہوں۔

جس کیرکٹر کو اسحاق میاں پیش کر رہے ہیں وہ درمیانی حصہ میں ایسا غائب ہوتا ہے کہ پبلک اس کو بالکل بھول جاتی ہے۔

کامک بہت پرانا ہے جسکو آغا صاحب خود اپنی کمپنی میں چودھویں صدی کے نام سے اسٹیج پر کر چکے ہیں۔ کامک نے کھیل کی خوبیوں کو بقول آغا حشر کے ؎

”زنگ آجانے سے جوہر دب گئے تلوار کے!“

بالکل چھپا دیا ہے جتنی دیر میں مس شریفہ اور مسٹر داد ابھائی سرکاری پبلک کے خیالات میں طلاطم برپا کر دیتے ہین اس کو آنکھوں گنگ وجمن بنا دیتے ہین اتنی ہی جلدی مس کوپر اور ماسٹر موہن آکر اس تمام محنت کو خاک میں ملا دیتے ہیں اور اس کو نقش برآب کر دیتے ہیں۔ کامک کی لغویات ڈرامہ کی خوبیوں کو کسی طرح ظاہر نہین ہونے دیتین۔

سینری لاجواب ہے لیکن بعض جگہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاید کسی چبوترے یا تخت پر ایکٹنگ کیا جا رہا ہے۔

پبلک کی دلچسپیوں کو قائم رکھنے کے لئے موٹر ریلوے وغیرہ بھی دکھا دینا ایک گونہ سمجھداری سے کام لینا ہے میرے خیال میں یہ صرف صرف بیجا نہین ہے۔

جیل میں خواب کا نظر آنا نہایت دلچسپ تھا میں اس کو اقوال زریں کہوں یا آغا صاحب کی تحریر کا کرشمہ کہوں جو جلے مس شریفہ اپنے کریکٹر میں ایک بازاری زندگی بسر کرنیکے بعد اپنے آپ کو مخاطب کرکے کہتی ہیں۔

. . . .

ڈرامہ کی دنیا ایک مرجھایا ہوا پھول تھی آغا حشر نے اسمیں دوبارہ رنگ و بو بخش کر ادب لطیف اور دنیائے تخیلات پر احسان عظیم کیا ہے ایک پیچیدہ خواب کی تعبیر بیان کر دی ہندوستان میں فلم لائن سیکڑوں کروٹیں بدل چکی اور بدلے گی مگر سیتا بھیشم۔ رستم۔ سہراب اور دھرمی بالک جیسے ڈرامے نہ پیش کئے ہیں اور نہ پیش کر سکے گی۔

RE SUPPLIMENT.

اکثر کا یہ خیال ہے کہ مڈن تھیٹر نے سین سینری بنا کر ان ڈرامو کو مقبول بنا دیا مگر یہ غلط خیال ہو۔ آغا حشر کے ڈراموں نے مڈن تھیٹر کو ایک اعلیٰ پائے کی علمی۔ ادبی۔ فلسفی زندگی کی منازل بالا تک پہونچا دیا

"آغا حشر تیری جے ہو"

اب میں کریکٹرس کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کرتا ہوں سب سے پہلے مسٹر اسحاق کا کریکٹر جس سے ڈرامہ کی ابتدار ہوتی ہے قابل ذکر ہے آپ دوسرے ایکٹر پر غالب آنے کے لئے تھیٹریکل اسٹیج کی طرح ایکٹر پر چڑھے چلے جاتے تھے میرے خیال میں یہ اچھا نہیں بھدّا معلوم ہوتا ہے ہاں ایک جگہ البتہ جہاں مسٹر سرکاری سے ان کا مقابلہ ہوتا ہے کسی قدر اچھا معلوم ہوتا ہے۔

ان کی فرضی آواز اُن کے کریکٹر کی ہوتی کو بگاڑ دیتی ہے کام اگر برا نہین تو زیادہ اچھا بھی نہیں ہے غنیمت ہے

مسٹر سورج رام نے اپنے کریکٹر میں کوئی خاص خوبی نہین پیدا کی اچھا تھا۔

مسٹر دادا بھائی سرکاری کا کریکٹر اتنی ہی زیادہ خوبیون کے ساتھ ادا کیا گیا ہے جیسا کہ ہونا چاہئے تھا ان کا نیچرل نیس ایکٹنگ ان کی آواز ان کا ٹون سب کریکٹر کے لئے نہایت مناسب تھے۔ بہترین تھا۔

مسٹر غلام قادر نے اپنی حد کے اندر کام کیا جس کی اگر زیادہ تعریف نہ کی جائے تو برا بھی نہین کہہ سکتے۔ چہرہ کی بناوٹ موزوں نہ تھی۔ پارٹ ٹھیک تھا۔

ماسٹر نثار کے پہلے گانے پر جو بالکل بیجا تھا کوئی لطف نہ آیا ساز گانے پر قبضہ کئے ہوئے تھا دوسرے گانے کو مس لیلا کے گانے نے پھیکا کر دیا۔

مس شریفہ کی تعریف کرنا سورج کو آئینہ دکھانا ہے۔

مس گوہر کے بعد اگر فیمیل ایکٹنگ کا لطف ہے تو وہ مس شریفہ کے دم سے ہے اس کا ایکٹنگ خوب اور بہت خوب تھا۔

میں نہین لکھ سکتا کہ کس قدر رو رہا ہوں اس وقت بجائے ٹاکی کے اگر ڈرامہ تھیٹریکل اسٹیج پر ہوتا تو میں بے ساختہ شور مچا کر اس کو بند کروا دینے کی کوشش کرتا کیونکہ تحریر اتنی زیادہ پُر درد تھی کہ جس کا اظہار الفاظ سے نہین ہو سکتا۔

عورتوں کی کانفرنس میں لیڈیز کے ایکٹنگ نہایت ہی بھدے اور طرز تکلم نہایت ناموزون معلوم ہوتا تھا۔

ماسٹر موہن جن پر مڈن تھیٹر کو فخر ہے گاتے وقت ایسے معلوم ہوتے تھے کہ گویا ٹوکی کی مشین کا رعب ان پر غالب ہو گیا ہے۔ ہم یہ تو کہہ بھی نہین سکتے کہ ان کو گانا نہین آتا کیونکہ زبان خلق کو نقارۂ خدا سمجھو۔ پنچ بلی کہیں تو بلی۔ میری ناقص رائے میں کامک کا کوئی جملہ قابل داد نہ تھا اور نہ کسی کامک ایکٹر نے اچھا کام کیا جس کی تعریف کی جائے ہاں عباس میاں نے کچھ غنیمت پارٹ ادا کیا

ڈرامہ مین اکثر ایسی باتین بھی قابل غور ہیں مثلاً ہیرے کے گھنگھرو جو بجتے وقت بالکل رکشا گاڑی کی گھنٹی معلوم ہوتے تھے

مس شریفہ کے اس مکان میں جہاں وہ بچہ کو لئے کھڑی تھیں فرنیچر وغیرہ کا ہونا۔

ٹاکی کے کسی پہلو سے یہ ظاہر نہین ہوتا تھا کہ یہ ڈرامہ فلم کے لئے تیار کیا گیا ہے فلم ایکٹنگ اور فلم اسٹائل سے کوسون دور تھا اس کا لطف تھیٹریکل کمپنی پر ہی ہے اور یہ اسی کے واسطے موزوں ہو

مس لیلا کے گانے سے کسی قدر طبیعت کو سکون ہوا ورنہ اور گانے نہایت بے لطفی پیدا کر رہے تھے ماسٹر موہن کی ایک غزل نے تو بالکل پریشان کر دیا تھا۔

ٹوکنگ پکچرس میں اس کے مقبول نہ ہونے کی یہی وجہ ہے کہ فلم

MISS NIVANANI
IN
HUSH.
D. B. M. HIRING SERVICE.

MISS BINA PANI
IN
PARDESHIA.
I. K. A. PRODUCTION.

BEGUM FATIMA
IN
SOCIL PIRATES

SHE IS MOTHER OF MISS SULTANA & ZUBEIDA OF BOMBAY.

انسانی کا ڈرامہ نہ تھا، میرے رات کے آنسو مجھے مجبور کر رہے تھے کہ میں پھر اپنے الفاظ اور خیالات کا اظہار کروں۔ ڈرامہ کی تحریر اس قدر پر درد تھی کہ انسان کا دل اس کے تاثرات کو برداشت نہیں کر سکتا۔

ڈرامہ تحریری لحاظ سے نہایت عمدہ ہے۔ خوشا نصیب مادر ہند اور نے اپنی کوکھ سے ایسی اولاد پیدا کی ہے جس نے دنیا کے ادب میں طوفان برپا کر دیا ہے۔

میں چاہتا ہوں اور میری دلی خواہش ہے کہ ایڈیٹر صاحب "فلم ریویو" اس موقع پر آغا حشر صاحب کا کوئی فوٹو اپنے رسالہ میں دیکر مجھے مشکور بنائیں گے کیونکہ ایسی مفتخر ہستی سے جس نے فلم کی دنیا کو تھیٹریکل اسٹیج کی طرح اپنے زیر اثر کر لیا ہے سینما کے شائقین کو بھی روشناس ہو جانا چاہئے۔

آغا حشر تو ہندوستان کیلئے مایۂ ناز ہیں

"تیری جے ہو"

ایک تماش بین

* * *

تصویریں خریدئیے

مس سلوچنا۔ مس گوہر۔ مس زبیدہ۔ مس گلاب۔ مس زیب النسا۔ مس سلطانہ۔ ڈی بلیموریا۔ ماسٹر بچو۔ ماسٹر وٹھل۔ یا انڈین ڈگو وغیرہ قیمت فی کارڈ رنگین چمکدار ۲ر فوٹو کیبنٹ سائز معہ ماؤنٹ پھولدار ۱۲ر

نمبر۱ زری کے کام کے فی کارڈ ۲۰ر نمبر۲ زری کے کام کے ہر انڈین لیڈیز اینڈ بیوٹی کارڈ عہر درجن زری کا کام نمبر۱ ۱۲ر عہر درجن نمبر۲ ہر درجن

نیز ہر قسم کی تصویریں مل سکتی ہیں۔ انگلش پیار محبت کے کارڈ سینری کے کارڈ عہ درجن۔ نیز برہنہ کارڈ ہے ر درجن

نمونہ کے لئے ۲ر کے ٹکٹ روانہ کیجئے

پتہ

دی لکشمی فریمنگ ورکس

صدر بازار شاہجہان پور۔ (یو۔پی)

شانتی دھارا (رجسٹرڈ)

سینکڑوں موقع پر کام آنے والی بہترین اور لاثانی دوا

سر سے لیکر پاؤں تک جہاں کہیں داد ہو یا خارش پھوڑا ہو یا پھنسی اس کو لگا دیجئے بغیر اپنا اثر دکھائے نہ رہیگا یا تمام کر سفید داغ پر کچھ عرصہ تک ملنے اور کھانے سے سفید داغ بالکل جڑ سے جاتا رہتا ہے۔ جس کے متعلق معزز ڈاکٹر و حکماء نے از کار صدہا سارٹیفکٹ عطا کئے ہیں اور ہزاروں گھروں میں استعمال کی جارہی ہے۔

یہ دوا ہیضہ۔ طاعون۔ پلیگ۔ کالرا۔ دست۔ قے۔ متلی۔ بدہضمی۔ کھٹی ڈکاروں کا آنا۔ قبض پیچش۔ منہ میں پانی بھر آنا اور ہر قسم کے بخار۔ میریا انفلوئنزا۔ نمونیہ۔ سرسام۔ ورم جگر۔ درد سر۔ درد کان۔ درد دانت۔ درد شکم۔ اور جوڑوں کا درد۔ نزلہ۔ زکام۔ کھانسی۔ دمہ وغیرہ امراض میں مفید ہونے کے علاوہ۔ بچھو۔ سانپ۔ بھڑ۔ مکھی کے کاٹے کی اکسیر دوا ثابت ہوئی ہے جوان۔ بچے۔ بوڑھے۔ مرد۔ عورت۔ سب کے لئے یکساں مفید ہے۔ صبح شام۔ دن۔ دوپہر جس وقت ضرورت پڑے تو بلا سمجھے بوجھے استعمال کیجئے اور استعمال کرائیے۔ قیمت بڑی شیشی ایک روپیہ عہ اور چھوٹی شیشی آٹھ آنہ (۸ر) علاوہ محصول ڈاک۔ ڈاکٹر امجد حسین (ایچ۔ ایم۔ بی) دواخانہ شانتی دھارا نمبر ۲۰ کولوٹولہ اسٹریٹ کلکتہ

فلم مین بوسہ بازی

قانوناً ممنوع قرار دی جائے!

بات بات پر نئے نئے قانون نافذ کرنیوالی گورنمنٹ توجہ کرے!

بدقسمتی سے ملک ہندوستان مین اخلاقی پستی کا جہان حسن فروشی سب سے بڑا ہے۔ وہان "فلم کی بوسہ بازی" بھی ایک خاص وجہ ہو سکتی ہے۔

مجھے مسرت ہی کہ "حسن فروشی" کے خلاف ایک عرصہ سے ملک مین آواز بلند ہو رہی ہے۔

مَین اس آواز کی پرزور الفاظ مین تائید کرتے ہوئے "فلم کی بوسہ بازی" کی طرف بھی گورنمنٹ کو توجہ دلاتا ہون کہ وہ جلد سے جلد اس لغویت کو قانوناً روک کر اپنے غیور ہونے کا ثبوت دے۔"

جمال صابری

(علیگیرین)

روزنامچہ

بنگال مین صنعتِ فلم سازی

جنوری سنہ ۱۹۳۱ء تا جون سنہ ۱۹۳۱ء

بنگال مین صنعتِ فلم سازی کی رفتار کے متعلق ایک روزنامچہ ناظرین فلم ریویو کے اضافۂ معلومات کے لئے ذیل مین درج کیا جاتا ہے۔ جس سے یہ اندازہ لگ سکے گا کہ بنگال نے صرف چھ مہینہ کے اندر صنعتِ فلم سازی مین کس قدر ترقی حاصل کرلی ہے۔

اس مختصر عرصہ مین بنگال نے ۱۵ فلم مختلف سینماؤن مین دکھائے۔ جن مین ۱۱ متحرک خاموش فلمین اور چار بولنے والی فلمین ہین۔ مگر ۱۱ خاموش میں سے بہترین "چور کانٹا" نامی فلم خیال کیجاتی ہے۔

"نائی بابو" "دولت کیا نہین کرتی" صرف یہ دو فلم کامیاب ہین۔ اردو والے پبلک کے خیالات کے مطابق "شیرین فرہاد" نامی ناطق فلم بہتر ہے۔

۲۳ر جنوری

مادن تھیٹرس لمیٹڈ کا فلم "پوشیدہ خزانہ" کارنوالس تھیٹر مین دکھایا گیا۔ مسٹر سمر گھوش۔ اور مس رو بلا دیوی نے مسٹر ای۔ ایس۔ راج ہنس کی ہدایات مین کام کیا۔ مسٹر محمد حنیف کیمرہ کے انچارج تھے۔

۱۰ر فروری

"عزت کے جوہر" اور "دولت کیا نہین کرتی" بہ لحاظ دو مین فلمس کے دونون فلم کارنوالس مین دکھائے گئے۔ مس سیتا دیوی اور مسٹر دھیرین گانگلی۔ اے۔ کے۔ راجہ نے کام کیا۔

۲۰ر فروری

کارنوالس اور ایلفنسٹن مین مادن تھیٹرس کا "آئینہ" دوبین چراغ دکھایا گیا۔

۱۴ر مارچ

مادن کا پہلا بولنے والا فلم کراؤن ٹاکی ہاؤس مین پہلی دفعہ دکھایا گیا۔

۳ر اپریل

انٹرنیشنل کا پہلا فلم "چور کانٹا" چترا مین دکھایا گیا۔ رجب دا بے۔ تا نتی گپتا کامیابی کی وجہ تھے۔ مسٹر چارو رائے نے ہدایات کین۔ اور نتین بوس نے کیمرہ سنبھالا۔

۱۱ر اپریل

"نئی دولہن" ایسٹیاٹک فلم کمپنی کا پہلا فلم ہے۔ اور مسٹر تیاگی کی ہدایات کے ماتحت تیار ہوا ہے۔ پہلی مرتبہ پرل سینما مین دکھایا گیا ہے۔

۲۵ر اپریل

"جمائی شت ستی" مادن کمپنی کا سب سے بڑا اور پہلا بنگلہ بولنے والا فلم ہے۔ جو کراؤن ٹاکی ہاؤس مین دکھایا گیا۔

۲ر مئی۔

"ڈان آف لائف" ٹاکی فلمس کا پہلا فلم پرل سینما مین پہلی دفعہ دکھایا گیا۔

۹ر مئی۔

"چترہین" برٹش ڈومینین فلم کمپنی کا یہ فلم پہلی مرتبہ کارنوالس تھئیٹر مین دکھایا گیا۔

۲۳ر مئی۔

"بواہ برات" مدن لمٹیڈ کا فلم اور اس کے ساتھ کیرانیرباس کو دونون فلم کارنوالس مین پہلی دفعہ دکھایے گیے۔ اور جمائی بابو نامی کا یک فلم کے صرف دو پارٹ "چترا" مین دکھایے گیے۔

۳۰ر مئی۔

مدن تھئیٹرس لمٹیڈ کا پہلا اُردو ٹاکی "شیرین فرہاد" کراون ٹاکی ہاوس مین دکھایا گیا جسمین ماسٹر نثار نے فرہاد کا اور کجن بائی نے "شیرین" کا پارٹ ادا کیا ہے۔

۱۷ر جون

"جوڑے برات" یہ بھی مدن کمپنی لمٹیڈ کا ایک فل بنگلہ ٹاکی فلم ہے۔ جو پہلی دفعہ کراون ٹاکی ہاوس مین دکھایا گیا۔

چند قابلِ ذکر باتین :۔

اس چھہ مہینہ کی مدت مین چند باتین خاص طور پر قابلِ ذکر ہین۔

۱۴ر مارچ

بنگال کا تیار شدہ پہلا ٹاکی فلم پہلی مرتبہ کلکتہ کی پبلک کی خدمت مین پیش کیا گیا۔

۱۵ر مارچ

دُنیا کا نامی آرٹسٹ مسٹر ڈگلس فیربنکس کلکتہ آیا۔

۲۹ر اپریل

ڈاکٹر رابندرا ناتھ ٹیگور نے سینما لائبریری نمبر ۱۰۳ دھرم تلہ اسٹریٹ کا افتتاح کیا۔

۱۵ر جون

میڈن تھئیٹرس لمٹیڈ کے کرتا دھرتا یعنی مسٹر رستم جی دہوتیوالا اس دارِ فانی سے رخصت ہو گیے۔

آریہ فلم کمپنی پرائیوٹ سے لمٹیڈ ہو گئی۔

"آگرہ کی غلام لڑکی" میڈن تھئیٹرس لمٹیڈ کا زبردست فلم سنسر سرٹیفکیٹ نہ ملنے کی وجہ سے بند کر دیا گیا۔

مندرجہ ذیل نئی فلم کمپنیان تیار ہو رہی ہین :۔

بنگال موویٹاکی ۔ روپم فلم کمپنی ۔ فلمس آف دی ایسٹ ہیرا فلم کمپنی ۔ چھایا چترا پرستھان ۔ کراون ٹاکی فلمس ۔ کلکتہ فلم کمپنی لمٹیڈ ۔ دی برائٹ اسٹار فلم کمپنی ۔ کماری بی بی رد فلم کمپنی

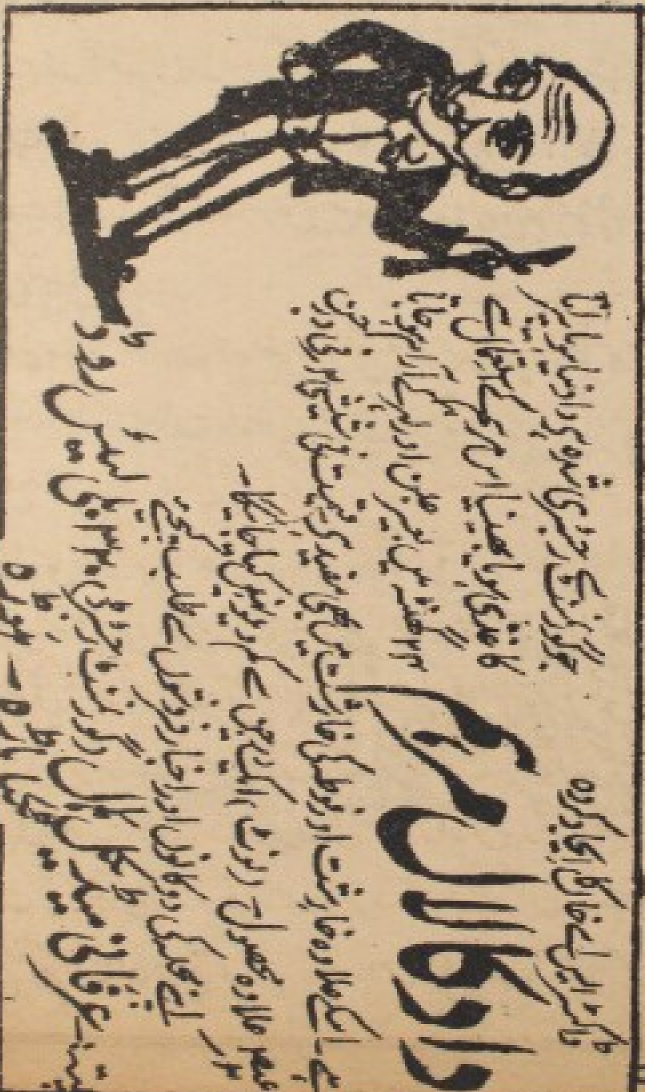

حقیقت ناگوار

ایڈیٹر "نیرنگ خیال" غور سے پڑہین

از - ق - ف - ناطق

شروع کرتا ہون میں ساتھ نام گورنمنٹ العالمین کے جو گورنمنٹ ہے ڈاکخانہ فرید پور - زمین آسمان - چاند سورج فلم ریویو اور نیرنگ خیال کا ۔ ہم عرض کرتے ہیں نہایت آب و تاب سے ایڈیٹر صاحب فلم ریویو سے کہ وہ شائع کردیں ضرور ہمارا بلیغ ایک عدد مضمون کو جو لکھا ہوا ہے میرا تعلم خود سے جسے لکھا ہے ہم نے پچھم طرف منہ کرکے ہم لکھ رہے ہین حقیقت مگر وہ حقیقت جسے کہتے ہیں بنگلہ زبان میں حقیقت ناگوار ۔ بیچارے ایڈیٹر صاحب فلم ریویو اسلام علیکم ہم خیریت سے ہین اور خیر و عافیت تم حضورون کی بدرگاہ خداوند کریم سے نیک چاہتے ہیں ۔

دیگر احوال یہ ہے کہ یہ مضمون اس ماہ کے فلم ریویو میں ضرور شائع ہو جانا چاہئے ورنہ آپ کو تکلیف دینے ایذا پہونچانے اور خوش کرنے رلانے اٹھانے بٹھانے دوڑانے کی ہر ممکن کوشش کیجائے گی جس کی تصدیق کے لئے میرا نشان انگوٹھا موجود ہے ہم نے لکھ دیا تاکہ سند رہے اور وقت ضرورت کام آوے ۔ خدا بچائے ہم ناقد ساکن موضع ہندوستان ملک برطانیہ ڈاکخانہ تھاوی ضلع دنیا کو یکہ کی سواری اور نیرنگ خیال کی نزشون پر قلم اٹھانے سے ۔ ہم اگر جھوٹ بولیں تو شیخ ستو کی پھٹکار پڑجائے ۔ بہر حال ہم نے بہت سر پر برف کی سل رکھ کر غور کیا بیٹھ کر سوچا ۔ لیٹ کر سمجھنے کی کوشش کی ۔ کان پکڑ اٹھے بیٹھے لیکن یہ سمجھنے سے قاصر اور عظیم الشان طریقہ پر قاصر ہے ۔ اس جملے کے کیا معنی ۔

"ایجاد ہمارا حصہ تقلید دوسرون کا"

اے بھائی ایڈیٹر صاحب فلم ریویو ہم نہین سمجھ سکتے اگر آپ سمجھ سکتے ہیں تو خود سمجھنے کے بعد ہمین بھی سمجھا دیجئے ۔ آپ نہین سمجھائیں گے تو ہمین کون سمجھائیگا کیا شیخ چلی قبر سے اٹھ کر سمجھانے آئین گے ۔ کیا واقعی ایڈیٹر صاحب نیرنگ خیال رسائل کے موجد ہین ۔

اگر یہ حقیقت ہے کہ نیرنگ خیال موجد ہے اور دوسرے تمام رسائل اس کے مقلد ہین تو ہم ایڈیٹر صاحب نیرنگ خیال کی خدمت میں زرق برق لباس شاندار بس سینری نظر نواز ساز و سامان کامل انتظام اور اہتمام کے ساتھ تحفہ مبارک بادی پیش کرتے ہیں ۔ اگر نہیں ہے تو مغالطہ آمیز جملہ لکھنے والے کو اس ساز و سامان سے ایک برعکس ....

گذشتہ ایام مین نیرنگ خیال کا فلم نمبر شائع ہوا خوب تھا ۔ مگر اس نے فلم نمبر شائع کرکے اپنی جنس ایجاد پر تقلید کا ٹیکہ لگالیا ۔ اگر نیرنگ خیال اس کو بھی ایجاد بتائے تو ہم سمجھیں گے کہ نیرنگ خیال کے ایڈیٹر کا دماغ نیرنگ خیال مرتب کرتے وقت پاسپورٹ لیکر ممالک غیر کی سیاحت کو گیا ہوا تھا ۔ نیرنگ خیال کے فلم نمبر کا پہلا ورق الٹنے کے ساتھ ہی ایک تسی گاما پہلوان کی تصویر سی نظر آتی ہے جس کی بابتہ ایک نجومی نے کہا کہ یہ ایڈیٹر صاحب نیرنگ خیال کی تصویر ہے ۔

بہر حال ایڈیٹر صاحب ایک لمبے ناٹے موٹے دبلے گورے اور کالے آدمی ہین ۔ شیخ ستو کے طفیل آپ ماشاءاللہ مضمون نگار بھی ہیں اور

صفحہ ۲۶ پر کالے چور کی بدقسمتی سے فلم کمپنیون کی فہرست شائع ہوئی ہے اگر کوئی لیلائے فلم کا شیدائی ساڑھے چھتیس برس تین گھنٹہ نو منٹ تک ستو باندھ کر تلاش کرتا پھرے تو اسے بھی گول سینر کے نمائندون کی طرح بے نیل مرام حسرت کو لیکر واپس آنا پڑیگا کیونکہ اول تو ان میں سے بعض کمپنیون کا تولد ہی نہین ہوا اور بعض بغیر ٹکٹ دیوالہ کمپنی کے ریل مین سوار ہوکر عدم آباد چلی گئی سب سے بڑی ستم ظریفی تو یہ ہے کہ بعض راستون کا ایسا نام دیا گیا ہے کہ اس شہر میں اس نام کا کوئی جا تو رہوتا ہی نہین ۔جغرافیہ لغت ؟ اور ڈن لسٹ دیوال چڑکین ۔ہم نے سب چھان مارا لیکن گدھے کی سینگ کی طرح ان راستون کا پتہ لگانے مین ناکامیاب رہے ۔ہم بہت زیادہ غور کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہونچتے ہیں کہ فلم کمپنیون کی فہرست نیستان کی خوشہ چینیون کا ایک تاریک ترین مرقع ہے ۔اور ان کمپنیون کی تلاش میں کسی کا جوتی کا تلہ گھس جائے تو کیا نیرنگ خیال ذمہ دار نہیں

صفحہ ۳۲ پر "ایک ہندوستانی اختر آسمان مغرب پر" شیخ صاحب کے اپنے قلم سے شائع ہوا ہے اس کے متعلق صرف اس قدر کہدینا ایک غیور انسان کے لئے گلے میں پانی کا مٹکا باندہ کر پانی مین کود پڑنے کے لئے کافی ہے کہ شیخ صاحب کے "اپنے قلم سے" نہین بلکہ غیر کے قلم سے ترجمہ کیا ہوا مضمون تھا ۔مترجم کے متعلق ہم کچھ لکھنے کی بجائے خاموشی اختیار کرتے ہیں کیونکہ مترجم کے بود و باش کے لئے ہمارے قلب مین ایک وسیع میدان ہے ۔

صفحہ ۴۴ پر چارلی کے جوتون کا بلاک ہے جس کے شان نزول مین لکھا گیا ہے کہ یہ جوتے ہالی وڈ (امریکہ) میں چارلی کے کمرہ میں پڑے ہین ۔پڑے ہین صرف تحریر ہے" یہ نہین لکھا گیا کہ کس پر" شاید نیرنگ خیال کا کوئی نامہ نگار مغربی ممالک میں رہتا ہے جس نے دیکھا ہے کہ پڑی ہیں ۔

صفحہ ۳۴ پر ایکٹر اور ایکٹرس کی عمرین لکھی گئی ہین ۔افسوس کہ جو شخص موجد ہوا اسکو اقتباس کرتے وقت اتنا بھی خیال نہین رہے کہ جس پرچے سے ہم اقتباس کر رہے ہین یہ پرچہ جب آئندہ ۱۹۹۴ء مین حضرت آدم کے ساتھ آدم سنگدیپ میں اور وہ پرچہ لاہور مین پھینکا گیا تھا جس پرچہ سے اقتباس کیا گیا ہے اس وقت ایکٹر اور ایکٹرس کی عمریں اتنی تھین جتنی نیرنگ خیال کے فلم نمبر مین لکھی گئی ہین تو جس وقت نیرنگ خیال کا فلم نمبر شائع ہوا ہے اس وقت ان کی عمریں کیا ہوں گی اس سات سال کے عرصہ میں اگر سات سال نہیں تو ساڑھے تین سال تو ضرور بڑھنا چاہیے تھا اگر ان کی عمرین بڑھتی گھٹتی نہین تو آج سے ہمین حوران جنت کی خواہش چھوڑ کر ان قلمی حورون کے حصول کے ذرائع اور وسائل پر غور کرنا چاہیے ۔

حضرت مدیر اپنے بلند پایہ انکشافی مضمون میں رقمطراز ہیں کہ کیمرہ ایک سکنڈ میں ساٹھ تصویریں لیتا ہے جیسے اگر کسی فوٹو گرافر کے سامنے بیان کیا جائے تو مدیر نیرنگ خیال" کی معلومات پر تعجب ہونے کی وجہ سے اسے سلسل البول کی بیماری ہو جانے کا اندیشہ ہے اور یہ بات بعید از قیاس نہین کہ وہ مر بھی جائے کسی کے مرنے مرانے کا حال ہم نہین لکھ سکتے اسکو تو مدیر نیرنگ خیال ہی ۔بہتر سمجھ سکتے ہیں کیونکہ وہ حکیم ہیں ۔

قارئین کرام سے ہم نہایت مودبانہ عرض کرینگے کہ وہ حکیم صاحب موصوف کو بالکل بے قصور تصور فرمائین کیونکہ وہ بے قصور ہین ۔حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں "لکل عداوۃ مصلحتا الا عداوۃ الحسود۔ تمام عداوتین کسی نہ کسی وجہ اور کسی نہ کسی مصلحت کی بنا پر ہوتی ہیں لیکن حسد اسباب اور مصلحت کی زنجیرون سے آزاد ہے ۔"

قارئین فلم ریویو اگر نیرنگ خیال" کا مطالعہ کرتے ہیں تو معلوم ہوگا کہ ادبی دنیا کی روز افزون ترقی نے آپ کے شعلۂ رشک و حسد کو بھڑکا دیا تھا اور آپ کے منہ سے بیساختہ ایک چیخ نکل گئی تھی کہ ادبی دنیا کی فلاں تصویر بالشویک خیال کی ہے اس لئے گورنمنٹ کو اس طرف بہت جلد توجہ کرنی چاہیے ۔ ادبی دنیا چونکہ محکمۂ تعلیم کا منظور شدہ پرچہ

ے اور نیرنگ خیال کی اشاعت ادبی دنیا کی وجہ سے کچھ گر گئی نی اس لئے آپ تاجور کو بھول گئے جو حقیقتاً دنیائے ادب و صحافت کا تاجور ہے اس وقت آپ کو تمکین کاظمی کی آنکھ کا تنکا نظر آرہا ہے۔ اور آپ تمکین کے خلاف خوب انگارے اچھال رہے ہیں۔ بجائی تمکین سے سوا اس کے اور کوئی غلطی نہیں ہوئی ہوگی کہ انہوں نے مضمون پارسل کرنے کی بابت جھوٹ سچ بولنے کے بجائے صاف لکھ دیا ہوگا آپ کا معیار پست ہے یا مجھے فرصت نہیں۔

افسوس کہ حکیم صاحب کے لئے ہم خود کو بہت زیادہ مخدوش سمجھتے ہیں امید کہ حکیم صاحب خود پر رحم کریں گے ورنہ اندیشہ ہے کہ انکی ادبیت کا ہوائی قلعہ ہمارے قلم کی ٹھوکر سے دھم سے زمیں پر نہ آرہے۔

حکیم صاحب کو معلوم ہونا چاہئے کہ خود کو تیس مار خاں سمجھ لینے سے زیادہ مشکل کام خود کو تیس مار خان ثابت کرنا ہے اور کسی کی پگڑی اچھال کر یہ توقع رکھنا کہ میری پگڑی محفوظ رہے گی۔ بدترین حماقت ہے۔ (باقی بشرط ضرورت)

آج تو جوبن آرہا ہے

کیوں۔ اس لئے کہ تمہاری شیروانی اچھی سلی ہوئی ہو اچھی کیوں نہ ہو جبکہ عبدالرحمن ٹیلر ماسٹر کے یہاں سلوایا جائے

تم جانتے ہو کلکتہ میں اس وقت اپنے فن کے بہترین استاد ہیں مگر میں تو کوٹ پہنا کرتا ہوں۔

یہی تو اس میں صفت ہے۔

کوٹ۔ قمیض۔ اچکن۔ شیروانی۔ پائجامہ پتلون

غرضکہ جو چاہو اپنے پسند موافق سلوا سکتے ہو۔

پھر مزہ یہ کہ کام کے لحاظ سے دوسروں کے مقابلہ میں اجرت بھی کم

ان کا پتہ کیا ہے

عبدالرحمن ٹیلر ماسٹر

نمبر ۱۱ محمد علی روڈ۔ سابق چیت پور روڈ۔ مسجد ناخدا کے سامنے

"NIAMAT" "نعمت" NIAMAT

مشہور بات ہے کہ ایک تندرستی ہزار نعمت ہے! اور یہ حکما کی متفقہ رائے ہے کہ ایک معدے کی خرابی سے صدہا قسم کی بیماریوں کا انسان شکار ہو جاتا ہے لہذا ایک دوا اسم بامسمی **"نعمت"** کے نام سے بڑی جستجو تلاش اور کافی تجربہ کے بعد ہومیوپیتھک پیلائی کا ر ہومین میں تیار کی گئی ہے جو معدہ۔ جگر۔ طحال۔ کی ہر شکایت کو رفع کرتی ہے اس میں کسی قسم کی کھاریا سوڈا وغیرہ نہیں بلکہ صرف مخصوص پھلوں کے عرقیات کی روح ہے۔

اس لئے اس میں نہ کسی قسم کی بو ہے اور نہ بدذائقہ ہے جس کی وجہ سے بچے بھی بلا تکلف اور خوشی سے پی لیتے ہیں۔ خوراک صرف پانچ قطرہ ہے۔ ۔ اقطرے تک کھانے کے بعد یا وقت ضرورت متلی۔ کھٹی ڈکار۔ درد شکم۔ قبض و بدہضمی وغیرہ میں مفید ہے

نعمت ایک اونس کی شیشی۔ جو کہ ایک ماہ سے زیادہ کیواسطے کافی ہوتی ہے۔ صرف ایک روپیہ چار آنہ (عہ؎)

ملنے کا پتہ۔ **سائنس سپلائی ایجنسی نمبر ۵/۲ کولوٹولہ اسٹریٹ کلکتہ**

RE SUPPLIMENT.

RING SERVICE

فلم ریویو

از عنایت دہلوی عنایت
ایڈیٹر چونچ کلکتہ

اے ترجمانِ صنعتِ عکسی ترا کمال
لاریب بےنظیر ہے بےشبہ بےمثال

ظاہر تاثرات کو نخچیر کے کر دیا!
اوراق میں خزینۂ مافی کو بھر دیا!

تشریح کی تماشہ کو صنعت بنا دیا!
پردے اُٹھا کے پردے پہ جلوہ دکھا دیا

دنیا کا کھیل رازِ حقیقت مثال ہے!
جس کو کمال کہتے ہیں۔ یہ وہ کمال ہے!

ساکت کیا ہے تو نے وہ سب راز کھول کر
بانٹا ہے تو نے گنجِ ہنر تول تول کر

تھا فلم اک خیال تو تفسیر بن گیا!
وہ خواب تھا تو خواب کی تعبیر بن گیا!

تجھ پر رہے عنایتِ حق کامیاب ہو
توفیق بخش فیض رسان فیضیاب ہو

MISS SHANTA KUMARI
IN
DESERT DAMSEL.

DISTRIBUTORS MANSATA FILM HIRING SERVICE

[FILM REVIEW] [PICTURE SUPPLIMENT.

ASIMA DEVI

AS ZULEKHA IN PARDESHIA

I. K. A. PRODUCTION

فلمسازی کی سالانہ رپورٹ

یکم اپریل سنہ ۱۹۳۰ء سے ۳۱ مارچ سنہ ۱۹۳۱ء تک

"گذشتہ سال کی رپورٹ فلم ریویو کی گذشتہ اشاعت میں شائع کی جاچکی ہے۔ لیکن اِس سال کی رپورٹ سے یہ حقیقت پوری طرح ظاہر ہوجاتی ہے کہ ہندوستانی فلم سازوں نے بہتر فلم بنانیکی بجائے زیادہ فلم بنانیکی کوشش کی ہے۔ — سال زیر بحث میں بمبئی کی مختلف کمپنیوں کے فلموں کی تعداد ۱۳۶ ہے پچھلے سال کی رپورٹ سے یہ ظاہر ہوا تھا کہ اُس سال صرف ۸۹ فلم بنائے گئے تھے۔ لیکن اِس سال اِس تعداد کی مناسبت سے "صرف" ۳۵ فی صدی کا اضافہ ہوا ہے — اگر بمبئی کے علاوہ دوسرے صوبوں کی فلمی تعداد کو بھی اِن اعداد میں شمار کرلیا جائے تو پھر سارے ہندوستان کے فلموں کی ۱۷۵ (ایکسو پچھتر) قرار پائیگی۔

ذیل کا نقشہ پر از معلومات ہے۔ جس سے یہ اچھی طرح واضح ہوجاتا ہے کہ بمبئی کی کون کون سی کمپنی نے کتنے کتنے فلم بنائے اور وہ بمبئی کے سنیماؤں میں کتنے ہفتے چلے؟" ملاحظہ ہو:—

نام کمپنی	تعداد فلم	۱ ہفتہ	۲ ہفتہ	۳ ہفتہ	۴ ہفتہ
رنجیت فلم کمپنی	۱۵	۴	۱۱	×	×
سرویہ فلم کمپنی	۱۲	۱۰	۲	×	×
شاردا فلم کمپنی	۱۰	۷	۳	×	×
ساگر فلم کمپنی	۷	۸	۵	۲	×
جاہر نوز ٹیلے	۳	۳	×	×	×
یونائٹیڈ پکچرز کارپوریشن	۳	۲	۱	×	×
جنرل پکچرس "	۳	۳	×	×	×
آرین فلم کمپنی	۳	۳	×	×	×
کوہ نور یونائٹیڈ آرٹسٹ	۱۵	۱۱	۴	×	×
کرشنا فلم کمپنی	۱۰	۵	۵	×	×
امپیریل فلم کمپنی	۸	۵	۲	×	×
سوریش لمیٹیڈ	۶	۵	۱	×	×
یونائٹیڈ پکچرس سنڈیکیٹ	۳	۳	×	×	×
ایشیاٹک فلم کمپنی	۳	۲	×	×	×
آرین فلم کمپنی	۳	۳	×	×	×
نوجوان فلم کمپنی	۳	۳	×	×	×

سروج فلم کمپنی	۳	۲	۱	×	×	زرینہ پکچرس	۱	۰	۱	۰	۰
اشین فلم کمپنی	۳	۲	۱	×	×	روائل ”	۱	۱	۰	۰	۰
ودیکانند پکچرس	۲	۲	×	×	×	نیو کوہ نور	۱	۱	۰	۰	۰
ینگ انڈیا فلمس	۲	۲	۰	۰	۰	سرودیہ فلمس	۱	۱	۰	۰	۰
مہاراشٹر ”	۲	۱	۱	۰	۰	ایکسلسیر ”	۱	۱	۰	۰	۰
اورینٹ ”	۲	۱	۰	۱	۰	سیتہ ریش ”	۱	۱	۰	۰	۰
پربھات ”	۲	۰	۲	۰	۰	چندریکا	۱	۱	۰	۰	۰
سوریہ پرکاش ”	۲	۰	۲	۰	۰	انڈین آرٹ پروڈکشن	۱	×	۰	۰	۱
ایسوسی ایٹڈ ”	۲	۲	۰	۰	۰	کوہ نور فلم کمپنی	۱	۱	۰	۰	۰
مہتہ لوہار پروڈکشن	۲	۱	۱	۰	۰	دغوشین ” ”	۱	۰	۱	۰	۰
نوجوان فلم کمپنی	۳	۳	۰	۰	×						

اس سے معلوم ہوا کہ دو فلم بمبئی میں ۴ ہفتہ تک دکھائے گئے جن میں سے ایک امپیریل کا وسنت بنگالی[له] اور دوسرا انڈین آرٹ پروڈکشن کا وسنت سینا تھا اور صرف ۵ فلم ۳ ہفتہ تک دکھائے گئے

له وسنت بنگالی نامی فلم کی نمائش بنگال میں بنگال سنسر بورڈ نے غیر قانونی قرار دیا

(۱) میواڑ کا موتی (۲) جوش جوانی اگر فلم کمپنی اور مہاتما کی بھونچال میری رانی پربھات دیوداسی اورینٹ پکچرس کا تھا

سوشل ۱۵ مذہبی ۸ اسلامی ۱۳ کومک ۳ دنیاوی ۳
میجک ۵ تواریخی ۴ افسانے تیار کیے گئے اور باقی ۵ فلم صرف مارپیٹ اور زمانہ ماضی کی ریاستوں پر خیالی پلاٹ کا تھا

سال زیر بحث کی نئی کمپنیاں

سورش لمیٹڈ ۔ نوجوان ۔ اورینٹ ۔ مہتہ لوہار ۔ زرینہ ۔ کوہ نور ۔ سرودیہ ۔ انڈین آرٹ ۔ سروج ۔ سوریہ پرکاش ۔ انڈین پکچرس ۔ ستیشیہ وشنوشن ۔ چندریکا ۔

مندرجہ ذیل فلم کمپنیوں نے اس سال اپنا کام بند کردیا

اندرا ۔ ینگ انڈیا ۔ سورش لمیٹڈ ۔ اورینٹ لمیٹڈ ۔ زرینہ ۔ سروج ۔ سوریہ پرکاش ۔ انڈین پکچرس ۔ ستیشیہ ۔ چندریکا ۔

کن ایکٹروں نے کتنے فلم میں پارٹ کیے ؛

مس گوہر ۲ مس سلوچنا ا سیتادیوی ا زبیدہ ۴ سلطانہ ۳ ارمیلی ۵ جلو ۴ شانتی ۴ بنا ۲ تپلی ۸ مادھوری ۳ لکشمی ۲ زیب النساء ۲ رام پیاری ۲ ماسٹر وٹھل ۳ ڈی بلی موریا ۳ ای بلی موریا ۲ جال مرچنٹ ۴ نندرام ۳ کالے ۵ جے راج ۴ راجہ سینڈو ۳ پرتھوی راج ۴ بچو ۲ باکرے ۵ نوین چندرا ۲

(مسٹر خلیل احمد)

کن ڈائرکٹروں کے فلم کتنے ہفتے چلے

نام	ایک ہفتہ	دو ہفتہ
مسٹر این۔ بی۔ وکیل	۱- فلم	۶- فلم
...ودھا گھوش	۲- ،،	۴- ،،
...پرشاد رائے مہتا	۴- ،،	۲ ،،
...ے۔ پی۔ کپور	۳- ،،	۲ ،،
...۔ بی۔ کھترا	،،	۵- ،،
...۔ آر۔ گوہری کہاں	۵- فلم	× - ×
...بونت داسی	۲- ،،	۲ فلم
...۔ ایم۔ دی۔ بیاس	۳- ،،	۱- ،،
...۔ ڈی شاہ	۳- ،،	۱- ،،
...چندرا مجم دار	۳ فلم	۱- ،،

نام	ایک ہفتہ	دو ہفتہ
بابو راؤ	۳ فلم	۱ فلم
دھیرو بھائی داسی	۲- ،،	۱- ،،
ہری لال بھجات	۳- ،،	× ×
ویدیا	۳- ،،	× ×
بھاوا	۲- ،،	۱- فلم
اے۔ آر۔ کاروار	۲- ،،	۱- ،،
این۔ ڈی سرپودار	۳- ،،	× ×
ساکی	۳- ،،	× ×
ہومی ماسٹر	۲- ،،	۱ فلیم
کانجی بھائی	۱- فلم	۲- فلم

(از ضیاء الرحمن)

غور طلب ہے

...ہندوستان وممالک غیر کی تیار شدہ خاموش و متکلم فلم نہایت
...ارزاں نرخ پر ہر قسم کی بائیسکوپ مشین کے پرزے مضبوط دیسی
...انگریزی مارکیٹ ریٹ پر سپلائی کئے جاتے ہیں
کمیشن نہایت معمولی ہے
...ہر قسم کے آرڈر عین وقت پر اور حسب فرمائش تعمیل کئے جاتے ہیں
...ار کا پتہ فلم ریویو تار کا پتہ فلم ریویو

...ایس آر شرر ایڈیٹر فلم ریویو نمبر ۱۲ و ۱۳ ٹھوار بگان لین کلکتہ

ایسے رسالے

جو کسی دام سے بازار میں نہیں مل سکتے۔ ہندوستان
کے مشہور اور ہردلعزیز رسالوں کا نیا اور پرانا

خاص نمبر۔ عید نمبر سالنامہ

... پتہ پر خریدیئے

محمد بشیر حسن تاجر کتب و ایجنٹ اخبارات
نمبر محمد علی روڈ سابق چیت پور روڈ کلکتہ

بزمِ احباب

محمد جمال ۔ رائے پور ۔ نیو تھیٹرس لمیٹیڈ کلکتہ نے اپنا کام شروع کر دیا ہے ۔ اس وقت بنگلہ اردو ۔ ٹوکی فلم بیک وقت لیا جا رہا ہے اردو ڈرامہ جناب منشی اصغر علی صاحب شور کا لکھا ہوا ہے غالباً اس فیلڈ میں انکا پہلا قدم ہے اس میں بہو بازار کی دو طوائف مس اختری اور مس نور جہاں کو کمپنی نے انتخاب کیا تھا لیکن اب معلوم ہوا کہ مس نور جہاں علٰحدہ ہو گئی ہیں اور ان کی جگہ مس مہ جبین کو کام کرنے کا موقع مل گیا ہے

عبد الوہاب خاں بی اے ۔ حیدر آباد دکن ۔ فلم ایکٹر بننے کے امیدوار جس سرعت کے ساتھ بڑھ رہے ہیں اگر یہی رفتار رہی تو وہ دن دور نہیں کہ ہر محلے میں پچانوے فی صدی فلم ایکٹر کے امیدوار نظر آنے لگیں ایسی حالت میں آپ کے تنخواہ کے متعلق کہنا تو درکنار رہا میں آپکو آپکے کامیاب ہونے کا بھی یقین نہیں دلا سکتا اسی مہینے کا واقعہ ہے کہ کلکتہ فلم کمپنی نے ۵۰ روپیہ ہر امید وار سے لیکر کام دینے کا وعدہ کیا تھا لیکن اب وہ لوگوں کے شوق کے تعداد کو بڑھتے ہوئے دیکھ کر پچاس روپیہ کر دیا ہے ۔

اصغر علی ڈھاکہ ۔ مس گجن بائی بہو بازار کی طوائف گوہر جان کی لڑکی ہے فلم میں آنے سے پہلے مجرے کے علاوہ کلکتہ کے مختلف سینماؤں میں ناچ چکی ہے اس کی آواز اور حسن نے کسی کو فیس میں فرہاد میں لانے پر مجبور کر دیا ورنہ اس فن کے ماہر ان کو فلم کے لئے ناموزوں بتاتے ہیں ۔ ایک انگریزی معاصر لیلیٰ مجنوں پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے ۔

" مس موصوفہ عربی کیریکٹر کے لئے اس لئے ناموزوں ہیں کہ ان کی ناک بہت چھوٹی ہے ۔ عام طور پر عرب کے لوگوں کی ناک اونچی ہوا کرتی ہے "

ماسٹر نثار کے متعلق صرف اس قدر معلوم ہوا ہے کہ میرٹھ کے مشہور قوال حبیب اور جھنڈے کے بھانجے ہیں ۔ اسٹیج ایکٹری کا کام انہوں نے بہت دنوں سے اختیار کر رکھا ہے ۔ اور انہوں نے زنانے کیرکٹر کا کام ایک حد تک اچھا کیا ہے ابھی حال میں کورنتھین تھیٹر کے فاضل ڈائرکٹر نے اندر سبھا میں گلفام کا پارٹ دیا تھا ان کے اس پارٹ کے متعلق اندر سبھا پر تنقید کرتے ہوئے معاصر جو نج نے لکھا ہے ۔

ماسٹر نثار میں زنانیت جو زنانہ پارٹ کرنے کی وجہ سے آ گئی تھی روپے میں تین آنہ ابھی باقی ہے ۔

لیلیٰ مجنوں پر تنقید کرتے ہوئے ایک انگریزی معاصر نے لکھا ہے کہ انکو پارٹ کرنا تو نہیں آتا البتہ منہ بنانا آتا ہے ۔

ہم (نج) اور ہندوستان کے دوسرے اخباروں کی رائے ماسٹر نثار کے ایکٹری پر معاصروں کی رائے کے عنوان سے تفصیل کے ساتھ بہت جلد لکھنے والے ہیں

فدا حسین رائے بریلی ۔ امرتسر کے ایک فلم ساز کمپنی کو ایکٹر و ایکٹریس کی ضرورت ہے اس کا اعلان اسی اشاعت کے کسی دوسرے صفحے پر شائع ہوا ہے ۔ آپ براہ راست ان سے خط و کتابت کیجئے

شریف عالم کلکتہ ۔ آپ کا خیال غلط ہے مس شریفہ کی عمر

مرن اس لئے لکھی گئی ہے کہ انہوں نے "سماج کے شکار" میں پھول کماری کا پارٹ جو کہ ایک کم عمر والی عورت کا پارٹ ہے بہترین طریقے پر کیا ہے۔ لوگ ان کی قابلیت اور محنت کی داد دیں۔ ہم کسی کی ذہنی نیت سے کسی مضمون کو شائع نہیں کرتے بلکہ ہمارا مقصد مرن یہ ہے کہ دنیائے فلم میں کام کرنے والوں کی اچھائی اور برائی کو لوگ صحیح طور پر سمجھیں اور سمجھکر ان کے پارٹ کی خامیوں کی اصلاح کرنے کی کوشش کریں اور صحیح اور سچے کام کی داد دیں۔ اگر اس سلسلہ میں کوئی ایسی بات آجائے جو حقیقتاً ٹھیک ہے تو میں کسی کو ناگوار معلوم ہونے کی وجہ سے نظر انداز نہیں کر سکتا۔

احمد بخش خان پشاور۔ افتخار رسول صاحب کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے صحیح سمجھکر لکھا گیا ہے اگر آپکے پاس یا دوسرے کے نزدیک غلط ہو تو سنجیدہ طریقہ پر تردید کیجئے ہم اپنے صفحات دینے کو تیار ہیں

مظفر علی بہار شریف۔ انگورہ "پیا سبز" نامی فلم قسطنطنیہ میں بنایا جا رہا ہے۔ یہ خبر سنہ ۱۹۲۹ء کے اخباروں میں آئی تھی جس میں جنگ جرمنی کا واقعہ ایک افسانہ کے پیرائے میں دکھلایا گیا ہے۔ یہ معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ اس کے مکمل ہونے کی خبر غلط ہے۔

محمد ہاشم امرت سر۔ مسٹر نور الٰہی نے اپنے ناٹک ساگر نامی کتاب میں جن اطہر حسین نامی ایکٹر کا ذکر کیا ہے وہ کلکتہ میں ہیں۔ ان کو اپنے فن میں کمال حاصل ہے۔ مسٹر نور الٰہی نے ان کے متعلق بہت کم لکھا ہے۔

خط و کتابت کرتے وقت پتہ صاف اور خوشخط لکھئے۔

ضرورت } امرتسر کے ایک فلم ساز کمپنی کو ۳۰ ایکٹر اور چند ایکٹرسوں کی ضرورت ہے درخواست کے ساتھ فوٹو بھی آنا لازمی ہے
پتہ — ویسٹرن فلم کمپنی انڈیا۔ حال بازار امرت سر

ٹاکی! ٹاکی!! ٹاکی!!!

خوش خبری

عام سنیماؤں میں ابتک خاموش فلم دیکھتے ہوئے عام پبلک کا شوق کم ہوگیا اور اس گرانی کے زمانے میں اپنا ٹاکی مشین نہ منگوا سکنے والے سینماؤں کے لئے ہم امریکہ کی شہرۂ آفاق اور نہایت مضبوط صاف اور شیریں آواز دینے والی ٹاکی مشین

فوٹوٹون

نہایت ارزاں نرخ میں ہفتہ وار۔ یا۔ ماہوار کرایہ پر سپلائی کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ بولنے والے فلم کا بندوبست بھی ہماری معرفت ہو سکتا ہے آواز اور روشنی نہایت صاف ہے۔ کلکتہ کے مشہور سنیما دی لکی چھایا میں یہی مشین ایک ماہ تک کام کر رہی ہے۔

تفصیل کے لئے
دوسانی فلم کارپوریشن نمبر ۵ کیننگ اسٹریٹ کلکتہ سے گفتگو کیجئے } تار کا پتہ — [illegible] ٹیلیفون — کلکتہ ۲۱۱۳

انتقادات

صحافت ہفتہ وار "نصیحت" کے التوا کے بعد کچھ دنوں سے جناب قمر فردوسی کی ادارت میں "صحافت" نکلنا شروع ہوا ہے۔ یہ پرچہ بڑی حد تک کامیاب ہے ترتیب اور مضامین کے لحاظ سے صحافت نہایت ہی بلند پایہ صحیفہ ہے کتابت و طباعت دیدہ زیب و دلپسند کاغذ اعلیٰ۔ غرضکہ صحافت میں وہ تمام خوبیاں موجود ہیں جو ایک اعلیٰ ترین ہفتہ وار اخبار کے لئے ضروری سمجھی جاتی ہیں پرچے کے بلند پایہ ہونے کے ثبوت میں جناب قمر فردوسی کے نام کا ہونا ہی ہمارے خیال میں کافی ضمانت ہے۔

جناب قمر سے ہم صرف اتنا لکھ کر رخصت ہوتے ہیں ؎

عوام الناس میں ہنگامہ احساس پیدا کر
دلوں کو از سر نو حسن حریت پہ شیدا کر

سالانہ قیمت ؁ ششماہی ؏ فی پرچہ ایک آنہ

پتہ :- دفتر "صحافت" گبس اسٹریٹ کلکتہ

بزم خیال کچھ دنوں سے اس نام سے ایک علمی ادبی اخلاقی تعلیمی اور تنقیدی ماہانہ رسالہ جناب عاشق صدیقی شرفی کی کامیاب ادارت میں پابندی وقت سے شائع ہو رہا ہے سب سے پہلے ہم جناب لیاقت علی صدیقی عاشق کی خدمت میں ان کی اس مخلصانہ جد و جہد پر جو وہ اردو علم ادب کی ترقی کی راہ میں کر رہے ہیں ہدیہ مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

بزم خیال۔ جناب عاشق اور ابو نجمی محمد بشیر صاحب کے محققانہ افکار طبع سے مزین ہونے کے علاوہ ملک کے بڑے بڑے ادبا شعراء اور مضامین نگاروں کے مضامین کا حامل ہوتا ہے۔ ٹائٹل پیج خوشنما کاغذ عمدہ کتابت و طباعت بعض ابتدائی مجبوریوں اور اس مقام کے لحاظ سے جہاں سے پرچہ شائع ہوتا ہے ہر طرح قابل ستائش اور لائق و درست ہے۔

اس نے حال ہی میں اپنا سالانہ نمبر شائع کیا ہے جو قابل مطالعہ ہے امید کہ اردو علم و ادب سے ذوق رکھنے والے حضرات ہمارے بلند ہمت معاصر جس نے شیلانگ آسام جیسے اردو کش مقام سے اردو علم و ادب کا جھنڈا بلند کیا ہے ہمت افزائی کر کے اپنے ذوق کا ثبوت دیجئے

پتہ :- دفتر "بزم خیال" شیلانگ آسام

پیشوا ہندوستان کا ایک مشہور مذہبی اور اصلاحی رسالہ ہے سیاسیات پر جو شذرات اس میں شائع ہوتے ہیں وہ ایک محشرستان کشش و توجہ اپنے اندر رکھتے ہیں۔ ہر سال عید میلاد النبی کی تقریب پر ایک ضخیم رسول نمبر شائع کرتا ہے جو ہندوستان کے تمام اخبارات و رسائل کا بادشاہ کہے جانے کا مستحق ہو یوں بھی اس کے ہر نمبر کے مضامین ندرت کتابت طباعت ترتیب جاذبیت اور جامعیت میں سو سو قیامتیں کروٹیں بدلتی ہوئی نظر آتی ہیں اس کے مضامین درس عبرت و موعظت کے اعلیٰ ترین مرقع ہوتے ہیں

غرضکہ اپنے رنگ کا کامیاب ترین رسالہ ہے۔ سالانہ قیمت دو روپیہ ہے ہمارے خیال میں دو روپیہ تو صرف میلاد نمبر کی قیمت ہونا چاہئے خدا جانے جناب حافظ عزیز حسن صاحب بقائی اس کے اخراجات کو کس طرح پورا کرتے ہیں

سالانہ قیمت عہ۔ پتہ :- دفتر رسالہ پیشوا دہلی

نفیس اور خوشخط کتابت کیلئے منشی اسد محمد نظر حسن کو یاد کیجئے

"ندیم" گیا } یہ ایک علمی ادبی اور اخلاقی رسالہ ہے اس کے مضامین نہایت بلند پایہ ہوتے ہیں۔ "ندیم" میں ہم نے آجتک کوئی مضمون ایسا نہیں دیکھا جو معیار کے اعتبار سے پست ہو۔ نظموں کے شائع کرنے میں فاضل مدیر نہایت بالغ النظری سے کام لیتا ہے۔ ندیم کی کتابت و طباعت صرف اچھی نہیں بلکہ قابل رشک ہے کاغذ نہایت اچھا۔ ترتیب کی شگفتگی مضامین کی بلندی، کتابت کی نفاست، طباعت کی صفائی، نظموں کا انتخاب غرضیکہ پرچے کی مجموعی جامعیت اور جاذبیت سے فاضل مدیر کی قابلیت اور بلندیٔ ذوق کا پتہ چلتا ہے۔ اس کے مدیر جناب عبدالقدوس صاحب ہاشمی ندوی ہیں۔

ہم قارئین کرام "فلم ریویو" سے پرزور اپیل کرتے ہیں کہ وہ ضرور ندیم کو اپنے مطالعہ میں رکھیں۔

سالانہ قیمت چار روپیہ آٹھ آنہ

پتہ:۔ دفتر رسالہ "ندیم" گیا

خاتون مشرق" } خاتون مشرق کے جاری ہوئے تین سال ہوئے اس عرصہ میں یہ رسالہ کافی شہرت حاصل کرچکا ہو ایک مشہور رسالہ پر کیا تبصرہ کیا جا سکتا ہے بجز اس کے کہ اپنے نئے قارئین سے اس کا مختصر تعارف کرادیا جائے خاتون مشرق جناب خورشید اقبال صاحب حیا جناب حشمت آرا صاحبہ حجاب اور جناب گوہر اقبال صاحب جوہر کی مشترکہ ادارت میں میرٹھ سے شائع ہوتا ہے مضامین کے لحاظ سے زنانہ رسائل کی صف میں ممتاز جگہ پانے کے قابل ہو کتابت و طباعت اچھی ہے

غرضکہ خاتون مشرق میں وہ تمام خوبیاں باحسن الوجوہ موجود ہیں جو ایک علمی ادبی زنانہ رسالہ کے لیے ضروری ہیں۔ ہم جناب خورشید حیا صاحب کی خدمت میں ان کی کامیابی پر مبارکباد کا ہدیہ پیش کرتے ہوئے ملتجی ہیں کہ جہاں اس کے ترتیب میں اس قدر جانفشانی کی جاتی ہو۔ وہاں اشتہارات کی اشاعت پر بھی ذرا غور کرلیا جایا کرے کیونکہ بعض اشتہارات ایسے ہیں جو ایک زنانہ رسالہ کے لیے قطعی ناموزوں ہیں۔

قیمت سالانہ تین روپیہ چار آنہ ۳؍ ششماہی دو روپیہ فی پرچہ چار آنہ ۴؍

دار الاشاعت
خیر نگر دروازہ۔ میرٹھ

مست قلندر } ایڈیٹر پرتھی سنگھ سالانہ چندہ ۴؍ فی پرچہ ۲؍۔ مقام اشاعت گوالمنڈی لاہور۔ کاغذ معمولی۔ کتابت و طباعت معتدل۔

مست قلندر بہترین اور مفید اقتباسات کا حامل ہوتا ہو اس میں کوئی شک نہیں کہ اقتباس نہایت خوبی اور بالغ نظری سے کیا جاتا ہے اقتباسات اور مختلف زبانوں کے تراجم ایک بڑی حد تک اپنے اندر دلچسپی کا سامان پوشیدہ رکھتے ہیں۔ مزاحیہ مضامین۔ افسانے۔ تراجم۔ معلومات اور نظمیں اچھی ہوتی ہیں نمونتاً منگا کر دیکھئے۔ اگر اس میں آپ کی دلچسپی کا سامان نظر آئے تو سالانہ چندہ بھیجکر خریداروں کی فہرست میں اپنے نام کا اضافہ کرکے کارکنان کی حوصلہ افزائی کیجئے۔

سالار بمبئی۔ } ایڈیٹر مولانا یعقوب علی عرفانی مدیر معاون صوفی خلیل الہی رہانی قیمت سالانہ پانچ روپیہ ششماہی تین روپیہ۔ ہفتہ وار اخبار ہے۔ پابندی وقت سے شائع ہوتا ہو حقائق و معارف، مشاہدات و تاثرات اور شذرات اسکے مستقل عنوانات ہیں بڑی حد تک بیباک رائے رکھتا ہو۔ سیاسی مضامین کے دوش بدوش ادبی علمی تاریخی اصلاحی اخلاقی اور تنقیدی مضامین بھی ہوتے ہیں پرچہ ہر طرح سے کامیاب اور قابل مطالعہ ہو۔ پتہ:۔ منیجر سالار۔۔۔ ورن روڈ بمبئی نمبر ۹

TORS!
r best experience
TEST.
IENT.
Miss.
ochana.
Miss.
ar Sr.
RS.
phone : CAL. 4589.

فون ۱- ۳۱۱۳۴ تار کا پتہ "وصل وصل"

کلکتہ مین سب سے بڑے فلم ایجنٹ

ڈوسانی فلم کارپوریشن نمبرہ ۵ کیننگ اسٹریٹ کلکتہ

بنگال - بہار - اڑیسہ - آسام برما کا سب سے بڑا

ہندوستان کا بڑا عمدہ - ادا

دیکھیے بولنے والا فلم

فلمی ذخیرہ

ماسٹر وٹھل مس زبیدہ

عالم آرا

امپیریل مودی ٹون کی بولنے والی فلمون کے حقوق بھی اِس کمپنی نے خریدے ہیں عالم آرا کی تعریف زیادہ لکھنے کی ضرورت نہین ہندوستان کا بہترین بولنے والا فلم ہے جس میں ناچ گانا اور آواز سب موجود ہے اور امپیریل مودی ٹون کا دوسرا بولنے والا کامیاب فلم

دولت کا نشہ

جس مین مس جیلو - مسٹر خلیل نے بینظیر کام کیا ہے اسی کمپنی کے اسٹاک مین موجود ہے

یونائیٹڈ پکچرس کارپوریشن کے فلم - بہادر دل - فریبی شہزادہ

بولنے والا فلم نورجہاں بھی آ گئی

اس کمپنی کے بہت جلد آنے والے فلم

نقاب پوش ڈاکو - سنہری خنجر - لالہ رخ - معشوقہ قیدی - خونی پھول - سنہری سندر وغیرہ وغیرہ

ڈوسانی فلم کارپوریشن مندرجۂ ذیل کمپنیون کی ایجنٹ ہے !

امپیریل فلم کمپنی - سوریہ فلم کمپنی - نوجوان فلم کمپنی - یونائیٹڈ پکچرس کارپوریشن - یونائیٹڈ پکچرس سنڈیکیٹ - کوہ نور یونائیٹڈ آرٹسٹ - جگدیش فلم کمپنی - رویال آرٹ اسٹوڈیو - وکٹوریہ فاطمہ فلم کمپنی

باقی حالات جاننے کے لئے منیجر سے خط و کتابت کیجیے

HULLO EXHIBITORS!

The Time has come when you are expected to use your best experience in the selection of Films.

OURS HAVE LONG STOOD THE TEST.

BOOK THEM NOW!

AVOID DISAPPOINTMENT.

Bondage	Panna.
Veer Bala Telephone Girl Typist Girl Samrat Shiladitya	Miss. Sulochana.
Briefless Barrister Sati Jasma Shirin Ferhad Samrat Shiladitya	Miss. Gohar Sr.

BESIDES A HOST OF OTHERS.

Telegrams : "TUNDUN"

Telephone : CAL. 4589.

LUCKY FILM SYNDICATE.

32-A, Dhurumtolla Street,

CALCUTTA

October, 1931 **Regd. No. C/1904.** — 2, *No.* 10

THE FILM REVIEW

Premier Illustrated Urdu Monthly Journal.

Inland	Rs. 2-8.
Foreign	„ 5-0-
Single	„ -4-

Office :
12/13, Patwar Bagan Lane,
Calcutta.

Miss RAMALA.

Advertisement Rate for Film Review

			Full Page.	Half Page.	Quarter Page.
One Month	...	...	Rs. 15	8	5
Three Months	...	...	„ 42	22-8	12
Six Months	...	...	„ 72	37-8	19-8
One Year	...	...	„ 120	72	49

Special Concession for over one year.

"فلم ریویو"

رجسٹرڈ

مشرقی ہند کا سب سے
پہلا باتصویر فلمی رسالہ

Miss. Binapani.

Premier

Inland
Foreign
Single

12 13, Pat

Adve

One Month
Three Months
Six Months
One Year

مس سلوچنا
نور عالم

ہندوستان فلم سروس

مسٹر بھگو
شمشیر عرب

مس گوہر

(۱) شریر بیوی۔ (۲) بھکارن لڑکی (۳) راجپوتانی (۴) میری پیاری
(۵) جنگلی پھول (۶) راکواٹ

مس شانتا کماری

مس پیشلی

شری رنجیت فلم کمپنی بمبئی کے نایاب تماشے!

(۱) رسیلی رادھا
(۲) شیخ چلی
(۳) پریمی جوگن
(۴) موجیلی معشوق
(۵) قاتل کٹاری
(۶) بانکے سانوریا
(۷) البیلی بمبئی

دیوی دیویانی

شری رنجیت فلم کمپنی بمبئی کا پہلا ہندوستانی متکلم فلم
(جس میں)
ماسٹر بھگوانداس۔ مسٹر بلی موریا مسٹر بابو راؤ

مس گوہر

نے اپنے اپنے پارٹ نہایت خوبی سے ادا کئے ہیں۔
ناچ گانا آواز صاف

پیارا موالی
(۲) جوانمرد
(۳) بلاسی آتما
(۴) آزادی کی جنگ
(۵) چالاک چور
(۶) بھارت ماتا
(۷) نیرا

مس مادھوری

(۱) بغداد کی بلبل (۲) محبتی چڑیا
(۳) گھونگٹ والی (۴) روشن آرا
(۵) وجے لکشمی (۶) چتوڑ کی ویراگنی

مس زبیدہ
جوبن کا جادو

نمبر ۱/۱۶۱ ہیریسن روڈ کلکتہ
تار کا پتہ "بھیمنتا" ٹیلیفون ۴۲۸۶ بی۔بی

مس سلطانہ
گوالن

مشرقی ہند کا سب سے پہلا باتصویر فلمی رسالہ

فلم ریویو

کلکتہ

مالک و مدیر
عبدالرؤف

مدیر معاون
جمال صابری ۔ ایڈیٹر علی گڑھ پنچ
شفیع الرحمٰن شرر ۔ منیجر لکی سینما

قیمت
سالانہ ۔ دو روپیہ آٹھ آنہ ۲؎
فی پرچہ چار آنہ

جلد ۲ — بابت ماہ نومبر سنہ ۱۹۳۱ء — نمبر ۱۱

پروگرام

نمبر	مضمون	مضمون نگار	صفحہ
۱	شذرات	عبدالرؤف	۳
۲	ایڈیٹر ظل السلطان کا خط	مسٹر محمود الحسن صدیقی بی اے	۸
۳	شیریں فرہاد	مسٹر جمال صابری	۹
۴	ہندوستانی فلم اسٹاروں پر ایک نظر	مس شہزادی	۱۵
۵	روڈولیف ۔ ولنٹینو کی موت پر امریکہ میں قومی ماتم	مسٹر مرزا عبدالحمید	۱۶
۶	مس زبیدہ	مسٹر ایم آئی حسین	۱۷
۷	فلم میں بوسہ بازی قانوناً ممنوع قرار دی جائے	مسٹر جمال صابری	۱۸
۸	چارلی چپلن کی داستانِ معاشقہ	مسٹر کے رحمٰن دہلوی	۱۹
۹	فنی	مسٹر محمد زکریا مائل	۲۱
۱۰	رنگون میں فلمی تجارت کی حالتِ زار	مسٹر ایس ۔ ایم ۔ باگڑے	۲۵
۱۱	نور جہان پر ایک سرسری نظر	مسٹر کے رحمٰن دہلوی	۲۶
۱۲	چند شکوے	مسٹر عابد گلریز	۲۹
۱۳	فلم میں بوسہ بازی قانوناً ممنوع قرار دیا جائے	مسٹر ایس آر شرر	۳۱

[illegible] ۱۲ و ۱۳ تھیوڈار گارڈن لین کلکتہ سے شائع ہوا

لمٹن واچ کمپنی

کے یہاں "جن ون" کلاک کمپنی کے مشہور معروف

گھنٹہ اور آدھا گھنٹہ بجانے والے ہفت روزہ

کلاک

خرید فرمائیے

ہر کلاک کے لئے پانچ سال کی گارنٹی دیجاتی ہے۔ نقلی سے بچنے کیلئے یہ مارکہ دیکھ کر خریدئے یہ کمپنی کا اصلی مارکہ ہے

"GENUINE"

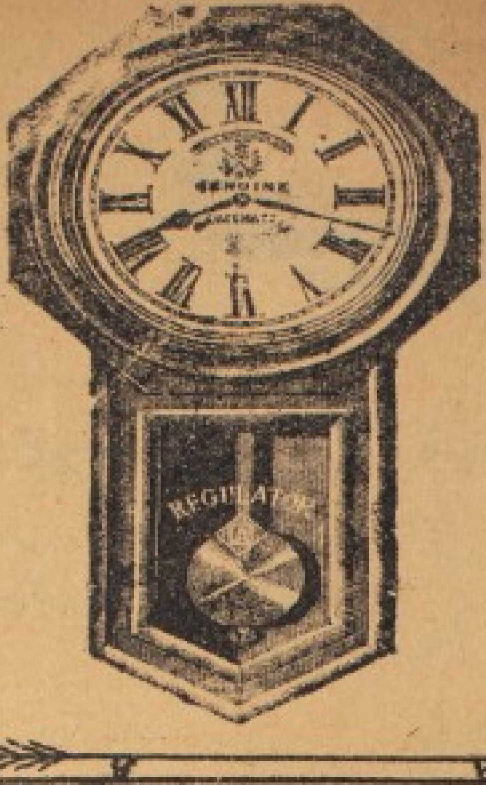

فسٹ پرائز سنہ ۱۹۲۹ء ۔ ماسکو

فسٹ پرائز سنہ ۱۹۰۳ء ۔ امریکہ

ڈائل ۸ انچہ سائز کلاک ۔ ۱۲×۲۲ انچہ قیمت ۱۸ روپیہ

ڈائل ۱۰ انچہ سائز کلاک ۱۴×۲۶ انچہ قیمت ۲۲ روپیہ

ڈائل ۱۲ انچہ سائز کلاک ۱۷×۳۱ ۔ انچہ قیمت ۲۶ روپیہ

۔نوٹ۔

مکمل گھڑیوں کی فہرست مفت طلب کیجئے

لمٹن واچ کمپنی نمبر ۱۲۵ اپر ادھا بازار اسٹریٹ کلکتہ ۔ { ٹیلیفون ۱۸۹۸ ۔ کلکتہ

شذرات

میڈن تھیٹرس لمیٹیڈ کے متعلق کچھ کہنا یا لکھنا عبث ہے۔ ان کے ذمہ دار اراکین اتنے زیادہ عدیم الفرصت ہیں کہ ان کو اپنے نقائص پر غور کرنے کا موقع ہی نہیں ملتا ورنہ ابتک اس کمپنی کے نقائص دور ہوگئے ہوتے ان کا تازہ فلم ہرشچندر تیار ہو چکا ہے اور اس وقت ہندوستان کے مختلف سینماؤں میں اس کی نمائش ہو رہی ہے۔ سننے میں آیا ہے کہ یہ کمپنی بھی سروج فلم کمپنی کی طرح شکنتلا کا ناطق فلم بنانے والی ہے اور ایکٹروں کو پارٹ بھی دیدئے گئے ہیں اور اس کے بعد علی بابا کا بھی فلم بنایا جائیگا ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر ان لوگوں کو کیا ہوگیا ہے اور وہ کیوں اس طرح کا کمپٹیشن کر رہے ہیں پہلے تو بظاہر میڈن اور کرشنا کا کمپٹیشن تھا اب سروج بھی اس دھکے میں پڑ گیا ہے۔ کیا ان لوگوں کو اور کوئی پلاٹ نظر نہیں آتا یا ہندوستان میں کوئی لکھنے والا نہیں۔ مجھے سب سے زیادہ تعجب میڈن کمپنی پر ہے جن کے ہاں نہ روپئے کی کمی ہے نہ آدمی کی بلکہ سب سے زیادہ ان کے لئے قابل فخر بات یہ ہے کہ ان کے ساتھ ایک ایسا شخص ہے جسکو ڈرامہ کی دنیا کا خدا کہا جا سکتا ہے جسکو لوگ شکسپیر ہند جناب آغا حشر صاحب کاشمیری کہتے ہیں جس نے ڈرامہ کی دنیا میں انقلاب پیدا کردیا ہے جسکو اس کمپنی کے مشہور و معروف جناب منشی کاظم حسین صاحب محشر بھی بظاہر استاد کی طرح مانتے ہیں۔

یہی شخص ہیں جنہوں نے آغا صاحب کے ایک پرانے ناٹک "صید ہوس" کے چار شعروں کی تشریح و توضیح اپنی مشہور نظم "فدائے شوہر" میں کی ہے اور جس پر ان کو خود بھی ناز ہے۔ اور ان کے متعلق یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ میڈن تھیٹرس کے "لیلی مجنون" ناطق فلم کے ڈرامہ کے مصنف ہیں لیکن تاریخ ادب اردو اس بات کی تردید کرتی ہے اور اپنے صفحہ (۱۳۸) میں اہل نظر کے سامنے چلا چلا کر کہہ رہی ہے کہ اس کے مصنف جناب مرزا محمد ہادی صاحب رسوا مرحوم بی اے ہیں۔

اگر یقین نہ ہو تو ان کی چھپی ہوئی کتاب دیکھو۔

آغا حشر صاحب کا میڈن کمپنی سے تعلق ہونا میڈن کے لئے جتنی قابل فخر بات ہے اتنا ہی زیادہ ہم ہندوستانیوں کے لئے قابل افسوس ہے مگر ہم جانتے ہیں کہ ہندوستان کی مفلسی اور مسلمانوں کی لاپرواہی نے ان کو صرف ڈرامہ لکھنے پر مجبور کر دیا ہے ورنہ قدرت نے انکو اس کام کے لئے پیدا نہیں کیا۔ مجھے اس بات کا یقین ہے کہ ڈرامہ کی دنیا بدلنے والا یہ انسان ہندوستان کو غلامی سے نجات دلانے میں بھی کام آسکتا ہے کیا یہ ہندوستانیوں کے لئے قابل فخر بات نہیں کہ حج کے موقع پر عالم اسلام کے علما و فضلا شعرا موجود رہتے ہیں اور ان کی موجودگی میں آغا صاحب کی مشہور نظم "شکریہ یورپ" کی دعا کا حصہ انتخاب کیا جاتا ہے اور ان لوگوں کی نظر میں اس سے بہتر کوئی چیز نظر نہیں آتی۔ تاکہ اس باجبروت شخصیت کو بطور ہدیہ دیا جائے جسکو کہ کسی وقت والی افغان کہا جاتا تھا جس نے بڑے بڑے جاہ و جلال والوں کا اپنے آگے سر خم کرا دیا تھا۔ مگر وہ آج اٹلی میں ایک گمنام ہستی کی طرح اپنی زندگی کے دن کاٹ رہا ہے اور آج لوگ اسے صرف امان اللہ خان کہتے ہیں۔

یہ تو ڈرامہ لکھنے والوں کا ذکر۔ جن کے متعلق میرا خیال ہے کہ ان کو اگر اپنے خیالات قلمبند کرنے کی اجازت کمپنی دیدے اور یہ کمپنی کے اسٹاف کے ایکٹروں کی فطرت کے موافق ڈرامہ لکھ کر دیں اور ایکٹروں کو ان کے کیرکٹر اور فطرت کو اچھی طرح سمجھنے کا موقع دیا جائے اور کم از کم جس دن سین لینا ہو اس کے ایک روز پیشتر کوئی ایسا کام نہ دیا جائے جس میں

...ly joined the staff of

رات بھر جاگنا پڑے تو نہیں ایکٹروں سے یہ کمپنی بہت کامیاب فلم بنا سکتی ہے آخر میں ہم مسٹر دادا بھائی سرکاری جو اس فن کے ماہر ہیں اور اس کمپنی سے تجربہ کار ڈائرکٹر ہیں ان کو اس طرف توجہ دلاتے ہیں کہ وہ الکوں کو ہر ممکن طریقہ سے اس طرف توجہ دلانے کی کوشش کریں اور یہ ان کا فرض بھی ہے تاکہ یہ کمپنی ہر حیثیت کو ہندوستان کے لیئے قابل فخر ہو جائے

نیو تھیٹرس لمیٹیڈ کلکتہ

معلوم ہوا ہے کہ نیو تھیٹرس لمیٹیڈ کے دو ناطق فلم تیار ہو چکے ہیں جس میں ایک بنگلہ فلم بنام دینا پونہ دوسرا اردو بنام محبت کے آنسو ہے۔ جب تک اس کی نمائش نہ ہو تب تک اس کے متعلق صحیح رائے قائم نہیں کیجا سکتی لیکن کمپنی کی دور اندیشی و نظر انتخاب اور مستعدی دیکھنے کے بعد پتہ چلتا ہے کہ دوسری کمپنوں کے بہت فلموں سے اچھا ہوگا کام کرنیوالے بظاہر سب اچھے معلوم ہوتے ہیں۔ گرچہ پرانے اور تجربہ کار کے علاوہ نئے بھی ہیں۔ ہیرو کا کام اس میں مسٹر سیگل نے کیا ہے جن کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ اچھے گانیوالے ہیں۔ ہیروئن مس اختری ہیں اور ان کا شمار کلکتہ کی اچھی گانیوالیوں میں ہے۔ ہیرو ہیروئن کے علاوہ مس مہ جبین اور جناب صدیق بخاری ایڈیٹر "نئی دنیا" نے بھی خاص طور سے حصہ لیا ہے۔ اس فلم میں حصہ لینے والے قابل ذکر لوگوں کے نام یہ ہیں۔

ڈائرکٹر بنگال کے مشہور افسانہ نگار مسٹر بی اتھوریٹی۔ فوٹوگرافر مسٹر این این بوس۔ ساؤنڈ ریکارڈنگ کرنیوالے مسٹر و الفورڈ ڈیمنیگ ہیں۔ آپ کو ہالی وڈ کے ایک تجربہ کار ڈائرکٹر ہونے کا فخر حاصل ہے۔ مکالمہ اور ترتیب و تالیف کی خدمات جناب آئی اے حافظ جی اور جناب اصغر حسین صاحب شور لکھنوی نے انجام دی ہیں۔ خدا کرے کہ یہ فلم کامیاب ہو اور کارکنان کمپنی تعریف کے مستحق قرار دیے جائیں۔

نورجہاں"

پر تنقید ہمارے دوست مسٹر کے رحمٰن صاحب نے لکھا ہے اور وہ شریک اشاعت ہے۔ میڈن تھیٹرس کے ہرشچند پر تنقید آئندہ کی اشاعت میں مفصل طریقے پر لکھوں گا۔

کرشنا ٹون کا ہرش چندر۔ پرل سینما میں ۲۰ نومبر سے ۲۷ نومبر تک دکھایا گیا۔ یہ فلم اس کمپنی کے دوسرے ناطق فلموں سے بہت زیادہ کامیاب ہے سوائے اس نقص کے کہ تارا متی ہرشچندر کے ساتھ اچھی نہیں معلوم ہوتی ورنہ کام کے لحاظ سے مس خلیم جس نے تارا متی کا کام کیا ہے ہمارے تعریف کی مستحق ہیں۔ مسٹر محمد حسین نے راجہ ہرشچندر کا کام کیا ہے۔ یہ امپیریل تھیٹرس کے مشہور گانے والے اور اسٹیج ایکٹر تھے ان کے کام کو بھی اچھا کہا جا سکتا تھا مگر ان کے بے محل گیت "نے خراب کر دیا ہے مگر میں ان کو اس معاملے میں بے قصور کہتا ہوں اس لئے کہ جہاں پر ان کو گانے کی ہدایت کی گئی ہے وہاں پر انہوں نے گایا ہے

غلام حیدر شاہ نے وشوامتر کا کام کیا ہے۔ یہ کرشنا فلم کمپنی کے پرانے ایکٹر ہیں اس سے پیشتر آپ اسٹیج ایکٹر تھے ان کا کام تقریباً تمام فلموں میں اچھا رہا ہے اور اسمیں بھی انھوں نے کام اچھا کیا ہے نجھتر کا کیرکٹر بھی بالکل فرسٹ ہے اور کام بھی اچھا ہے۔

ہرش چندر کے دربار میں کوئی خاص بات نہیں بلکہ کچھ نقائص ہیں مثالاً قالین جو دربار میں بچھایا گیا ہے اس زمانے میں اس قسم کے قالین ہرگز نہ تھے اسی طرح ناچ والی کا لباس بھی ویسا ہی ہے جیسا کہ آجکل کی نوجوان لڑکیاں اکثر پہن کر بازار میں نکلا کرتی ہیں اس کا پلاٹ نہایت دلچسپ اور درد آمیز ہے بلکہ بعض مناظر ایسے دردناک ہو گئے ہیں کہ ایک صاحب اولاد اطمینان سے نہیں دیکھ سکتا جس لڑکے نے روہیت کا کام کیا ہے وہ ہونہار

Miss. SHANTA KUMARI.

Shanta Kumari the well-known film star of Bombay has lately joined the staff of Shree Krishna Film Co.

She is seen above in her latest all talking Picture "Heer Ranja."

Kodak Color Control Patches
© Kodak, 2007 TM: Kodak
Blue Cyan Green Yellow Red Magenta White 3/Color Black

MISS. VIMLA.
As she appears in the title Role of Noor Jehan.

معلوم ہوتا ہے اکبر کا کام بھی ٹھیک سا ہے لیکن اس کی شکل سے شہزادگی ظاہر نہیں ہوتی

سماں (ڈرگٹ) کا سین بھی بہت اچھا ہے۔ جگہ جگہ یک بیک آگ کا شعلہ نکلنا بالکل نیچرل ہے۔ فوٹوگرافی بھی اچھی ہے لیکن آواز میں نقص ہے کہیں کہیں تو بالکل آواز سنائی نہیں دیتی۔ بہرحال مجموعی حیثیت سے یہ فلم اچھا ہے میں کمپنی کو اس کی اس کامیابی پر مبارکباد دیتا ہوں۔

نیو تھیٹرس لمیٹیڈ نے اپنا نگار خانہ سرج فلم کمپنی کو دو ناطق فلم بنانے کے لئے کرائے پر دے رکھے ہیں جس میں ایک فلم بنام شکنتلا بن چکی ہے۔ سنا گیا تھا کہ اس کے بعد علی بابا کا فلم بنایا جائیگا لیکن اب ان کا ارادہ بدل گیا ہے اور اب کوئی دوسرا ناطق فلم مسٹر کیودر کی نگرانی میں تیار کیا جا رہا ہے۔

یہ کمپنی کسی سے شائد مقابلہ کرنا نہیں چاہتی اس لئے علی بابا کے ناطق فلم بنانے کا ارادہ ترک کر دیا

اگر یہ صحیح ہے تو ہم مسٹر نانو بھائی ڈیسائی مالک سرج کمپنی کے یہ خیالات کو پسند کرتے ہیں اور ان کا یہ ایثار قابل تعریف ہے۔

شکنتلا میں قابل ذکر کام کرنے والوں کے نام یہ ہیں
اشرف خاں۔ ناز بیگم۔ مس رانی۔ زیب النساء۔ کندن بائی
مسٹر کیودر۔ پربھا شنکر۔

شکنتلا کا پارٹ ناز بیگم نے کیا ہے آواز تو بظاہر اچھی معلوم ہوتی ہے لیکن طرز کلام میں پنجابی لہجہ نمایاں ہے۔ اس کمپنی میں دو آدمی قابل ذکر ہیں جن سے میں نے دیر تک تبادلہ خیالات کیا ہے ایک تو مسٹر اشرف خان ہیں جو کہ مسٹر رفیق اور مسٹر عبدالرحمن کابلی کے ساتھ ہوئی کو گراؤنڈ میں کرکٹ دیکھنے کی غرض سے آئے ہوئے تھے آپکا طرز تکلم بیحد دلچسپ ہے آپ میں ایکٹری اکڑ فوں بالکل نہیں آپ کے متعلق اکثر لوگوں سے معلوم ہوا ہے کہ آپ بمبئی کے مشہور اور ہردلعزیز ایکٹر ہیں اور آواز بھی پر کیف ہے جن لوگوں نے دیکھا ہے کہتے ہیں کہ چاند سلطانہ میں آپ عادل شاہ شرابی کا پارٹ اتنا اچھا کرتے ہیں کہ آج تک اس کی ایکٹنگ کا نصف حصہ بھی کسی دوسرے سے نہیں ہو سکا۔ دوسری مس زیب النساء ہیں نیو تھیٹرس کے نگار خانہ میں ان سے میرا تعارف مسٹر شیر علی نے کرایا تھا مسٹر شیر علی ایک ایسے شخص ہیں جن کی خوش گوئی قابل تعریف ہے آپ باہنر ہونے کے باوجود بھی اس وقت بیکاری میں دن گذار رہے ہیں۔

مس زیب النساء سے رسمی تعارف کے بعد بہت دیر تک تبادلہ خیالات ہوتا رہا ہے۔ پاس ہی مس رانی جو کہ ایک عرصے تک الفریڈ میں ہیلیوں کے خدمت انجام دے چکی ہیں بالکل بے حجابانہ طریقے پر کھڑی ہوئی تھیں۔ مس زیب النساء جتنی زیادہ فلم میں بیباکانہ طریقہ پر کام کرتی ہیں اسی قدر اس میں بات کرنے کے سلیقہ کی کمی ہے لیکن خیالات اچھے ہیں۔

آپ کہتی ہیں کہ کیمرے کے سامنے مجھے بالکل یہ خیال نہیں رہتا کہ میں کون ہوں میں ڈائرکٹر کے ہر حکم کو کیمرے کے سامنے ماننے کے لئے تیار رہتی ہوں اکثر میں نے دیکھا ہے کہ ایکٹرس کی انکار اور جھجک کی وجہ سے فلم کا ایک کامیاب حصہ بیکار ہو گیا ہے یا نکال دیا گیا ہو اس لئے فلم ایکٹرس بننے کے بعد ڈائرکٹر کی حکم کی تعمیل نہ کرنا گویا ان پر ایک قسم کا ظلم ہے۔

نور جہاں

یہ امپیریل فلم کمپنی کا تیسرا ناطق فلم ہے اور پرل سنیما کلکتے میں دو ہفتہ تک دکھایا گیا اس کے ڈائرکٹر مسٹر عذرا میر ہیں جو کہ ہالی وڈ کا بھی سفر کر آئے ہیں اور آپ ہالی وڈ جانے سے پیشتر میڈن تھیٹر میں ملازم تھے اور میڈن کے خاموش فلم نور جہاں میں خسرو کا پارٹ کر چکے ہیں اور اسی فلم میں اس کے ڈائرکٹر اور مصنف مسٹر تلسی دت شیدا نے نور جہاں کو اکبر کے دربار میں ناچ والی کی شکل میں پیش کر کے اپنی قابلیت کا ثبوت دیا تھا۔ امپیریل فلم کمپنی نے نور جہاں

کا خاموش فلم بنانے کا ارادہ کیا تھا مگر بعد مین انہون نے ناطق کردیا اسی وجہ سے بعض ایکٹرون کا انتخاب غلط ہوگیا اس فلم کے متعلق ہندوستان کے اکثر صوبون سے نفرت کی آوازین آرہی ہین اور یہ بھی سننے مین آیا ہے کہ آگرہ مین مسلمانون کے احتجاج کرنے پر اس فلم کی نمائش کو روک دیا گیا اس فلم کو تاریخ ہند کا ایک ورق کہہ کر پیش کیا گیا ہے لیکن اس مین زیادہ تر ایسے مناظر ہین جس سے تاریخ کو ذرا بھی لگاؤ نہین ۔ مگر مین اس وقت صحیح اور غیر صحیح کے الجھاؤ مین پڑکر اس بحث کو طول دینا نہین چاہتا صرف ان لوگون سے مین یہ کہنا چاہتا ہون جو کہ اس قسم کی فلمین بناکر آزادی کے دشمن اور غداران وطن کے ہاتھ مضبوط کررہے ہین ۔ اگر تم کو تاریخی فلم بنانے کا شوق ہے تو ایسے واقعاتون کو کیون نہین لیتے جن کو دیکھنے سے آپس مین منافرت پھیلنے کا اندیشہ نہ ہو اور تم کو دیکھنے والا متعصب کہے ۔ ہندوستان مین مسلمانون کو آئے ہوئے بارہ سو برس گذر گئے ۔ جس مین اکبر اور برس تک جاہ و جلال کے ساتھ حکمران رہے ۔ اس عرصہ مین بہت سے ایسے بادشاہ بھی گذرے ہین جو کہ عادل بھی تھے ۔ غریب پرور اور فیاض بھی تھے ان کے دور حکومت مین مسلمان اور ہندو اس طرح سے رہتے تھے جیسا کہ دو بھائی رہتے ہین اس کے بعد ایک ایسا دور بھی آیا ہے جسمین جنگ اور برادرانہ تعلقات بھی قائم ہوئے جو کہ اکثر ایک ساتھ رہنے کی وجہ سے ہوجایا کرتا ہے تو پھر کیا وجہ ہے تم کو اس قسم کی چیزین نظر نہین آتین اور تم اس قسم کے واقعاتون کا فلم نہین بناتے جس کے دیکھنے سے موجودہ کشمکش جو کہ بالکل تھوڑی رہ گئی ہو دور ہوجائے کیا تم اس کی ضرورت نہین سمجھتے کیا تم یہ چاہتے ہو کہ ایک دوسرے کو ہمیشہ ظالم ۔ غاصب ۔ عیاش سمجھتے رہین جس کی اس وقت قطعی ضرورت نہین ۔

کیا تم نہین جانتے کہ مادر ہند کے فرزندون کو اب غلامی کی تکلیف کا احساس ہونے لگا ہے اور وہ اس تکلیف سے متاثر ہوکر میدان مین نکل آئے ہین ۔ کیا تم یہ کہہ سکتے ہو اس طرح کے غلط اور ناپاک خیالات جو کہ صرف تم حصول زر کے لئے کررہے ہو ان کے خیالات کو پراگندہ نہین کردین گے ۔ کیا ان کے مذہبی جذبات کو ٹھیس نہین لگے گی اور ان کے خیالات بدل کر ایک دل اور ایک زبان ہوکر ایک صف مین نظر آنے کے بجائے آپس مین دست و گریبان نظر نہین آنے لگین گے ۔ خدا کے لئے سوچو اور سمجھو اور ہندوستان کی کمپنیون کو ایسی تاریخی اور غیر تاریخی فلم بنانے کا ہرگز مشورہ نہ دو جس سے آپس مین نفرت اور حقارت پھیلنے کا اندیشہ ہو ۔

فلم ریویو کا افسانہ نمبر

مین نے اپنی علالت کے باوجود بھی اس کا کام شروع کردیا ہے اور ابتک اس سلسلے مین جتنے افسانے آئے ہیں ان میں فلم ایکٹریس اور ہیو فامرغی" بہت ہی زیادہ دلچسپ ہے اس نمبر کے بعد افسانہ نمبر ہوگا اور افسانہ نمبر مین فلم ریویو کی عمر دو سال کی ہوجائیگی اگر اسی طرح سے قارئین کی جانب سے ہمدردی اور دلچسپی کا اظہار ہوتا رہا تو یقیناً ہم آئندہ سال اس سے زیادہ دلچسپ بنانے مین کامیاب ہوجائین گے ۔ افسانہ نمبر مین تصویرین کیسی ہونگی اس کا اعلان گذشتہ اشاعت مین کیا جاچکا ہے قیمت صرف چار آنہ ہوگی ۔

قارئین فلم ریویو"

کے لئے یہ خبر باعث مسرت ہوگی کہ جناب شیخ افتخار رسول صاحب دسمبر کی سولہ تاریخ کو بمبئی پہونچ جائین گے ۔ مادر ہند کا ایک سپوت یورپ سے کامیاب ہوکر وطن آرہا ہے اس لئے پرجوش طریقہ پر ان کا خیر مقدم کرنا تمام ہندوستانیون

کا فرض ہے۔

آپ کے مزید اطمینان اور تفصیلی حالات جاننے کے لئے انکے خط کا اقتباس آپ کے پیش نظر کیا جا رہا ہے۔

نقل خط

برادر زاد عنایت   السلام علیکم

عرصہ سے آپ کی خیریت کی خبر نہین آئی۔ امید کہ آپ بخیریت ہوں گے۔

آپ کو سنکر خوشی ہوگی کہ مین نے اپنے ہندوستان آنیکا انتظام کرلیا ہے۔ پہلے میرا ارادہ مکہ معظمہ سے ہوتے ہوئے ہندوستان پہنچنے کا تھا مگر اب چند ایک وجوہات کے باعث اس پروگرام کو ملتوی کردیا ہے۔ اب انشاء اللہ ۳۔ دسمبر کو ولایت سے روانہ ہوکر پہلے الجزائر سے ہوتے ہوئے بذریعہ ہوائی جہاز پورٹ سعید پہنچ جاؤنگا وہان سے جہاز لیکر سیدہا بمبئی ۱۰ کی دوپہر کو پہنچ جاؤنگا

ابتک یہ نہین کہہ سکتا کہ ہندوستان میں میرا قیام کتنے عرصہ تک رہیگا کیونکہ مجھے معلوم نہین کہ کب مجھے ہالی وڈ جانا پڑے تاہم امید ہے کہ دو ایک مہینے یہان رہنے کی فرصت مل جاویگی اس دوران مین کلکتہ ضرور آؤنگا تاکہ آپ سے مل سکوں۔ بہت سے موضوعات پر آپ سے مشورہ کرنا ہے۔ امید ہے کہ ہندوستان پہنچنے کے تھوڑے دنوں بعد کلکتہ آسکوں گا۔

"لالہ رخ" کے خارجی مناظر کے لئے بہت پریشان ہوں کشمیر کے حالات اس قدر دگرگون ہین کہ وہان کوئی صورت کامیابی کی نظر نہین آتی ممکن ہو کہ لاہور مین اس کے بنانیکا انتظام ہوسکے۔

ٹوکی ہیز کانفرنس کے سلسلہ مین ایک بات قابل ذکر ہے کہ مین نے ایک بہت بڑی مسلم فلم کمپنی Stamm کرنے کا اہتمام کرلیا ہے۔ اسکیم مین نے پیش کردی ہے امید ہے کہ کامیاب ہوگی۔

مین چاہتا ہون کہ اس تہوڑے عرصہ مین ایک فلم یورپ کی نمائش کے لئے لاسکون۔ یہ میری دلی آرزو ہے خدا کرے کہ مین اس مین کامیاب ہون۔

مفصل حالات انشاء اللہ اگلی ڈاک مین لکھوں گا یا پورٹ سعید سے بذریعہ تار   اطلاع دونگا۔ والسلام دعا

رقیمہ نیاز

افتخار رسول

جمال صابری۔ جناب ایک عرصہ سے بیمار تھے اور انکی صحت یابی کے لئے قارئین فلم ریویو سے دعا کی استدعا کی گئی تھی۔ اس لئے ہمارے قارئین یہ سنکر خوش ہوں گے کہ آپ کی دعائین بارگاہ ایزدی مین بار یاب ہوگئین اور اب وہ صرف رو بصحت ہی نہیں بلکہ انہون نے اپنا پرانا ہر دلعزیز۔ ظریف اخبار

علیگڈہ پنچ

جو کہ ان کی علالت کی وجہ سے بند ہوگیا تھا نکالنے کے لئے عملی کام شروع کردیا ہے۔ خدا کرے کہ یہ پہلے سے زیادہ پھلے پھولے اور اس کے متعلق کوئی ایسا لفظ سننے مین نہ آئے جو دوستون کے لئے تکلیف کا باعث ہو

Indian Film Star.

YOUTH.

اڈیٹر ظل السلطان کا خط

ٹیا محل - بھوپال

۱۱ر نومبر سنہ ۱۹۳۱ء

مکرمی - سلام مسنون

"فلم ریویو" کا خاص نمبر بغرض ریویو "ظل السلطان" مین موصول ہوا - آپنے ملک کی ایک بڑی ضرورت کو پورا کیا ہے خدا آپ کے مقاصد مین آپ کو کامیاب کرے -

مسلمان اب فلم انڈسٹری کیجانب سے زیادہ بے اعتنائی کو قائم نہین رکھ سکتے لوگون کو جو اس کے مخالف ہین اپنا نقطہ نظر تبدیل کرنا پڑے گا یہ انڈسٹری ہندوستان کی اقتصادی اور تمدنی زندگی مین ترقی کا ایک روشن مستقبل رکھتی ہے اور اس سے نہ صرف ملک کے نوجوانون کو ایک منفعت خیز میدان اپنے حصول معاش کے لئے ملیگا بلکہ اپنی قومی تاریخ ' اپنی قدیم روایات - اپنے اسلاف کے روشن کارنامون ک زندہ کرنے کے لئے ایک اچھا میدان ہاتھ آئیگا -

ہماری ہمسایہ قوم جو اصولاً ہم سے کہین زیادہ قدامت پرست ہے لیکن کتنی جلد وہ اس راز کو سمجھ گئی ہے چنانچہ جتنے فلم ابتک تیار ہو چکے ہین اس مین کس خوبی کے ساتھ اور کیسے اثر انداز اور خاموش طریقہ سے ہندو تہذیب و تمدن' ہندو روایات ہندو مذہب فلسفہ کی تبلیغ کی جا رہی ہے - ان کے عورتون کی عصمت مآبی و وفاکیشی' ان کے مردوں کی شجاعت و بسالت' ان کے رشیوں کے روحانی کمالات اور ان کا روحانی ارتقاء - ان سب باتون کو کس طرح رفتہ رفتہ ذہن نشین کیا جا رہا ہے -

مسلمان اپنی قومی عادت کے مطابق ابھی تک ان ضروریات سے باخبر نہین اور شاید اس وقت تک نہ ہون جب تک پانی سر سے نہ گذ جائے ان کے علما تکفیر کے حربون کو لیے ہوئے ہین اور فلم انڈسٹری مین شرکت کے جائز اور ناجائز ہونے کا سوال بھی ابتک طے نہین ہو اس مین شک نہین کہ اس تحریک کے چند برے پہلو بھی ہین لیکن ہر تحریک کے ہوتے ہیں - کیون نہ ہم "پھول چنین" اور کانٹون کو چھوڑ دین -

بہرکیف - آپ نے اس رسالہ کے اجراء سے حقیقتاً بڑا کام انجام دیا - اس رسالہ مین ایسے مضامین کی اشاعت بھی ضروری ہ جن مین فلم انڈسٹری کے فوائد ظاہر کئے جائین اور اخلاقی خوبیان دکھائی جائین تاکہ ملک کا معزز اور شریف طبقہ بھی اس طرف توج کرنے کو معیوب نہ تصور کرے -

مین عنقریب فلم کے لئے ایسے ڈرامون کا سلسلہ شروع کرنیوالا ہون جو کہ اخلاقی معیار کو اعلیٰ و بلند اور اسلامی تہذیب و روایات کو زندہ کر سکے -

مخلص - محمود الحسن صدیقی - بی اے (علیگ)

Mr. KHALIL AHMAD.

Indian Film Star.

MISS. RAMPIYARI. in DASHING YOUTH.

Miss. MUMTAZ.

شیرین فرہاد

مدن تھیٹرس لمیٹیڈ کلکتہ کا پہلا ٹاکی فلم

بھلا بھائی رشید آف دہرہ دون سے کس طرح ضبط ہوتا آخر انہون نے بھی مجھے خط مین لکھ ہی دیا۔

وہ خوبصورت اور نوجوان رقاصہ جسکے رقص کو "علی گڑھ پنچ" نے کیف آفرین تحریر کیا تھا آجکل ہندوستان مین اس کی بڑی شہرت ہو رہی ہے اور وہ ہر جگہ اس نظر سے دیکھی جا رہی ہے جس کی وہ فطرتاً مستحق ہے۔ کہئے اب آپ کی کیا رائے ہے ؟"

جب مین نے یہ پڑھا تو بڑی حیرت ہوئی اور مین فوراً سے پیشتر سمجھ گیا کہ میرے اور اہل ذوق احباب کی طرح بھائی رشید کا اشارۂ جمیل بھی اسی ٹاکی شیرین فرہاد کی طرف ہے جس مین مس کجن بائی نے شیرین کا پارٹ لیکے نوجوانان کے دل پسند اور محبوب افسانون مین ایک حسین افسانہ کا اور اضافہ کر دیا ہے۔

ریویو ایک خاص فن ہے کسی چیز کے ہر پہلو کو غائر نظر سے دیکھنا اس کی لطافتون اور بدنمائیون کو بیان کرنا ہر شخص کا حصہ نہین اور مجھ جیسے کمزور اور بیمار انسان کے لئے تو یہ کام اتنا ہی مشکل ہو جتنا کہ ہر عاشق کے لئے جوئے شیر کا لانا

شیرین فرہاد فلم پر مختلف اخبارات اور رسائل ریویو کر چکے ہین غالباً اب مزید ریویو کی ضرورت باقی نہین رہی۔ مگر پریشان ہون کہ احباب کا پر معنی اصرار میرے کمزور قلم کو زبردستی اس لطیف چھیڑ چھاڑ پر مجبور کر رہا ہے اچھا مین اس حکم کی تعمیل کر بھی دون لیکن یہ سمجھ مین نہین آتا کہ آخر کیا طریقہ اختیار کرون۔ کس ڈھب سے یہ نہر نکالیجائے یقیناً اس کا پانی کڑوا ہوگا اس لئے کہ سچی بات ہمیشہ کڑوی ہوا کرتی ہے ڈرتا ہون کہ کہین وہ آنسو نہ بھر لائین اور کہین "گھونگر بالون والے" وہ اپنے بالون کی طرح کی طرح پیچ مین نہ پڑ جائین

دل کو پھنسا رہی ہے وہ زلفِ سیاہ گون
یہ مبتلا تو آپ ہی اپنی بلا مین ہے

کجن بائی والا شیرین فرہاد۔ علی گڑھ کے مشہور و معروف "جنسل سنیما" مین ایک ہفتہ چلا تھا۔ گو میری طبیعت گری ہوئی تھی مگر پروپرائٹر صاحب "جنسل سنیما" کی محبت اور شیکسپیئر ہند جناب آغا حشر صاحب کاشمیری کے سحر نگار قلم کی جنبشون نے ایک دن کھینچ ہی لیا۔

صوفے کے تکیہ پر سر رکھے ہوئے دو ڈھائی گھنٹہ تک پردے کو گھورتا رہا۔ آخر فلم ختم ہو گیا اور مین دوستون کے قہقہون مین باہر آیا باہر آ کر مجھے معلوم ہوا کہ مین احباب کے حلقے مین ہون اور منیجر صاحب

Miss. MUMTAZ.

مجھ سے دریافت کر رہے ہیں۔
کہئے اس فلم کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟"
میں حیران تھا کہ کیا جواب دوں مجبوراً میں نے یہ شعر پڑھ دیا۔

محشر میں بھی وہ عہد وفا سے مکر گئے
جس کی خوشی تھی اب وہ قیامت نہیں رہی

اس شعر پر احباب کہنے لگے۔ نہیں نہیں یہ کوئی رائے نہیں ہوئی صاف صاف بتایئے۔ میں سوچنے لگا کہ کیا کروں کس طرح خلوص اور محبت کے ان کیڑوں سے اپنی جان چھڑاؤں آخر میں نے یہ دوسرا شعر پڑھا اور ہنستا ہوا گھر واپس آ گیا۔ گھر آ کر میں نے غور کیا تو دیکھا کہ اسی شعر میں میری رائے محفوظ ہے۔

روح طالب بر لبِ غم پر نوا پرواز ہے
ایک اُڑ چھا تیر مضرابِ رگِ جاں ہو گیا

٭

ہر فلم میں خواہ وہ خاموش ہو یا بولنے والا سب سے پہلے یہ دیکھا جاتا ہے کہ اس کی اسٹوری کس نے لکھی ہے اور یہ کس کمپنی نے تیار کیا ہے اس شیریں فرہاد کے متعلق جب یہ سوال پیدا ہوتا ہے تو کسی شخص کو اس فلم کے لاجواب ہونے میں شبہ نہیں رہتا۔ یہ فلم مدن تھیٹرس لمیٹڈ کا تیار کردہ ہے۔ یہ کمپنی ہندوستان کی وہ مشہور اور مالدار کمپنی ہے جس کے مقابلہ میں شاید کوئی دوسری انڈین کمپنی نہیں لائی جا سکتی۔ مجھے چاہے مدن تھیٹرس کے کارکنان کی بعض مجرمانہ خاموشیوں اور اس کے بعض اصولوں سے کتنا ہی اختلاف کیوں نہ ہو مگر میں اس کمپنی کی ان خدمات کا ضرور اعتراف کروں گا جو اس نے اردو ڈراما اور موجودہ فلمی دور میں انجام دی ہیں۔ اس وقت میں اس موضوع کو چھیڑنا مناسب نہیں سمجھتا۔ میں چاہتا ہوں اور میری آرزو ہے کہ مدن تھیٹرس لمیٹڈ کے اراکین اور زیادہ مستعدی کے ساتھ تھیٹر اور فلم کی دنیا میں حصہ لیں اور کبھی کسی پردے پر تعصب کا رنگ نہ پڑنے دیں۔ اگر وہ ایسا کریں گے تو یقیناً ہندوستان میں کامیابی کا سب سے قیمتی سہرا

انہیں کے سر رہے گا۔

اس فلم کی اسٹوری آغا حشر صاحب مدظلہٗ نے لکھی ہے۔ جو واقعی ہندوستان کی قابل فخر ہستی ہیں اور جنہیں انڈین شیکسپیئر کہنے میں کوئی ذرا بھی تامل نہیں کر سکتا۔ مگر کیا کہا جائے آہ! موجودہ زمانے میں جبکہ اردو کی خدمت ہر ہندوستانی پر فرض نظر آتی ہے آغا صاحب کی بے نیازی اسے مجروح کرنے میں قطعی عریاں ہو گئی ہے۔ میں نے کلکتہ میں محترمی آغا صاحب سے زبانی بھی یہ شکایت کی تھی کاش کوئی آغا صاحب کا دل پھیر دے تاکہ غریب اردو اپنے ایک محترم بزرگ کی محبت سے محروم نہ رہے۔ کاش دوبارہ پھر آغا صاحب موصوف اردو کی خبر لیں اور پھر دنیا انہیں بھی اردو کے پرستاروں میں شمار کرنے لگے۔

کیسی قیامت ہے کہ حشر صاحب "سماج کے شکار" کی اتنی فکر کریں
مگر انہیں یہ پتہ نہ ہو کہ اردو خود ان کی شکار ہو رہی ہے

ہاں تو میں والے شیریں فرہاد کی اسٹوری آغا حشر صاحب کاشمیری نے لکھی ہے میں اب کیا کہوں جبکہ آغا صاحب ہی کا قلم تیز قینچی بن گیا۔ سنا بھی تھا اور پڑھا بھی تھا کہ فرہاد نے اپنے سر میں تیشہ مار کر جان دی تھی۔ مگر اس فلم میں بیچارہ گاتے گاتے لیٹ گیا افسوس ڈائرکٹر صاحب کو بھی خیال نہ آیا۔ اب آگے میں اسٹوری کے متعلق اور کچھ نہ لکھوں گا اس لئے۔

کچھ کچھ انہیں بھی آئی ہنسی روکنی پڑی
پینا پڑے ہیں ہم بھی کچھ آنسو کبھی کبھی

٭

مسٹر عبدالرحمٰن کابلی (خسرو)

مسٹر کابلی مدن تھیٹرس کمپنی کے خاص اور مشہور ایکٹر ہیں۔ کلکتہ کے علاوہ ہندوستان کے اکثر لوگ آپ سے واقف ہیں۔ آپ نے خسرو کا پارٹ اپنی قابلیت کے مطابق اچھا کیا مگر اسکو کیا کیا جائے کہ مسٹر عبدالرحمٰن کی

بڑی' قد' تیور' آواز' اور بوٹی خاص انداز کی ہو۔ درحقیقت آپ خاص خاص پارٹ ہی خوب کر سکتے ہیں۔ ڈائرکٹر صاحب کی یہ سسٹم ظریفی چومنے کے قابل ہے کہ کابلی صاحب کو خسرو کا پارٹ عنایت کردیا اور شیرین کا پارٹ مس گوہن بائی کو جو بجید نازک واقع ہوئی ہیں

ذرا سوچو تو کیا انجام ہوتا اس محبت کا
کہ خسرو لہنی شیرین کا چچا معلوم ہوتا تھا

اس کامیاب نظر انتخاب نے (لاحول ولا) فلم کو اتنا بگاڑا کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ میرے خیال سے۔ مسٹر عبدالرحمن کابلی کو اپنے ڈائرکٹر صاحب کی قابلیت اور نظر کا ماتم کرنا چاہیئے۔

یہاں یہ عرض کر دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ تھیٹر اور سینما ایکٹ میں بہت فرق ہے سینما میں تھیٹریکل ایکٹ بھدا معلوم ہوتا ہے مسٹر عبدالرحمن جب کسی فلم میں کام کیا کریں تو انہیں اسکا خیال رکھنا چاہیئے کہ تھیٹر اور چیز ہے اور سینما اور چیز۔

ماسٹر نثار (فرہاد)

نثار صاحب کو میں اچھی طرح جانتا ہوں ایک مرتبہ ہندوستان کے مشہور ہارمونیم ماسٹر مسٹر نواب خان صابری جو میرے محترم دوست ہیں ان کے ہمراہ علی گڑھ تشریف لائے تھے آپ مشہور اور قابل گانے والوں میں سے ہیں۔ فرہاد کا پارٹ گانے کے اعتبار سے بہت اچھا رہا مگر جہاں تک ایکٹ کا تعلق ہے میں یہ کہوں گا۔

جب وفا سے زندگی آراستہ کرنی نہ تھی
بن گئے پھر آپ کیوں آخر کسی کی زندگی

غالباً ہر شخص اس فلسفہ سے واقف ہے کہ جب کسی کو انتہائی صدمہ ہوتا ہے تو وہ اسکی خاموش اور سنجیدہ اظہار دل پر ہاتھ رکھکر ایک سرد اور لمبی سانس کے ساتھ کرنے پر مجبور سا ہو جایا کرتا ہے۔ فرہاد صاحب یعنی ماسٹر نثار نے اس کی کوشش کی ہر گز افسوس والے ہر حال فلم مسٹر موصوف نے دو مرتبہ اپنا بایاں ہاتھ انکے سینے کے سیدھی طرف رکھا ہے۔ یہ ایکٹ قطعی غلط اور بے انتہا مضحکہ خیز ہے۔ اب میں سوائے اس کے اور کیا کہوں کہ یا تو ماسٹر نثار کو اسکا علم نہیں کہ دل سینہ میں بائیں طرف ہوتا ہے یا شاید نثار صاحب کے حضرت دل ادہر ادہر ایک طرف رہتے رہتے گھبرا گئے اور دوسری طرف آباد ہونے کی ٹھان لی

بانا دین ماسٹر نثار کا پاگل پن کا ایکٹ غنیمت کہا جاتا ہے مگر لباس اور وضع سے وہ پاگل معلوم نہیں ہوتے۔ میں نے اپنی عمر میں کبھی کسی پاگل اور دیوانے کے کپڑے ثابت نہیں دیکھے اگر سی۔ آئی۔ ڈی رپورٹ کردے کہ فلاں دیوانے کے کپڑے پھٹے ہوئے نہ تھے تو فوراً اس دیوانے کا نام محبت کے دفتر سے کاٹ دیا جائے اس فلم میں ممکن ہے ڈائرکٹر صاحب کی سمجھ کے بیچ فرہاد کے کپڑے پھٹنے میں کوئی فنی عیب نظر آتا ہو۔ پہاڑ پر ماسٹر نثار کا ایکٹ خوب ہے۔ میں یہ ضرور کہونگا کہ ماسٹر موصوف نے اپنا ایکٹ محنت کے ساتھ کیا ہے اور وہ ضرور مبارکباد کے مستحق ہو سکتے تھے اور ہو سکتے ہیں مگر ڈائرکٹر صاحب کی قابلیت کی فاتحہ کون دلائے۔

اور لیجئے جب فرہاد "شیرین" کے مرنے کی خبر سنتا ہے تو بجائے اس کے کہ وہ دردناک آواز میں گانے لگے اور کچھ نہیں کرتا۔ ارے بھائی فرہاد اگر کپڑے مانگے کے تھے تو ایکٹ کرنے کی کیا پڑی تھی آخر ایسے کپڑے کیوں نہ پہنے جن کے پھٹ جانے پر ڈائرکٹر صاحب ناراض نہ ہوتے۔

دیکھا تو یہ گیا ہے کہ انتہائی صدمہ کی حالت میں انسان اپنا گریبان چاک کر لیتا ہے اور ساتھ ہی اپنے سر کو اس طرح دباتا ہے گویا عنقریب اس کے سر کے ٹکڑے ہو جائیں گے

افسوس فرہاد یعنی ماسٹر نثار نے یہ دونوں نیچرل باتیں اور نہیں کیں شاید ڈائرکٹر صاحب کا حکم نہ ہوگا ورنہ ماسٹر نثار کا اس میں کیا حرج تھا۔ مجھے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ فلم کسی ڈائرکٹر کی نگرانی میں تیار ہی نہیں ہوا اور اگر ڈائرکٹر صاحب موجود تھے تو غالباً وہ اس وقت عالم تخیل میں کسی دوسرے فلم کے بنانے میں مشغول تھے سب سے بڑی غلطی ماسٹر نثار کے پارٹ کی یہ بتائی جاتی ہے کہ انہوں نے تیشہ مار کر جان

نہین دی۔ حالانکہ تاریخ یہی کہتی ہے۔
اس کے علاوہ شیرین کی جدائی کے خیال سے فرہاد کا آنسو بہانا توبہ توبہ۔ ایسی غلطی اس سے کبھی نہین ہوسکتی تھی۔ کیا کبھی نے غور کیا تھا کہ غزنی فرہاد گاتے گاتے کس شان سے لیٹ گئے اور کتنے ٹھاٹ سے مرتے ہی دم نکل گیا

مس گجن بائی (شیرین)

شیرین کا پارٹ معمولی پارٹ نہین۔ جبتک کسی ایکٹرس کے تیورون اور نگاہون مین ملکہ اور شہزادی کا سا جلال نہ ہوگا وہ ہرگز شیرین کا صحیح ایکٹ نہین کرسکتی۔ اور یون تو بوجہ مارنے کے لئے چاہیے جسے لاکر کھڑا کردو۔ اگر مدن کمپنی کے ڈائرکٹر صاحب یا کسی اور کی مہربانی سے گجن بائی شیرین کے لئے منتخب ہوگئین تو کوئی ہرج نہین مگر مس موصوفہ کو کسی نے یہ نہ بتایا کہ تم شیرین ہو تم ملکہ ہو تمہاری کسی حرکت سے یہ نہ معلوم ہونا چاہیے کہ تم ملکہ نہین ہو۔ باغ مین گاتے ہوئے گجن بائی نے عجیب انداز سے ایکٹ کیا ہے معلوم ہوتا تھا کہ ...... مخمل جھم رہی ہے۔ میرے خیال سے ایسے ایکٹ سے شیرین جیسی جلیل القدر ملکہ کی توہین ہوتی ہے جہانتک گانے کا تعلق ہے گجن بائی کا کام بہت خوب ہے۔ پبلک نے پسند کیا اور کیون نہ پسند کرتی جبکہ پسند کے قابل تھا میرے خیال سے اگر مس گجن بائی سے ڈائرکٹر صاحب کی دلچسپ دشمنی نہ ہوتی تو مس موصوفہ کا ایکٹ اور بہتر ہوسکتا تھا۔ پہاڑی پر نثار اور گجن بائی کا ملا ہوا گانا اچھا بہت اچھا رہا۔ لوگون کی رائے ہے کہ اس گانے مین گجن بائی۔ مسٹر نثار پر چھا گئین اور خوب ہی گجن اب یہان ایک راز کی بات ہے جسے بیان کرنے مین ڈر لگتا ہے معلوم ہوتا ہے مگر صاحب مین بغیر کہے رہا بھی نہین جاتا۔ سنیئے۔ جس رات کو مین نے یہ فلم دیکھا بس اسی رات کو ایک فرشتہ مجھ سے کہہ گیا کہ:۔

"پہاڑی پر سے ہوئے گانے مین گجن بائی نے دو تانین جو لی ہین بس تحقیق کر ٹھوکر کھا گئی ہین وہ پہلی تان کے بیچ اور بھٹک گئی ہین بائی موصوفہ موسیقی کے سیدھے راستہ سے۔ ہائے ہائے نہین غور کیا کسی کمبخت نے بابت اس مسئلہ کے۔ ہمارا تمہارا خدا بادشاہ آنکھون دیکھی کہتے نہین۔ کانون سنی کہتے ہین۔" سلام سلام

خدا ترا بتِ ناداں دراز سین تو کرے
ستم کے تو بھی مقابل خدا وہ دن تو کرے

ایک اور سین مین جب پہاڑی پر فرہاد بیہوش ہوکر گرتا ہے اس وقت شیرین یعنی گجن بائی کا گانا معقول ہے۔ ایکٹ بھی اچھا ہے۔ فرہاد کے مرنے کی خبر سنکر شیرین کا گانا "کیا نصیب لائی تھی" لاجواب ہے۔ گجن بائی کا یہ گانا دلون کو ہلا دینے والا ثابت ہوا۔ مین اس موقعہ پر گجن بائی کو قابلِ مبارکباد سمجھتا ہون ایکٹ بھی برا نہین مگر یہ سمجھ مین نہین آتا کہ شیرین کو فرہاد کا یہ کیسا غم تھا۔ مین نے حیرت سے دیکھا کہ شیرین کا سنگار اپنے ایمان سے بدستور قائم رہا اور اس بیچاری کو اتنی مہلت بھی نہ ملی کہ وہ اپنے بالون کو پریشان کرکے فرہاد کی موت کے غم کا اظہار کر سکتی آگے چلئے۔ فرہاد کی قبر پر جب شیرین صاحبہ آتی ہین تو عجیب پُر مذاق سین ہوتا ہے۔ قسم ہے بس یہی معلوم ہوتا ہے گویا کسی شفاخانہ کی نرس آگئی۔ مین تو کہونگا یہ سوانگ اچھا رہا۔ شیرین کس قدر اطمینان کے ساتھ سفید لباس پہنکر فرہاد کی قبر پر آکر بیٹھ جاتی ہے۔ کیا کوئی بتا سکتا ہے کہ اس موقعہ پر سفید لباس کیا معنی رکھتا ہے۔ کیا سیاہ ماتمی لباس نامناسب تھا۔
افسوس ایسی ایسی معمولی باتون تک کا خیال نہین کیا جاتا۔ بس ڈائرکٹر صاحب کو خدا سمجھے۔

بہرحال "غریب عاشق" کی قبر پر شیرین یا گجن بائی کا گانا اچھا ہوا یہ چیز گجن بائی نے دل سے کہی جو کامیاب ہوئی۔ یہان مین ڈائرکٹر صاحب کا شکریہ ضرور ادا کرونگا کہ انہون نے مس گجن کو رونے

کی اجازت عطا فرمادی۔

شیرین کے پارٹ کی سب سے بڑی غلطی

جب فرہاد کی قبر شق ہوئی تو شیرین کو جوش محبت کے ساتھ فرہاد کی لاش سے لپٹ جانا چاہیے تھا۔ میرا خیال ہے شاید ڈائرکٹر صاحب نے یہ کہا بھی ہو مگر معلوم ہوتا ہے کہ کجن بائی شرما گئین۔ مین پوچھتا ہون کہ اس مین شرمانے کی کون سی بات تھی۔ جب اودکھلی مین سر دیا تو .... اگر کجن بائی ایسا کرتین تو ان کا ایکٹ نیچرل ہو جاتا۔ اس کے علاوہ ایک بات اور عرض کردون شاید ڈائرکٹر صاحب کو اس کا علم نہ ہو۔ جس وقت فرہاد کی قبر شق ہوئی تھی اور شیرین نے اس مین گرنا چاہا تھا تو فرہاد کے دونون ہاتھ اپنی محبوبہ کو اپنی آغوش مین لینے کے لئے اٹھ گئے تھے۔ نثار صاحب کا کیا بگڑ جاتا اگر وہ اپنے بازو پھیلا دیتے۔ شاید ماسٹر موصوف نے یہ ایکٹ اس لئے نہین کیا کہ انہین کجن بائی کی شرم اور جھجک کا اچھی طرح علم تھا۔

فوج کا سردار اور گاگر والی عورتین

بازار مین فرہاد کے شیرین شیرین کہنے پر ایک فوجی سردار کا ایکٹنگ اس قدر مضحکہ خیز ہے کہ خدا کی پناہ۔ اس کا بار بار تلوار نکالنا اس کے نقلی اناڑی ہونے کا ثبوت پیش کر رہا تھا۔ معلوم نہین اس مسخرہ کو یہ پارٹ کیون دیدیا تھا

واقعی اگر میرا بس ہو تو فلم کا اتنا حصہ جلا کر پھینک دون۔

گاگر والی عورتین جو قریب قریب تمام سفید چمڑے والی ہین "بہت ہی خوب ہین" سمجھ مین نہین آتا کہ یہ رنگین تیتریان ہر وقت دانت کیون نکالتی رہتی ہیں۔ میں نے اسٹیج پر انہین دیکھا ہے میرا خیال ہے کہ یہ مجسم ریز شلجم اور گنگی کے نہین۔ شیرین کے ساتھ باغ مین دیکھو تو ہنسی آرہی ہے اور کہین دیکھو تو بھی تبسم جلوہ گر ہے ارے

ہنسی نہ ہوئی مصیبت ہوگئی۔ استغفر اللہ

بازار مین جب یہ ایک ایک عدد گاگرے لیکر نکلتی ہین تو معلوم ہوتا ہے کہ قیامت قریب ہے اس وقت بھی ڈائرکٹر صاحب کی قابلیت پر بھی دو آنسو بہانے پڑے۔

واہ واہ عورتین جا کر واپس بھی آگئین مگر گاگر ہر ایک کی بالکل خالی رہی نہ اناج کا ایک دانہ اور نہ پانی کا ایک قطرہ۔ غالباً یہان بھی خانہ پری کرنی تھی اور سمجھ لیا تھا کہ "شیرین فرہاد" کو سب بیوقوف دیکھین گے کوئی نظر والا تھوڑی دیکھنے آئیگا۔

میک آپ

اس فلم مین میک آپ کی یہ شان تھی کہ خسرو کے وزیر صاحب بریلی کے سرمہ بیچنے والے معلوم ہوتے تھے۔

اصولی غلطی

اس فلم مین اصولی غلطی یہ ہے اور اس فلم مین ہی نہین بلکہ مدن کے اکثر فلمون مین دیکھی گئی ہے کہ تھیٹرکل ایکٹ اور سینما ایکٹ کو ملا کر کھچڑی بنادی جاتی ہے۔ فلم نہ تھیٹر رہتا ہے اور نہ سینما۔ شیرین فرہاد بھی سینما کے اصولون سے ہٹ کر تیار کیا گیا ہے جس کی وجہ سے بہت زیادہ بے لطفی پیدا ہوگئی ہے اگر اس کا خیال رکھا جائے تو فلم اچھے سے اچھے تیار ہوسکتے ہین۔

اس ریویو سے میرا ہرگز یہ مقصد نہین کہ کسی کی دل شکنی ہو نہ مین کسی کو ناراض کرنا چاہتا ہون بلکہ میری آرزو ہے کہ مدن کمپنی بہتر سے بہتر فلم تیار کرے جو جو غلطیان بتائی جائین ان کا خیال رکھے۔ ماسٹر نثار اپنی خامیون کو دور کرکے ہندوستان مین کچھ عزت حاصل کرین مس کجن بائی جنھون نے فلم کی دنیا مین پہلا قدم رکھا ہے ترقی کی منزل کی طرف بڑھین۔

میرا خیال ہے اگر وہ چاہین گی تو کامیاب ہوسکتی ہین بشرطیکہ اپنے

خواتین کی باتون مین نہ آگئین۔

مس موصوفہ سے یہ کہنے والے بہت ملین گے "آپ خوب ہین" "آپ نے لاجواب پارٹ کیا ہے" "آپ کو اب کسی چیز کی ضرورت نہین" — "آپ واقعی فلم اسٹار بن گئین" بس مجن بائی کان کھول کر سن لین اگر انہون نے ان باتون پر یقین کرلیا تو وہ قیامت تک ترقی نہین کرسکتین۔

میرا مشورہ کڑوا ضرور ہے مگر تریاق سے کم نہین۔ اگر مس موصوفہ نے میرے الفاظ پر غور کیا تو وہ عنقریب ہندوستان کی باعزت فلم اسٹار ہون گے — اس وقت تو ان کے لئے سوائے اس کے اور کیا کہہ سکتا ہون۔

تجھکو کیا معلوم انجام شکست آرزو
تو خدا رکھے ابھی فطرت شناس دل نہین

مین پھر ڈائرکٹر صاحب کو توجہ دلاتا ہون کہ وہ آئندہ سے ہر فلم مین محنت اور جانفشانی سے کام لیں اور مدن تھیٹرز کو بدنامی کے غار مین نہ ڈھکیلین۔ اگر انہون نے میری اس گذارش کو کسی جذبہ کے ماتحت سمجھا تو وہ ہمالیہ پہاڑ سے زیادہ بڑی غلطی کرین گے جس کا انجام سوائے ندامت کے اور کچھ نہ ہوگا

مانو نہ مانو جانِ جہان اختیار ہے
ہم نیک و بد حضور کو سمجھائے جاتے ہین

لا ہاتھ بلا کیون یار کیسی کہی؟

جمال صابری
مدیر معاون

خط و کتابت کرتے وقت پتہ صاف اور خوشخط لکھئے

شانتی دھارا (رجسٹرڈ)

سیکڑوں موقع پر کام آنیوالی بہترین
اور
لاثانی دوا

سر سے لیکر پیر تک جہاں کہین داد ہو۔ یا خارش۔ پھوڑا ہو یا پھنسی اس کو لگا دیجئے۔ بغیر اپنا اثر دکھائے نہ رہے گا۔ یہانتک کہ سفید داغ پر کچھ عرصہ تک ملنے اور کھانے سے سفید داغ بالکل جڑ سے جاتا رہتا ہے جسکے متعلق معزز ڈاکٹرون و حکمار نے صدہا سارٹیفکٹ عطا کئے ہین اور ہزارون گھرون مین استعمال کی جارہی ہے

۔یہ دوا۔

ہیضہ۔ طاعون۔ پلیگ۔ کا آرا۔ دست۔ قے۔ متلی۔ بدہضمی۔ کھٹی ڈکار ورکی آنا قبض۔ ہچکی۔ منھ مین پانی بھر آنا۔ اور ہر قسم کے بخار۔ ملیریا۔ انفلوئنزا۔ نمونیہ سرسام۔ ورم جگر۔ درد سر۔ درد کان۔ درد دانت۔ درد شکم۔ اور رجہڑون کا۔ نزلہ۔ زکام کھانسی۔ دمہ وغیرہ امراض مین تیر بہدف ہونے کے علاوہ بچھو۔ سانپ۔ بھڑ۔ مکھی کے کاٹے کی اکسیر دوا ثابت ہوئی ہے۔

جوان۔ بچے۔ بوڑھے۔ مرد۔ عورت سب کے لئے یکسان مفید ہے۔ صبح شام دن دوپہر جس وقت ضرورت پڑے تو بلا سمجھے بوجھے استعمال کیجئے اور استعمال (کرائیے)

قیمت بڑی شیشی ایک روپیہ (عہ) اور چھوٹی شیشی آٹھ آنہ (۸؍) علاوہ محصولڈاک

دواخانہ شانتی دھارا
ڈاکٹر امجد حسین (ایچ۔ ایم۔ بی) نمبر ۲ کولوٹولہ اسٹریٹ کلکتہ

ہندوستانی فلم اسٹارون پر ایک نظر

"ہمارے نوجوان ادیب مسٹر مظہر العلیم صاحب نے ہماری فرمائش پر باوجود عدیم الفرصت ہونیکے مس شہزادی کا وہ مضمون جو سینما لاہور مین شائع ہوا تھا فلم ریویو کی دلچسپی کے لیے ترجمہ کیا ہے اس مضمون مین مس موصوفہ نے کچھ ایڈیٹرون کے متعلق بھی خامہ فرسائی کی ہے ممکن ہے وہ صحیح ہو۔ اس کو یا انکی ہم پیشہ کسی سہیلی کو اس قسم کے ایڈیٹرون سے واسطہ پڑا ہو جو حقیقت مین ایڈیٹر نہین اور وہ ایڈیٹر کہہ کر دہوکا کھا گئین اور اذیت اٹھانیکے بعد بھی جب مطلب پورا نہ ہوا تو انہون نے یہ سمجھا کہ ایڈیٹر ایسے ہی ہوتے ہین" —— (مدیر)

پبلک دن بدن اسٹیج اور اسکرین کی طرف کھچی چلی آرہی ہے۔ متحرک تصویرون اور اسٹیج پر ایک ایکٹر اور ایکٹرسون کو نہایت شاندار اور زرق برق لباس مین نہایت شوق سے دیکھتی ہے اور اس سے لطف اندوز ہوتی ہے لیکن پھر بھی میری سمجھ مین نہین آتا کہ ان ایکٹر اور ایکٹرسون کو جو اپنی زندگی۔ عزت اور ناموس صرف عوام کی دلچسپی اور علم و فن کے لیئے قربان کردیتی ہین کیون ذلیل اور حقیر شمار کیئے جاتے ہین جس طرح دنیا مین اور دیگر علوم و فنون ہین اسی مین فلم کو بھی شمار ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ جو فلم اسٹار زیادہ تندہی اور نمایان طور پر اپنے پارٹ کو انجام دیتا پبلک اسکو ہاتھون ہاتھ لیتی اس کی عزت کرتی اور سوسائٹی مین اس کی قدر کی جاتی۔

ہمین اسکا اعتراف ہے کہ مغربی ممالک مین بھی صدیون فلمی شعبہ کی طرف سے ایک حد تک بے اعتنائی اور لاپرواہی برتی گئی۔ مسٹر ڈی ڈبلیو گریفتھ اور میری پکفورڈ نے اس کی اہمیت پر زور ڈالا اور اسکو بام رفعت تک پہونچانے کے لیئے جان توڑ کوششین کین اور اس مین انہین ایک حد تک کامیابی بھی ہوئی۔ رفتہ رفتہ فلم نے اس قدر زور پکڑا کہ امریکہ اور یورپ کی پبلک بیحد دلچسپی لینے لگی جب اسکی اہمیت ان لوگون پر واضح ہوگئی تو ہر شخص جو جس سے بن پڑتا اس فن کی ترقی مین ہر ممکن طریقہ سے کوشان رہنے لگا۔ اب وہان کی یہ حالت ہے کہ فلم اسٹارون کی ہر جگہ قدر ہوتی ہے اور کوئی عیب نہین سمجھا جاتا ہے جس کی وجہ سے وہان فلم ایکٹنگ کو بڑا فروغ ہوا وہان کی کامیابی کے چند وجوہات ہین۔

اوّل یہ کہ وہان کے فلم مین کام کرنیوالے اپنا فرض سمجھکر کام کرتے ہین انہین یکسوئی اور اطمینان قلبی میسر ہے۔ سرگرمی اور جانفشانی سے کام کرنے کی وجہ سے وہان کے فلم اسٹارس نے سوسائٹی مین بھی عزت پیدا کرلی ہے۔

دوم یہ کہ وہان کے فلمی پروڈیوسرس اور ڈائرکٹرس بھی اپنی ذمہ داری کو سمجھکر سرگرمی سے کام انجام دیتے ہین ان کی ہمیشہ یہی خواہش رہتی ہے کہ کوئی نئی چیز مزید حسن و خوبی اور نئے ساز و سامان کے ساتھ پبلک کی دلچسپی کے لیئے پیش کی جائے۔

سوم یہ کہ وہان کی پبلک بھی خاص طور سے دلچسپی لیتی ہے نکتہ چینیان کرتی ہے اور جو بات قابل سماعت سمجھی جاتی حالی اس کے انسداد کردی جاتی ہے۔ لیکن ہندوستان کی بدقسمتی دیکھیئے کہ اس فلم سے ابتک کوئی خاطر خواہ فائدہ نہین پہونچ سکا یہان کے فلم مین کام کرنیوالے ہمیشہ اپنی زندگی کے بسر کرنے کا خیال رکھتے ہین پیٹ بھر کھانا مل جانا ان کے لیے سب سے بڑی نعمت ہے۔ ترقی فن کا ان کو کچھ بھی خیال نہین جسکو اپنے فرائض منصبی سے بھی واقفیت نہ ہو اس سے فن کی ترقی کی امید کہان تک کی جائے

CTURE SUPPLEMENT

اس سے ہمارا یہ مطلب نہیں کہ یہاں کے سبھی اسٹارس فن کی ترقی کی طرف سے لاپرواہ ہیں جو چند ہیں بھی انہیں حرص زر نے پابزنجیر کر رکھا ہے۔

ہندوستان کا رونا جہانتک رویا جائے کم ہے ہندوستان کے اخبارات رسائل کے ایڈیٹر ہیں بھی عموماً پرلے درجہ کے ہوس پرست اور خودغرض ہیں بعض اخبارات کے ایڈیٹرون کا عموماً یہ رویہ رہا ہے کہ کسی حسین و مہ جبین ایکٹرس کے پاس جاتے ہین اپنی پوشیدہ غرض اور مطلب براری کی امید پر تو تعریفون کا پل باندھتے ہین اس ایکٹرس کے حسن اور ایکٹنگ کی مدح سرائی شروع کر دیتے ہین۔ اپنے رسالون کے ذریعہ اس کی قدر و قیمت بڑھا دیتے ہین۔ لیکن جب ان کی ہوس پوری نہیں ہوتی۔ جب ان کے آرزوؤن اور تمناؤن کو پائے حقارت سے ٹھکرا دیا جاتا ہے تو پھر بیجا مخالفت شروع کر دیتے ہین۔ پہلے جس کی تعریف مین زمین اور آسمان کے قلابہ ملا دیا کرتے تھے اب اُسکو ہر جگہ نیچا دکھاتے ہیں ان کی حالت مثل اس لومڑی کی ہے جس نے اپنے مقصد مین کامیاب نہ ہونے کے باعث نہایت حسرت و یاس سے انگورون کی طرف دیکھ کر کہا تھا —— "یہ کھٹے انگور ہین"۔

ان فلم اسٹارون کی قدر ہمارے دل مین حد سے سوا ہے جو ایسے ہوس پرستون کے دام سے محفوظ رہکر عزت و آبرو سے اپنے فرائض میں سرگرمی اور تندہی سے کام انجام دیتی ہین

اب ان ہندوستانی فلم پروپرائٹرس اور ڈائرکٹرس پر توجہ کیجئے اور ان کے حالات کا اندازہ لگائیے جو صرف اپنے عیش و آرام اور روپیہ حاصل کرنے کی غرض کس طرح اپنا فرض بجا لاتے ہین۔ انہین اس فلم ایکٹنگ کی ترقی کی طرف خاص توجہ دینے کی کیا پڑی۔ اپنا الّو سیدھا کرنے سے مطلب۔ پبلک کی حالت تو پھر پوچھنی ہی نہین جس سرزمین مین تعلیم ہی نہین وہان اچھی اور بری ایکٹنگ کی کیا تمیز۔ جہان کی پبلک صرف بوسہ بازی کو پسند کرتی ہو اور محبت کا مذاق اس قدر بگڑا ہوا ہو وہان کے لوگ کیا ترقی کر سکتے ہین اور وہان اچھی ایکٹنگ کی کیا قدر ہو سکتی ہے۔ جو تعلیم یافتہ ہین جو فن ایکٹنگ سے واقف ہین قابل تحسین ایکٹنگ کی قدر کرتے ہین۔

ہمین تو خوشی اس دن ہوگی جب ہندوستانی فلم اسٹارس کی قدر و منزلت مغربی ممالک کی طرح ہونے لگے اور یہ اسی دن ہوگا جب خودغرضی کا پردہ اٹھ جائے۔

بعض رسالون کے ایڈیٹرون۔ ڈائرکٹرون اور پروپرائٹرون سے ہوس پرستی کا مادہ دور ہو جائے اور نیز یہان کے فلم اسٹارز مین بھی اپنے فرائض منصبی کا پورا پورا احساس پیدا ہو جائے۔

* — * — * — * — *

میان سنتے ہو

کل جب تم گلی سے جا رہے تھے تو پڑوس کی عورتین تمہین دیکھکر ہنس رہی تھین۔ کیا مین پاگل کی طرح چل رہا تھا یا وہ پاگل ہو گئی تھین تم نے پوچھا نہین —— آپ پوچھنے کو کہتے ہین مین ان سے لڑنے کو تیار ہو گئی مجھے غصہ مین دیکھکر منے کی اماں نے کہا بہن معاف کرنا تمہارے میاں کپڑا خریدنا جانتے ہین سلوانا نہین جانتے

یہ لو یہ درزی کا پتہ ہے۔ میرے میان انہین کے یہان سے ہر قسم کوٹ۔ قمیض۔ کرتا۔ پیجامہ۔ اچکن۔ شیروانی۔ سلوار۔ سلوایا کرتے ہین یہ تو انگریزی مین لکھا ہے ذرا پڑھ کر سناؤ۔ لو سنو

(پتہ یہ ہے)

عبدالرحمٰن ٹیلر ماسٹر نمبر ۱۱۸۔ (محمد علی روڈ)

(سابق چیت پور روڈ۔ مسجد ناخدا کے سامنے)

یاد رکھیئے

آیندہ نمبر۔ افسانہ نمبر ہوگا

Miss. GOWHAR.

SPECIAL PRESS 128-B BAITAKHANA ROAD, CALCUTTA.

Miss. SULOCHANA.

IN

Queen of Love.

روڈلف ویلنٹنو کی موت پر امریکہ مین قومی ماتم

از جناب مرزا عبد الحمید صاحب پروپرائٹر دی سنما فوٹو ٹریڈنگ کمپنی چتلی قبر دہلی

روڈلف ویلنٹنو کے نام سے ناظرین اچھی طرح واقف ہین جس کی موت پر امریکہ مین قومی ماتم کیا گیا تھا اس کی موت سے ایک عجیب انکشاف ہوا کہ اہل امریکہ ایک خوبصورت ایکٹر کو ایک جید عالم فاضل سے زیادہ مرتبہ دیتے ہین - یہ انکشاف اس طرح ہوا کہ جس دن ویلنٹنو کی موت ہوئی اسی روز ہارورڈ یونیورسٹی کے پرنسپل مسٹر ایلیٹ کی بھی وفات ہوئی مسٹر ایلیٹ نے علمی حیثیت سے امریکہ کی جس قدر خدمت کی ہے اسکا جواب کسی دوسری شخصیت مین نہین ملتا اس کی تصنیفات کو اگر کمہار کے تلے اوپر رکھا جائے تو ساٹھ میٹر اونچا ڈھیر لگ جائیگا اور تعلیمات مین اس نے ہر پہلو سے امریکہ کو فائدہ پہونچایا لیکن جب ایلیٹ اور ویلنٹنو کی موت ایک ہی روز ہوئی تو ایلیٹ کے متعلق صرف چند اخبارات نے معمولی نوٹ لکھے اور موت کی خبر کے لئے بھی زیادہ جگہ وقف نہیں کی - مگر ویلنٹنو کی موت پر تقریباً تمام اخبارات نے لیڈنگ آرٹیکل لکھے - اور اس کی زندگی پر طویل مقالات شائع کئے بعض نے تو کئی صفحات وقف کر دئے اور کئی روز تک اخبارات مین ویلنٹنو کا ذکر خاص طور پر ہوتا رہا - اور نہ صرف امریکہ بلکہ انگلستان کے اخبارات نے بھی بڑے بڑے مقالات لکھے جب ویلنٹنو کا لاش گھر سے باہر نکالا گیا تو انسانون کا اتنا ہجوم تھا کہ جہانتک نگاہ کام کرتی تھی آدمیون کے سر ہی سر نظر آتے تھے متعدد آدمی دبکر مر گئے جس مکان مین ویلنٹنو کا لاش بغرض مشاہدہ رکھا گیا تھا اس کے دروازون کے شیشے ٹوٹ گئے اور پولس کے زیادہ سے زیادہ انتظامات بھی متعدد جانون کے نقصان کو نہ بچا سکے

ابتدا مین وہ ایک غریب لڑکا تھا - مگر کسی طرح سنما کی دنیا مین داخل ہو گیا اور یہان اس نے لوگون کے قلوب کو مسخر کر لیا تھا بعد مین وہ بڑا دولت مند ہو گیا تھا اور جہان جاتا تھا اس کے ساتھ بہت بڑا اسٹاف رہتا تھا اس کی زندگی اچھے اچھے نوابوں کی زندگی سے بھی زیادہ عیش سے گزرتی تھی -

وہ فنون لطیفہ سے خوب واقف تھا اور امریکہ والوں کا خیال ہے کہ اسکی ایکٹری سے امریکن قوم پر بہت بڑا اثر پڑا ہے - ایلیٹ اور ویلنٹنو کی موت ایک ہی دن ہونے سے امریکہ کے بعض اخبارات مین مسئلہ چھڑا ہوا ہے کہ خوبصورتی زیادہ 'قابل قدر یا علم" نیویارک ٹائمز کے ایڈیٹر نے مقابلہ کرتے ہوئے ایلیٹ کو ویلنٹنو پر قومی لحاظ سے ترجیح دیدی تھی - مگر اب ایڈیٹر صاحب کے پاس ان کے مضمون کی تردید مین بہت سے مضامین اس کے دوسرے روز موصول ہوئے

غرضیکہ ایک خوبصورت اور نامور ایکٹر کی موت کو امریکہ قوم "حادثہ عظیمہ" تصور کر رہی ہے -

خط وکتابت

کرتے وقت پتہ صاف اور خوشخط ہونا چاہئے

مس زبیدہ

(از جناب۔ ایم۔ آئی۔ حسین صاحب گورکھپور)

مس زبیدہ ۱۹۱۱ء میں ہزہائی نس نواب سیدی ابراہیم خان صاحب آف سچین کے محل سے بیگم فاطمہ کے بطن سے پیدا ہوئیں۔ آپ کی والدہ ہندوستان کی سب سے پہلی عورت ہیں جنہوں نے ڈائرکٹری کی خدمت انجام دی اور اس کے قبل الفریڈ تھئیٹر میں اسٹیج ایکٹرس رہ چکی ہیں۔ یہ ۱۹۲۲ء کا ذکر ہے جبکہ مس سلطانہ کوہ نور فلم کمپنی میں کام کر رہی تھیں مس زبیدہ کی عمر اس وقت ۱۲ برس کی تھی اور ان کے ہمراہ برابر اسٹیڈیو میں جایا کرتی تھیں سلطانہ کا کام دیکھ کر آپ کو شوق پیدا ہوا اور آپنے بھی اس کمپنی میں کام کرنا شروع کر دیا۔ آپ نے سب سے پہلے گل بکاؤلی میں گل بکاؤلی کا پارٹ اس خوبی سے ادا کیا کہ مالک کمپنی آپکا گرویدہ ہو گیا۔ یہ وہی تماشہ ہے جو ہندوستان میں بہت کامیابی کے ساتھ ہر جگہ دکھایا گیا اور ہر جگہ مقبول ہوا۔ بارہ برس کی عمر میں سب سے پہلی مرتبہ ہیروئن کا پارٹ انجام دیکر آپنے یہ ثابت کر دیا۔ کہ اگر آپ کو اچھا ڈائرکٹر مل جائے تو بہترین فلم ایکٹرس بن سکتی ہیں۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ کوہ نور فلم کمپنی کی حالت اس وقت نازک تھی لیکن محض اس فلم کی وجہ سے کمپنی کو بے انتہا فائدہ پہونچا اور کمپنی از سر نو زندہ ہو گئی۔ گل بکاؤلی، کلمن دینار، ستی سیتا، منوراما، اندر سبھا، بلیدان آپ کے مشہور و مقبول ڈرامے ہیں۔ کوہ نور فلم کمپنی کے آٹھ تماشوں میں کام کرنے کے بعد آپ کا معاہدہ رائل آرٹ اسٹیڈیو سے ہو گیا جہاں آپ نے ایک سال تک تین یا چار تماشہ میں کام کیا۔ اس کے بعد آپ نے اپنی ماں کی کمپنی وکٹوریہ فاطمہ فلم کمپنی باندرا میں کام کرنا شروع کیا۔ اور سال بھر میں ۷ تماشے تیار کئے جن میں سر انجھا شاہی پوا۔ کنک تارا اور کلمن دینار بہت زیادہ پسند کئے گئے۔ وکٹوریہ فاطمہ فلم کمپنی میں کام کرتے ہوئے آپ دوسری جگہ جگتاپ اینڈ ینگ انڈیا کمپنی کے ایوان فلم سازی (STUDIO) میں کام کرتی تھیں آپ کا ڈرامہ ینگ انڈیا جسکو اندر لعل یجنک نے تیار کیا تھا بہت کامیاب رہا۔ علاوہ برین آپنے لکشمی پکچرس میں کالا چور۔ نیرا وغیرہ وغیرہ تماشوں میں بھی کام کیا ہے۔ حال میں رنجیت اور نیشنل پکچرس کا پوریشن کے تماشہ دیوداسی میں جن کمالات فن کے ساتھ جلوہ گر ہوئی ہیں ان کو آپ کی شہرت اور مقبولیت میں اور چار چاند لگا دئے ہیں دیوداسی کے بعد رنجیت فلم کمپنی نے آپ کی خدمات حاصل کر لیں۔

مس زبیدہ جس طرح فن تمثیل میں کمال رکھتی ہیں اسی طرح آپ فن موسیقی میں بھی ید طولے حاصل ہے۔ چنانچہ اسی بنا پر امپیریل نے اپنے پہلے ٹاکی "عالم آرا" کے لئے معقول معاوضہ پر آپ کی خدمات حاصل کیں۔ عالم آرا ہندوستان کا سب سے پہلا ٹاکی ہے جس میں مس زبیدہ نے ہیروئن کا کام کیا ہے یہ اپنی بہن مس شہزادی کے ساتھ شاید ۱۹۲۶ء میں فاطمہ فلم کمپنی کے فلم کرشن کا کلکتہ کے مختلف سنیماؤں میں ناچ چکی ہیں آپ اور ایکٹروں کی طرح آرام طلب نہیں ہیں اس کے برعکس آپ محنتی اور جفاکش ہیں چنانچہ آپ کو ۷ برس کی مدت میں بارہا اب اتفاق ہوا کہ وقت پر کھانا اور ناشتہ نہیں ملا ہے اور ریگستانی مقامات پر تیز

دھوپ اور گرم ہوا میں پا برہنہ چلنا پڑا اور اکثر صبح سے شام تک فاقہ کشی کرنی پڑی آپ جس ڈرامہ میں کام کرتی ہیں اس کو کامیاب بنانے میں ہر طرح کی کوشش کرتی ہیں یہاں تک کہ اپنی تندرستی کا بھی نہیں خیال کرتی ہیں ایک مرتبہ آپ "سنورما" میں کام کر رہی تھیں اور ان دنوں آپکی طبیعت ناساز تھی اس تماشہ کے ایک حصہ میں آپ کو تالاب میں ڈائرکٹر کے باوجود اس اصرار پر کہ آپ کی طبیعت اچھی نہیں ہے۔ آپ اس فلم کو آئندہ کے لئے ملتوی کر سکتی ہیں۔ غسل کرنا پڑا اور اپنی صحت کو خطرہ میں ڈال دیا۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ بیمار پڑ گئیں اور چھ ہفتہ تک مسلسل بیمار رہیں آپ جب فلم کیمرے کے سامنے کام کرتی ہیں تو اپنی ہستی کو بھول جاتی ہیں۔ اور جو فرض آپ پر عائد ہوتا ہے اسکو پیش نظر رکھتی ہیں۔ آپ ڈائرکٹر کی حسب ہدایت اپنے اوپر ایک خاص کیفیت طاری کر کے اپنی تمام عصبی کمزوریوں پر غالب آجاتی ہیں اور تنقید کرنے والوں کے جذبات کا لحاظ رکھتی ہیں یہ وہ ہی باتیں ہیں جو ایک فلم ایکٹر اور ایکٹرس کے لئے نہایت ضروری ہیں۔ آپ خاموش فلم کے علاوہ اب تک دو ناطق فلم میں بھی کام کر چکی ہیں آپ نہایت خلیق، نیک مزاج اور شریف طینت ہیں۔

رسالہ گرہستی کا سالآنہ نمبر

مشہور و معروف رسالہ گرہستی لاہور (با تصویر) کا سالآنہ نمبر دور حاضر کے نامور ادیبوں اور شاعروں کے ہنگامہ آفرین مضامین اور منظومات کے ساتھ یکم دسمبر ۱۹۳۱ء کو شائع ہوگا جس کی ضخامت ڈیڑھ صد صفحات پر مشتمل ہوگی اور نصف درجن سہ رنگی بلاک کی غیر مطبوعہ تصویریں اسکی زینت ہونگی اس کے بلند پایہ مضامین قابل دید تصاویر۔ کتابتی و طباعتی خصوصیات اور نصیحت آموز کارٹون اپنی نظیر آپ ہونگے قیمت فی پرچہ صرف ۸ ر (مطابق لاگت) مگر مستقل خریداروں کو بلا قیمت۔ نوٹ اس سے پہلے رسالہ گرہستی کے تین خاص نمبر شادی نمبر۔ بیوہ نمبر عورت نمبر شائع ہو کر ادبی دنیا میں شرف مقبولیت حاصل کر چکے ہیں۔ چندہ سالانہ عہ؎ - نمونہ ۸ ر

منیجر رسالہ گرہستی گمٹی بازار لاہور

فلم کی بوسہ بازی

قانوناً ممنوع قرار دیجائے

ملک کے نوجوانوں کا اخلاق کیوں تباہ کیا جائے ؟ ہز گورنمنٹ اور معزز ممبران لیجسلیٹو اسمبلی توجہ فرمائیں میں نے فلم ریویو کی گذشتہ اشاعت میں فلم کی بوسہ بازی کے اخلاق سوز اثرات کی طرف گورنمنٹ کو توجہ دلائی تھی مجھے مسرت ہے کہ اکثر محترم ہستیوں نے اس تحریک کی تائید کر کے میری ہمتوں میں اضافہ کر دیا ہے۔ میں پوچھتا ہوں کیا یہ واقعہ نہیں کیا اس حقیقت سے کوئی انکار کر سکتا ہے کہ فلم کی بوسہ بازی ملک کے نوجوانوں میں تباہ کن جذبہ پیدا کر رہی ہے اور وہ گناہ کی دیوی پر اپنی زندگیوں کو قربان کرنے کی تیاریاں کر رہے۔

میں پھر گورنمنٹ ساتھ معزز ممبران لیجسلیٹو اسمبلی اور خاص طور سے مسلم ممبران اسمبلی کو ادھر متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ وہ جلد سے جلد مخصوص طریقہ سے اس لغویت کے متعلق آواز اٹھائیں اور ایک قانون نافذ کر کے اہل ملک کو ممنون کریں

جمال صابری

(مدیر معاون)

چارلی چیپلن کی داستان معاشقہ

(از مسٹر کے۔ رحمان۔ دہلوی)

خاص فلم ریویو کے لئے

مس لیتا گرے کی شادی چارلی چیپلن سے ہوئی تھی لیکن یہ کتنی حیرت انگیز بات ہے کہ وہ چارلی چیپلن جس نے دنیا کے چپہ چپہ کے لاکھوں انسانوں کو خوش کیا اپنی رفیقہ حیات کو خوش نہ رکھ سکا جس کا نتیجہ سنہ ۱۹۲۷ء میں طلاق کی شکل میں رونما ہوا۔ مس لیتا گرے سے ایک انگریزی اخبار کے نمائندے نے ملاقات کی تھی اور اس سے جو گفتگو ہوئی اس کا ملخص درج ذیل ہے۔

"مس لیتا گرے نے کہا:۔

مجھے بچپنے ہی سے چارلی چیپلن سے محبت تھی اس نے مجھے گودیوں میں کھلایا ہے۔ پہلا قدم جب میں نے فلمی دنیا میں رکھا اس وقت میری عمر صرف بارہ برس کی تھی۔ سب سے پہلی مرتبہ میں نے جس فلم میں کام کیا وہ "دی کڈ" (   ) ہے سولہ سال کی عمر میں چارلی سے میری شادی ہوئی۔ اور میرے یہاں دو بچے ہوئے"

"کیا تم اس سے اب بھی محبت کرتی ہو"؟

اخباری نمائندے کے اس سوال پر مسز چیپلن نے منہ پھیر لیا اور ایک آہ بھر کر کہا:۔

میں اس بارے میں کچھ نہیں کہنا چاہتی۔ مردوں میں چارلی ہی سب سے پہلا شخص ہے جس سے میری واقفیت ہوئی۔ ہالی ووڈ میں اسٹیڈیو کے قریب ایک چھوٹی سی چائے کی دوکان تھی۔ چارلی کو جب ذرا بھی مہلت ملتی تو اس چائے خانہ میں وہی اپنا ڈھیلا ڈھالا پاجامہ پہنے اور اپنی مشہور عالم جوتی۔ چھڑی اور ٹوپی پہنے غرض اپنے تمام میک اپ (   ) کے ساتھ آیا کرتا تھا یہاں میری اس کی پہلی ملاقات ہوئی۔ اس وقت میری عمر سات برس کی تھی میں بھولی اور معصومانہ نگاہوں سے اسے صرف دیکھا کرتی آخر ایک روز میری اس کی بات چیت بھی ہوگئی۔

بارہ برس کی عمر میں میری اس سے دوبارہ ملاقات ہوئی اسکول کی چھٹی میں میں ہالی ووڈ آئی ہوئی تھی۔ اپنے مکان کی پشت پر دیوار سے ٹیک لگا کر میں کھڑی تھی۔ چارلی اور ایک فلم ڈائرکٹر جس سے میری جان پہچان تھی اس راستے سے گذرے۔ میں نے ہاتھ کے اشارہ سے بلایا وہ ڈائرکٹر چارلی کو لئے ہوئے میرے پاس آیا اور اس سے میرا تعارف کرایا۔ مصافحہ کرنے کے بعد چارلی نے کہا "یہ تو وہی ننھی بچی ہے جسے چائے کی دوکان پر میں دیکھتا تھا۔ یہ میری زندگی کا عجیب لمحہ تھا اس ملاقات کے بعد سے مجھے جب بھی وقت ملتا میں اس کے اسٹیڈیو میں پہونچ جایا کرتی اور ایک کونے میں بیٹھی بیٹھی ایکٹ کرتے ہوئے دیکھا کرتی یہ مجھے بہت بھلا معلوم ہوتا۔

جب اسکول کھلنے کا وقت قریب آیا تو میں اسے خدا حافظ کہنے گئی اس وقت اس نے مجھ سے کہا کہ

بے ساتھ ایکٹ کروگی ؟ اس نے میرے والدین کو بھی سمجھا بجھا کر راضی کرلیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مین نے ایکسال کے کنٹراکٹ پر دستخط کردئے دی کڈ ( ) مین جو بچہ ہے کا منظر ہے اس مین مین نے فرشتۂ محبت کا پارٹ کیا - یہ ایک عجیب بات ہے کہ فوٹو مین میری عمر زیادہ معلوم ہوتی ہے - جب یہ راز چارلی چپلن پر کھلا تو اس نے گولڈرش ( ) نامی فلم میں مجھ کو ایکٹ کرنے کا معاہدہ کیا اس تماشہ کے ابھی تین ہی حصے مرتب ہوئے تھے کہ چارلی نے مجھ سے درخواست کی کہ ایکٹنگ کو چھوڑکر مین اسکی زوجیت قبول کرلوں

شادی ہوجانے کے بعد بلکہ بال بچے ہوجانے کے بعد بھی مین اسے ایکٹنگ کرتے ہوئے دیکھنے جایا کرتی تھی مگر اب وہ پہلی سی بات کہاں!

چارلی کو اپنے ہنر سے بڑی محبت اور دلچسپی ہے - شوہر کی حیثیت سے وہ بہت تنک مزاج ہے - پھر بھی رشتۂ الفت کے بہت سے واقعات ایسے ہین جن کی یاد میرے دل مین چٹکیان لیا کرتی ہے - چارلی کے دل مین رحم بھی بہت ہے - ایک مرتبہ اسٹیڈیو سے گھر آتے ہوئے اس کی موٹر کے نیچے ایک کتا آگیا اس غم مین چارلی سے اس روز کھانا نہین کھایا گیا۔

باوجودیکہ میرا اس کا رشتہ منقطع ہوگیا ہے مگر ہم دونو اب بھی ایک دوسرے کے دوست ہین وہ بچون کو دیکھنے اکثر میرے گھر آیا کرتا ہے اور مین نے ہمیشہ اس بات کی کوشش کی ہے کہ بچون کے دل مین ان کے باپ کے متعلق اچھے جذبات پیدا کرون اور بچے بھی اپنے باپ پر فخر کرتے ہین "

سنہ ۱۹۳۰ء کی

بہترین ناول ہری داسی پڑھو قیمت ۳ر

"NIAMIT"

"نعمت"

مشہور بات ہے کہ ایک تندرستی ہزار نعمت ہے

اور یہ حکما کی متفقہ رائے ہے

کہ ایک معدے کی خرابی سے صدہا قسم کی بیماریون کا انسان شکار ہوجاتا ہے لہذا ایک دوا اسم با مسمیٰ۔

نعمت

کے نام سے بڑی جستجو تلاش اور کافی تجربہ کے بعد ہومیوپیتھک سبلائی کارپوریشن مین تیار کی گئی ہے اس مین کسی قسم کی کھار یا سوڈا وغیرہ نہین ہے بلکہ صرف مخصوص پھلون کے عرقیات کی روح ہے۔

اس لئے

اسمین نہ کسی قسم کی بو ہے اور نہ بدذائقہ ہی جس کی وجہ سے بچے بھی بلاتکلف اور خوشی سے پی لیتے ہین۔

خوراک پانچ قطرہ سے دس قطرے تک کھانیکے بعد یا وقت ضرورت متلی - کھٹی ڈکار - دردشکم - قبض و بدہضمی وغیرہ میں بیحد مفید ہے

قیمت ایک اونس کی شیشی جو کہ ایک ماہ سے زیادہ کیواسطے کافی ہوتی ہے

صرف ایکروپیہ چار آنہ

ملنے کا پتہ

سپلائی ایجنسی نمبر ۵۷ کولوٹولہ اسٹریٹ کلکتہ

"فیٹی"

دنیائے سینما کا مشہور لکھپتی ایکٹر اور اُس کا انجام

تھوڑے ہی دن گذرے۔ جب سینما کے مشہور عالم کا یک ایکٹر "روسکو اربوکل" کے وفات کی خبر شائع ہوئی۔ یہ ایکٹر فیٹی کے نام سے بہت زیادہ مشہور تھا۔ لوگ اس کے اصل نام سے کم واقف تھے۔ اس ایکٹر نے اپنے آخری دن نہایت تنگدستی اور فقر و فاقہ کی حالت مین گذارے ہم ناظرین کی دلچسپی کے لئے اس کے مختصر سوانح حیات درج کرتے ہین تاکہ دوسرے اس سے اچھا سبق حاصل کرین۔

فیٹی کی شخصیت ان ایکٹرون مین نمایان امتیاز رکھتی تھی جو سینما کے پردے پر اپنی مضحک حرکات سے لوگون کو ہنسا ہنسا کر تھوڑی دیر کے لئے بیحواس کر دیتے ہین۔ فیٹی کی شہرت بھی چارلی چپلن اور کیٹن جیسے مشہور کامک ایکٹرون کے دوش بدوش تھی۔

امریکہ کی مشہور کمپنی کیٹن فلم اینڈ کو ان تینون ایکٹرون سے ایک ہی وقت مین کام لیا کرتی تھی۔ عموماً اس کے مذاحیہ فلمون مین تینوں کا پارٹ ایک ساتھ ہوتا تھا اور یہ اکثر دیکھا گیا کہ ہر کھیل مین فیٹی کو اپنے دونوں حریفون کے مقابلہ مین زیادہ کامیابی حاصل ہوتی تھی۔ اور اسے درجہ اول کا ایکٹنگ دیا جاتا تھا اس سے ظاہر ہے کہ فیٹی نے چارلی چپلن اور بسٹر کیٹن کی شہرت دبا دینے مین کمی نہین کی تھی۔ اور اگر بعد اس کے دامن شہرت پر ایک ہولناک واقعہ کا دھبہ نہ لگ جاتا تو اسمین کوئی شک نہ تھا کہ وہ اپنے حریفون سے بہت آگے بڑھ جاتا۔

فیٹی کی ولادت سنہ۱۸۸۷ء مین شہر کنساس مین ہوئی جو کیلیفورنیا ممالک متحدہ امریکہ کے مضافات سے ہے وہ ابتدا ہی سے ایکٹری کے کام پر فریفتہ تھا۔ اس نے لڑکپن ہی مین اپنے دوستون کی ایک چھوٹی سی جماعت بنا کر اپنے والدین کے گھر مین ایکٹنگ کی مشق شروع کر دی اور اپنے ساتھ والون کو ڈائرکٹری کی حیثیت سے تربیت دینے لگا رفتہ رفتہ وہ وقت بھی آ گیا کہ اُسے ڈائرکٹری کے کام سے خاصی واقفیت ہو گئی۔

فیٹی اپنے خود ساختہ فن کو کامیاب بنانے مین برابر مشغول رہا۔ یہانتک کہ سنہ۱۹۰۱ء مین تھیٹر کے ایکٹرون کی ایک جماعت اسی شہر مین وارد ہوئی، جسمین فیٹی کا قیام تھا۔

یہ جماعت مختلف شہرون مین اپنے تھیٹر قائم کرتی رہتی تھی۔ فیٹی کو اس کا حال معلوم ہوا تو اس نے اس جماعت مین شامل ہونے کی کوشش کی۔ اور کامیاب ہوا۔ اب اسے اعلیٰ کامیابی کا زینہ مل گیا اور اس نے بہت جلد ترقی کر کے لوگون کی نگاہین جذب کر لین اور قبول عام حاصل کر کے تھیٹر کے مالکون اور ڈائرکٹرون مین خاص وقعت حاصل کر لی۔ شہرت حاصل ہو جانے کے بعد ہر کمپنی فیٹی کی خواستگار نظر آنے لگی اور فیٹی ایک کمپنی سے دوسری مین منتقل ہوتا رہا۔ اس اثنا مین شہرت کے ساتھ اس کے فنی کمالات مین بھی برابر ترقی ہوتی رہی۔ یہانتک کہ ایکٹنگ کے ایک خاص قسم مین کوئی کامک ایکٹر اس کا حریف نہ ہو سکا

سنہ۱۹۱۲ء مین سینما کمپنیون کا ایک مالک کیلیفورنیا مین آیا اور اسے تھیٹر مین جانے کا اتفاق ہوا جسمین فیٹی ایکٹنگ کرتا تھا وہ فیٹی

...ر ایکٹنگ سے بہت خوش ہوا۔ اس نے فیٹی کو سمجھا کر تھیٹر کے
...ز سے ہاتھ اٹھانے اور سینما ایکٹنگ مین حصہ لینے پر آمادہ
...، اور ایک سو ساٹھ ڈالر (ریال) ماہوار تنخواہ طے کرکے اپنے
...ے گیا۔ اسی معاملہ سے اس کی حیات ثانیہ کا آغاز ہوا اور اس نے
...ایک سال اس کمپنی مین رہ کر فلم ایکٹنگ مین مہارت حاصل

...سال کے بعد فیٹی کی معاملت کیسٹن فلم کمپنی سے ہوگئی۔ اس
...ین وہ سنہ ۱۹۱۷ء تک رہا۔ اور آغاز معاملت سے اختتام تک
...سو فلمون مین فیٹی نے ایکٹنگ کی۔

...ین سے ہر فلم کمپنی مین بہت مقبول ہوا اور لوگون نے اس کے کام بہت
...دیا اس کے بعد فیٹی "پیرامونٹ" سے وابستہ ہوا
...کمپنی مین چند فلمون کے ایکٹنگ کے بعد فیٹی فلم اسٹار ہوگیا۔ یہ
...یا اس کے کمال شہرت کی پہلی منزل تھی۔
...رامونٹ کمپنی" مین فیٹی کی شرکت سینما کے کامک ایکٹنگ کے لئے
...ر جدید قرار پائی۔ اس کمپنی مین کامک کے دو ایکٹر "ہاکنیس" اور
...رلو" اور بھی تھے فیٹی ہر فلم مین ان دونو کو مدد دیتا تھا۔ فیٹی کی شرکت جن فلم
...ہوتی تھی وہ نمبر مین شمار ہوتے تھے سینما کے پردے پر ان تینون کا ظہور
...ی تاریخ مین بہت بڑا اور اہم واقعہ ہے۔
...ون ایکٹر بہت دن تک "پیرامونٹ کمپنی" مین ساتھ رہے۔ آخر
...رکون" نے "سٹرو کمپنی" مین شامل ہونے کے لئے "پیرامونٹ کمپنی"
...سے علحدگی اختیار کی۔ "سٹرو کمپنی" وہی ہے جس سے سٹرو گولڈن مائر
...کی وجود مین آئی۔
...فیٹی بھی چاہتا تو ایگریمنٹ کی میعاد ختم ہونیکے بعد پیرامونٹ کمپنی
...سے علحدہ ہوجاتا۔ مگر اس نے ایسا نہیں کیا بلکہ سنہ ۱۹۲۰ء مین ایک ملین
...سالانہ تنخواہ پر تین سال کے لئے پھر معاہدہ کی تجدید کرلی۔
...ملین ڈالر کو ہندوستانی روپیہ مین تقسیم کیا جائے تو تیس لاکھ
...روپیہ سالانہ ہوتے ہین۔ اس طرح فیٹی کا ماہانہ مشاہرہ دو لاکھ پچاس ہزار

روپیہ ہوتا ہے۔

فیٹی کو پیرامونٹ کمپنی سے علیحدگی کی نوبت نہ آنے پائی تھی کہ اس کی زندگی مین ایک ایسا انقلاب انگیز واقعہ ہوگیا جس نے اسکی شہرت کی بنیادین کھوکھلی کردین اس کی تفصیل یہ ہے کہ:۔

فیٹی نے سنہ ۱۹۲۱ء مین مقام سان فرانسسکو مین ایک رات کو جلسہ منعقد کرکے اپنے بعض شناساؤن اور ایکٹرون اور ایکٹریسون کو مدعو کیا اس جلسہ مین خفیہ طور پر شراب بھی منگوائی گئی اور اس کا دور چلنے لگا خفیہ اس لئے کہ امریکہ مین شراب خوری قانوناً ممنوع ہے اور جو اس قانون کی خلاف ورزی کرتا ہے اسے سخت مصائب کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

اس جلسہ مین جو ایکٹریسین مدعو تھین اس مین ورجینیا راب نامی ایکٹرس بھی تھی جو اس زمانہ کے مشہور ایکٹر لیہرمان کی بیوی تھی۔ اس ایکٹرس نے شراب بکثرت پی لی۔ اور فیٹی بھی بہت پی گیا اور یہی حال تقریباً تمام شرکائے جلسہ کا تھا۔

جب اہل جلسہ شراب کے نشہ سے ہوشیار ہوئے تو انہون نے اپنے گردوپیش نظر ڈالی اور جب ورجینیا راب اور فیٹی کو نہ پایا تو ادھر ادھر دیکھنا شروع کیا۔

اتنے مین ورجینیا کے چلانے اور مدد مانگنے کی آواز آئی اور ایسا معلوم ہوا جیسے کوئی اس کا گلا گھونٹنے کی کوشش کر رہا ہے۔

آواز سنتے ہی سب ایک کھڑکی طرف بڑھے جس مین ورجینیا کی آواز آرہی تھی اور کھڑکی کھول کر اندر داخل ہوئے تو ورجینیا کو تخت پر پڑا پایا۔ اس کے کپڑے پھٹے ہوئے تھے اور فیٹی دروازے کی ایک جانب خوفزدہ سا کھڑا تھا اس وقت فیٹی کے منہ سے سوائے اسکے اور کچھ نہ نکلا کہ:۔

"مین نے کچھ نہین کیا!"

اس کے بعد ورجینیا راب ایک اسپتال مین پہونچادی گئی جہان وہ چند روز کے بعد مرگئی۔

فیٹی پر ورجینیا کے قتل کا الزام لگایا گیا کیونکہ وہ ورجینیا کے

TURE SUPPLEMENT

Miss. ROKEYA.

OCHANA.

huri.

D. B. Aurora Film Co.

قتل کا الزام لگایا گیا۔ کیونکہ وہ ورجینا کے چیخنے کے وقت اس کھڑکی مین موجود تھا اور اس الزام مین گرفتار کرکے مقدمہ کا چالان کیا گیا فینٹی کی گرفتاری کی خبر بہت جلد اطراف عالم مین مشہور ہوگئی اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ جس فلم کمپنی مین وہ ملازم تھا اس کے رسوائی و بدنامی کے خیال سے اسے بہت جلد اپنے یہان سے علیحدہ کردیا۔

مقدمہ کی کارروائی ختم ہوئی تو فینٹی بری ہوگیا کیونکہ فینٹی کے خلاف حاکم عدالت کی رائے مین ثبوت کافی نہ تھا۔ مگر فلم کمپنیون نے اب بھی فینٹی کو اپنے یہان رکھنے سے انکار کردیا اس لئے اس کی حالت بہت زار ہوگئی۔ اور رفتہ رفتہ اس کا سارا اثاثہ ختم ہوگیا اور آخر کو وہ اس حال مین مرا کہ اس کے پاس ایک پائی بھی نہ تھی۔

باوجودیکہ اس بدنامی نے فینٹی کو ہمیشہ کے لئے رسوا کردیا مگر پھر بھی کچھ لوگ ایسے ہین جو اس کے فن کی قدر کرتے اور اس واقعہ پر دل سے افسوس کرتے ہین۔

محمد زکریا مائل۔ ریت گھاٹ۔ بھوپال

مشہور فلم اسٹار کی اجرت

مس کانسٹینن بینیٹ فلم اسٹار کو ۶۰۰۰ ہزار پونڈ فی ہفتہ اجرت ملتی ہے اس پر ایک امریکن نے یہ اعتراض کیا ہو کہ آخر اسمین کون سی ایسی قابلیت یا استعداد ہو جسکے لئے اسکو اس قدر اجرت دی جاتی ہو۔

لیکن درحقیقت یہ اجرت جس قدر زیادہ معلوم ہوتی ہو اس قدر زیادہ نہین ہے مس بینیٹ کو ایک ہفتہ مین چھ ہزار پونڈ ملتے ہین یہ تو ممکن ہے لیکن یہ قطعی ناممکن ہو کہ ہر ہفتہ اسکو ۶ ہزار پونڈ ملتے ہون علاوہ برین ایک لاکھ پونڈ سالانہ کی اجرت سے باشندگان انگلستان و امریکہ بخوبی واقف ہین اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ برطانیہ ۱۲۰۱ - افراد کی آمدنی ایک لاکھ پونڈ سالانہ سے زائد ہے حالات پر غور کرنے سے یہ چلتا ہو کہ کوئی ہنرمند خواہ وہ سینما سے تعلق رکھتا ہو یا کسی دوسرے شعبہ سے اسی قدر کا مستحق ہوتا ہو جس قدر کہ وہ حاصل کرتا ہو انگلستان مین ایک شخص وائلن بجانے مین ماہر مانا جاتا ہو وہ ایک شب کی اجرت ایکہزار پونڈ لیتا ہو

ایک جوان شکل بڈھا

جس کی عمر اس وقت ساٹھ سال کی ہو لیکن وہ آجکل کے جوانون سے کہین اچھا ہے اس کی اس جوانی پر لوگ صرف تعجب ہی کا اظہار نہین کررہے ہین بلکہ نزدیک و دور کے لوگ اکثر آ آ کر ان کی جوانی اب تک قائم رہنے کی وجہ دریافت کرتے رہتے ہین لیکن وہ سب کو ایک مختصر سا جواب دیتا ہو جسکو سنکر بعض لوگ صرف تعجب کا اظہار اور بعض لوگ اسپر عمل کرتے ہین لیکن یہ واقعہ ہے کہ جن لوگون نے اس کے کہنے پر عمل کیا ہو وہ جوانی کو بلانے مین کامیاب ہورہے ہین - **بڈھا کہتا ہو** - وقت سے پہلے انسان کو ضعیف بنادینے والا مرض ہے اور زیادہ تر مرضون کی ابتدا قبض سے ہوتی ہو جسکو لوگ معمولی مرض سمجھکر لاپرواہی برتتے ہین لیکن یہ مرض بعد مین موت اور تکلیف کا باعث ہوتا ہو آج سے بیس سال پیشتر ایک مسلمان فوجی ڈاکٹر نے ایک ایسا عرق ایجاد کیا ہے جو کہ تمام بیماریون کی جڑ یعنی قبض کی شکایت کو بالکل دور کردیتی ہو - مین نے اسکو استعمال کیا ہو اس لئے میرا یہ دعوی ہو کہ اس کے بہتر دوا قبض کو دور کرنیوالی آج تک ایجاد نہین ہوئی - مین اس کو روزانہ صبح کو اس کے پینے کے بعد کچھ کھاتا ہون جس کی وجہ سے ایک گھنٹہ بعد ایک خلاصہ پیچانہ ہوجاتا ہے اور دن بھر طبیعت بشاش رہتی ہے اور کھانا بھی جلد ہضم ہوجاتا ہے یہی ایک راز ہے جس کی وجہ سے میرے چہرے کا رنگ سرخ اور قوت بینائی بھی زیادہ ہے اور یہ کوئی شرم کی بات نہین اگر مین یہ کہون کہ میری قوت باہ بھی ویسی ہو جیسا کہ اب سے چالیس برس پیشتر تھی - اگر تم لوگ چاہو تو ۲۰ - خوراک والی ایک بوتل ایک روپے مین علاوہ محصول ڈاک کے اس پتہ پر سے خرید سکتے ہین۔

پتہ :- منیجر عرق اعظم نمبر ۱۷۱ دھرمتلہ اسٹریٹ کلکتہ

Miss. NILAM as Taramati
IN
Harish Chandra.
(A Krishna Talkie)

Miss. INDRA.

Miss. ROKEYA.

Miss. SULOCHANA.
IN
Madhuri.
D. B. Aurora Film Co.

SPECIAL PRESS, 128-B, BAITAKHANA ROAD, CALCUTTA.

Mr. S. M. BAGDE.

Partner of—

Indo American Film Distg. Co. Calcutta.

رنگون میں فلمی تجارت کی حالت زار

از مسٹر ایس۔ ایم۔ باگڈے۔ پارٹنر انڈو امریکن فلم ڈسٹری بیوٹنگ کمپنی

خاص "فلم ریویو" کے لئے

رنگون جو مملکت ہند کا سب سے بڑا تجارتی مرکز اور برما کی سب سے بڑی بندرگاہ ہے کسی زمانے میں فلمی تجارت کی بھی ایک معتبر منڈی سمجھا جاتا تھا۔ برما اور بالخصوص رنگون ناشرین فلم کی نشر و تقسیم کا ایک وسیع میدان عمل تھا لیکن زمانہ حال کی تجارتی اور اقتصادی تنزلی کے ساتھ زلزلوں اور سیلابوں نے بھی تجارت کو بے حد صدمہ پہنچایا۔ برما کی فلمی تجارت کی ... کے خیال سے میں نے حال میں رنگون کا سفر کیا تھا لیکن اس تلخ حقیقت کا مطالعہ کرکے میری مایوسی کی انتہا نہ رہی کہ فلمی تجارت کی سست رفتار بے حد حوصلہ شکن ہے۔ بولتے ہوئے فلموں نے خاموش فلموں کی مانگ تمام دنیا میں کم کر دی ہے رنگون بھی اس سے مستثنیٰ نہیں ہے۔

رنگون میں خاموش فلموں کی تین نمائش گاہیں ہیں۔ ٹوکیز کی گھر صرف دو ہیں ایک تو تجربے کے طور پر شوقینوں نے کھول رکھا ہے اور دوسرا کلکتہ کے مشہور فلم ساز تاجر میڈن کی ملکیت ہے۔ یہاں ہندوستانی متکلم فلموں کا دائرہ نشر بس اسی حد تک محدود ہے۔

جیسا کہ عام طور پر مشہور ہے کہ

نظر اپنی اپنی مذاق اپنا اپنا

سینما بھی اس قاعدہ کلیہ سے مستثنیٰ نہیں ہو سکتا رنگون میں مختلف مذاق رکھنے والی تماشہ بین پبلک ہے جو اپنے مخصوص مذاق کی تصویروں کی نمائش پر اصرار کرتی ہے۔ پس ناشرین فلم کو بھی ہر مخصوص جماعت کے ذوق نظر کا لحاظ کرتے ہوئے مختلف مذاق کی مختلف تصویریں پیش کرنی پڑتی ہیں رنگون کی فلم نواز جماعت زیادہ تر چولیا اور کورنگی قوموں پر مشتمل ہے اور ان کے علاوہ بہت سے ایسے لوگ بھی ہیں جن کا تعلق مزدور جماعت سے ہے۔

از منہ قدیم کے روایتی افسانوں کی فلم جو خاص طور پر کولہاپور اور مدراس کی طرف سے آتے ہیں انہیں یہاں کی پبلک بہت پسند کرتی ہے لیکن کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جن کی رگوں میں جنگجو نسلوں کا خون ہے قدرتی طور پر ایسے لوگ بمبئی کی سمت سے آنے والے رزمیہ فلموں کو ترجیح دیتے ہیں صنعت فلم سازی کا ذوق اب برما میں بھی پھیلتا جا رہا ہے چنانچہ وہاں فی الحال چند مقامی کمپنیاں ایسی بھی ہیں جو خاص برمی تصاویر بنا کر اپنی تماشہ گاہوں میں دکھلاتی ہیں لیکن گذشتہ سال کی مقبولیت اس سال حاصل نہیں اور مالی لحاظ سے بھی کچھ زیادہ نفع بخش ثابت نہیں ہو رہی ہیں تاہم ہندوستانی فلموں کے مقابلے میں یہ برمی فلم زیادہ چلتے ہیں اور زیادہ روپیہ پیدا کرتے ہیں برٹش برما اور لنڈن آرٹ فلم کمپنیوں کے مالکوں نے مجھے اپنے نگار خانوں میں مدعو کیا۔ میں نے وہاں جا کر ان کے کاموں کا بغور مطالعہ کیا اور الحمد للہ یہ دیکھ کر خوش ہوا کہ وہاں نئے مذاق کی تصویریں بنانے کے تمام اسباب موجود ہیں۔ برمی اور ہندوستانی نگار خانوں میں بجز اس معمولی فرق کے اور کوئی فرق نہیں ہے کہ برمی

بقیہ حصہ صفحہ ۲۸ پر ملاحظہ کیجئے

”نورجہاں“ پر ایک سرسری نظر

NOOR JAHAN

ازمسٹر کے۔ رحمان۔ دہلوی

امپیریل موویٹون نے زیرِ کثیر صرف کرکے ”نورجہاں“ کا متکلم فلم تیار کیا۔ ڈرامہ کی زبان گو اردو ہے مگر ڈرامہ پہلے انگریزی میں لکھا گیا ہے۔ بعد میں اس کا ترجمہ اردو میں ہوا ہے اسی وجہ سے اکثر جگہ بے ربط فقرے استعمال کئے گئے ہیں کیونکہ مترجم نے اردو محاورات کو بالائے طاق رکھ کر انگریزی کا لفظ بلفظ اردو ترجمہ کردیا ہے مثلاً اکبر مرزا غیاث کو خلعت شاہانہ عطا کرنے کا حکم دیتا ہے اور نیز منصب خاص کے عہدہ پر فائز کرتا ہے۔ اس کے جواب میں مرزا غیاث کہتا ہے میں آپکا شکریہ ادا کرتا ہوں“ اس جملے کا استعمال بالکل بے محل ہے۔ اس کو کہنا چاہئے تھا: ”حضور کی یہ ذرہ نوازی ہے ورنہ غلام کس لائق ہے“ یا اگر مترجم کو شکریہ کا لفظ لانے کی ضرورت تھی تو اس کو یوں ادا کیا جاسکتا تھا۔ ”جہاں پناہ کا میں کس زبان سے شکریہ ادا کروں“

مرزا غیاث ہمیشہ اپنی اہلیہ ”کو بیوی“ کے لفظ سے مخاطب کرتا ہے۔ ”بیوی سننا۔ بیوی کہاں ہو“ وغیرہ وغیرہ۔ جہانتک میری معلومات کا تعلق ہے ہندوستان کے کسی صوبہ میں بلکہ ہندوستان کی کسی زبان میں شوہر بیوی کو ”بیوی“ کے لفظ سے مخاطب نہیں کرتا۔ نہ ہی انگریزی میں شوہر بیوی کو WIFE کر کے آواز دیتا ہے اب اس کو ڈرامہ نویس کی جدت طرازی کے سوا اور کس چیز سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔

سب سے پہلا سین رگیستان کا ہے۔ جو اس فلم کا بہترین سین ہے مکالمہ بھی خوب ہے مگر یہاں دو باتیں ایسی غیر موزوں ہیں کہ انہوں نے اس سین کی تمام خوبیوں پر پانی پھیر دیا اور اس دردناک سین کو کامک بنا دیا ہے۔

پہلی بات تو یہ کہ ایکٹرس دیکھنے میں تو خاموش معلوم ہوتا ہے یعنی اس کے لبوں کو تو جنبش نہیں ہوتی مگر آواز (بولنے کی) برابر چلی آتی ہے دوسری بات تو نہایت ہی تکلیف دہ ہے۔ یہاں ڈرامہ نویس نے سخت ٹھوکر کھائی ہے اور شرقی طرزِ معاشرت سے بے بہرہ ہونیکا ثبوت بہم پہنچایا ہے۔ مرزا غیاث کی اہلیہ دردِ زہ سے بےچین ہوکر کہتی ہے ”بچہ تولد ہونے کا وقت آگیا“۔ ایک اعلیٰ خاندان کی شریف ایرانی خاتون سے ان الفاظ کا ادا کرانا اس کی کھلی ہوئی توہین ہے مالکان کمپنی کو چاہئے کہ اس جملہ کو فوراً نکال دیں۔

مینا بازار میں نورجہاں اور اس کی ماں کو دکھایا ہے کہ تیل عطر کی دوکان پر بیٹھی ہیں۔ اکبر آتا ہے اور غیر شریفانہ الفاظ میں نورجہاں کے حسن کی تعریف کرتا ہے اور نورجہاں کی ماں اپنی جوان بیٹی کے حسن کی تعریف سنکر بڑی خوشی کا اظہار کرتی ہے یہ بالکل لغو چیز ہے۔

ایک ہندوستانی فلم کمپنی کا شرقی طرزِ معاشرت سے بیگانگی کا یہ ثبوت پیش کرنا باعثِ صد شرم ہے۔ اس گفتگو کو بھی ضرور حذف کردینا چاہئے اسی طرح اور متعدد جگہ بے محل اور غیر ضروری الفاظ استعمال کئے گئے ہیں یہ تو تھی اصل ڈرامہ کی زبان۔ اب ذرا ایکٹروں کو ملاحظہ کیجئے کیونکہ ان میں سے اکثر کی زبان اردو نہیں۔ انہوں نے ڈرامہ کے الفاظ صرف رٹ لئے ہیں پھر بھی وہ اپنی زبان پر قابو نہ پاسکے۔ یہ ایک فطرتی امر ہے ان بیچاروں کا قصور نہیں۔ بیشتر اداکار میں تو اردو سے نابلد

[...]تی معلوم ہوتے ہین - اسی لئے انہون نے اپنے ایکٹنگ کی داد ناظرین
[...]ے قہقہون کے ذریعہ وصول کی ہے -

[...]رجہان کا پارٹ کرنیوالی بیودن ہے - وہ اینگلو انڈین طرز پر اٹک اٹک کر
[...]ردو بولتی ہے - ایک جگہ کہتی ہے " ہائین (ہین) ..... اب .....
[...]وم سے (تم سے) ..... کبھی جودا (جدا) نہین ہون گی " جدا کو جودا
[...]ے اس کے " جو " پر وہ مدلگایا ہے کہ وہ اکدم جو او اودا ہوگیا ہے
[...]سی طرح جب مرزا غیاث سرا مین آتا ہے تو ایک شخص ببیا اردو مین
[...]بات پوچھتا ہے " کیا آپ مجھے اپنا نام بتلا سکتے ہو "۔

فوٹوگرافی کے لحاظ سے فلم نہایت اعلی ہے - اور بلا خوف تردید کہا
جاسکتا ہے کہ فلم فوٹوگرافی مین میڈن کے بعد ہندوستان مین امپیریل کا
درجہ ہے کئی مناظر اس مین نہایت دلفریب ہین لیکن بعض جگہ فلم مین
"HALA-TION" ہوگیا ہے آواز صاف نہین ہے اسمین ایک طرح
کی " خرخراہٹ " پائی جاتی ہے "

ڈائرکشن مین بھی بہت سی خامیان ہین - مثلاً سلیم اور نور جہان
کی تعلیم گاہ کا ایک سین ہے - دو رویہ بچے بیٹھے ہوئے ہین جن کے سامنے
رحلون پر خوب ضخیم کتابین رکھی ہوئی ہین - کمرے کے ایک سرے پر علامہ
ابوالفضل محمد فیضی بھی عجیب قلندری وضع مین براجمان ہین - طلبا بھی
پڑھ رہے ہین اور استاد بھی تو از بجائے نہایت انہماک کے ساتھ خوب
بلند آواز پڑھ رہے ہین - شاید سبق یاد ہو رہا ہے تمام طلبا و طالبات
سامنے بھی چھوٹی تو موٹی موٹی کتابین ہین اور پڑھتے سب کے سب ہین
الف - بے - تے - ثے خوب! میرے خیال مین ڈائرکٹر صاحب کو کسی
تعلیم گاہ مین جانیکا اتفاق نہین ہوا - ورنہ یہ مضحکہ انگیز سین پیش
کرتے -

[...]ب دکن ہاتھیون کی لڑائی دیکھنے مخلوقات جمع ہوتی ہے تو مجمع مین
[...]ترکی ٹوپی والے - ہیٹ والے - ہاف کوٹ والے - شیروانی والے
[...]کوٹ والے - سو دکھائی دیتے ہین - سلیم کے بال آج کل کے فیشن پر
[...]ترشے ہوئے ہین - دربار جہانگیری مین رقاصہ تخون کے بن موجودہ دور

کے مغربی طرز مین رقص کرتی ہے - زنان شاہی جو دکھائے ہین ان مین
مُہر بین ندارد ہین - مینا بازار مین بیگمات ایک ساتھ اپنے محلون سے
نکلتی ہین اور فوج کی طرح قطار باندھ کر چلتی ہین - شاید فوجی قواعد سیکھ
رہی تھین "

نور جہان کا مشہور قصہ کہ " کبوتر یون اڑگیا " عجیب پیرایہ مین پیش کیا ہے
سلیم دو کبوتر ہاتھون مین لئے ہوئے نور جہان کے پاس تیوری
چڑھائے ہوئے آتا ہے اور عجیب حکمانہ اور غصہ کے لہجہ مین " ہولے
پکڑو " کہہ کر چلا جاتا ہے - نور جہان کے ہاتھ سے کبوتر اڑ نہین جاتا بلکہ
صاف معلوم ہوتا ہے کہ دانستہ اڑا دیا گیا ہے -

سلیم پھر آتا ہے اور ایک کبوتر دیکھ کر کہتا ہے دوسرا کہان ہے نور جہان
دوسرے کو بھی اڑا کر اٹھلا کر کہتی ہے یون اڑگیا یہان یہ بات قابل غور ہے
کہ سلیم جس وقت کبوتر دیتا ہے تو نور جہان سہمی سہمی رہتی ہے اور جب اس
سے قصور سر زد ہو جاتا ہے تو اس کے چہرے سے پشیمانی اور ندامت کے آثار
پائے جانے کے بجائے لبون پر تبسم ہوتا ہے - اس سین کے ہونے سے
نہ ہونا بہتر تھا -

میرے خیال مین اس مین سب سے بہتر ایکٹنگ مس زلو کا ہے ریگستان
والے سین مین جو نہایت ہی دردناک ہے - بالکل نیچرل ایکٹنگ ہے
مسٹر زاور بھائی (مان سنگھ) جے خان صاحب (مرزا غیاث) نے
خوب اچھا کام کیا ہے - مسٹر مظہر خان (اکبر اعظم) کا ایکٹ بھی برا نہین
کیونکہ مس دیبالا کا کیمرے کے سامنے آنیکا پہلا موقعہ ہے اس لئے انکی
ایکٹنگ مین خامیان ہونی کوئی عجوبہ نہین - زبان سے ناآشنا ہونیکے
سبب جوان پر قہقہے لگے، اس کی زیادہ تر ذمہ داری کارکنان کمپنی
پر عائد ہوتی ہے -

مسٹر نیام پلے سلیم کے پارٹ کے ہرگز لائق نہین - منھ بنانے - ہاتھ
جھٹکنے اور اپنے اوپر تشنجی کیفیت طاری کرنے مین وہ شاید اپنے نزدیک
کوئی خوبی سمجھتے ہون تو ہون - ورنہ اس مین کوئی صفت نہین -

اب رہا فلم کا قصہ تو اس مین ڈرامہ نویس اور امپیریل فلم کمپنی نے

کئی ایک غلط تواریخی واقعات کو پیش کرکے اپنی کوتاہ فہمی کا ثبوت دیا ہے جہانگیر کے کیرکٹر کو تو اس بری طرح پیش کیا ہے گویا وہ پرلے درجہ کا عیاش اوباش اور باپ کا نافرمان تھا۔ ایک جگہ دکھایا ہے کہ اس نے نورجہان کا اغوا کرایا اور ملاح کے بھیس میں اس سے کشتی میں ملاقات کی اور بھی کئی واقعات ایسے ہین جن کا تاریخ مین کوئی ثبوت نہین اسی وجہ سے اسلامی اخبارات نے اس فلم کے خلاف آواز اٹھائی۔ ایک فلم کو پبلک مین پیش کرنے سے پہلے اس پر ضرور غور کر لینا چاہئے کہ وہ غلط تواریخی واقعات سے پاک ہو اور اس مین کوئی بات ایسی نہ ہو جس سے کسی کے جذبات کو ٹھیس لگے کیونکہ ان باتون کا خیال نہ کرنے سے کمپنی کی نیک نامی پر حرف آتا ہے۔

اس سلسلہ مین

ایک بات اور قابلِ غور ہے کہ بعض اسلامی جرائد کی رائے ہے کہ شاہانِ اسلام کے تواریخی واقعات کو فلم مین لانا ممنوع قرار دیا جائے۔ فلم مین کیا کیا فوائد مضمر ہین اس پر انہوں نے غور نہین کیا ورنہ وہ یہ فیصلہ نہ کرتے۔ ہاں اس مین شک نہین کہ

اصلاح کی ضرورت ہے

افسوس

کہ امپیریل فلم کمپنی کے مایۂ ناز آرٹسٹ مسٹر ایلی ذر سیموئیل ۲۳ نومبر ۱۹۳۱ء کو دارِ فانی سے کوچ کر گئے۔ مسٹر ایلی ذر کی نسبت صرف اتنا لکھ دینا کافی ہے کہ وہ بمبئی جیسی جگہ کے طبقہ ایکٹران مین باواجی کے نام سے پکارے جاتے تھے اور مالکان کمپنی خود بھی ایلی ذر باوا کے نام سے پکارتے تھے یہ ہندوستان کا نامور آرٹسٹ قارئین کرام کو رات کی بات۔ دام رحیم و شکم فلم عالم آرا مین و دیگر کئی ایک امپیریل فلمون مین اپنے کمالات دکھا چکا ہے ہم مالکان امپیریل فلم کمپنی اور پسماندگان مرحوم سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہین

صفحہ ۲۵ کا بقیہ حصہ

نگارخانون مین مناظر کھینچے جاتے ہین جن کا تعلق ان کے ذوق سے ہے وہان رات کو بجلی کی روشنی مین بھی منظر کشی کے خاص سامان ہین اور مین سمجھتا ہون کہ وہ بہت جلد ٹاکی فلم بنانے کا بھی ارادہ رکھتے ہین۔

برمی فلم اگرچہ کمال فن کے لحاظ سے ہندوستانی فلمون کا مقابلہ نہین کر سکتے لیکن مین اس لحاظ سے ان کو کم نہین سمجھتا کہ برما مین صنعت فلم سازی کی ابھی ابتدا ہے اور ابتدائی منازل مین ایسے فلم بھی بنا لینا ہزار غنیمت ہے۔ برما کے اندرونی حصوں مین برمی فلم کی بہت سرپرستی کی جاتی ہے اس لئے ناظرین ہفتے مین چار دن برمی فلم دو دن ہندوستانی اور ایک دن بیرونی تصاویر پیش کرتے ہین۔ اس طرز عمل سے ہر ذوق کی پذیرائی ہو جاتی ہے

موجودہ تجارتی تنزل جس کے پیچھے فلم کمپنیون کے جیب و دامن کو آئے دن کوتاہ کرتا جا رہا ہے آمدنی کی کمی ٹکٹ گھر کی رسیدون سے ظاہر ہے۔ بیچارے فلمی تاجر اچھے دن آنے کے لئے دست بدعا ہین لیکن ابھی تک کوئی صورت حال ایسی نظر نہین آتی جسے امید افزا کہا جائے۔

غریب فلم کمپنیان ایک وقت مین دو دو تماشے دکھاتی ہین فلم کے اسٹیج پر رقص سرود کا رنگ رچاتی ہین۔ لیکن مالی حیثیت سے نتیجہ وہی ڈھاک کے تین پات۔ حالانکہ ٹکٹ کے نرخ مین کوئی اضافہ نہین کیا جاتا۔

کمپنیون کی ہمیشہ یہ کوشش ہوتی ہے کہ وہ بہتر سے بہتر چیز کم سے کم قیمت مین پیش کرین لیکن باوجود اس کے ٹکٹ گھر کے کیش بکس مین ہمیشہ سناٹا رہتا ہے۔ اگر کچھ دنون یہی حال رہا تو مین ڈرتا ہون کہ ہندوستانی فلم کے ناظرین برما اور خاص طور پر رنگون کو فلمی تجارت کا ایک بہتر ترین بازار سمجھنے پر مجبور ہونگے۔

چند شکوے

از جناب عابد گلریز صاحب اسسٹنٹ سیکرٹری دی ایسٹرن فلم آرٹ پروموٹرز

ہندوستان میں صنعت فلم سازی کا گو دور اولین ہے۔ مگر اس دور میں بھی اتنی فلم ساز کمپنیاں عالم وجود میں آچکی ہیں کہ جن کا شمار اگر مشکل نہیں تو محال ضرور ہے۔ مگر ان تمام کمپنیوں کے تیار شدہ کارناموں میں سے عمدہ ڈراموں کے نام صرف انگلیوں پر شمار کئے جا سکتے ہیں ہم اس فن میں یورپ کے مقلد ہیں اور امریکہ ہمارا بہترین استاد مگر جب ہمارے پروڈیوسر اور ڈائرکٹر کسی نئی کہانی کو تخلیق فرماتے ہیں تو خدا جانے وہ کیوں اپنے استادان فن کی طرف سے آنکھیں پھیر لیتے ہیں۔ مجھے یہاں ایکٹنگ یا لباس پر تنقید مقصود نہیں کیونکہ یہ چیزیں ہندوستان میں تو سوائے معدودے چند ڈراموں کے یکسر عنقا ہیں۔

مجھے اگر کوئی شکوہ ہے تو صرف اس قدر کہ آپ کی کبھی کوئی کہانی اس قابل نہ ہو سکی جسے علم نفسیات کا بہترین ذخیرہ کہا جا سکے اور کبھی کسی کہانی میں بھی کیمرہ کی آنکھ شکم سیر نہ ہو سکی۔ آپ نے کہانی کے وجود کو صرف ہذلیات اور کیمرے کی آنکھ انسانی آنکھ نہیں بلکہ پتھر کی آنکھ سمجھ رکھی ہے۔ کیا آپ کسی ایسی کہانی کو تمثیلاً پیش کر سکتے ہیں جس نے انسانی جذبات میں مدوجزر پیدا کر دیا ہو کیا آپ کی کسی کہانی نے یورپ کی طرح کسی ایک فرد واحد کو بھی دنوں مغموم اور پہروں خوش رکھا ہے لیکن اور فی الحقیقت ہیں تو پھر اس بیہودگی سے حاصل۔

معاف کیجئے اگر میں آپ کو کور ذوق کہہ گذروں تو اس میں میری کوئی خطا نہیں۔ کیونکہ آپ آج تک نہ تو کبھی کسی اچھی کہانی کے انتخاب میں کامیاب ہوئے ہیں اور نہ ہی کبھی آپ نے کہانی کو ان نظروں سے دیکھا ہے جن سے غریب پبلک اسے دیکھنے کی تمنی ہے۔

دوستو آپ لوگوں کے ذمے صرف اپنے جذبات۔ خواہشات اور جیب بھرنے کا فرض ہی نہیں اگر دوسروں کے لئے سامان تفریح بہم پہنچانا بھی ہو دوسروں کے نفسانیات کو بیدار کرنا بھی ہے اور یہ اس وقت تک ممکن نہیں جب تک آپ علم نفسیات کے ماہر نہ ہو جائیں۔ آپ کا فرض ہو کہ آپ بازاروں کے چکر لگائیں۔ میلوں۔ تماشوں میں نقادانہ نظریں لے کر جائیں اور انسانی فطرت کا مطالعہ کریں اور پھر اس مطالعہ سے سبق لیکر اپنی کہانیوں کو اس رنگ میں پیش کریں جو عوام کے جذبات و خلائق اور عادات پر اثر انداز ہو سکیں مجھے ایک یورپین ڈائرکٹر کا قول یاد ہے کہ

> آپ ان تکالیف کا اندازہ بھی نہیں کر سکتے جو ایک ڈائرکٹر کو آپ کی دو گھنٹہ کی تفریح کے لئے برداشت کرنا پڑتی ہیں۔"

مگر خدا کے لئے آپ ہی فرمائیے کہ آپ نے بھی آج تک کوئی تکلیف برداشت کی ہے۔ کیا آپ کی آنکھوں کے سامنے یورپ والوں نے بازاری عورتوں اور معمولی معمولی انسانوں کو قعر مذلت سے نکال کر آسمان فلم کا درخشاں تارہ نہیں بنا دیا۔ اور کیا اس کے مقابلہ میں آپ ایک بھی مثال پیش کر سکتے ہیں جہاں آپ نے اپنی کسی کہانی کو عالم وجود میں لانے کے لئے موزوں انسان کی تلاش میں اسٹیڈیو (   ) سے ایک قدم بھی باہر نکالا ہو۔ فرمائیے کیا آپ کوئی رودلف ولنٹینو

تفریح نہ آتی ہوں گی؟ کیا پردہ فلم پر عاشق و معشوق کی گفتگو اور ہزاروں طرح کے غیر مہذب مناظر۔ بوسہ بازی اور لپٹ جھپٹ کا ان پر اچھا اثر پڑتا ہوگا۔؟

اگر گورنمنٹ عالیہ کے قانون کی رُو سے ایک نوجوان اور ایک دوشیزہ میں غیر مہذب یا غیر قانونی تعلقات پیدا کرنا سخت جرم اور مستوجب سزا ہے تو کیا اس قسم کے بداخلاق اور غیر مہذب واقعات دکھا کر نوجوان بچوں اور لڑکیوں کے جذبات کو اس قسم کی کارروائیوں کی طرف رجوع کرنا ناجائز اور غیر قانونی قرار نہیں دیا جا سکتا یا صرف غیر مہذب واقعات کو غیر قانونی قرار دینے سے صنعت فلم سازی کو نقصان ہونے کا اندیشہ ہے پس ہم گورنمنٹ ہند سے استدعا کرتے ہیں کہ وہ ہندوستان میں اس قسم کے مناظر کو فوراً غیر قانونی اور ناقابل نمائش قرار دیکر ہونہار اور نوجوانان ہند پر احسان کرے اور ساتھ ساتھ ہم اپنے نمائندگان اسمبلی اور خاص طور پر مسٹر ہرشا درلائے شاردا ہا سے اپیل کرتے ہیں کہ آپ اس قانون کے بنانے میں بھی اتنی ہی طاقت اور اولوالعزمی سے کام لیں جتنا کہ آپ نے شاردا ایکٹ کے بنانے اور منظور کرانے میں لیا تھا اس کے بعد ہم اپنے ممبران بنگال سنسر بورڈ سے بھی ملتجی ہیں کہ کسی ایسی فلم میں اپنے دستخط ثبت نہ فرمائیں جن میں بوسہ بازی اور اسی قسم کے دوسرے غیر مہذبانہ مناظر ہوں۔

آخر میں ہم اپنے تمام فلمی و دیگر معاصرین سے بھی اپیل کرتے ہیں کہ اس آواز کو ملک کے ہر کونے میں پہونچا کر اپنے غیور ہونیکا ثبوت دیں

* * * * *

صِرف - صحافت ہی ایک ایسا منفرد اخبار ہے - جسکے بارہ ایڈیٹر ہیں

قیمت فی پرچہ ایک آنہ - پتہ نمبر ۲ گیس اسٹریٹ کلکتہ

کلکتہ فلم کمپنی لمیٹڈ

نمبر ۲۳/۲ گریش بدیا رتنا لین کلکتہ

منظور شدہ سرمایہ :- ایک لاکھ روپیہ

جو دس دس روپے کے دس ہزار حصوں پر منقسم ہے

ہر حصہ کی رقم حسب ذیل طریقہ پر چند قسطوں میں واجب الادا ہے۔

فی حصہ تین روپیہ درخواست کیساتھ اور تین روپیہ الاٹمنٹ پر تاریخ منظوری سے تیس دن کے اندر آنا چاہئیں باقی چار روپے طلب الاٹمنٹ کی تاریخ سے تیس دن کے اندر آنی چاہئیں

ہر درخواست کے ساتھ ایک روپیہ داخلہ فیس بھی آنا چاہئے۔ زبردست بورڈ آف ڈائرکٹر اور نہایت عمدہ منیجمنٹ

کمپنی نے کام شروع کردیا ہے ایک کتاب "بنگال اینڈ فرینڈشپ" زیر طباعت ہے جو عنقریب شایع ہوگی تھوڑے حصص اب بھی خریدے جاسکتے ہیں حصص فروخت کرنے کیلئے معقول کمیشن پر ایجنٹوں کی ضرورت ہے۔ مزید حالات مندرجہ بالا پتہ سے معلوم کیجئے۔

ضرورت

کلکتہ فلم کمپنی کو چند ایکٹر اور ایکٹرس کی ضرورت ہے درخواست کے ہمراہ تصویر اور خصوصیت تفصیل کے ساتھ آنا چاہئے

فلموں میں بوسہ بازی قانوناً ممنوع قرار دیا گیا

(پ)

از جناب شرر صاحب

مندرجہ بالا عنوان کے زیر تحت عزیز بھائی جمال صابری ہماری [illegible] اشاعت میں پر زور آواز اٹھا چکے ہیں جسکو صرف انہی کی آواز [illegible] خیال کرنا چاہیے بلکہ وہ ایک ایسی آواز ہے جس سے چند روز بعد صرف [illegible] ہندوستان ہی نہیں بلکہ تمام دنیا متاثر ہو جائے گی۔ ہم بھی اس اشاعت [illegible] کچھ اور لکھنے کی بجائے اس آواز کی پر زور تائید [illegible] کرتے ہیں کیونکہ یہ وہی آواز ہے جسکو ہم سال ۱۹۲۹ء میں ہندوستان [illegible] کے معاصرین کیا تھا آواز بلند کر چکے ہیں مگر ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر [illegible] اس آواز کی شنوائی نہیں ہوتی۔ کیا ہم غلطی پر ہیں یا یہ آواز ناجائز [illegible] پریشانی اور بھی بڑھتی جاتی ہے کیونکہ فن "بوسہ بازی" جسکو [illegible] سے منسوب کرنا چاہیے اور بھی بڑھتا ہی جا رہا ہے۔ ہندوستان [illegible] کی عمر ڈیڑھ سو سال سے زیادہ نہیں ہے مگر اس مدت کا ایک [illegible] ہماری جہالت و لاپرواہی میں گذر گیا اور دوسرا حصہ اپنی تنزول [illegible] امریکہ سے صنعت فلم سازی کو لیکر ہندوستان پہنچا اور [illegible] کے تیسرے حصے میں یہاں تک نوبت پہنچائی کہ ہم غلامان ہند [illegible] میں رنگنا شروع کر دیا مگر اس زمانے میں چند رنگتیں ہمپر [illegible] سکیں ہمارے اخلاق اور ہماری تہذیب پر اپنا سکہ نہ جما سکیں [illegible] وہ وقت بھی آ گیا کہ ہندوستانی فلم تیار ہونے لگے اور اگر آج [illegible] برس پیشتر کے ہندوستانی فلم جو ایک محدود تعداد تک ہیں [illegible] دیکھے جائیں تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ بائیسکوپ کسی قوم کے اخلاق [illegible] معاشرت و تمدن پر برا اثر نہیں ڈال سکتا مگر افسوس کہ بدنصیبی

ہندوستان سے رہا عہد وفا نہیں توڑ سکتی اور آخر کار ہمکو اپنے مغربیت کے رنگ میں رنگ ڈالا جوں جوں فلم کمپنیوں کی تعداد میں اضافہ ہوا ویسے ہی بائیسکوپ اور سینما ہوٹل یا دیگر دکانوں کی طرح ہندوستان کے ہر کونے ہر گاؤں اور بازار میں کھل گئے جس کی ترقی کا باعث صرف یہی تھا کہ ہمارے خلیق نوجوان اور شرفاء ہند کے گلستان محبت کی ننھی ننھی پنکھڑیاں بھی اس طرف رجوع ہو گئیں اور دیگر تفریحات میں سینما کو بھی شامل کر دیا گیا مگر ہماری پریشانی کی کوئی حد نہ رہی جب یہ دیکھا کہ صنعت فلم سازی اور بائیسکوپ کی ترقی کے ساتھ ساتھ ان فلموں کی ترقی شروع ہو گئی جن میں بوسہ بازی۔ تخشعانہ جلے۔ عشق و محبت خاص اور نمایاں طور پر دکھایا جاتا ہے انسانی جذبات کی کمزوری دستور قدرت سے ظاہر ہے اگر اسکو صحیح تسلیم کر لیا جائے تو کیا اس ہونہار بچے کے اخلاق پر اس بوسہ بازی اور تخشعانہ جلوں کا اثر پڑ سکتا ہے جو اور ۲ برس کے بعد جوان ہو کر ہندوستان کے میدان عمل میں آنے والا ہے۔

دیکھنے میں آتا ہے کہ بعض سینما اپنے اپنے کھیل خاص عورتوں کے دکھانے کے لیئے خاص اہتمام کرتے ہیں اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر طبقہ اور ہر خیال کی مستورات ہی اس قسم کے تماشوں کی رونق ہوتی ہیں اور فرض کیجیے کہ اگر ایک گھرانے کے چند افراد اس قسم کی نمائش میں حصہ لیئے جاتے ہیں تو باقی بھی فرد ان کے ہمراہ آنا اپنا فرض اولین خیال کر لیتے ہیں تو کیا ایسی صورت میں سینکڑوں نوجوان لڑکیاں ان کھیلوں میں بطور

یا کوئی لن چینی (LON CHANEY) یا کوئی چارلی چیپلن (CHARLIE CHAPLIN) عالم گمنامی سے آسمان شہرت پر لا سکے ہیں۔ آپ نے زیادہ سے زیادہ جو کچھ کیا وہ صرف انڈین چارلی انڈین ڈوگلس۔ اور انڈین ہیرلڈ لائڈ تک محدود ہے جو صرف ان شیدایان آرٹ کا نام بدنام کرکے اپنا پیٹ بھرنے کا سامان کر رہے ہیں اور جنھیں دراصل ان ناموں سے اتنی مناسبت بھی ہے جتنی پانی کے ایک قطرے کو بحر الکاہل سے مجھے اس وقت عالم آرا کا متکلم فلم یاد آگیا جس میں انڈین ڈوگلس۔ مسٹر وِٹھل کے سر وہ پارٹ زبردستی ہنپکا دیا گیا ہے جس کے وہ نہ تو بلحاظ قد نہ بلحاظ عمر اور نہ بلحاظ زبان اہل ہیں۔

فرمایئے جس انسان کو زبان اردو سے دور کا لگاؤ بھی نہ ہو اسے اردو بولنے کے لئے مجبور کرنا اور اس حالت میں کہ وہ کسی ڈرامہ کے ہیرو کس قدر ظلم ہے۔ کیا کوئی شخص یقین کر سکتا ہے کہ مسٹر مغل نے اپنی عمر بھر میں کسی شخص سے محبت کی ہے پھر ان کے سر ایک محبت کرنے والے عاشق کا پارٹ دینا کس قدر واہیات ہے

معاف کیجئے آپ موجودہ وقت میں ملک کا مذاق بگاڑ رہے ہیں آپ جنھیں قدرت نے لوگوں کا اخلاق سدھارنے کا کام تفویض کیا ہے ان کے اخلاق کو پستی کی طرف لیئے جا رہے ہیں۔ خدا کے لئے ہوش میں آیئے۔ اپنے فرض کو پہچانیئے اور گرتی ہوئی قوم کو اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے کے لیئے اس جدوجہد میں مشغول ہو جایئے جو کسی وقت ہمارے بزرگوں کے لیئے باعث فخر و ناز تھی اور جو آج اغیار کا طرہ امتیاز بنی ہوئی ہے۔

نقاد "ایک بہترین علمی۔ ادبی۔ اخلاقی۔ اصلاحی۔ تنقیدی۔ ماہوار رسالہ ہے جو ڈاکٹر اسد۔ مولانا فردوسی۔ اور مسٹر ظفر احمد تبریزی کی زیر ادارت شائع ہو رہا ہے۔ گوناگوں خوبیوں کے باوجود قیمت سالانہ صرف تین روپیہ ششماہی عہ فی پرچہ چار آنہ مینیجر نقاد" ۲۵/۸ مچھوا بازار اسٹریٹ کلکتہ

دنیائے فلم میں حیرت انگیز انقلاب

نیو تھیٹرس لمیٹیڈ کا پہلا اردو ٹاکی

آرہا ہے! آرہا ہے!! آرہا ہے!!!

سو فی صدی بولنے، گانے، اور ناچنے والا فلم

"محبت کے آنسو"

عنقریب آپ پر اور سارے ہندوستان پر یہ ثابت ہو جائیگا کہ نیچرل انداز بیان۔ نیچرل سین سینریز اور نیچرل حرکات و سکنات کا یہ فلم دعویدار ہے۔

تاریخ کا انتظار کیجیے!

فوراً اپنے شہر کے سینما کے لئے بُک کرایئے۔ (فلم ڈسٹری بیوٹر)

المشتہر

مینیجر دی نیو تھیٹرس لمیٹیڈ نمبر ۱-۲- اولڈ پوسٹ آفس اسٹریٹ کلکتہ

TORS!

best experience

TEST.

ENT.

ss.

nana.

s.

Sr.

s.

ne : CAL 4589

HULLO EXHIBITORS!

The Time has come when you are expected to use your best experience in the selection of Films

OURS HAVE LONG STOOD THE TEST.

BOOK THEM NOW!

AVOID DISAPPOINTMENT.

Films	Star
Bondage Veer Bala	Panna.
Telephone Girl Typist Girl Samrat Shiladitya	Miss. Sulochana.
Briefless Barrister Sati Jasma Shirin Ferhad Samrat Shiladitya	Miss. Gohar Sr.

BESIDES A HOST OF OTHERS.

Telegrams : "TUNDUN"

Telephone : CAL 4589

LUCKY FILM SYNDICATE

32-A, Dhurumtolla Street.

CALCUTTA.

EXHIBITORS

Break your Box Office Records

with

Saroj Kohinoor United Artists

Asiain, Orient, Indra Super, Stunt, and Tricolour Productions

Dacoit, Sistors, Lion Hearted, Vagabond Lover, Shadow, Devdasi, Sacrifice, Veer Rajput, Toll of Destiny Nand kumar, Rathod kumari, Madan kokila, Behaari the Bandit, Zalim Zulekha, Discarded love, Radiogirl, Triumph of love, With Stars like Mumtaz, Zubeda, Sultana, Panna, Bulbule, Nirasha, Lilavati, Raja Sandow, Pehlwan, Parbhashanker, Madho Kale, Ghori, Etc., Etc.

And a Great Novelty of English Pictures with Indian Titles

You will in

Invincible, Silent Samson, Don Mike, Man Without Head, High & Handsome, Perils of Jungle, That Darnyarn Etc.

BOOK TO-DAY TO DEFEAT YOUR RIVALS WITH

INDO AMERICAN FILM DISTRIBUTING CO.

157-B, Dharamtolla Street, Calcutta.

Telephone Cal. 3730 Telegrams Visitors

Write for high class Carbones and spare parts of projectors

فلم ریویو

MAYA DEVI
IN
Beggar Girl of Agra

تصنیفات ملا رموزی

سوانح عمری رموزی

[illegible]

نکاتِ رموزی حصہ دوم

حصہ اول سے زیادہ [illegible] لطیف و ظریف اور [illegible]

قیمت [illegible]

عورت ذات

بالکل تازہ تصنیف ہے جس میں ملا رموزی نے یورپ افریقہ امریکہ ایشیا اور ہندوستان کی بیوی کے عجیب و غریب نمونے فراہم کیے ہیں اس میں کونجڑے کی بیوی، حلوائی کی بیوی، دھوبی کی بیوی بقال کی بیوی۔ بھٹیارے کی بیوی، قوال کی بیوی، مولوی کی بیوی صوفی کی بیوی۔ آپ کی بیوی غرض بے شمار بیویوں کے دلچسپ اور عالمانہ نمونے ظریف رنگ میں پیش کیے ہیں۔ قیمت فی جلد ۱۲

نکاتِ رموزی حصہ اول

ملا رموزی کے دو سرے طرز خاص کا دلفریب نمونہ۔ سلاست و فصاحت کی جان، قومی سیاسی اخلاقی علمی معاشرتی حالات کا دماغ افروز مجموعہ مع تصویر ملا رموزی قیمت فی جلد ایک روپیہ عہ

شیطان کی ڈائری

[illegible]

[illegible]

[illegible]

"گرفتاری"

یہ بھی تازہ تصنیف ہے جس میں ملا رموزی نے اپنی انوکھے انداز بیان میں ذیل کی گرفتاریوں کی محققانہ تصویر کھینچی ہے۔ قانونی گرفتاری۔ خیال کی گرفتاری۔ ملا زمانی گرفتاری۔ قرض کی گرفتاری بیوی کی گرفتاری۔ اولاد کی گرفتاری۔ عشق کی گرفتاری۔ زندگی کی گرفتاری۔ عنوانات اور ملا رموزی کا نام کتاب کی دلچسپی کا ضامن ہے۔ قیمت فی جلد عصر

انتخاب گلابی اردو

زبان اردو میں سب سے نیا نمونہ تحریر حصے سوا ظریف اور عالمانہ جو ہندوستان میں مقبول ہے قیمت

[illegible] گلابی اردو

[illegible]

کا عدیم المثال خزانہ۔ حصے سے سوا لطیف اور منتخب مجموعہ فی جلد عار

خواتین انگورہ

[illegible]

قیمت فی جلد ایک روپیہ عصر

ملنے کا پتہ:۔ ملا رموزی بھوپال

آج تک

جتنے فلم ہندوستان میں بنائے گئے تقریبًا سبھوں میں مسلم سوسائیٹوں کو نہایت غلط پیرایہ میں دکھایا گیا ہے - اور ان کا فلم درحقیقت ہندوستانی لباس میں مغربی کریکٹر کا نچوڑ ہوتا ہے مگر

آگرہ کی بھکارن

اِن تمام نقائص سے پاک ہے - اس میں مسلم سوسائیٹی کا طرزِ لباس اور اصلی کیریکٹر دکھایا گیا ہے شریفانہ جذبہ محبت ہندوستان کی نسوانی دنیا کی حیا پرستی، برائی اور نیکی کا مقابلہ - اس طرز پر اس سے بہتر فلم شاید ہی اب تک بنا ہو ہمارا دعوٰی ہے کہ اس سے بہتر طریقہ پر مسلم سوسائیٹی کو اب تک نہیں دکھایا گیا ڈائرکٹر کے تجربات - قدرتی مناظر کی دلفریب تصویریں قابل دید ہے مالک کمپنی نے بھی اسکی تیاری میں بے دریغ روپیہ صرف کیا ہے علاوہ بریں حسین و جمیل مس مایا دیوی اور مس پربھا دیوی کا پارٹ قابل دید ہے

المشتہر

منیجر دی بنگال یونائیٹیڈ فلم کمپنی کلکتہ

"فلم ریویو"

ماہوار - باتصویر

ادارۂ تحریر
وائی کے طارق
اے-ایم-ناشاد بی-اے

قیمت:-
سالانہ:- دو روپیہ آٹھ آنہ
قیمت فی پرچہ چار آنہ

جلد ۱	بابت ماہ دسمبر ۱۹۳۰ سنہ عیسوی	نمبر ۴

فہرست:-

نمبر	مضامین	از خامہ	صفحہ
۱	اف	وائی کے طارق	۵
۲	مست شباب (نظم)	ناوک صاحب	۸
۳	فلم کی شام (ایک مزاحیہ مضمون)	بلرشش	۹
۴	ہندوستان میں متکلم فلم	کمال احمد - راز	۱۵
۵	ایران اور ڈرامہ	پروفیسر شبلی صاحب	۲۰
۶	پس پردہ قطرات اشک	اے-ایم ناشاد-بی-اے ... اڈیٹر	۱۷
۷	معلومات	عبدالرؤف صاحب ...... پروپرائٹر	۲۳
۸	سینما اور اس کی کامیابی	ادبی نقاد رام پوری	۲۵
۹	فلمی مناظر میں جنگی شعبدے	وائی کے طارق ..... اڈیٹر	۲۹
۱۰	بزم مدیر	.... اڈمیٹر	۲۳
۱۱	سپہر فلمستان میں مشاہیر علم	وائی کے طارق .... اڈیٹر	۳۱

یونائیٹڈ پلیرس کے شاندار کارنامے

"لالہ رخ" (رجسٹرڈ) اور سوئیٹ ہارٹ یعنی محبوبہ (رجسٹرڈ)

دو جذبۂ محبت اور جانبازانہ کارناموںکے قابل دید ڈراموں کی فلم بندی شروع ہوگئی

جس میں کمپنی کی دو نووارد حسین وجمیل ایکٹرلیس

مس بہار اختر مس سردار اختر

اور نامور مقبول ایکٹر

مسٹر اے آر کاردار ہیرو اور ہیروئن کا پارٹ کر رہے ہیں

کمپنی کے تین شاہکار "شیفرڈ یعنی گڈریا" "ماسکڈ بینڈٹ یعنی نقاب پوش ڈاکو"

اور "گولڈن ڈیگر یعنی سنہرا خنجر" تیار ہوگئے

اس نایاب موقعہ سے فائدہ اٹھانے کے لیے جلد بک کر لیجیے

مینجر یونائیٹڈ پلیرس کارپوریشن

راوی روڈ ـ لاہور نمبر ۷-۸ ـ الفنسٹن سرکل ـ بمبئی

ٹیلیگرام :- "پلیرس" پوسٹ بکس نمبر ۶۸۷ ـ ٹیلیگرام :- "ڑبا ڈاگی"

عبدالرؤف پرنٹر پبلشر نے عصر جدید پریس سے چھپوا کر ۱۲/۱۳ شوار بگان دفتر فلم ریویو کلکتہ سے شائع کیا

افسانہ ما

یہ شکایت بیجا نہیں کہ رسالہ وقت پر شایع نہیں ہوتا اور یہ بھی ہم مانتے ہیں کہ فلم ریویو کو جن کامیاب صورتوں میں نکالنا چاہتے تھے اس میں اب تک ہم کو پوری کامیابی بھی نہیں ہوئی لیکن کیا کیا جائے اس گناہ کے ہم سزاوار کبھی بھی ٹھہرائے نہیں جاسکتے۔ اس جرم کا ارتکاب بھی ہم سے نہیں ہوتا۔ کلکتہ جیسی اردو کے لیے شورزمین میں جو اردو پریس کی دقتیں پیش آنی چاہیئے وہ تو آپ پر ظاہر ہیں۔ پھر اس پر پریس آرڈیننس کا نفاذ ۱۵ اکتوبر تک اسی امید و بیم میں رہے کہ پریس آرڈیننس کی تنسیخ کے بعد کیا ہوا امید تھی کہ اب پریشانیوں سے دوچار نہیں ہونا پڑیگا لیکن اس کے بعد بھی وہی چال بے ڈھنگی قائم رہی۔ کاتبوں اور پریس والوں کے ساتھ لگے رہنا ہمارا شب و روز کا مشغلہ تھا۔ چنانچہ ان مصائب سے ہمیشہ کے لیے گلوخلاصی حاصل کرلینے کے لیے اب رسالہ کے اپنے پریس کا انتظام کیا جارہا ہے۔ اور اسکے بعد یہ یقیناً اپنی پابندی وقت کے ساتھ شایع ہوا کریگا۔ ہم بھی دن رات کی پریشانی سے بچ جائیں گے اور آپ کی شکایتیں دور ہوجائینگی۔

صرف یہی ایک وجہ تاخیر اشاعت کی نہیں ہے۔ صاحب الرائے حضرات یہ تسلیم کیے بغیر نہیں رہ سکتے کہ فلم ریویو میں ہر ماہ اتنی تصویریں شایع ہوتی ہیں جتنی ہندوستان کے بہترے اردو رسالوں کے خاص نمبروں اور سالناموں میں بھی نہیں ہوتی۔ ان تصویروں کے حصول اور تیاری میں سخت جانفشانی کرنی پڑتی ہے مضامین کی تیاری۔ تصویروں کی چھپائی اور پھر اچھی تصویروں کے انتخاب میں جو مصائب پیش آتے ہیں اسکا اندازہ کچھ خود وہی کرسکتے ہیں جو اس دنیا میں ہیں یا رہ چکے ہیں۔ مضامین کے لیے ہم نے تمام شیدایان فلم کو مدعو کیا کہ اپنے تجربات اور خیالات زریں بغرض اشاعت ارسال فرمایا کریں۔ فلم ریویو ان ہی حضرات کی دلچسپی اور معلومات کو وسیع کرنے کیلئے جاری کیا گیا ہے۔ اس سے کسی نفع کی غرض نہیں ہے لیکن ہر ماہ کاتب صاحب اڈیٹر صاحب کا منہ تکتے رہتے ہیں۔ ہمیں فلم ریویو کے ذریعہ عوام میں اس صنعت کو

مقبول بناتا ہے - اسلئے اہل قلم حضرات اور شائقین فلم سے امید ہے کہ اس کے لیے تنقیدی یا اسی قسم کے مضامین ہمیشہ بھیجا کرینگے - جو بشرط پسندیدگی ضرور زیب رسالہ کیا جائے گا -

ہمیں امیروں سے غرض نہیں کیونکہ وہ اپنی دولت کے خمار میں مست رہا کرتے ہیں - انھیں تو اپنی غفلت شعاری میں مست رہنے دیا جائے - ان سے نہ تو قوم کچھ فائدہ اٹھا سکتی ہے اور نہ ان کے عزیز و اقربا، اعضائے جسمانی کے مجہول حصہ کی طرح وہ محض بیکار ہیں - انکا وجود مادر ہند کے سینہ پر ایک بوجھ ہے نہ ہمیں ان حضرات سے شکایت ہے جنھوں نے فرمائش دیکر وی پی واپس کر دیا - اور جتا دیا کہ بداخلاقی کی اتنی بدترین مثال بھی قائم کی جا سکتی ہے - اُن چار سو سے زائد سرپرستان صنعت - محبان قوم شیدایان فلم حضرات کے متعلق بھی کیا کہا جائے - جنھوں نے "بلا اجرت" نمونہ منگایا اور حسب وعدہ ایک کارڈ کے ذریعہ اطلاع تک نہ دی کہ آیا رسالہ اُن کی خدمت میں وی پی بھیجا جائے یا نہیں - اب تک رسالہ کے جتنے خریدار ہوئے ہیں وہ زائد تر وہی حضرات ہیں جنھوں نے مفت نمونہ کا منگائے - اور "مشکور ہونگا" لکھے بغیر رسالہ کی خوبی پر خریداری قبول کی ہے - ہاں مجھے شکایت ہے اور وہ ان دلدادگان فلم انڈسٹری سے کم از کم ۳-۴ خریدار مہیا کر سکتے ہیں، جو رسالہ کا اپنے دوستوں اور سوسائٹی کے ممبروں سے تعارف کرا سکتے ہیں لیکن اب تک نظر التفات پھیرے ہوئے ہیں اگر آپ فلم ریویو کو ہر ماہ ۱۲ تصویروں اور بہترین مضامین کے البم کی صورت میں دیکھنا چاہتے ہیں تو بس آج ہی سے جہاں تک زیادہ ممکن ہو خریداری کی فرمائش بھجوائیے - اگر جنوری ۱۹۳۱ء کے آخری ہفتہ تک تین سو نئے خریدار فہرست میں داخل ہوئے تو فروری سے آپ فلم ریویو کو ایک نئی اور عجیب و غریب صورت میں پائینگے -

اس نمبر میں ہمارے برادر معظم پروفیسر شبلی ام اے کا ایک مضمون "ایران اور ڈراما" زیب رسالہ ہے - اس قسم کے مضامین بھی فلم ریویو میں وقتاً فوقتاً شایع ہوتے رہیں گے - جسے امید ہے کہ قارئین کرام ضرور پسندیدگی کی نظر سے دیکھینگے -

چونکہ دفتر کی تبدیلی منتظموں کے اضافہ اور پریس کے قائم کرنے کی مشغولیتوں میں مصروف رہنا پڑا اس لیے نومبر کا پرچہ شایع نہ ہو سکا - آئندہ سے ہر ماہ قارئین کے خدمت میں بلا تاخیر پرچہ پہونچتا رہے گا

- امید ہے کہ آپ اس تاخیر کو معاف فرمائیں گے -

سچ پوچھیے، تو ہمیں کسی رسالہ کو اڈٹ کرنے کا

بہت شوق تھا۔ لیکن اب ہم اپنی اس "بدشوقی" کا خمیازہ بھگت رہے ہیں۔ اب تجربہ ہوا کہ کسی رسالہ کے ادارت کی ذمہ داری کسی طرح "قید بامشقت" کی سزا جھیلنے سے کم نہیں۔

مس مایا دیوی کی من موہنی تصویر زینت رسالہ ہے۔ آپ اندرا دیوی (مدن کی ایک کامیاب ایکٹرس) کی چھوٹی بہن ہیں۔ لیکن حسن و کمال اور فن جذبات نگاری میں ان سے کہیں بڑھی چڑھی ہیں۔ تصویر کو غائرانہ نظر سے دیکھئے۔ اس کے چہرے پر دلفریبی کیا تھی افسردگی۔ معاذاللہ۔ ابھی عمر ہی کیا ہے ۱۴-۱۵ برس کی تو ہیں اس پر قدرت نے چہرہ پر کیا یاس پیدا کی ہے۔ کیا معصوم چہرہ پایا ہے۔ دعا ہے۔

ترا کمال ترقی کرے قیامت کی؛
ترا جمال بڑھے حسن جاوداں کی طرح

ٹائٹل کے پہلے صفحہ کا تو تعارف ہو چکا اب آخری صفحہ پر دیکھئے۔ یہ دنیائے فلم کی حسین ایکٹرس مس گوہر ہیں۔ جو اسوقت رنجیت فلم کمپنی کی اسٹار ہیں۔ اس تصویر پر تو فلم کے مشاہدہ کے بعد تنقید کرینگے لیکن اس میں شک نہیں کہ

"ہونہار بروے کے چکنے چکنے پات"

کی مثال ان پر صادق آتی ہے۔

فلم ریویو" کے آئندہ نمبر کے چند مضامین

(۱) ایک غیر مطبوعہ فلمی افسانہ جس کی فلمبندی کی وجہ سے ایکس انگرام نے اسلام قبول کیا۔
(۲) شیخ افتخار رسول کی کہانی خود اُن کے بھائی کی زبانی۔ خاص فلم ریویو کے لیے لکھا گیا۔
(۳) ایک ہندوستان کی مقبول ایکٹرس کی پر لطف سوانح عمری۔
(۴) احساسات کی ایکٹنگ "تعلیمی مضمون"
(۵) فلم اور متعلقات فلم کے متعلق چند دلچسپ معلومات۔
(۶) ایکس انگرام نے کیوں اور کس طرح اسلام قبول کیا۔
(۷) ایک پراز معلومات صنعتی مضمون۔
(۸) بزم مدیر۔ لاہور۔ مدراس اور کلکتہ کی تازہ ترین خبریں۔

اسکے علاوہ دوسرے مفید نتائج افزا مضامین بھی ہونگے۔ جو قلت گنجائش کی وجہ سے اس نمبر میں شائع نہیں ہو سکے۔ تصویریں بھی نہایت حسین و جمیل ہونگی۔ جن میں چند خاص فلم ریویو کے لیے اتار لی گئی ہیں۔

آئندہ نمبر ضرور خریدیئے!

مستِ شباب

ہم اپنے معزز شاعر جناب سید محمد ناوک صاحب فوٹوگرافر حضوری پور کے ممنون ہیں جنھوں نے ہماری درخواست پر مندرجہ ذیل نظم فوراً بغرض اشاعت بھیج دی۔ لیکن نہایت افسوس کے ساتھ موصوف اور قارئین "فلم ریویو" سے گذارش ہے کہ جس تصویر پر نظم لکھوانی مطلوب تھی وہ غلطی سے دفتر ہی میں رہ گئی۔ اور اسکی جگہ دوسری تصویر ناوک صاحب کے پاس چلی گئی۔ بہرحال جو بھی حاضر ہے

گر قبول افتد زہے عز و شرف

(اڈیٹر)

حیا سے پیدا ہے دلربائی تو شوخ چتون سے دل ستانی
دلوں کو کیا کیا مسل رہی ہے ارے غضب بھری جوانی

سنبھال آنچل خبر لے اپنی کہ پڑ نہ جائے نظر کسی کی
بغور کیوں بھول تک رہی ہے نہیں ہے عارض کا تیرے ثانی

چھپا ہوا بھید دل کا سارا سکوت کرتا ہے آشکارا
بہار پر ہے جو گل کا جوبن، ادھر بھی ہے عالم جوانی

انوکھے غمزے ادا نرالی بلا کا چتون غضب کی شوخی
جو تیر مژگاں نظر چھری ہے تو مار ہے تیغ اصفہانی

گھٹا میں بجلی چمک رہی ہے یہ مانگ سے ہو رہا ہے ظاہر
لٹیں ہیں بالوں کی عارضوں پر کہ سانپ ہے محو پاسبانی

زبان بکر بل ابرو کے اشارے مبہم یہ کہہ رہے ہیں
ہمیں وہ خنجر ہیں دو نرالے کہ جنکی مشہور ہے روانی

لبوں کی سرخی یہ کہہ رہی ہے کہ لعل و مرجان نے خون تھوکا
شفق مقابل جو آئے سر کے تو سرخ چہرہ ہو ارغوانی

نہ جانے کیا سوچتی ہے دل میں جو تن بدن کی خبر نہیں ہے
نظر میں کیوں پھول تھپ گیا ہے کسی کی بھیجی ہوئی نشانی

بلا کی بانی ہے جامہ زیبی غضب کا پایا ہے حسن دلکش
جو اک نظر بھر کے دیکھتا ہے وہ کہتا ہے حور کی کہانی

بہار کا ہے ابھی زمانہ کھلا ہوا حسن کا چمن ہے
تلاش گلچیں میں ہے لگاوٹ غرور کرتا ہے باغبانی

بغور ناوک جو میں نے دیکھا، تو اس سے زائد پتہ نہ پایا
کہ دن بہار شباب کے ہیں ہوا ہے مہمان غم نہانی

MISS JILLOO
IN
GENTLEMEN LOAFER.

MISS SULOCANA and JILLOO
IN
FATHER INDIA.

فلم کی شام!

(پطرس)

"فلم کی شام" عنوان تو عجب ہوس خیز ہے۔ لیکن افسوس کہ اس مضمون سے آپکی تمام توقعات مجروح ہونگی مجھے تو اس مضمون میں کچھ دل کے داغ دکھانے مقصود ہیں۔

اس سے آپ یہ نہ سمجھیے کہ مجھے فلموں سے دلچسپی نہیں۔ یا سینما کی موسیقی اور تاریکی میں جو ارمان انگیزی ہے' میں اس کا قائل نہیں۔ میں تو سینما کے معاملہ میں اوائل عمری سے بزرگوں کا مورد عتاب رہ چکا ہوں لیکن آجکل ہمارے دوست مرزا صاحب کی مہربانیوں کی طفیل سینما گویا میری دکھتی ہوئی رگ بن کر رہ گیا ہے۔ جہاں اس کا نام سن پاتا ہوں' بعض درد انگیز واقعات کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ جس سے رفتہ رفتہ میری فطرت ہی کج بین ہو گئی ہے۔

اوّل تو خدا کے فضل سے ہم سینما وقت پر نہیں پہونچ سکے۔ اسمیں میری سستی کو ذرا دخل نہیں۔ یہ سب قصور ہمارے دوست مرزا صاحب کا ہے۔ جو کہنے کو تو ہمارے دوست ہیں۔ لیکن خدا شاہد ہے' انکی دوستی سے جو جو نقصان ہمیں پہونچے ہیں۔ کسی دشمن کے قبضۂ قدرت سے بھی باہر ہوں گے۔

جب سینما جانے کا ارادہ ہو۔ ہفتہ بھر پہلے سے انھیں کہہ رکھتا ہوں کہ کیوں بھئی مرزا اگلی جمعرات کو سینما چلوگے نا؟ میری مراد یہ ہوتی ہے کہ وہ پہلے سے تیار رہیں۔ اور اپنی تمام مصروفیتیں کچھ اس ڈھب سے ترتیب دے لیں کہ جمعرات کے دن ان کے کام میں کوئی حرج واقع نہ ہو۔ لیکن وہ جواب میں عجب ناقدر شناسی سے فرماتے ہیں:۔

"ارے بھئی! چلیں گے کیوں نہیں؟ کیا ہم انسان نہیں؟ ہمیں تفریح کی ضرورت نہیں ہوتی؟ اور پھر کبھی ہم نے تم سے آجتک ایسی بے مروتی بھی برتی ہے کہ تم نے چلنے کو کہا ہو اور ہم نے ساتھ نہ دیا ہو۔؟"

ان کی یہ تقریر سنکر میں کھسیانا سا ہو جاتا ہوں' کچھ دیر چپ رہتا ہوں' اور پھر دبی زبان سے کہتا ہوں:۔

FILM REVIEW

بھئی ! اب کے ہو سکا تو وقت پر پہونچیں گے ۔ ٹھیک ہے نا ؟

میری یہ بات عام طور پر ٹال دی جاتی ہے ۔ کیونکہ اس سے ان کا ضمیر مجرم تھوڑا سا بیدار ہو جاتا ہے خیر میں بھی زیادہ زور نہیں دیتا ۔ صرف ان کو بہت بھجانے کے لیے اتنا کہہ دیتا ہوں :۔

کیوں بھئی ! سینما آجکل چھہ بجے شروع ہوتا ہے نا ؟"

مرزا صاحب عجیب معصومیت کے انداز میں جواب دیتے ہیں ۔" بھئی یہ ہمیں معلوم نہیں !

" میرا خیال ہے ۔ چھہ ہی بجے شروع ہوتا ہے "۔

" اب تمھارے خیال کی تو کوئی سند نہیں "۔

" نہیں ۔ مجھے یقین ہے ۔ چھہ ہی بجے شروع ہوتا ہے "۔

" جب تمھیں یقین ہے تو میرا دماغ مفت میں کیوں چاٹ رہے ہو ؟

اس کے بعد آپ ہی کہیے ! میں کیا بولوں ؟

خیر ! جناب جمعرات کے دن چار ہی بجے ان کے گھر روانہ ہو جاتا ہوں ۔ اس خیال سے کہ جلدی جلدی ان کو تیار کرا کے وقت پر پہونچ جائیں ۔ دولت خانہ پر پہونچتا ہوں تو آدم نہ آدم زاد ۔ مردانے کے سب کمروں میں گھوم جاتا ہوں ۔ ہر کھڑکی میں سے جھانکتا ہوں ۔ ہر سنگات میں سے آوازیں دیتا ہوں لیکن کہیں سے رسید نہیں ملتی ۔ آخر تنگ آکر ان کے کمرے میں بیٹھ جاتا ہوں ۔ وہاں دس پندرہ منٹ سیٹیاں بجاتا رہتا ہوں ۔ دس پندرہ منٹ پنسل سے بلاٹنگ پیپر پر تصویریں بناتا رہتا ہوں ۔ پھر سگرٹ سلگا لیتا ہوں اور باہر ڈیوڑھی میں نکلکر ادھر ادھر جھانکتا ہوں ۔ وہاں بدستور ہُو کا عالم دیکھکر کمرے میں واپس آجاتا ہوں ۔ اور اخبار پڑھنا شروع کر دیتا ہوں ۔ ہر کالم کے بعد مرزا صاحب کو ایک آواز دے لیتا ہوں اس امید پر کہ شاید ساتھ کے کمرے میں ۔ یا عین اوپر کے کمرے میں تشریف لے آئے ہوں ۔ سو رہے تھے تو ممکن ہے کہ جاگ اٹھے ہوں ۔ یا نہا رہے تھے تو شاید غسل خانے سے باہر نکل آئے ہوں ۔ لیکن میری آواز مکان کی وسعتوں میں سے گونج گونجا کر واپس آجاتی ہے ۔ آخرکار ساڑھے پانچ بجے کے زنانے سے تشریف لاتے ہیں ۔ میں

اپنے کھولتے ہوئے خون کو قابو میں لاکر متانت اور اخلاق کو بڑی مشکل سے مدِ نظر رکھکر پوچھتا ہوں :-

"کیوں حضرت ! - آپ اندر ہی تھے -" ؟

"ہاں ! کچھ اندر ہی تھا"

"میری آواز آپنے نہیں سُنی" ؟

"اچھا یہ تم تھے ؟ میں سمجھا کوئی اور ہے" ؟

"آنکھیں بند کرکے سر کو پیچھے ڈال لیتا ہوں - اور دانت پیس کر غصّے کو پی جاتا ہوں - اور پھر کانپتے ہوئے ہونٹوں سے پوچھتا ہوں -

"تو اچھا ! آپ چلیں گے یا نہیں" ؟

"ارے بندۂ خدا آج سینما نہیں جانا" ؟

"ہاں سینما سینما" (یہ کہکر وہ کرسی پر بیٹھ جاتے ہیں -) ٹھیک ہے - سینما - میں بھی سوچ رہا تھا کہ کوئی نہ کوئی بات ضرور ایسی ہے - جو مجھے یاد نہیں آرہی - اچھا ہوا تم نے یاد دلا دیا - ورنہ مجھے رات بھر اُلجھن رہتی"

"تو چلو - پھر اب چلیں !"

"ہاں وہ تو چلیں ہی گے - میں سوچ رہا تھا - آج ذرا کپڑے بدل لیتے - خدا جانے دھوبی کمبخت کپڑے بھی لایا ہے یا نہیں - یار ان دھوبیوں کا کوئی انتظام سوچو !"

اگر قتلِ انسانی کوئی سنگین جرم نہ ہوتا - تو ایسے موقعہ پر قطعی مجھ سے سرزد ہو جاتا - لیکن کیا کروں - اپنی جوانی پر رحم کھاتا ہوں - بے بس ہوتا ہوں - صرف یہی کہہ سکتا ہوں - کہ

"مرزا بھئی ! للّٰہ ! مجھپر رحم کرو - میں سینما چلنے کو آیا ہوں - دھوبیوں کا انتظام کرنے نہیں آیا، یار ! بڑے بدتمیز ہو - پونے چھ بج چکے ہیں - اور تم جوں کے توں بیٹھے ہو -"

مرزا صاحب - عجب مربیانہ تبسّم کے ساتھ کرسی پر سے اُٹھتے ہیں - گویا یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں - کہ اچھا بھئی تمھاری طفلانہ خواہشات پھر آخر ہم پوری کر ہی دیں - چنانچہ پھر اندر تشریف لے جاتے ہیں کہ اچھا کرتے

پہن آؤن ۔

مرزا صاحب کے کپڑے پہننے کا فعل اس قدر طویل ہے کہ اگر میرا اختیار ہوتا تو قانون کی رو سے انہیں کپڑے اُتارنے ہی نہ دیتا ۔ آدھ گھنٹے کے بعد وہ کپڑے پہنے ہوئے تشریف لاتے ہیں ۔ ایک پان مُنھ میں دوسرا ہاتھ میں ۔ میں بھی اُٹھ کھڑا ہوتا ہوں ۔ دروازے تک پہونچ کر مُڑ کر جو دیکھتا ہوں ۔ تو مرزا صاحب غائب ۔ پھر اندر آجاتا ہوں ۔ مرزا صاحب کسی کونے میں کھڑے کچھ کر رہے ہوتے ہیں" ارے کبھی چلو

"چل تو رہا ہوں یار !۔ اب اتنی بھی آخر کیا آفت ہے ۔" ؟

"اور یہ تم کر کیا رہے ہو" ؟

"پان کے لیے ذرا تمبا کو لے رہا تھا"

تمام رستے مرزا صاحب چہل قدمی فرماتے جاتے ہیں ۔ میں ہر دو تین لمحے کے اپنے آپ کو ان سے چار پانچ قدم آگے پاتا ہوں ۔ کچھ دیر ٹھہر جاتا ہوں ۔ وہ ساتھ آملتے ہیں تو پھر چلنا شروع کر دیتا ہوں ۔ پھر آگے نکل جاتا ہوں ۔ پھر ٹھہر جاتا ہوں — غرضیکہ گو چلنا دو گنی تگنی رفتار سے ہوں ۔ لیکن پہونچتا ان کے ساتھ ہی ہوں ۔

ٹکٹ لیکر اندر داخل ہوتے ہیں تو اندھیرا گھُپ ۔ بہتیرا آنکھیں جھپکتا ہوں ۔ کچھ سُجھائی نہیں دیتا ۔ اُدھر سے کوئی آواز دیتا ہے ۔ "یہ دروازہ بند کر دو جی" ۔ یا اللہ اب جاؤں کہاں ؟ رستہ ۔ کرسی ۔ دیوار ۔ آدمی ۔ کچھ بھی تو اِدھر نظر نہیں آتا ۔ ایک قدم بڑھاتا ہوں تو سر ان بالٹیوں سے جا ٹکراتا ہے ۔ جو آگ بجھانے کے لیے دیوار پر لٹکی رہتی ہیں ۔ تھوڑی دیر کے بعد تاریکی میں کچھ دُھندلے سے نقش دکھائی دینے لگتے ہیں ۔ جہاں تاریک تر سا دھبہ نظر دکھائی دے جاتا ہے ۔ وہاں سمجھتا ہوں ۔ خالی کرسی ہوگی ۔ خمیدہ پشت ہو کر اس کا رُخ کرتا ہوں ۔ اس کے پاؤں کو پھاند ۔ اُس کے ٹخنوں کو ٹکرا ۔ خواتین کے گھٹنوں دامن بچا ۔ آخر کار کسی کی گود میں جا کر بیٹھتا ہوں ۔ وہاں سے نکال دیا جاتا ہوں ۔ اور لوگوں کے دھکوں کی مدد سے کسی خالی کرسی تک جا پہونچتا ہوں ۔ مرزا صاحب سے کہتا ہوں ۔ میں نہ کہتا تھا کہ جلدی چلو ۔ خواہ مخواہ میں ہم کو رُسوا کرایا نا ! گدھا کہیں کا ! ۔ اس شگفتہ بیانی کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ ساتھ کی

کرسی پر جو حضرت بیٹھے ہیں — اور جن کو میں مخاطب کر رہا ہوں — وہ مرزا صاحب نہیں — کوئی اور بزرگ ہیں اب تو پردے کی طرف متوجہ ہوتا ہوں — اور سمجھنے کی کوشش کرتا ہوں کہ فلم کونسا ہے — اسکی کہانی کیا ہے — اور کہاں تک پہنچ چکی ہے — سمجھ میں صرف اس قدر آتا ہے کہ یہ جو ایک مرد اور ایک عورت پردے پر بغلگیر نظر آتے ہیں — یہ دونوں ایک دوسرے کو چاہتے ہوں گے — اس انتظار میں رہتا ہوں کہ کچھ الجھا ہوا سا معمہ آپ سے آپ معاملہ کھلے — کہ اتنے میں سامنے کی کرسی پر بیٹھے ہوئے حضرت ایک وسیع و فراخ انگڑائی لیتے ہیں — جس کے دوران میں کم از کم دو تین سو فٹ فلم گزر جاتا ہے — جب انگڑائی کو لپیٹ لیتے ہیں تو پھر سر کھجانا شروع کر دیتے ہیں — اور اس عمل کے بعد ہاتھ کو سر سے نہیں ہٹاتے — بلکہ بازو کو ویسے ہی خمیدہ رکھے رہتے ہیں — میں مجبوراً سر کو نیچا کر کے چائے دانی کے اس دستے کے بیچ میں سے اپنی نظر کے لیے رستہ نکال لیتا ہوں — اور اپنے بیٹھنے کے انداز سے بالکل ایسا معلوم ہوتا ہوں — جیسے ٹکٹ خریدے بغیر اندر گھس آیا ہوں — اور چوروں کی طرح بیٹھا ہوا ہوں — تھوڑی دیر کے بعد انہیں کرسی کی نشست پر کوئی مچھر یا پسو محسوس ہوتا ہے — چنانچہ وہ دائیں طرف سے ذرا اونچے ہو کر بائیں طرف کو جھک جاتے ہیں میں مصیبت کا مارا دوسری طرف کو جھک جاتا ہوں — ایک دو لمحہ کے بعد وہی مچھر دوسری طرف کو ہجرت کر جاتا ہے — چنانچہ ہم دونوں پھر سے پینترا بدل لیتے ہیں — غرضیکہ یہ دل لگی یوں ہی جاری رہتی ہے وہ دائیں تو میں بائیں — وہ بائیں تو میں دائیں — ان کو کیا معلوم کہ اندھیرے میں کیا کھیل کھیلا جا رہا ہے — دل یہی چاہتا ہے کہ اگلے درجہ کا ٹکٹ لیکر ان کے آگے جا بیٹھوں — اور کہوں کہ لے بیٹا دیکھوں تو اب کیسے فلم دیکھتا ہے —

پیچھے سے مرزا صاحب کی آواز آتی ہے — "یار تم سے نچلا نہیں بیٹھا جاتا — اب جو ہمیں ساتھ لائے ہو تو فلم تو دیکھنے دو۔"

اس کے بعد غصہ میں آ کر آنکھیں بند کر لیتا ہوں — اور قتل عمد — خودکشی — زہر خورانی وغیرہ معاملات پر غور کرنے لگتا ہوں — دل میں کہتا ہوں — ایسی کی تیسی اس فلم کی — سو سو قسمیں کھاتا ہوں — کہ پھر کبھی نہ آؤں گا — اور اگر آیا بھی تو اس مرزا کمبخت سے ذکر تک نہ کروں گا — پانچ چھ گھنٹے پہلے آ جاؤں گا — اوپر کے

درجے مین سب سے اگلی قطار مین بیٹھون گا - تمام وقت اپنی نشست پر اُچھلتا رہون گا - بہت بڑے طرّے والی پگڑی پہن کر آؤن گا - اپنے اوور کوٹ کو دو چھڑیون پر پھیلا کر لٹکا دون گا! بہرحال مرزا مجھے پاس تک نہ پھٹکنے دین گا -

لیکن اس کمبخت دل کو کیا کرون - اگلے ہفتے پھر کسی اچھے فلم کا اشتہار دیکھ پاتا ہون - تو سب سے پہلے مرزا کے ہان جاتا ہون - اور گفتگو پھر وہین سے شروع ہوتی ہے - کہ "کیون بھئی مرزا، اگلی جمعرات سنیما چلوگے نا؟

پنجاب فلم کمپنی لمیٹڈ لاہور

کارکنان کمپنی (KHYBER FALECON) کے چند مناظر کی بندش کے لیئے سرحدی علاقوں اور پہاڑوں میں گئے ہوئے ہیں فلم میں کیریکٹر کی اصلیت پیدا کرنے کے لیئے شنواری - کھانگ - تیراہی اور آفریدی وغیرہ جیسے سرحدی باشندوں کو زر کثیر کے معاوضہ پر اس فلم میں کام کرنے کے لیئے مقرر کیا گیا ہے - ان میں چند ایسے لوگ بھی ہیں جو بچہ سقا کی رفاقت میں شاہ امان اللہ سے نبرد آزما رہ چکے ہیں - اور جنکی اعانت سے بچہ سقا شاہ افغانستان کہلایا - مس للیتا دیوی جن کی تصویر اس رسالہ کے اکتوبر نمبر میں شایع ہو چکی ہے - اس فلم میں ہیروئن کا پارٹ کر رہی ہیں مسز سکندر اور دیوان چند ہیرو ہین - مسٹر تلک نے مسخرے کا پارٹ کیا ہے - کمپنی کا "یتیم لڑکی" تیار ہو گیا ہے مسٹر بلیچ اسکی اڈیٹنگ کر رہے ہیں -

یونائیٹڈ پلیرس کا رپورلیشن

"سنہرے خنجر" اور "محبوبہ" کے تمام مناظر کی بندش ہوگئی - مسٹر عبدالرشید کاردار اور مس بہار اختر نے چیف پارٹ کیا ہے - "گدڑیا" اور "نقاب پوش ڈاکو" جو چند ایکٹروں کی اچانک علالت کی وجہ سے نامکمل پڑا تھا اب تیار ہو گیا ہے - یہ دونوں موخرالذکر فلم بہت جلد مارکٹ میں آنے والے ہیں -

کولھاپور - مہاراشٹر فلم کمپنی

فردوسی کا مشہور "رزم نامہ" سہراب اور رستم کی فلمبندی اس کمپنی میں شروع ہو گئی ہے - اس پر زر کثیر خرچ کیا جائے گا -

مہتا - لوکھنڈے دونون ماہران فلم خود فلم بنائینگے -

مدراس - ایسوسی ایٹڈ فلم کمپنی -

اس کمپنی کا تیسرا فلم "اوشا سندری" جس میں مسٹر راجہ سنیڈو اور مس لیلا نے پارٹ کیا ہے -

ہندوستان مین متکلّم فلم!

متکلّم سینما کا نام تو کسی ہندوستانی کے لیے محتاجِ تعارف نہین ۔ یہ امریکہ کی تازہ ایجاد ہے ۔ اور اب بہترین ڈرامے متکلّم فلم ہی مین فلمبند ہوتے ہین ۔

امریکہ مین ابھی متکلّم فلم کتنے نامی ایکٹر اور ایکٹریسین بیکار ہوگئین ۔ کتنون کی روزی ماری گئی ' اور کتنے تیار شدہ فلم ماند پڑ گئے ۔ ہندوستان مین ۲۰ سال پیشتر تو سینما کا نام و نشان تک نہ تھا ۔ مگر کچھ عرصہ گذر نے کے بعد دُنیائے فلم کے محسنِ اعظم مسٹر فالکی نے بہت کوششون ' محنتون اور صرفِ کثیر کے بعد فلم کی بُنیاد ڈالی ۔ اس نے پہلا ایک مذہبی ڈراما "ہرسچندر" فلمبند کیا ۔ اس کے بعد پھر بہت سے فلم بند کیے گئے ۔ اور اب تو مت پوچھیے ۔ ہندوستان مین ہر گوشہ کے اندر فلم کمپنیان موجود ہین ' غرضکہ ہندوستان فلم کمپنیون سے گھرا ہُوا ہے ۔ لاہور ' برما ۔ کلکتہ اور بمبئی وغیرہ مین کئی کمپنیان قائم ہوچکین ۔ لیکن بمبئی سینما کا مسکن ہے ۔

میری خواہش یہ ہے کہ کوئی شخص مسٹر فالکی کی طرح ہندوستان مین بھی فلم تیار کرائے ۔ اگرچہ اس کے فلمبند کرنے مین کثیر مال و زر صرف ہوتا ہے ۔ لیکن ہندوستان مین اس کا ہونا ضروری ہے ۔ کیونکہ قریب قریب ہر جگہ ہندوستان مین امریکن اور انگریزی متکلّم فلم دکھائے جا رہے ہین ۔ اور اسکی وجہ سے زر بے گھر ہوتا جا رہا ہے ۔ آپ تو کی (متکلّم فلم) کی بنیاد ضرور ڈالیے ۔ کیونکہ ہندوستان کے فلمی ڈرامون مین لُطف ہی کچھ اور ہے ۔ آجکل جبکہ سادہ فلم اس قدر لُطف انگیز ہین تو متکلّم فلم کتنے نشاط خیز ہو سکتے ہین ۔ متکلّم فلم کی ایجاد مین سب سے پہلا کام یہ ہونا چاہیے کہ تعلیم یافتہ نوجوان اس مین پارٹ لین ' کیونکہ آپ جانتے ہین کہ ہندوستان کے ایکٹرون اور ایکٹریسون مین کُل پانچ یا چھ متکلّم فلم کے قابل ہون گے ' اور سب بیکار ہون گے ۔

امید ہی کہ ہندوستان کی دو مشہور فلم کمپنیون کے مالک یعنی امپیریل فلم کمپنی بمبئی اور مڈن تھیٹرز لمیٹڈ کلکتہ مسٹر فالکی کے نام کو زندہ کرین گے۔ اور جلد اسکی کوشش کرین گے۔ مگر اتنی التجا ہی کہ کم خرچ فلم صرف ہندوستان ہی مین رہ جاتا ہی اور غیر ممالک مین نہین جاتا۔ اور اسی لیے وہ ترقی نہین کر سکتا۔ اس لیے اس معاملہ پر کچھ زیادہ مصارف برداشت کرین اور فلم کی خوبصورتی کو دوبالا کرنیکی سعی فرمائین۔ ورنہ ہماری یہ تحریک بیکار ثابت ہوگی۔ اور اس کا اصل منشا غارت ہو جائیگا۔ فقط

کمال احمد آزاد۔ برہ پورہ بھاگلپور

متحرک تصاویر تار پر:۔ ڈاکٹر ڈورسی کن نے جو امریکہ کا باشندہ ہی۔ ایک عجیب غریب آلہ تیار کیا ہی جس کے ذریعہ سے تصاویر متحرکہ تار کے ذریعہ سے منتقل ہو سکین گی۔ سب سے بڑی وضاحت تصاویر متحرکہ کے منتقل کرنیمین یہ ہے کہ جس رفتار سے سینما مین یہ تصویرین دکھائی جاتی ہین۔ اس رفتار کا قیام اس طرح سے کہ ٹھیک اسی وقفہ کے ساتھ روشنی اور تصویر یکے بعد دیگرے تار پر منتقل کیجا ئین مشکل ہی۔ لیکن ڈاکٹر موصوف نے اسکی یہ تدبیر کی ہی کہ پردے کو بہت سے حصون مین تقسیم کر دیا ہی۔ ان مین کا ہر حصہ روشنی کی صحیح مقدار حاصل کرکے ایک مکمل تصویر پیش کر سکے گا۔ یہ حقیقتاً دنیائے اختراع کا عجیب غریب واقعہ ہی کہ تار کے ذریعہ سے اس روشنی کو منتقل کیا جائے جو ایک تصویر کے نمایان کرنے کے لیے درکار ہوتی ہی۔ اس سے قبل ایک انگریزی سائنس دان مسٹر بیرڈ اس قسم کی کوشش کر چکے ہین۔ اور ان کو ایک حد تک کامیابی بھی ہو چکی ہی۔ لیکن امریکہ کے اس ڈاکٹر نے اس مسئلہ کو اس حد تک مکمل کر دیا ہی کہ اب نیویارک مین بیٹھکر ڈربی کی گھوڑ دوڑ دیکھ لینا قطعی ممکن ہو گیا ہی"

سینما کی تعلیم یونیورسٹی مین:۔ مغرب مین ابتک سینما کی تعلیم و ترقی ملک کے مختلف اداروں مین ہوتی رہی ہی۔ مگر اب اس کو یونیورسٹیون مین بھی داخل کیا جانے لگا ہی۔ چنانچہ اس سلسلہ مین جنوبی کیلیفورنیا کی یونیورسٹی نے سب سے پیش قدمی کی۔ اور اسمین اس کا ایک مستقل شعبہ کھولا گیا ہی۔ اس فن کے ممتاز ماہرین بطور پروفیسر مقرر ہوئے ہین جو طلبہ کے سامنے اس موضوع پر لکچر اور محاضرات دیتے ہین" ٭

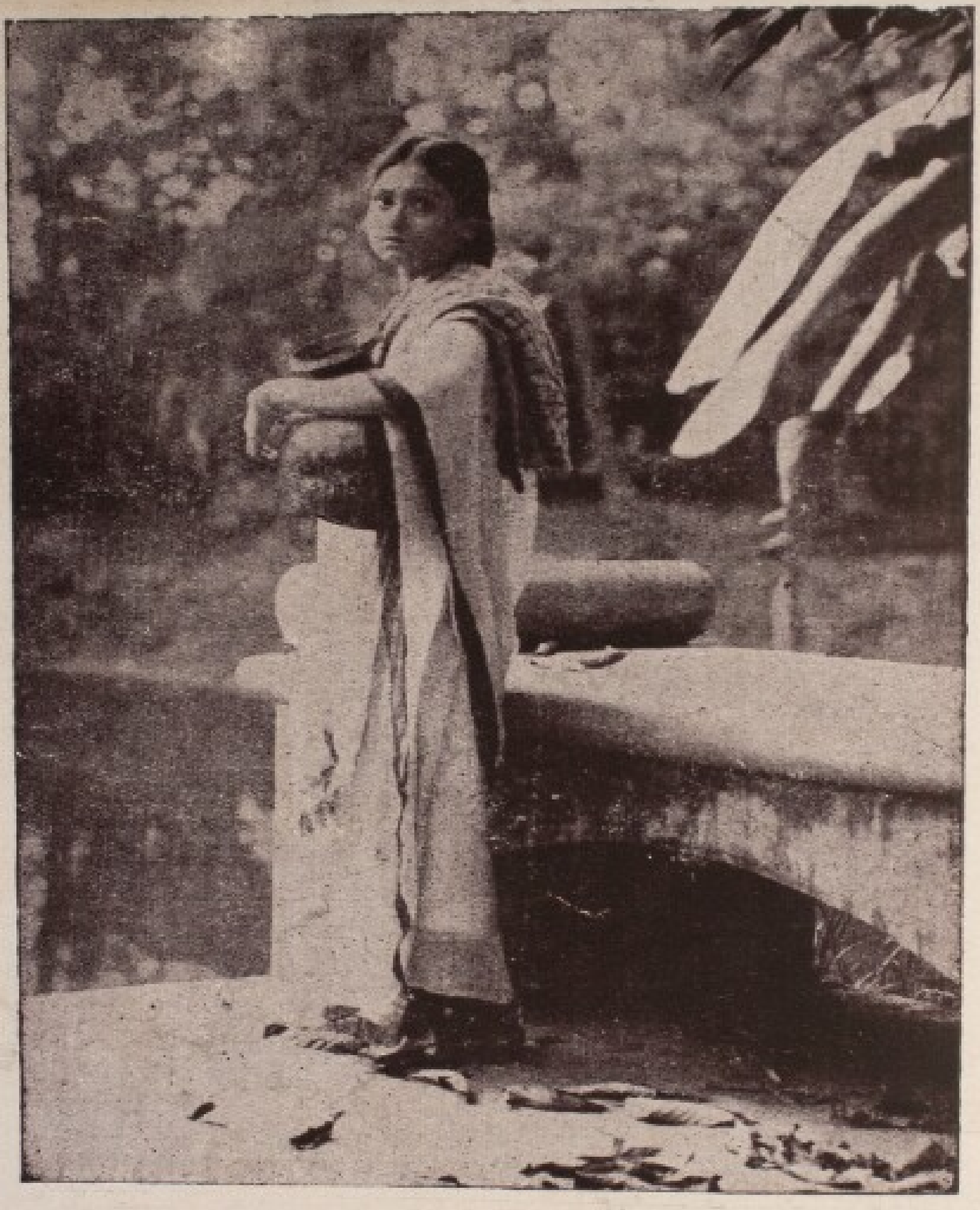

"RAMA DEVI"
IN
DEVA DAS.

Distributors ARORA FILM CORP.

"MISS SULOCHANA"
IN
VILLAGE GIRL.

Distributors ARORA FILM CORP.

A SCENE FROM

"VIJAY KUMAR."

LATEST IMPERIAL PRODUCTION
Shortly to be released in "IMPERIAL THEATRE" Calcutta.

DOSSANI FILM CORPORATION, CALCUTTA.
SOLE DISTRIBUTORS FOR
BENGAL, BEHAR, ORISSA ARRA & BURMA.

PROP. BENGAL
UNITED FILM CO.

"MISS MADHURI"

LALITA DEVI

M. A. Haque

PROP. BENGAL UNITED FILM CO.

A SCENE FROM BEGGAR GIRL OF AGRA

MISS SUKUNTALLA.

A SCENE FROM "WISE FOOL"

پسِ پردہ قطراتِ اشک

یہ قطرے نہیں گوہر آبدار ہیں جن سے مغربی دنیا کے
سینما کی تقریباً تمام سرمایۂ نازش ایکٹریسین باستثنائے
چند مزین و آراستہ نظر آتی ہیں۔ انھیں کی بدولت
آسمان تصاویر متحرک کی درخشندہ انجم کہلاتی اور اپنی ضوفشانی
و تابش سے اہلِ دل میں تلاطم و ہیجان پیدا کر دیتی ہیں
آج جو یہ تمام فلمی دنیا سے خراج تحسین و نذر نیاز و
تشکر وصول کر رہی ہیں اسکا راز صرف ان کے قیمتی
آنسو میں مضمر ہے۔

اس کو انھوں نے ایک فن سمجھکر حاصل کیا اور
کامیاب ہوئیں۔ للین گش (Lillian Gish)
اور مری پکفورڈ (Mary Pickford) امریکہ
کی معروف ایکٹریسین روتی ہیں اور بیچارا رونا روتی ہیں
ان کے خد و خال سے غم و اضطراب کے آثار ہویدا ہوتے
ہیں۔ خود بھی روتی ہیں اور دوسروں کو بھی اپنی طرف
متوجہ کرکے ان کو اپنا مونس و شریک جذبات بنا لیتی
ہیں۔ انکے قیمتی آنسو ان کے خوبصورت چہروں کو
اور بھی چار چاند لگا دیتے ہیں۔ انکا ہر عمل فطرت کے
مطابق ہوتا ہے۔

مری پکفورڈ اپنے پہلو میں ایک دردمند دل
رکھتی ہے۔ لاوارث و خانماں برباد بچوں کو اسیر ستم روزگار
دیکھتی ہے۔ اور اسکے جذبات کو ایک ٹھیس پہنچتی ہے
اس کی اسکیم سے روح کو ایک صدمۂ عظیم پہنچتا ہے اور
فطرۃً اسکا آبگینۂ دل پاش پاش ہوکر رہ جاتا ہے
اُف کسقدر رقت انگیز منظر! اسی پایہ کی ایک دوسری
مشہور ایکٹرس پالین فریڈرک (Pauline
Frederick) ہے۔ ماشاء اللہ طبیعت حساس و
نازک پائی ہے۔ رنج و غم کو دیکھتی ہے اور بے تابانہ
سسکیاں بھرنے لگجاتی ہے۔ جس سے اسکے ہیجان
باطنی پر کافی روشنی پڑتی ہے۔ پہلو بہ پہلو انکے آسمان
پر دیگر انجم بھی رخشاں ہیں جو ہم پیشہ ہونے کے
لحاظ سے انکی ہمسری کا دعویٰ تو کر سکتی ہیں لیکن
باعتبار فن انکا پایہ بہت گرا ہوا ہے۔ انکا رونا ہنسی کا
گول گپا ہوتا ہے۔ صدمہ و غم کا جذبہ اپنی طرف
کھینچکر ان کو ضرور آزردہ و اشکبار کر دیتا ہے۔ لیکن
بے موقع۔ ان کی اشکباری صرف اشکباری ہی تک
محدود رہتی ہے۔ چنانچہ ایکٹرس نیزی مووا
(Nazimoba) اس کی مثال ہے۔ فطرت
اُسے نہیں رلاتی بلکہ وہ خود رونے کی سعی کرتی ہے۔
جس کی وجہ سے فن کا کمال معرض خطر میں آجاتا ہے
مختصر یہ کہ مختلف طبقوں نے جو ایک ہی سلسلہ کی

الجھی ہوئی کڑیاں ہیں۔ اس فن کو مختلف اصول سے حاصل کیا۔ ایک طبقہ اگر اس کو ایک فطری فعل قرار دیتا ہے تو دوسرا طبقہ اسکی بنیاد محض ہنا و رعب پر رکھتا ہے۔ ایلما ٹیلر (A7ma Taylor) نارما ٹیلیج (Norma Talmadge) کا قول ہے کہ وہ اپنا پارٹ کرتے وقت حسب مرضی و ضرورت آنسو کامیابی کے ساتھ نکال سکتی ہیں۔ اور اس سے انکے تاثرات میں کوئی خامی بھی نہیں آ سکتی ہے۔ لیکن چشم ما روشن دل ما شاد، گلوریا سوانس (GLORIA SWAUSUN) کا طرز عمل بالکل بیگانہ ہے۔ عورت ہے لیکن اسکے پہلو میں مرد کا دل ہے۔ اظہار غم کے وقت اسکا حسین چہرہ ضرور افسردہ ہو جاتا ہے۔ لیکن وہ اس غم کو ہمیشہ مردانہ وار منضبط کرنے کی سعی کرتا ہے۔ آنسو آنکھوں میں بھر آتے ہیں لیکن پھر انہی میں جذب ہو کر رہ جاتے ہیں۔ اسی طبیعت داری میں وہ آپ اپنی مثال ہے۔ اور اسی وجہ سے اس کو ملکہ خشک آنسو کہا جاتا ہے۔

بہر حال جن نے اس فن کو اسی نقطہ سے دیکھا وہ کامیاب ہے۔ لیکن اے وائے بدشوقی اُن پر جنھوں نے اس فن کو نہیں بلکہ محض تفریح و گذر اوقات سمجھکر حاصل کیا۔ اور اس لحاظ سے ان کی ہستیاں اہل نظر کے لیے فنی اعتبار سے تمام و کمال مضحکہ خیز بن کر رہ گئیں ہمارا عقیدہ ہے کہ یہی مشاہدہ ہے کہ غریب ہندوستانی کمپنیاں اسی قسم کی مضحکہ خیز ہستیاں پیش کرنے میں بالا بالا نظر آئینگی۔ منجملہ دیگر نقائص کے ان میں بڑی حد تک اسکا بھی فقدان ہے اور افسوس کہ وہ اس خامی کو محسوس نہ کرتے ہوئے اپنی بدمذاقی و جہالت کا ثبوت دے رہی ہیں۔ اس تبصرہ سے ہماری غرض صرف اصلاح و ذوق عمل پیدا کرنی ہے۔ حاشا و کلا کوئی معاندانہ جذبہ نہیں۔

حقیقت فن

یہ اپنی جگہ ایک طبعی فعل ہے۔ اور اسکا تمامتر تعلق طبیعت کے تاثرات سے ہے۔ اگر طبیعت نے تاثرات کو کما حقہ قبول کر لیا تو پھر اس فن کا حاصل کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ فطرت خود اسے گدگدائیگی اور یہ تاثرات آنسوؤں کی شکل میں آنکھوں کی راہ سے نکل آنے پر مجبور ہو جائینگے۔ یہی سچے آنسو ہیں۔ غم و الم کی خاموش چنگاریاں خود بخود اپنے زاویہ خانہ ساز سے اندر صاحب پارٹ کو مجسم تصویر غم بنا دینگی۔ پھر اسکا ہر قدم اس میدان عمل میں جچا تلا ہوا پڑیگا۔ اسکی ہر حرکت جذبات کی صحیح ترجمانی کر کے اس کو بام شہرت پر پہنچا دینے میں ممد ثابت ہوگی۔ اب اس فن کیلئے ایک ایکٹرس کا ذیل کے خصوصیات سے مختص ہونا لازمی و بدیہی ہے۔

اول ذوق و احساس۔ دوم محبت و ہمدردی سوم رحم و انصاف۔ چہارم امتیاز حق و باطل

پنجم عمل - مختصر یہ کہ جملہ صفات نسوانی سے متصف ہونا ہی اس فن کی کلید کامیابی ہے -

اس میں شک نہیں کہ آنسوؤں کے حاصل کرنے کے لیے عرق گلیسرین یا پیاز کا استعمال ڈائرکٹر کے ستم ظریفانہ نقطۂ نگاہ سے معصوم پبلک کی جگر سوزدل کا سامان بہم پہونچا سکتا ہے - لیکن بھلا نکتہ سنج و دقیقہ رس نگاہیں کب اس شعبدہ کو گوارا کرتی ہیں یہ ایک اصول ہے جو سراسر جہالت و بدمذاقی پر مبنی ہے ہاں اسکے مقابلہ میں دوسرا اصول یعنی رقت انگیز نغموں سے مصور غم کے قلب کی گہرائیوں تک پہونچکر اسکے تمام تار و پود کو بکھیر دینا - حصول مراد کے لیے ایک تازیانہ کا کام دیسکتا ہے - اور حقیقی معنوں میں (CONSTANCE TALMADGE) کانسٹنس ٹالمیج، اور چوپنس فیونیرل مارچ، (CHOPINS FIWERAL MARCH) کی دردناک آوازیں سنتی ہے اور رو دینے پر مجبور ہوجاتی ہے - اسکا یہ رونا حقیقت میں برمحل و مناسب حال معلوم ہوتا ہے اور اس سے اس کے جذبات غم و کیفیات ظاہری میں کوئی خلاف فطرت تبدیلی بھی واقع نہیں ہوتی ہے لیکن پہلا اصول تو اس درجہ خام و ناکارہ ہے کہ اس سے حقیقی مقصد ہی فوت ہوجاتا ہے - اور مصورہ محض ایک نقال معلوم ہونے لگتی ہے - اسکی ہیئت کذائی صاف لفظوں میں بتاتی ہے کہ اس پر تشدد کیا گیا ہے - فطرت کا اس سے کوئی تعلق نہیں وہ صرف روتی ہے - اسکے چشم میگوں سے گوہر آبدار ڈھلک کر رخسار تاباں پہ نثار ہوتے ہیں - لیکن یہ بالکل نقش برآب ثابت ہوتے ہیں - نہ اس پر کوئی اثر پڑتا ہے نہ دیکھنے والوں کی نگاہیں ایسی سے اثر پذیر ہوتی ہیں - کتنا ناقص اصول - کس قدر مضحکہ خیز شعبدہ ! -

ایکٹرس پر لازم ہے کہ وہ مذکورۂ بالا خصوصیات پر عمل پیرا ہو - اور فن ہذا اسی اعتبار سے حاصل کرنے کی سعی کرے - دوسرے اپنا پارٹ ادا کرتے ہوئے وہ یہ نہ سمجھے کہ میں کسی کی نیابت کر رہی ہوں بلکہ تمام حادثات و واقعات کو ذاتی تصور کرے - پھر وہ کامیاب ہے -

از اے ایم ناشاد بی اے -

ہر مرض کے لیئے

شانتی دھارا

استعمال کرو

پتہ :- ۸۲ کولوٹولہ اسٹریٹ کلکتہ

ایران اور ڈراما؟

ایران اور ہندوستان ان دونوں ممالک میں آریہ لوگ آباد رہے اور یہی دو ملک دنیا کی ابتدائی منزل میں مدت تک تہذیب و تمدن اور لٹریچر کا گہوارہ ہیں مگر انکے قدیم لٹریچر کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ایران کے آریاؤں کو ڈراما سے شغف نہ تھا۔ نہ صرف قدیم بلکہ ایران کے عہد وسطی میں بھی اسکا پتہ نہیں چلتا۔

ایران میں یہ صرف انیسویں صدی عیسوی کے اوائل کی اختراع ہے۔ شروع شروع میں یہ ایک بالکل مذہبی لٹریچر تھا۔ اسکو ٹھیک اسی طرح سمجھنا چاہیئے جس طرح ہندوستان میں رام لیلا ہوتا ہے۔ یا جس طرح قرون وسطی میں یونان اور یورپ کے شہروں میں حضرت مسیح علیہ السلام کے معجزات دکھلائے جاتے تھے۔ مگر بعد میں مذاقیہ کھیلوں کا بھی اضافہ ہوگیا۔ یہاں مذہبی کھیلوں کو تعزیہ اور مذاقیہ کھیلوں کو تماشہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

تعزیہ میں زیادہ تر حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسین علیہما السلام کی شہادت کے واقعات ہوتے ہیں مگر اس کے علاوہ اسلامی تاریخ سے بھی قصے ان کھیلوں کے لئے منتخب کیے جاتے ہیں۔ شروع شروع میں یہ صرف مذہبی رسم کے طور پر ادا کیے جاتے تھے مگر انسان میں ڈراما کا ایک خاص ذوق ودیعت کیا گیا ہے اور ایران بھی اس لذت سے محروم نہ رہ سکا اور رفتہ رفتہ کھیل باقاعدہ اسٹیج پر ہونے لگا۔ مگر پھر بھی تقدیس اور مذہبیت اپنی جگہ پر قائم ہے۔ اوائل سولہویں صدی میں صفویہ خاندان کے عروج کے بعد شیعیان ایران کو ان کھیلوں کے لیے شاہی فرمان ملا اور عام طور پر یہ کھیل امرا کے محل، مساجد کے احاطے اور شہروں میں سرائے کے اندر دکھلائے جاتے تھے۔ اور امراء دربار شاہی یا دوسرے مالدار لوگ حصول ثواب کی غرض سے ان کھیلوں کو پبلک کو دکھلانے کا برابر سامان کرتے رہے۔ اوائل انیسویں صدی تک اسٹیج پر کسی قسم کا سین یا پردہ وغیرہ نہیں ہوتا تھا۔ امام حسن و حسین علیہما السلام کے منظوم واقعات ہوتے تھے جن کو چند لوگ اسٹیج پر گا کر ختم کر دیتے تھے۔ مگر جیوں جیوں زمانہ ترقی کرتا گیا۔ خیالات میں وسعت پیدا ہوتی گئی۔ اور ان کھیلوں میں ہر لحاظ سے ترقی ہوتی گئی۔ چنانچہ بعد میں بائبل کے قصے اور عیسائیوں کے روایات بھی اسٹیج پر دکھلائے جانے لگے۔

ان میں سے سر لویس پیلی (Sir Lewis Pelly)

نے ۳۷ کھیلوں کا ترجمہ انگریزی زبان میں شایع کیا ہے۔

ان ڈراموں کا پبلک پر بہت گہرا اور اچھا اثر پڑتا ہے۔ اور سین کچھ ایسا موثر ہوتا ہے کہ غیر مسلم اور غیر ملکی لوگ بھی از حد متاثر ہوتے ہیں۔ سر لیوس پلے صاحب اپنے ترجمے کے مقدمہ میں لکھتے ہیں کہ اگر ایک ڈرامائی کامیابی کا انحصار اس امر پر موقوف ہے کہ اسکا اثر ان لوگوں پر جنکے لیے لکھا گیا ہے یا جن کے سامنے یہ پیش کیا گیا ہو کیا پڑتا ہے تو بلا خوف تردید کہا جا سکتا ہے کہ حسنؑ و حسینؑ کی ٹریجڈی سے بڑھکر اسلامی دنیا میں کوئی دوسرا ڈراما پیش نہیں کیا جا سکا۔

ان سبق آموز ڈراموں کا نتیجہ یہ ہے کہ ساری سرزمین ایران میں کوئی شہر، کوئی بستی، کوئی قریہ ایسا نہیں ہے جہاں امام حسنؑ و حسینؑ علیہما السلام کے شہادت کے واقعات ورد زبان نہوں۔

قبل اسکے کہ میں ڈراما کی دوسری صنف یعنی تماشہ کے متعلق کچھ لکھوں میں اس امر کا اظہار افسوس ضروری سمجھتا ہوں کہ میں تعزیہ کے کسی سین کا ترجمہ قارئین "فلم ریویو" کی ضیافت طبع کے لیے پیش نہ کر سکا کیونکہ جب تک ایک سین معہ ترجمہ قارئین کرام کے سامنے پیش نہ کیا جائے اسکا اندازہ لگانا مشکل ہے بہر حال انشاء اللہ دوسری صحبت میں اسکی تلافی ہو جائیگی۔

تماشہ کو ہم کامک یا مذاقیہ ڈراما کے نام سے موسوم کر سکتے ہیں۔ اس میں ہر روز کی زندگی کے واقعات ہوتے ہیں اور ان کو نہایت مذاق والے پیرایہ میں اسٹیج پر دکھلائے جاتے ہیں۔ لیکن ہر قصہ کا مقصد کوئی اخلاقی سبق سکھلانا ہوتا ہے۔

ایکٹروں کا حال یہ ہے کہ یہ ایک خاص جماعت ہے جسکو "لوطی" کہا جاتا ہے۔ انکا یہی پیشہ ہے۔ یہ لوگ چھوٹی چھوٹی کمپنیاں بنا کر سارے ملک کا دورہ کرتے رہتے ہیں اور اپنے مذاقیہ کھیلوں اور دلکش نغموں سے پبلک کو خوش کرتے ہیں اور اسی پر انکی زندگی کا انحصار ہے۔

مگر زمانہ ترقی کرتا جا رہا ہے۔ سفر کی حیرت انگیز سہولتوں اور تبادلہ خیالات کے نامحدود ذرائع نے اس امر کو بالکل ناممکن بنا دیا ہے کہ ایک ملک کا اثر دوسرے ملک پر نہ پڑے۔ فطرتی طور پر ایران بھی دیگر ممالک کے خیال سے متاثر ہو رہا ہے۔ اور ان کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کر رہا ہے۔ چنانچہ ڈراما جو اب تک مذہبی یا مذاقیہ کھیلوں تک محدود تھا۔ اب دوسرے ممالک کی طرح سیاسی و معاشرتی بھی ہونے لگا۔ گرچہ میری رائے ناقص میں سیاسی

؎ The Miracle Play of Hasan & Husain, (2 Vols. London, 1879.)

اور معاشرتی ڈراموں میں ابھی تک ایک ڈراما بھی ایسا لکھا یا ترجمہ نہیں کیا گیا ہے جس کو بلند معیار پر رکھا جا سکے۔ مگر ابتدا ہو گئی ہے۔ اور یقین ہے کہ رفتہ رفتہ ایک فضا پیدا ہو جائیگی۔ جسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ ایران میں انڈین شکسپیر آغا حشر۔ گھوش اور ٹیگور پیدا ہونگے۔

معاشرتی ڈراموں میں سب سے پہلے مولیر (MOLIER) کے تین فرانسیسی ڈراموں کا ترجمہ شایع ہوا مگر ان کو ایران میں ہر دلعزیزی حاصل نہ ہوئی پھر ۱۸۷۴ء میں میرزا جعفر قاراجاداغی نے طہران سے سات فارسی ڈراموں کو ایک جلد میں شایع کیا۔ اصل میں ان ڈراموں کو میرزا فتح علی دربندی نے آذربائجانی ترکی میں لکھا تھا۔ میرزا جعفر کو یہ ڈرامے اس قدر پسند آئے کہ انھوں نے ان سب کا ترجمہ کر ڈالا۔ حقیقت یہ ہے کہ ترجمہ نہایت کامیابی کے ساتھ کیا ہے۔ عبارت سادہ اور سلیس ہے۔ زبان بالکل روزمرہ اور آج کل کی ہے۔ غرضکہ ترجمہ بہر حال اچھا ہے۔ اور ایران میں مقبول ہے۔ ان ڈراموں میں اس زمانہ کی استبدادی حکومت اور سوسائٹی کی خرابیاں بہت واضح طور پر دکھلائی گئی ہیں۔ ڈراموں کے نام حسب ذیل ہیں:۔

(۱) سرگذشت وزیر خاں لنکران (۲) حکیم نباتات (۳) مرد خسیس (۴) یوسف شاہ سراج (۵) وکلا معرفہ (۶) خرس قلدر باسان (۷) ملا ابراہیم خلیل کیمیاگر

ان میں سے وزیر خاں لنکران، حکیم نباتات، یوسف شاہ سراج۔ اور ابراہیم خلیل کیمیاگر انگریزی میں ترجمہ ہو چکے ہیں۔

وزیر خاں لنکران حکیم نباتات اور مرد خسیس اردو میں بھی ترجمہ ہو چکے ہیں اور شیخ مبارک علی کتب فروش اندرون لاہوری دروازہ لاہور (پنجاب) سے مل سکتے ہیں۔

پھر ملونگا اگر خدا لایا،

شبلی ابراہیمی ام اے (گولڈ میڈلسٹ)
پروفیسر عربی و فارسی کرشنانگر کالج۔ برہمپور

یورپ یا امریکہ میں فلمی تعلیم حاصل کرنے کا
ایک نایاب موقعہ

چند دلدادگان فلم کو جرمنی یا امریکہ میں فلمی تعلیم دینے کیلئے مووی شو (لاہور) کے ایجوکیشنل ڈپارٹمنٹ نے چند ہزار روپوں کے وظائف سے مالی مدد دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ وقت کم ہے اور موقعہ نایاب شائقین کو چاہیئے کہ جہاں تک جلد ہو سکے امیدواری کی درخواست معہ دو روپیہ کے مندرجہ ذیل پتہ پر بھیجدیں۔

THE MOVIE SHOW
EDUCATION DEPART
LAHORE.

بزمِ مدیر

اگر آپ فلم یا متعلقات فلم کے بارے میں کچھ دریافت کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں ضرور لکھیے۔ تمام خطوط کا جواب اس صفحہ کے ذریعہ دیا جائیگا۔

چینگ Chang کا ٹائیٹل نویس؟

ریاض (بانکی پور پٹنہ)

آپ ہار گئے لیکن قیمتی تجربہ بھی حاصل کیا چنگ کے زائد تر مناظر افریقہ میں لیئے گئے ہیں۔ اسکے ٹائیٹل نویس امریکہ کے مشہور ناولسٹ اور "بغداد کے چور" کے مصنف احمد بن عبداللہ ہیں رسالہ آپ کی خدمت میں ارسال کر دیا گیا ہے

محمد سلام (دفرینر اسٹریٹ رنگون)

آپ افسانہ بھیج سکتے ہیں بشرط پسندیدگی کسی قریبی اشاعت میں شایع کر دیا جائیگا۔ او ینٹ پکچر کارپوریشن بمبئی کے فلم "ویر راجپوت" میں مس زبیدہ نے ہیروئن کا پارٹ کیا ہے۔ رسالہ کی قیمت (نمونہ) ۴ ہے۔

احسن الزماں وحشت کلکتہ

تعریف کا شکریہ سالانہ چندہ ۶ عہ کر دیا گیا ہے آپ اس خیال خام سے باز آئیں تو بہتر ہے۔ چیپلن ایسے خطوط کا جواب نہیں دیا کرتے۔

ڈاکٹر سندر لال (دہلی)

نوازش کا شکریہ۔ آپ فلم کمپنی قائم کرنا چاہتے ہیں؟ بہت خوب! بھگوان آپ کے ارادہ میں استقلال پیدا کرے مفصل اور آسان طریقے خط میں لکھ دیے گئے ہیں

کمال احمد (برہ پورہ بھاگلپور)

مضمون موصول ہوا۔ بہت خوب ہے لیکن فلم ریویو میں زیادہ تر ایسے ہی مضامین شایع ہوتے ہیں جن سے ناظرین کے معلومات میں اضافہ ہو۔ آپ میں صنعت فلم سازی کی قلمی خدمت کرنیکا جوش و ولولہ اور قابلیت ہے۔ کوئی مضمون پر از معلومات ارسال فرمائیں بشرط پسندیدگی ضرور شایع کر دیا جائیگا کمپنیوں کے پتے ذیل میں درج ہے:-

(۱) شاردا فلم کمپنی۔ تاردیو بمبئی
(۲) کوہ نور یونائیٹڈ۔ دادار بمبئی
(۳) آر دا فلم کمپنی ۱۲۵ دھرمتلا اسٹریٹ کلکتہ

اگر رنگون کے کسی صاحب کو منشی ارشاد علی صاحب کا صحیح پتہ معلوم ہو تو مطلع فرمائیں وہ خیر آفس میں کام کرتے تھے اب سنا ہے کہ کسی بائیسکوپ میں کام کرتے ہیں۔ مدیر

معلومات

جرمنی میں ۱ہزار ایسے اسکول ہیں جہاں بچوں کو صرف فلم کے ذریعہ تعلیم دیجاتی ہے۔ اسکے مقابل انگلستان میں اس نوعیت کے صرف ایک ہزار اسکول ہیں۔ جرمنی میں ایجوکیشنل فلم ۸ ہزار ہیں اور انگلستان میں چھ۔

مس سیتا دیوی کی قومیت کیا ہے؟ انکا مذہب اور مذہب کے کس فرقہ سے تعلق ہے؟ انکے والدین کے مذہب و وطن کا کیا نام ہے؟ کیا سیتا دیوی اصلی نام ہے؟ جو صاحب صحیح جواب دینگے انہیں "Film acting (as a career" فلم ایکٹنگ بحیثیت مقصد زندگی) ایک قیمتی کتاب پیش کی جائیگی اور فلم ریویو ایک سال تک انکی خدمت میں مفت حاضر ہوتا رہیگا۔

شاردھا کمپنی کے مستقل فلمی افسانہ نویس مسٹر ان جی داوڑے اینک ایک سو فلمی افسانہ لکھ چکے ہیں۔ ان کی طرح کثیر التعداد افسانہ نویس اور منظر نگار اسوقت ہندوستان میں کوئی بھی نہیں ہے

مسٹر ڈی بلیموریہ امپیریل کمپنی کے اختر ایکٹر فلمی زندگی اختیار کرنے کے قبل اسٹیج ایکٹر تھے۔

مس رنا گھشی راما راؤ ام اے جو تیراز میں "ممتاز محل" کے نام سے کافی مقبولیت حاصل کر چکی ہیں۔ اچھی تیراک اور ٹینس کی کھلاڑی بھی ہیں۔

مس گوہر رنجیت کی اختر ایکٹرس شہسواری میں طاق ہیں۔

مسٹر رگھوناتھ وٹھل داسٹرین ڈگلس) کی ابتدائی تنخواہ دس روپیہ ماہانہ تھی۔ ابھی وہ سات سو پچاس روپیہ ماہوار پاتے ہیں۔

مسٹر ڈی بلیموریہ ۱۱ نومبر ۱۹۰۲ء کو پونہ میں پیدا ہوئے

آج ہم سب مس نازیموداکو بالکل بھول چکے ہیں گویا اسنے کسی فلم میں پارٹ ہی نہیں کیا ہے حالانکہ آج سے دس سال قبل وہ اتنی مقبول ایکٹرس تھی کہ ہر ہفتہ اوسے ۳۹ ہزار روپیہ تنخواہ ملتی تھی

ہیرا ونڈ کے نگار خانے ۲۶ ایکڑ زمین پر ہیں

سینما اور اسکی کامیابی

ایک سرسری مطالعہ!

(از)

ادبی نقاد - رام پوری

سینما بادی النظر میں جس قدر عجیب ایجاد ہے اور باعث تفریح و نشاط - غور کرنے سے اس سے زیادہ سبق آموز اور مفید بھی ہے - جو واقعات تھیٹریکل اسٹیج پر بمشکل بھی ممثل نہیں کئے جا سکتے - وہ با آسانی اسکرین پر نمایاں ہو کر حیرت بنا دیتے ہیں -

گو فلم کی ترتیب و تکمیل میں وقت اور زر کثیر کی قربانی "ڈرامے کی تہذیب" سے کہیں زیادہ کرنی پڑتی ہے - لیکن فلم ایک بار تیار ہو کر مدت مدید تک قابل استعمال رہتا ہے - اور ڈرامہ تیار ہو جانے کے بعد ساز و سامان وغیرہ کی تبدیلی جلد جلد عمل میں آتی رہتی ہے - پھر بائیسکوپ کے پردے پر جو مناظر دو گھنٹے میں تشریح و ربط کیساتھ نظر نواز ہو سکتے ہیں - وہ اسٹیج پر کم از کم چار پانچ گھنٹہ میں بمشکل دکھائے جا سکیں گے - اور اس حالت میں بھی تمام پہلوؤں پر روشنی نہ پڑ سکے گی - اس کا ایک خاص سبب یہ بھی ہے کہ تھیٹر کی کامیابی کا انحصار ساز و سامان اور ایکٹر کے کمالات پر ہے - مگر اسکرین کی کامیابی کا سہرا ایکٹر کے ساتھ ساتھ فوٹوگرافر کے سر بھی ہے -

تمام سامان اور لوازمات کی موجودگی میں ان دونوں کے کمالات یکرنگی و ہم آہنگی پیدا کر کے جو نشاط و بصیرت پیدا کر سکتے اور کرتے ہیں - وہ اسٹیج پر صرف ایکٹر ہی کو کرنا ہوتا ہے - ظاہر ہے کہ ایک کے مقابلہ میں دو کس آسانی سے کامیاب ہو سکتے ہیں - اور اس کامیابی کا درجہ کیا ہوگا -

ہاں، سینما میں فریب نظر کے سامان بہت ہیں - اور تھیٹر میں امکان ہے کہ حقیقت و اصلیت کا غلبہ

زیادہ رہی۔ گو نگاہ حقیقت نگر وہاں بھی حقائق کو بہت جلد پا سکتی ہے۔ اور یہاں کے مقابلہ میں وہاں بہت کچھ دیکھ سکتی ہے۔ کہ اسکرین کی وسعت ہر طویل و دلچسپ واقعہ کی قبولیت کے لئے آمادہ ہے۔ اور اس کے وسیع دامن میں جو کچھ سمٹ جاتا ہے۔ اُس کو بہ ازبیش تفصیل کے ساتھ اہل نظر کے سامنے پیش کر سکتا ہے۔

یہ خیالات بہت زیادہ تشریح و تفصیل کے طالب ہیں۔ اور یہاں اختصار ناگزیر۔ اس لئے اس مختصر تمہید کے بعد بعض خاص نکات کے بیان کے لئے گریز کیا جانا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

[illegible] یا ایکٹنگ۔ یہ امر مسلم ہے کہ کامیابی کا پہلا اور بڑا ضامن ایکٹر ہے۔ ایکٹر ہر وہ فرد کہلایا جاتا ہے، جو اپنے پارٹ کو ادا کر دے۔ لیکن مکمل اور کامیاب وہ ایکٹر ہے جو اپنے متعلقہ پارٹ کو یہ سمجھ کر ادا کرے کہ وہ ڈرامے کا ایک رکن نہیں بلکہ پیش آنیوالے حالات کا ایک حامل ہے۔ اور اُس کے حرکات و سکنات اُسکی اس سمجھ کی تصدیق عملی طور پر کریں۔ صرف ہیئت کی تبدیلی سے ایکٹری کا مفہوم صحیح طور پر ادا نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ مندرجہ بالا شرط کی تکمیل نہ ہو۔ اور یہی بہروپ کا کمال ہے۔

بہروپ کا کمال ہی اسٹیج اور اسکرین کی روح ہے۔ اور اس کا اظہار دونوں صورتوں میں ضروری۔
لیکن اسکرین پر یہ کمال نمایاں ہو کر وہ ارتقائی شان پیدا کر دیتا ہے کہ معمولی انسان تو پکار اُٹھتا ہے کہ ع:-

محو حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائیگی

اور اہل الرائے اور باخبر ہستی کو اکتساب کیف و درس کا خاص موقع ملتا ہے۔

بہروپ کا کمال ہی فلم کو چار چاند لگاتا ہے اور بہروپ کی معمولی سی خامی بھی ساری محنت و دولت غارت کر دینے کو کافی ہوتی ہے۔ وہ ایکٹر کے حرکات و سکنات ہی ہوتے ہیں جو دنیائے فلم کو آسمان شہرت و کامرانی پر پہنچاتے ہیں۔ اور نقل کو اصل بناتے ہیں۔ کامیاب ایکٹر کو نقال سمجھ لینا ہر کس و ناکس کا نہیں، معمولی مبصر فن کا بھی نہیں، سینما کی دنیا میں یہ فن نہایت مشکل اور اہم ہے۔ اس فن پر مختصر تبصرہ کرتے ہوئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ایک شہرۂ آفاق اور ماہر کامل کا ذکر کیا جائے۔

ماہر فن مسٹر "لان چانی" شاید ہی کوئی فرد (جس کو دنیائے فلم سے کچھ ربط ہے) ناواقف ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ اپنے فن کا ناقابل تسخیر بادشاہ ہے۔ جن حضرات نے حسن اتفاق سے پردے پر:-

(The Holy Three) ملاحظہ فرمایا ہے۔ انھوں نے بوڑھی عورت کے لباس میں "لان
چانی" کے کمالات کا بخوبی اندازہ کرلیا ہوگا۔ جس قدر مشکل ایکٹر کے لیے اس فن کی تکمیل ہے۔ اسی قدر تماشائی
کے لئے اس کا سمجھنا بھی دشوار ہے۔ ہر ہر فعل اور حرکت کو بغور دیکھنا اور بہروپ کے ہر پہلو پر نظر غائر ڈال کر ایکٹر
کے انداز سے نتیجہ اخذ کرنا آسان کام نہیں۔ وہی حضرات دیکھ اور سمجھ سکتے ہیں جو دیکھتے اور سمجھتے ہیں۔ اور
آگاہی کو وسیع جانتے ہیں

لان چانی کی نسبت اکثر وبیشتر آراء کا [illegible] یہ ہے کہ سینما کی کامیابی کا بڑا راز دار یہ [illegible] ہے۔
ایک ایک حرکت اور ایک ایک جنبش اس ماہر فن کے عالم سکوت میں صدہا معنی کا اظہار کرتی ہے۔ مشہور ہے کہ وہ
پردہ بائیسکوپ کا ساحر ہے۔ خوش نصیب ہے وہ فلم جسکو "مسٹر چانی" کی عدیم النظیر شرکت حاصل ہو جائے۔
کہتے ہیں کہ ۱۸۹۱ء میں ریاستہائے متحدہ امریکہ کے ایک علاقہ "کلوراڈو" میں سب سے پہلے فلم کی دنیا
میں قدم رکھا۔ اس زمانہ سے وہ بذریعہ تمثیل میں حصہ لیتا رہا۔ اور کامیابی و ناکامیابی کے مختلف مناظر
اسکی نظروں کے سامنے آتے رہے۔

یہ سلسلہ ۱۹۱۲ء عیسوی تک قائم رہا۔ اس وقت اسکی عمر انتیس "۲۹" سال کی تھی۔ اسکی روز افزوں ترقی
فطری ذہانت و قابلیت کے آوازے بلند کررہی تھی۔ اور وہ امریکہ میں بیٹھا "پردہ" کے ذریعہ ساری دنیا
میں حرکت کررہا تھا۔

اس دور کے بعد "کومیڈی" سے گذر کر "ٹریجیڈی" کی طرف بڑھا۔ سب سے پہلے اس سلسلہ میں
(The penalty) میں ایک پارٹ کیا۔ بعد ازاں (The Miracleman) میں لنگڑے
آدمی کا روپ بھرا۔ اس فلم کی تیاری کے زمانے میں چونکہ اس کو ایک پاؤں کے سہارے سے چلنا
پھرنا پڑتا۔ اور اپنے بہروپ کے کمال کی تکمیل کے لیے اصلی معنوں میں اپنے کو لنگڑا ثابت کرنیکی کوشش
کرتا۔ صحیح طور پر کچھ عرصہ کے لیے وہ لنگڑا ہو گیا۔ کیونکہ ایک بار ایک پاؤں سے چلتے چلتے گر پڑا۔ اور دوسری
ٹانگ سخت مضروب ہو گئی۔ لیکن فلم تیار ہوئے اور اس کے بہروپ کا کمال آسمان ترقی و شہرت پر پہونچا۔
(The "Black-bird") میں (جو کچھ عرصہ ہوا ہمیں اسکرین کیا گیا ہے) وہ ایک عیاری

لباس میں دو مختلف موقعوں میں "پردہ" پر آتا ہے - ایک صورت میں مُنّن کا کردار ہے اور دوسری میں ایک اوباش - اس بہروپ میں اسکی آنکھیں قابل دید کام کرتی ہیں - جن کے کمالات داد سے مستغنی ہیں "مُنّن کے کردار" کی حیثیت سے اسکی صاف اور بڑی بڑی آنکھوں میں محبت وصداقت کا سیلاب موجزن ہوتا ہے - کوئی تماشائی ایسا نہ ہوگا جو اسکی اس حالت کو دیکھکر بے تکلف ہدیہ عقیدت پیش کرنے پر آمادہ نہ ہو جائے - دوسری حالت میں معلوم ہوتا ہے کہ ایک مکار بدمعاش بدچلن ہے - جسکی نگاہ سے عیاری اور خود غرضی ٹپک رہی ہے، اور ہر [illegible] پر دیکھنے والے اس کے لئے نفرت وحقارت کے پتھر برسانے پر آمادہ ہیں -

یہ وہ کمالات ہیں جو شاذ ہی کسی کو نصیب ہوتے ہیں - اور دنیا میں اپنی نظیر آپ بن جاتے ہیں -

لیکن عام طور پر بھی ایکٹر کا پہلا فرض یہی ہے کہ بہروپ کو صرف "تبدیل ہیئت" نہ سمجھے - بلکہ کامل طور پر اپنی ذات کو وہی ذات تصور کرے - جس کے لباس میں "پردے" پر نمودار ہوا ہے اور اپنے اعمال افعال میں وہی کیفیت پیدا کرے، جو وقت وموقعہ کا تقاضا ہو - جس قدر اس میں کامیابی ہوتی جائیگی "ایکٹ" کی تکمیل ہوتی جائیگی -

غرض "بہروپ" کا کمال اہم فن ہے اور "پردے" کی کامیابی کا خاص ضامن - (ادبی نقاد)

کاربن! کاربن!! کاربن!!!

بائیسکوپ کے مشینوں یا آرک لیمپ کے لئے کاربن ہم سے خریدیئے! - ہمارے یہاں ہر قسم وہر سائز کا کاربن دیسی، ولایتی ہر وقت موجود رہتا ہے - قیمت بذریعہ کارڈ دریافت فرمائیے جس کا جواب فوراً دیا جائے گا - بازار کے مقابلہ میں ہمارا مال ارزاں اور نہایت عمدہ ہوتا ہے - ایک مرتبہ ضرور تشریف لائیے - اور نرخ و مال ملاحظہ فرمائیے!

ملنے کا پتہ :-

جے - ایل - ملک - نمبر ۱/۱/۹ - پٹواٹولی لین - کلکتہ

فلمی مناظر میں جنگی شعبدے

گذشتہ سے پیوستہ

کی سخت ضرورت ہے - بلکہ اکثر ایسا ہوتا ہے - کہ تمام ایسے منظروں میں جن میں کسی خاص دھاکہ یا چیز یا کسی ایکٹر کی تصویر لینی ہو - خواہ وہ "کلوز اپ" ہے - یا "لونگ شوٹ" اسی قسم کے دھواں کے پردے سے مدد لیجاتی ہے -

اکثر ہم پردہ رات یا دن کے خوشنما مناظر میں بادلوں کو مستانہ وار جھومتے ہوئے ادھر ادھر بھٹکتے دیکھتے ہیں - یہ بھی درحقیقت دھوئیں سے بنائے جاتے ہیں - غرضیکہ اسی طرح سے بالی ووڈ کی تقریباً تمام کمپنیاں ہر سال لاکھوں ڈالر ان شعبدوں پر خرچ کر دیتی ہیں - یہی وجہ ہے - کہ ہم اُن کے بنائے ہوئے فلموں میں مشرق کے سحر کارانہ قدرتی مناظر کی دلکش تصویریں رکھتے ہیں - ہم ان منظروں میں طلوع ماہتاب کی سفید اور ٹھنڈی روشنی کو سبزہ زار پر پھیلتے - اور غروب آفتاب کی فسوں سازی کا مشاہدہ کرتے ہیں - لیکن کبھی گمان میں بھی نہیں لاسکتے - کہ یہ تمام مناظر درحقیقت شعبدے ہیں اور ماہرانِ فن کی عقل و ذہانت نے ان کی نقاشی کی ہے؟

(۳) جنگل میں آتش افروزی

جنگل میں آگ لگانے - اور اس کی تصویر لینے کا کام سینما کی دنیا میں وسیع اور مقبول صنعت کی حیثیت اختیار کر چکا ہے - ہزاروں عظیم الشان درخت اپنی جگہ سے اکھیڑ کر مخصوص مقام پر نصب کر دیئے جاتے ہیں - جہاں کہ جنگل میں آگ لگنے کا خوفناک سین فلمنے والا ہوتا ہے - پھر اُن نصب شدہ درختوں کی جڑ میں خندق بنایا جاتا ہے - جو بظاہر معلوم نہیں ہوتا - اِن خندقوں میں رال اور خام تیل انڈیل دیتے ہیں - اور ان کے بالائی شاخوں پر دھواں پیدا کرنے والے بارود بچھا دیتے ہیں - کھائی کو پاٹ کر برابر کر دیا جاتا ہے - کہ اصلیت میں کوئی فرق نہ معلوم ہو - پھر شاخ پر کے بارود اور جڑ کے مسالوں میں آگ لگا دیتے ہیں - جس کی وجہ سے دونوں طرف سے دھواں پیدا ہونے لگتا ہے - تھوڑی ہی دیر میں پورا مصنوعی جنگل سیاہ اور گھنگھور دھوؤں سے بھر جاتا ہے - چونکہ اس میں آگ لگنے کا کوئی خدشہ نہیں ہوتا - اس لئے اس دھولا کی تاریکی میں ایکٹر آزادانہ پارٹ کرتے ہیں - تماشائیوں کو پردہ پر

یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ گویا اس لق و دق جنگل میں آگ لگ گئی ہے، اور اس میں ایکٹر اپنی جان جوکھم میں ڈالکر پارٹ کر رہا ہے۔

دُھواں اس قدر جلد بڑھتا ہے، کہ چند ہی منٹ میں زمین و آسمان کا درمیانی حصّہ نظروں سے پوشیدہ ہو جاتا ہے۔ اگر ماہر فن یا ڈیرکٹر چاہے۔ تو اس دُھواں میں آگ کی چنگاریاں بھی پیدا کر سکتا ہے۔ یہ صرف آتشگیر بارود کی وجہ سے ہو سکتا ہے جس سے دُھواں میں کمی ہونے لگتی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی شاخوں۔ اور جڑوں سے چنگاریاں پیدا ہونے لگتی ہیں یہانتک کہ تھوڑی دیر بعد پورا جنگل "آتشکدۂ ایران" نظر آنے لگتا ہے اور درخت کی شاخیں جل جل کر گرنے لگتی ہیں۔ ایسے مناظر کو ہم پردۂ نمائش پر دیکھکر اس کی اصلیت پہ شبہ بھی لاتے۔ بلکہ فلم سازوں کی محنت اور روپیہ کے خرچ کی تعریف کرتے ہیں۔ کہ فلم کو کامیاب بنانے کے لئے ان لوگوں نے پورے جنگل کو نذر آتش کر دینے سے بھی دریغ نہیں کیا۔ لیکن اس میں ہماری کمزوری ہے۔ کیونکہ ایسے مناظر اس ہوشیاری سے لئے جاتے ہیں۔ اور یہ تمام کارروائیاں اس حد تک احتیاط سے عمل میں لائی جاتی ہیں کہ کوئی ماہر جنگلات بھی اس کی اصلیت پر شک نہیں لا سکتا۔

(۴) میدان جنگ کی تیاری

لیکن میدان جنگ کے مناظر میں بارود میدان کی زمین کے نیچے بچھا دئے جاتے ہیں۔ جو وقت معینہ پر خود بخود پھٹ پڑتے ہیں۔ اس کی خاصیت بالکل جداگانہ ہوتی ہے۔ اس میں نہ آگ لگانے کی ضرورت پڑتی ہے۔ اور نہ اس سے اس قدر دُھواں پیدا ہوتا ہے جس قدر جنگل کے سین میں۔ اس قسم کے مناظر کی تیاری میں کارکنوں اور ایکٹروں کو بھی مہلک خطرات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ انجینیر اور اس کے متعلقین جب زمین میں بارود بچھاتے ہیں۔ منظر سازی کی تیاری کرتے ہیں۔ تو اُن کی جان اُس وقت اُس سپاہی کی جان کیطرح خطرہ میں ہوتی ہے۔ جو آتش فشاں گولوں کی ہلاکت خیزی کے سامنے بڑھنے والی فوج کے صفحۂ اول میں ہو اور جس کے دائیں بائیں سپاہی گولوں اور گولیوں سے مر مر کر گر رہے ہوں۔ اکثر ایسا ہوا ہے۔ کہ بارود بچھاتے وقت۔ یا اسی طرح کے آتشگیر مادّوں پر عمل کرتے ہوئے بارود پھٹ اور لوگ زخمی ہو گئے۔ یا بارود آلود غبار پڑ جانے سے آنکھیں خراب ہو گئیں۔

اب چند کمپنیوں نے اِن نقصانات اور ہلاکت خیزی کو محسوس کیا ہے۔ چنانچہ فوکس کمپنی کے

"ڈاٹ پرانس گوری" نامی جنگی فلم میں برقی قوت سے مدد لی گئی - بیلون - برقی تار بچھا دیئے گئے - جس کی مدد کو باؤنڈ کا مختلف استعمال کیا گیا - اس فلم کے جنگی مناظر کی تیاری میں ۶ ہزار بیٹری سے مدد لی گئی - بیک وقت اسٹوڈیو میں ایک "سوئچ" دبانے سے پورا خاموش میدان گولوں کے پھٹنے کے دھماکوں گولیوں کی بوچھار اور ان کے پھٹنے کی آواز سے گونج گیا - غرضیکہ ایک سکنڈ میں جنگ عظیم کا نقشہ ہماری آنکھوں کے سامنے کھنچ گیا -

باقی آئندہ — "طارق"

نوٹ :- آئندہ اشاعت میں اس مضمون کا آخری حصہ ملاحظہ فرمائیں - جو نہایت دلچسپ ہوگا :-

سپہرِ فلمستان میں مشاہیرِ علم!

(۱) سر رابندرا ناتھ ٹیگور جو اپنے افسانہ "تاپتی" میں ہیرو کا پارٹ کریں گے -

(۲) مس رومولا دیوی جو ایک عالی نسب تعلیم یافتہ خاتون ہیں اور جن کا ڈاکٹر ٹیگور سے قریبی رشتہ ہے - "فلمس آف فلش" میں مریم کا پارٹ کیا ہے - انکی ایک نہایت اچھی تصویر فلم ریویو کے گذشتہ نمبر میں چھپی ہے -

(۳) "دھیرن گنگولی" جو انگلستان میں مدت مدید تک رہ کر صنعتِ فلم سازی کی اعلیٰ تعلیم حاصل کر چکے ہیں - فی الحال "برٹش ڈومینین" میں مینیجنگ ڈائرکٹر ہیں -

(۴) مسٹر "پرتھوی راج کپور" بی - اے - امپیریل کمپنی میں ایکٹر ہیں -

(۵) مسٹر گارے خان بی - اے - ایل' ایل' بی - بمبئی کے مشہور ڈائرکٹر ہیں -

(۶) مسٹر ام - آر - کپور - بی' اے - شاردا کمپنی میں افسانہ نویس ہیں -

(۷) مس مونا کمینی راؤ - ام - اے - (آنرز) مشہور "ملکۂ فلمستان" ہیں -

(۸) مسٹر نندا جی - اے - "دلسینت سینا" (بنگلور اسٹوڈیو) میں کام ختم کر کے لاہور آ گئے ہیں - یہاں غالباً یونائیٹڈ پیرس میں کام کریں گے -

(۹) مسٹر اندو لال یاجنک بی' اے - ایل' ایل' بی ابھی کمپنی کے مینجنگ ڈائرکٹر ہیں -

(۱۰) مسٹر آر - ایل - شورے' فلمی حرفت میں ماہر ہیں - امریکہ اور انگلستان میں تعلیم پائی ہے - اس وقت پانیر فلم کمپنی لاہور" میں ہیں -

(۱۱) مسٹر بی' آر - اوبی رائچے - بی' اے - ایل' ایل' بی ایک فلمی جریدے کے مدیر اعلیٰ ہیں -

(۱۲) پی' ایم - لوہار - بی' ایس' سی (امریکہ) سوریش کمپنی میں فوٹوگرافر ہیں -

(۱۳) مسٹر ان - بی - وکیل بی' اے - ایل' ایل' بی - ریجنٹ کارپوریشن میں ڈائرکٹر ہیں -

(۱۴) مسٹر ڈاوے نے امریکہ میں تجربہ حاصل کیا - اور ستارا کمپنی میں افسانہ نویس ہیں -

(۱۵) مسٹر ڈلیاتی - ام' اے - بمبئی کمپنی کے ایک افسانہ نویس ہیں -

(۱۶) مسٹر کالی پرشاد - بی' اس' سی - انڈین سینما آرٹس میں ڈائرکٹر ہیں -

(۱۷) دیوان آتم آنند - نشتر بی' اے - ایم' آر - اے - ایس (لندن) زرینہ فلم کمپنی کے مینجنگ ڈائرکٹر ہیں -

(۱۸) مسٹر بھوانانی نے جرمنی میں تعلیم حاصل کی ہے "ولسینٹ سینما" کے ڈائرکٹر .... اس وقت بمبئی میں ہیں

(۱۹) مسز کملا دیوی چٹوپادھیا' ہندوستان خصوصاً بمبئی کی ایک ہردلعزیز لیڈر ہونے کے علاوہ بلبل ہند سروجنی نائیڈو کی بہن ہیں - موصوفہ نے ولسینٹ سینما میں پارٹ کیا ہے - آجکل سیر فرنگ ہیں -

(۲۰) مسٹر سسیر کمار بھادوری - ایم' اے - سابق پروفیسر (انگریزی) ودیا ساگر کالج کلکتہ اور مس کانکاوتی بی' اے - نے "پچارک" میں ہیرو اور ہیروئن کا پارٹ کیا ہے -"

REGD. NO. [illegible] 1904

Dec mber, 1930.] [Vol 1. No. 4.

THE FILM REVIEW

PREMIER ILLUSTRATED URDU MONTHLY JOURNAL.

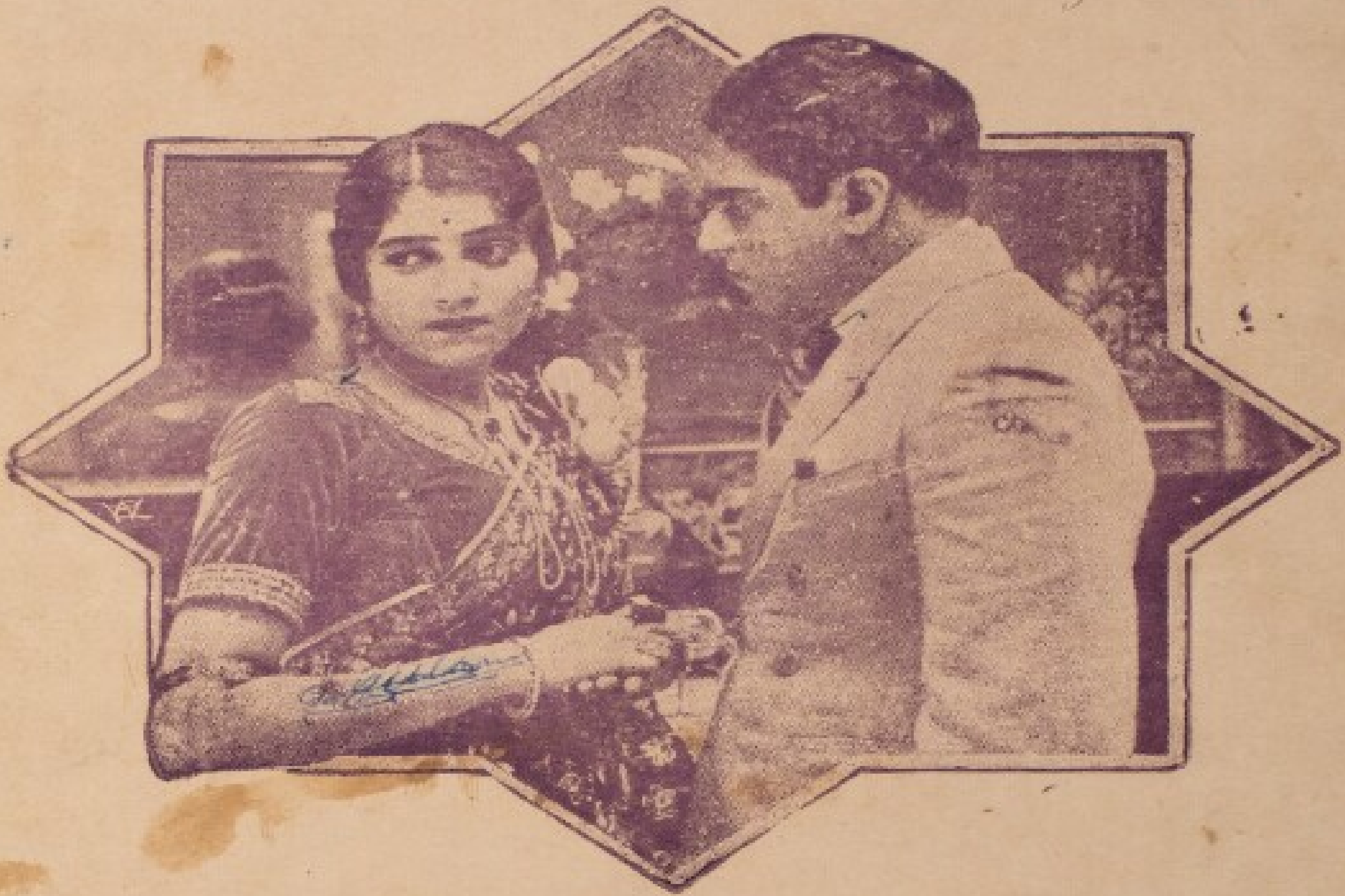

Editor—Y. K. TAURICK.
12/13, Patwar Bagan Lane,
CALCUTTA.

ANNUAL SUBSCRIPTION.

Inland	...	Rs. 2-8
Foreign	...	„ 5
Single Copy	...	As. 4